ما اتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتہوا
مترجمہ عالم باعمل مہاجر حرم مولانا مولوی محمد
و عالم باعمل مولانا مولوی عبد الجلیل صاحب
مجموعہ اردو
فتاوی العزیزیہ
العالم الاجل و فاضل الاکمل مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
محدث دہلوی نفعنا بعلومہ و کتابہ مستطاب
مطبع کنز العلوم حیدرآباد دکن
SALAR JUNG ESTATE LIBRARY

فہرست مضامین فتاوی عزیزی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رح

خاتمۃ الطبع

حمد خدائے جہان آفرین کہ مجموعہ ترجمہ فتاواے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح معہ چند رسائل کہ جناب ممدوح نے بجواب بعض سائل کے تحریر فرمائی ہیں بحسن انصرام وسعی مالاکلام حسب فرمائش جناب مولوی مراد خانصاحب پشاوری کی تاجر کتب مطبع کنز العلوم میں طبع ہوئی

۱۳ ؍ رمضان ۱۳۱۰

چند ضروری اور تاریخی حالات حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ ابن شیخ الاجل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی خاتم المفسرین و امام المحدثین جامع علوم ظاہری و باطنی تھے اور علم و حلم زہد ورع تقدس و تقوے تلقین و تدریس مین ایک بڑے ذی پایہ بزرگ تھے۔ سیکڑون بندگان خدا اور بہت سے اہل عرب و عجم حضرت کی شاگردی مین مقام فضیلت و کمال کو پہونچے اور آپکے شاگردون کے افضل ترین گروہ نے دور دراز ملکون مین پہونچکر باب علوم کو خلق اللہ کے روبرو کہولکر فیضیاب فرمایا۔ حضرت کی ولادت سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین ہوئی اور آپکا تاریخی نام مبارک غلام حلیم تھا۔ اپنے والد ماجد سے جمیع علوم نسبت باطنی پر دستگاہ حاصل کی بہرحال جناب ممدوح ایک بے نظیر یگانہ روزگار تھے جنکا ثانی ہندوستان کیا بلکہ اور ملکون مین بھی کم نظر آتا ہے۔ چنانچہ صاحب سیر الاخیار کا قول ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی والد ماجد مولانا مرحوم افضل ترین علماے عصر سے تھے معقول و منقول اور حقایق و معارف مین یکتاے روزگار تھے۔ مریدون کو تلقین اور علوم عقلی و نقلی کے سکہانے مین مشغول رہتے تھے اور ایسے محدث تھے کہ جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین [illegible]

متبرک شہرون مین سات سال رہکر احادیث کی سندین حاصل کین بعد ازان ہندوستان
مین آکر پرانی دہلی مین اقامت گزین ہوے - ایسے فیض آفاقی تھے کہ ملکون ملکون سے
فاضلون کے گروہ خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر سند احادیث حاصل کرتے تھے حضرت مولانا
شیخ عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوئی محدث ومفسر اور فقیہ حضرت مولانا شاہ
ولی اللہ صاحب کے ہمپایہ نہین گذرا آپکو صحاح ستہ ازبر تہا - اور صحیح اسناد سے
حدیثون کی روایت فرماتے تھے ۱۱۷۶ ہجری مین آپنے وصال فرمایا اور مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب قدس سرہ العزیز کا طریق سلوک ولی اللہی سے موسوم تہا جو نزدیک ترین راستہ
خداشناسی کا ہے چنانچہ آپکے والد ماجد رسالہ تفہیمات الٰہیہ مین فرماتے ہین -

تد من اللہ سبحانہ علی وعلی اہل زمانی بان اعطی طریقا من السلوک ہی اقرب
الطرق وہی مرکبۃ من خمس اقترابات اعنی الایمان الحقیقی وقرب النوافل
وقرب الوجوب وقرب الفرایض وقرب الملکوت وجعل ہذہ الطریقۃ غایۃ من
ارادہا اتاہ اللہ تعالیٰ وفہمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ہذہ
الطریقۃ واوصلناک ذروۃ منا مہا وسددنا طرق الوصول الی حقیقۃ
کلہا الیوم غیر طریقۃ واحدۃ وہو محبتک والانقیاد لک فالسماء لیس علی من
ماذا لک السماء ولیست الارض علیہ بارض فاہل المغرب واہل المشرق کلہم رعیتک
وانت سلطانہم علموا اولم یعلموا فان علموا (ترجمہ) البتہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجہپر
اور میرے زمانہ کے لوگون پر بہت بڑا احسان کیا - کیونکہ مجہکو وہ طریقہ سلوک عطا فرمایا جو دوسرے
طریقون سے بہت نزدیک ہے اور پانچ فضیلتون سے مرکب ہے - اول ایمان حقیقی - دوم قرب نوافل
سوم قرب وجوب - چہارم قرب فرائض - پنجم قرب ملائکہ - جو شخص اس طریقہ کے
حصول کا ارادہ کریگا خداوند کریم اوسکو ضرور عطا فرمائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجہکو الہام فرمایا
کہ ہمنے تجہکو اس طریقہ کا امام مقرر اور تجہکو آسمانون کی بلندی پہ پہونچا دیا اور آج سے

کل طریق حصول قرب حقیقت بجز اس طریقہ کے بند کردئے گئے اور وہ طریقہ صرف تیری محبت
اور اتباع کا ہی بس جو شخص کہ تجہہ سے دشمنی رکہیگا اس سے برکتین آسمان و زمین
کی مسدود کردی گئین - یعنی تیرے دشمن جمیع برکات حسنہ سے محروم کردئے گئے
وغیرہ وغیرہ

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کا نسب

جو تیسوین واسطے سے سلسلہ نسب آپکا حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ تک
ان اسناد سے ختم ہوتا ہی عبد العزیز بن ولی اللہ بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین
شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قواذن
بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدہا بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین
بن شمس الدین المفتی عرف قاضی پیران بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابو الفتح ملک بن عمر الحاکم
الملک بن قارون بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہمایون بن قریش بن
سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اجمعین جیسا کہ قرۃ العین
میں درج ہے - مولانا صاحب مرحوم حقیقت مین مرجع علما و مشائخین سے تہے تمام علوم متداولہ
وغیرہ متداولہ و فنون عقلیہ و نقلیہ مین مہارت تامہ رکہتے تہے اور کرامت تحفظ علم تعبیر رویا وعلم
الشمائل و نجوم تحقیقات نفائس علوم مذاکرہ مباحثہ وغیرہ مین ممتاز تہے اور مخالف و موافق
دونون آپکو اچہا جانتے تہے چنانچہ آپکی تعریف مین تمامی علما و فضلا و مشائخین و فقرا و سلاطین
و امرا شیعہ و سنی سب کے زبان ناطقہ لال تہے جو دلیل کہ مولانا صاحب پیش کرتے تہے وہ
نہایت ساطع و قاطع ہوتے تہے - آپکی تفسیر عزیزی جو سورہ بقرہ اور اخیر دو جزو قرآن
شریف کی تفسیر ہے - نہایت مجرب و مقبول خلائق ہے اور کسی علماے سلف نے بہی ایسی عمدہ
تفسیر نہین لکہی - اور رسالہ تحفہ اثنا عشری اہل شیعہ کے عقاید مین ایسی خوب رد و تحقیق و تفصیل
سے لکہا ہے کہ علماء شیعہ لاجواب بلکہ آپ کے معتقد اور مرید ہوگئے آپ نے تمام عمر تدریس

اور افتا اور فصل خصومات و وعظ و ترغیب اور شاگردون کی تکمیل علم مین بسر فرمائی۔ باطنی کمال کی وجہ سے ظاہری جاہ و عزت بھی حاصل ہوئی ہندوستان کی وسیع سلطنت مین علم و عمل کی حکومت حضرت مولانا صاحب موصوف اور اون کے بھائیون پر ختم ہوگئی ہند کیا بلکہ مختلف ولایتون کی سرزمین مین بھی ایسا کوئی عالم نظر نہین آتا کہ جو سند تلمذ و فیض ظاہری و باطنی آپکے خاندان سے رکھتا ہو۔ بلکہ اس خاندان کے استفادہ ظاہری و باطنی کو لوگ فخر جانتے تھے۔ صاحب اتحاف کا قول ہے کہ آپکا خاندان گویا خاص علم حدیث و فقہ کا خاندان ہے۔ اس علم شریف کی خدمت جیسا کہ اس برگزیدہ خاندان نے کی دنیا کے طبقہ مین بہت کم خاندان ایسی فضیلتون سے بہرہ مند ہین۔ حدیث نبوی کا تخم عمل خصوص آپکے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اس سرزمین پر بویا اور مولانا صاحب نے اوسمین پھل دینے لگا نے الخ۔ آپکے نامی و گرامی شاگردون مین حسب ذیل علماء و محدثین کرام ہین۔

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے بھائے و شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی آپکے نواسہ و مفتی صدر الدین صاحب دہلوی و مولانا رشید الدین خانصاحب دہلوی و حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب و مولانا فضل حق خیرآبادی و مولوی مخصوص اللہ صاحب پسر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب و مولوی عبد الحی صاحب آپکے داماد و مولوی کریم اللہ صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید آپکے حقیقی بھتیجے۔ و مولانا میر محبوب علی صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی عبد الخالق صاحب ایسے جملہ اکابران دہلی۔ اور مفتی الٰہی بخش صاحب کاندہوی و مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی و مولانا حسن علی لکھنوی و مولانا حسین احمد صاحب ملیح آبادی اور دوسرے بزرگ جنکے اسماے پاک اسوقت ذہن مین نہین ہین بہرحال ہر ایکو علم و فضل کے بلند آسمانون کے ماہ و مہر کہنا زیبا ہے کیونکہ ایک عالم ان کے لمعات فیض اور برکات صحبت سے منور و مستفیض ہے اب جہان مین جسقدر بڑے بڑے علماء و فضلاء و فقیہ و محدثین نظر آتے ہین وہ سب مولانا صاحب کے خوان کمالات ظاہری و باطنی کے زلہ ربا ہین۔

ذکر کمالات مولانا موصوف قدس سرہ العزیز

آپ صاحب کرامات تھے اور اکثر کرامتیں مشہور کتاب (کمالات عزیزی) مین زبان اوردو لکھی ہین اوس مین سے اور دوسرے کتابون مین سے چند کرامتین منتخب کرکے اس موقع مین تبرکاً و تیمناً لکھی جاتی ہین ستّرہ سال کی عمر مین آپ کے سر سے سایۂ پدری اوٹھہ گیا۔ ایک مرتبہ اس خاندان کے چند شاگرد علمار قصبہ پہلت سے دہلی آرہے تھے راستہ مین باہم علمی مباحثہ کیتے تھے ایک ہندو گاڑیبان ان سب سے ایک سوال کرکے شافی جواب چاہنے لگا سب کے سب لاجواب ہوئے کیونکہ اوسکی سمجھہ کے موافق انکے پاس کوئی جواب نتھا ناچار جواب دیا کہ اچھا ہم دہلی چلتے مین مولوی صاحب سے پوچھکر تمکو جواب دینگے چنانچہ جب یہ لوگ دہلی پہونچے تو مولانا صاحب نے گاڑیبان کو بلاکر پوچھا کہ تمہارا کیا سوال ہے اوسنے کہا مین یہہ پوچھتا ہون کہ خدا ہندو ہے یا مسلمان آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر خدا ہندو ہوتا تو گاۓ ذبح کرنے کا سلسلہ کیون ہوتا یہہ جواب شافی اوسکو ایسا اچھا معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہوگیا۔

(۱) ایک پادری دہلی مین مباحثہ کے لئے آیا مسٹر منٹگمری بہادر ایجنٹ نے پادری سے کہا کہ مباحثہ کی شرط یہہ ہے جو ہارے دو ہزار روپیہ نقد ادا کرے اگر مولوی صاحب ہارینگے تو اون کی طرف سے مین دونگا کیونکہ وہ فقیر ہین پادری یہہ شرط قبول کرکے مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ مین لینے اس سوال کا جواب کہ آپکے پیغمبر حبیب خدا ہین تو وقت شہادت امام حسین کیون جناب باری سے فریاد نہ کی حالانکہ حبیب محبوب ہوتا ہے ضرور اونکی دعا مقبول ہوتی ،، عقلی چاہتا ہون نہ نقلی آپ نے جواب دیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالے سے حسب فریاد کی تو غیب سے آواز ہی کہ البتہ قوم نے تمہارے نواسہ پر ظلم وستم کیا اور شہید کیا لیکن کیا کرون اسوقت فرزند عیسے کے صلیب پر چڑہنے کا رنج تازہ ہوگیا پس اسی سبب سے ہمارے پیغمبر خاموش ہو رہے اس الزامی جواب سے پادری لاجواب ہوگیا اور دو ہزار روپیہ ایجنٹ کے سامنے رکہدیئے ۔

(۲) مولانا ممدوح کو باوجود عبور علم حدیث و قرآن کے معقول مین بہی دستگاہ کامل تہی چنانچہ ایک روز مولوی مدن معقولی اپنے وطن سے بقصد مباحثہ مدرسہ مین آئے مولانا صاحب نے فرش پر بیٹہنے کا اشارہ کیا اونہون نے کہا مین فرش پر تو ہرگز نہ بیٹہونگا مولانا ممدوح کے حسب الارشاد نوکر نواڑکا پلنگ مولوی مدن کے لئے لائے سوزنی اور تکیہ سے آراستہ کرکے انکو اسپر بٹہلایا مولوی مدن نے بعد اظہار اشتیاق ملاقات علم معقول مین گفتگو کرنے کا ارادہ کیا مولانا ممدوح نے فرمایا کہ یہ بحث مولوی رفیع الدین صاحب کے سامنے پیش کیجئے ۔ مجہی معاف فرمایئے کیونکہ فقیر سوائے قال اللہ اور قال الرسول کے دوسرے باتون مین گفتگو کرنا اچہا نہین جانتا مگر اونہون نے نہ مانا ایک مشکل سوال پیش ہی کردیا آخر مولانا صاحب نے اس خوبی و خوش اسلوبی سے جواب دیا کہ مولوی مدن پلنگ پر سے اوٹہکر فرش پر کہڑے ہوگئے اور کہنے لگے ،، عاقبت مدن کی خراب ہوئی ،، ہرچند مولانا ممدوح نے پلنگ پر بیٹہنے کے لئے اصرار فرمایا لیکن وہ نہ بیٹہے اور بہت معذرت کی اور کہا کہ میری لیاقت آپ کے جوتیون کے برابر بہی نہین ہے خدا کے لئے قصور معاف فرمایئے مین نے سخت بے ادبی کی ہے قصہ مختصر بعد عفو تقصیر پہر مولوی مدن فرش پر بیٹہے ۔

(۳) مجلس عشرۂ محرم مین (مولانا ممدوح کی درس گاہ مین ہزارہا آدمی جمع ہوئے تہے جنمین شیعہ بہی ہوتے تہی ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت امام حسین اور

یزید کی لڑائی کے وقت اللہ تعالی کہان تھا آپنے فرمایا کہ میزان عدل کے پاس کہ صبر امامؑ اوس نافرجام بد عالب آیا ۔

(۴) ایک روز صاحب رزیڈنٹ دہلی آپکے ملاقات کے لئے آئے اور اثنائے تذکرہ مین ایک سوال پیش کر کے کہا کوئی شخص اسکا جواب نہین دیتا کہ ایک مسافر راستہ بہولے ہوئی نے دیکھا ایک شخص سویا ہوا ہے دوسرا بیٹھا ہوا یہہ جانتا ہے کہ مین کس سے راستہ پوچھون آپنے جواب دیا کہ راستہ تو راستہ چلنے والون کے لئے ہے نہ کہ بیٹھنے والون کے لئے اور یہہ بیٹھا ہو شخص بھی اسی انتظار مین ہے کہ سویا ہوا آدمی کب اوٹھے اور کب اوس سے وہ راستہ معلوم کر کے اپنی منزل پر پہونچے پس اس تیسرے شخص کو بھی چاہئے کہ بیٹھ جائے والا اوسی بیٹھنے والے کے ساتھہ جاوے ۔

(۵) ایک صاحب شیعہ ملازم انگریزی آپکے خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا قبلہ بندگی مولانا صاحب نے پوچھا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے داڑہی تھی ۔ کہا بیشک تھی ۔ پھر آپ نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے کہا شیعہ علی مولانا صاحب نے فرمایا کہ تمہارے داڑہی نہین ہے اور میرے ہے اوسنے کہا مین دنیا دار ہون پھر آپنے فرمایا کہ حضرت علی کیا زمانے دار حجامت بنواتے تھے اور دانتون مین مسی اور ہاتھہ پیرون مین مہندی لگاتے تھے یا چھلہ اونگوٹی پہنتے تھے اوسنے عذر کیا کہ میں خطا دار ہون اور سنی ہونا چاہتا ہون لیکن چار شک ہین مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالی کے مقرب فرشتہ چار ہین ۔ اور اصحاب جلیل القدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی چار ہین خمیر انسان کا بھی خاک و آب و آتش و باد چار ہے چیزون سے ہے جسکو اربعہ عناصر کہتے ہین غرض کہ مولانا صاحب نے اکثر مثالین ایسے ہی فرمائین چنانچہ آپکے توجہ سے اوسکی توبہ کی اور سنی ہو گیا

(٦) ایک روز بخشی محمود خان رئیس شاہجہان آباد نے خالی کاغذ کا رقعہ آپکے خدمت
مین بہیجا آپنے اوسی رقعہ کی پشت پر یہہ شعر جوابا لکہکر واپس کر دیا تمام حاضرین مجلس
پڑہکر نہایت محظوظ ہوئے۔ شعر

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را ✿ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

(٧) ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ انسان ناچ گانے کی محفل مین تمام تمام رات
بخلاف عبادت کے جاگتا ہے اور بالکل غنودگی اور نیند کا غلبہ نہین ہوتا آپنے کہا معہود
مثال فرمائے کہ ناچ گانا مثل بستر خار کے ہے کہ اوسکی تکلیف سے نیند نہین آتی اور
عبادت پہولون کے بستر کے مانند ہے کہ اوسکی لطافت سے روح تازہ ہوتی ہے دماغ
معطر طبیعت کو سکون ہوتا ہے اسلئے نیند آجاتی ہے۔

(٨) ایک شخص ملازم شاہی آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ والد مرحوم
کی تنخواہ ایک سو تیس روپیہ تہی اور میرے فقط تیس یہہ خرچ اخراجات کو کافی نہین ہوتا
مین سخت حیران ہون کیا کرون۔ فرمایا کہ جنوب کے طرف جاؤ چودہ منزلون کے بعد
مسلمانونکا شہر آئیگا وہان قیام کرنا اگر دو تین فاقہ بہی ہون تو صبر کرنا انشاء اللہ
تعالی اپنے مراد پاؤگے۔ وہ بموجب ارشاد دو شخصونکے ساتہہ گہوڑے پر سوار
ہو جنوب کی طرف چلا چودہ منزل پر شہر ٹونک دار الریاست نواب امیر خان صاحب
مین پہونچکر اوترا مسجد مین نواب صاحب سے بہی ملاقات ہوئی لیکن اوس سے
کوئی کیفیت اونہون نے نہین پوچہی اسی حالت مین تلکو دو فاقون کی نوبت پہونچی
ایک روز نواب ارکان دولت سے مشورہ کرنے لگا کہ انگریزون سے کیونکر
معاملہ کرنا چاہئے سب نے لڑائی کی رائے دی لیکن نواب صاحب کو خیال آیا کہ
سوار مسجد مین ٹہرا ہے اوس سے ہو تو بلاکر رائے لین غرض کہ اوسکو بلالیا اور رائے لی اوسکی
مناسب رائے کو سب نے پسند کیا اور بڑے عزت کی یہان تک کہ اونٹ و ہاتہی

وغیرہ سامان خلعت دیگر پانسو روپیہ ماہوار مقرر کی اور صلح کے لئے جنرل اختر لونی کے پاس دہلی بھیجا چنانچہ وہ شخص اول مولانا صاحب کے خدمت مین حاضر ہوا اور بہت معتقد ہوا چند اشرفی نذر پکڑین اور عرض کیا جیسا کہ آپنے اپنے کشف سے فرمایا وہی ہوا آپنے فرمایا مینے کشف سے نہین کہا تھا بلکہ سیاق کلام مجید سے کہا تہا۔

(۹) ایک شخص نے حاضر ہوکر اپنا خواب عرض کیا کہ مین نے دیکھا کہ کہلی تیل پیتی ہے۔ چونکہ آپکو تعبیر خواب مین بڑی مہارت تہی فرمایا کہ تمہاری بی بی درحقیقت تمہاری مان ہے اسکو تحقیق کرو اس شخص نے بڑا تعجب کیا آخر بعد تحقیق معلوم ہوا کہ مولانا ممدوح کا فرمانا نہایت درست تہا اوسکی وجہ یہہ تہی کہ شخص اپنی مان سے شیر خوارگی کے زمانہ مین اتفاقاً جدا ہو گیا یہان تک کہ وہ جوان ہوا اور ایک زمانہ کے بعد اوس سے نکاح کیا۔

(۱۰) ایک شخص نے آکر عرض کیا آج کے رات مینے خواب دیکھا ہے کہ دو کتے میری بی بی سے مباشرت کر رہے ہین اس سے مین سخت حیران اور متفکر ہون آپنے فرمایا کہ کوئی فکر و اندیشہ کا مقام نہین تمہاری بی بی شاید اندام نہانی کے بال قینچی سے کرتی ہے اوسکو منع کرنا چاہیئے چنانچہ وہ اپنے گھر آیا اور مولانا صاحب کے ارشاد کو صحیح پایا۔

(۱۱) ایک شخص پریشان حال اور رنجیدہ آپکی خدمت مین حاضر ہو کر اپنا خواب عرض کیا کہ آجکی رات مین نے خواب دیکھا کہ اپنے مان سے ہم بستری کر رہا ہون جس وقت سے یہہ خواب دیکھا زندہ درگور ہون ہر چند فکر و غور کرتا ہون لیکن اس خواب کا ماجرا سمجھ مین نہین آتا آپنے فرمایا کہ اپنی بی بی سے پوچھو شاید اوس سے یہہ حرکت ہوئی ہو کہ کلام مجید کسی کے پاس رہن رکھا ہو رہن سے چھڑا کر توبہ کرنا چاہیئے اور آئندہ

(۱۲) ایک شخص حاضر ہوا اور خواب کا ماجرا بیان کیا کہ ایک ہتاب مثل ہلال یورپ سے نمودار ہو کر بیچون بیچ آسمان پر گیا اور درمیان سے دو ٹکڑے ہو کر مثل دو ہلال کے پھر یورپ کے طرف نہایت تیزی سے چلا گیا امید کہ آپ اسکی تعبیر سے آگاہ فرمائیں آپنے ارشاد فرمایا کہ تمہاری بی بی کو جن مہینہ کا حمل تھا آج پچھلی رات کو گر پڑا یہ چونکہ تکلیمون کی رات میں وہ عورت بانجھ تھی اسلئے اسکی سخت تعجب ہوا اسی حالت پریشانی میں یہہ شخص اپنے گھر آیا اور وضع حمل کا حال دریافت کیا تو موافق ارشاد مولانا صاحب صحیح پایا۔

(۱۳) مولانا صاحب عالم خواب میں خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشرف بہ بیعت ہوئے ہیں اور عجیب عجیب نکات واسرار سے فائدہ اوٹھایا چنانچہ آپنے اپنے خواب کی تشریح ایک مکتوب میں لکھی ہے فرماتے ہیں کہ ساتہ سال گذرے ستائیسویں رجب کی شب تھا کہ یہہ رات اکثر روایت سے شب معراج ثابت ہے میں نے خواب دیکھا کہ ایک فرش سفید براق بچھا ہوا ہے اور اوسپر بہت سے لوگ مقدس و نورانی عمدہ عمدہ لباس پہنے ہوے منتظر تشریف آوری جناب حضرت امیر علیہ السلام بیٹھے ہیں میں بھی یہہ حال معلوم کرکے وہان بیٹھ گیا دفعتا جناب امیر علیہ السلام قبلہ کے طرف سے دکھلائی دئے اور اوسی فرش کیطرف رخ فرمایا سب کے سب تعظیم کیلئے لب فرش اٹھہ کھڑے ہوئے میں کثرت ہجوم سے لب فرش تک نہ پہونچ سکا و لیکن بیچ فرش پر منتظر کھڑا رہا جناب امیر تشریف لائے اور صفون کی تفریق فرما کر میرے پاس چار زانو بیٹھ گئے میں بھی مودب دو زانو سامنے بیٹھ گیا آپنے مجھ پر بہت الطاف فرمایا سوائے میرے کسی شخص سے کلام نہیں ؛ سو وقت کو غنیمت جانا اور چند باتیں اوسوقت ذہن میں تھیں

باصواب مجھکو عطا ہوا ۔ جناب امیر سے پہلا کلام یہی فرمایا کہ مین نے سنا ہے
ایک شخص نے پشتو زبان مین ایک کتاب تصنیف کی ہے جسمین کسیقدر میرے تحفہ
سے ہے اوس سے تمکو اطلاع ہے مین نے عرض کیا کہ بندہ زبان پشتو نہین جانتا
تو اوس سے کیونکر مطلع ہوتا البتہ موافق ارشاد حضور تحقیق کرونگا ۔ اسکے بعد
مین نے عرض کیا کہ مذہب فقہا مین سے جناب کو کونسا پسند ہے ۔ آپنے فرمایا
کہ کوئی ہمکو پسند نہین ہے اور نہ کوئی ہمارے طریق پر ہے افراط تفریط لوگ
عمل مین لاتے ہین پھر مین نے عرض کیا کہ اولیا اللہ کے طریقون مین سے کونسا
طریقہ عالیجناب کو پسند ہے ارشاد فرمایا کہ وہی جواب اسکا بہی ہے جو پہلی بات
کا تہا سب طریقون مین ہمارے طریقہ اور مرضی کے خلاف نئی نئی باتین ایجاد کرکے
ہمین پر منسوب رکہتے ہین دیکھو ہمارے زمانہ مین تین شغل خدا کے تقرب کے نہایت
مفید معمول ومروج تہے ایک تو ذکر دوسرا تلاوت قرآن شریف تیسرا نماز ان لوگون
نے فقط ذکر کو تو شغل مقرر کر لیا اور تلاوت قرآن ونماز کو شغل سے خارج کر دیا ۔
اسکے بعد مین نے عرض کیا کہ تلاوت قرآن ونماز کیونکر شغل مین شمار کرنا چاہیے
لیکن تلاوت قرآن ونماز کو پہر جناب نے طریق شغل قرار فرمایا اور ایک ایسی بات
زبان مبارک سے فرمائے جس سے ایک تاثیر باطنی ہوئی اور ایسا تغیر ہوا جسکی مین
تعریف نہین کرسکتا اوسوقت سے اوس حالت کو اپنے دل مین ویسی ہی پاتا ہون
مین نے عرض کیا کہ ہرچند بحمد اللہ مجھکو بہت سے سلسلون سے عالیجناب سے توسل
ہے لیکن میری آرزو ہے کہ بلا واسطہ بہی بیعت سے مشرف ہون چنانچہ آپنے
دست مبارک بڑہا کر [illegible] اور بیعت فرمائے اوسوقت میرے دل مین ایکی
توجہ کا ایک [illegible] مین نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ خصوصاً قریشیان
نے آپ [illegible] کے حق مین کیا حکم ہے اوسکی حقیقت بتا [illegible]

یون ارشاد فرماے مین اون سے ہدایت برادرانہ رکہتا ہون ہمارے اون کے مشکل میری تھی جسکی نا سمجھہ لوگون نے اسقدر بڑہایا کہ دور تک لیگئے۔ پہر مین نے عرض کیا کہ فلان جماعت اپنے آپ کو سید اور جناب کی اولاد بتلاتی ہے آپنے فرمایا کہ وہ جماعت میری اولاد نہین ہے وہ جہوٹ کہتے ہین اسکے بعد دفعتاً غائب ہوگئے جدہر سے تشریف لاے تھے اوسطرف جلدی جلدی تشریف لیگئے جو لوگ کہ منتظر تھے میں اس خیال مین کہڑے ہوگئے کہ کاش یہہ اچھی صحبت کیقدر اور رہتی۔

(۱۴) ایک روز حدیث مین مولانا صاحب کا وعظ تہا کہ ایک شخص آیا مولانا صاحب نے اوسکو کلمہ کی اونگلی سے بیٹھہ کے پیچھے اشارہ کیا بعد ختم وعظ اوس نے عرض کیا کہ مین نے خواب دیکھا ہے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات رونق افروز ہین اور جناب روبرو حضور وعظ حدیث شریف فرما رہے ہین اتفاقاً کمترین بہی حاضر ہوا جیسا اسوقت آپنے کلمہ کی اونگلی سے اشارہ فرمایا ایسا ہی اوسوقت بہی فرمایا اس سبب سے حیران ہون خدا کے لئے اسکی وجہ سے مطلع فرمایئے۔ آپنے فرمایا تمہارے منھہ سے حقہ کی بو آتی ہے اور یہہ بو حضور مین باعث ناپسندیدگی ہی اس سبب سے بیٹھہ کے پیچھے تمکو اشارہ ہوا۔

(۱۵) پہلا سال تہا کہ مولانا ختم قرآن شریف تراویح مین کرتے تھے کہ اتفاقاً ایک آدمی زرہ بکتر سے آراستہ علم ہاتھہ مین لئے ہوے ختم تراویح کے بعد آیا اور کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس جگہ تشریف رکہتے ہین سب لوگ متحیر ہوئے اور اوسکے پاس آئے نام پوچھا اونہون نے اپنا نام ابوہریرہ بتلایا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ آج عبد العزیز کا ختم قرآن ہے ہم وہان تشریف لیجائینگے اور مجہکو دوسری جگہہ ایک کام کو

اس سبب سے دیر

یہ کہکر وہ غائب ہو گئے ۔

(۱۶) مولانا صاحب نماز جمعہ کے لئے جب مسجد جاتے تو عمامہ انکھون تک باندھتے
تھے ایک شخص فصیح الدین نامی جو اکثر مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر رہتا تھا
اوس نے ایک روز اسکا سبب پوچھا مولانا صاحب نے اپنی ٹوپی اوسکے سر پر
رکھی وہ دفعتاً بیہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو آپنے پوچھا کیا دیکھا کہا جامع مسجد
مین تین آدمی [illegible] انسانی صورت پر [illegible] باقی کوئی تو
ریچھ کی شکل کوئی [illegible] کوئی [illegible] اس واقعہ سے میرے جسم پر
لرزہ پڑ گیا اور بیہوش ہو گیا آپنے فرمایا [illegible] یہی سبب تھا ۔

(۱۷) مولانا صاحب ہفتہ بھر مین دو بار وعظ فرماتے تھے کثرت سے آدمی عالم
اور عالم آتے تھے لیکن آپکے فیض سے عوام کو بھی [illegible] کے اعلیٰ آتا تھا
اور آپ کی آواز ہر دور و نزدیک بیٹھے والے تک [illegible] یکسان پہونچتے تھے ۔

(۱۸) ایکمرتبہ آپ بیمار ہوے چند روز کھانا بھی نہین کھا مرض مین شدت تھی
کہ وعظ کا دن آگیا فرمایا اگر مجھکو دو آدمی تھامے رہین اور اتنا سہارا دین مین مدد
ہو جائین چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ بدستور وعظ فرماتے رہے آیہ [illegible]
ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل کا وعظ فرما رہے تھے [illegible]
تمام اسباب کے حصہ بموجب آیہ شریفہ کے جسکے [illegible] سو روپے اور [illegible]
سکے فرمائے اور یہ مشہور شعر ،، من نیز حاضر میشوم تصویر جانان در بغل ،، کو
من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل ،، الحمد اور مصرع [illegible]
اپنے طور پر پڑھے پھر فرمایا کہ میرا کفن ململ میرے زندگی کے [illegible] کے ہو
چنانچہ ہمیشہ آپکا پیراہن اوڑھنا اور پایجامہ گاڑھے کا ہوتا تھا ۔ پھر فرمایا کہ جنازہ
کی نماز شہر کے باہر پڑھی جاوے اور [illegible] جنازہ کے ساتھ [illegible]

رو یا جاے چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد حسب ارشاد سب نے اسیطرح پر
عمل کیا آپکے جنازہ کی نماز پچپن بار پڑھنے کی نوبت آئی جوق جوق آدمی آتے
تھے اور نماز پڑھتے تھے آپکی وفات کا تاریخ نام عالم کو تھا کوئی شخص الیسا نہ تھا
جسکو آپکے انتقال کا رنج نہو آپکا مزار مبارک دہلی مین ترکمان دروازہ کے
باہر متصل مزار شریف والد ماجد نور اللہ مرقدہ ترتیب سے ہے آپکی وفات
صحیح قولون سے ۱۲۳۹ ہجری مین ہونا پایا جاتا ہے

تاریخ وفات اسرار سبحانی فخر اولاد حضرت مجدد
الف ثانی مولانا شاہ روشن احمد صاحب نقشبندی مجددی
احمدی نے فارسی مین یون لکھی ہے

شاہ عبد العزیز فخر جہان
صبح یکشنبہ بست ہیں شوال
سنہ ہجری چو جستم از ہاتف
سال فوتش ز ہر عدد پیدا است
خواہی از ہر عدد کہ تاریخش
یک بیفزا و ضرب کن در دہ
در عدد ... نسبت چار باشد را
پس بہ نقصان یک عدد دریاب

عالم علم آیت قرآن
از بدن گشتہ روح او پران
گفت اے نکتہ سنج قاعدہ دان
از احد تا الوف زین عنوان
اولاً چار چند کن پس ازان
پس بکن طرح نسبت نسبت ایجان
ضرب فرما تو اے فہیم جہان
فوت آن مفخر زمین و زمان

تاریخ حکیم مومن خانصاحب دہلوی اردو زبان مین عجب
وغریب کہی ہے ملاحظہ فرمائی جاے

انتخاب نسخہ دین مولوی عبد العزیز
بعدیل و بے نظیر و بیمثال و بے بیمثل

جانب ملک عدم تشریف فرما یون ہوئے
ہم ستم اے چرخ تو کسکو یہان سے لیگیا
جب اوٹھا ہی نقش ایک عالم تہ و بالا ہوا
ہر کس و ناکس یہ تہا صدمہ کیا جسوقت دفن
مجلس درد آفرین تعزیت مین مین یہی تہا
دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہوگئے

آگیا تہا کیا کہین مردون کے ایمان مین خلل
کیا کیا یہہ ظلم تو نے بیکسون پر اے اجل
لوٹتا تہا خاک پر ہر قدسی گردون محل
ڈالتا تہا خاک سر پر ہر عزیز و مبتذل
جب پڑہی تاریخ مومن نے یہہ آکر بیبدل
فخر دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

۱۲۳۹ ہجری

مختصر حالات شاہ صاحب کے صاحبزادیون اور بہائیون اور پوتونکا

حضرت کی اولاد مین سے سوائے لڑکیون کے کوئی لڑکا نہین پیدا ہوا اور وہ لڑکیان بہی آپ کے سامنے ہی سب مرگئین آپکے بڑی صاحبزادی کا نکاح عیسیٰ صاحب[1] سے ہوا۔ اور منجلی صاحبزادی کا نکاح شیخ محمد افضل صاحب ابن شیخ احمد ابن شاہ اسمٰعیل ابن شیخ منصور ابن احمد ابن محمود سے ہوا جنسے مولانا محمد اسحٰق[2] و مولوی محمد یعقوب پیدا ہوئے۔ اور چہوٹے صاحبزادی مولوی عبدالحی صاحب سے منسوب ہوئین۔ بعد مولانا صاحب آپکے تینون بہائی قایم مقام ہوئے اور مشغلہ درس و تدریس کا جاری رکہا جنکے نام یہہ ہین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب[3]

---

۱ یہہ صاحب بڑے صاحبزادے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے تہے۔
۲ آپکا نسب نامہ شاہ ولی اللہ صاحب تک پہونچتا ہے۔
۳ آپ ۱۰ ذیحجہ سنہ ۱۱۹۷ مین پیدا ہوئے۔
۴ آپ ۲۸ ذیحجہ سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین پیدا ہوئے
۵ مولوی مجتبیٰ صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی عیسیٰ صاحب و مولوی حسن خان صاحب [illegible] صاحبزادی تہین آپکا انتقال [illegible]

ان کے بعد درس تدریس کا سلسلہ حضرت مولانا محمد اسحق صاحب مہاجر رحمہ اللہ علیہ نے جاری رکہا چند دنون کے بعد مع قبائل بہمراہی مولوی محمد یعقوب صاحب برادر خورد بہ نیت ہجرت قصد مکہ معظمہ کا فرمایا چنانچہ تمام علما و روسا نیز حضرت ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ درگاہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تک مولانا صاحب کے ساتہہ ساتہہ جاکر رخصت کیا تمام دہلی کے لوگون کو آپکی مفارقت کا صدمہ بے انتہا تہا ہر چہوٹا و بڑا آپ کے جانے سے غمگین وملول تہا۔

آپ مکہ معظمہ مین چہہ سال کامل درس تدریس مین مشغول رہے اور ۲۵ رجب ۱۲۶۲ھ کو قریب طلوع صبح اس دار فانی سے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور آپ کے چہوٹے بہای مولوی محمد یعقوب صاحب نے ۲۰ ذیحجہ ۱۲۸۲ھ کو وفات پائی۔

صاحب اتحاف بحوالہ قول جلی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ آپنے ارشاد فرمایا تہا۔ مجکو آگہی ہوی ہے کہ یہ لڑکے مجکو خاص لطف خدا سے عطا ہوے ہین اور سب نیک ہین تدبیر غیب مقتضی اسکی ہے کہ انمین سے دو شخص اور پیدا ہون جو مکہ و مدینہ مین سالہا سال علوم دین کو زندہ کرین اور وہین رہنا پسند کرین اس آگہی کی مصداق تو مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے نواسے مولانا محمد اسحق صاحب و مولانا محمد یعقوب صاحب معلوم ہوتے ہین اس لئے کہ یہی دونون صاحب دہلی سے ہجرت کرکے مکہ معظمہ مین رہنا اختیار کیا اور سالہا سال عرب وعجم کے ساتہہ روایت و حدیث کی ہدایت مین مشغول رہے واللہ اعلم بالصواب۔

بعد ہجرت حضرت مولانا اسحق صاحب مولوی

موسیٰ[1] صاحب و مولوی مخصوص[2] اللہ صاحب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے
صاحبزادون نے شاہ صاحب کے مدرسہ مین سلسلہ درس تدریس جاری رکھا
اور اب مولوی معز الدین صاحب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے پوتے
کے سوا دوسرا کوئی نظر نہین آتا حق تعالےٰ آپکی عمر مین برکت کرے ۔

سلہ آپکا انتقال ۱۲۵۰ھ مین ہوا ۔
سلہ ۲ شہر ذیحجہ ۱۲۱۱ھ مین آپکا انتقال ہوا ۔

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

الحمد للہ علی احسانہ

کہ کتاب مستطاب مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی

مسمی بہ

فتاوی عزیزی اردو

از اہتمام احقر الانام بندہ محمود حسن دہلوی عفا اللہ عنہ

سنہ ۱۳۱۲ھ

در مطبع نشر العلوم واقع حیدرآباد دکن

رسالہ کلمہ کی انگلی کو تشہد مین اوٹھانے اور اوسکے مستحب ہونیکے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصلوۃ والسلام علی صاحب الشرع والسنۃ وعلی آلہ واصحابہ ازمۃ الحق والائمۃ ۔ واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایسا مسئلہ کسیکو جایز نہین ہوگا کہ جو صرف میرے قول پر تمسک کرے جبتک کہ اوسکا ماخذ کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس جلی سے نہ جانے ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقہ مین چار چیزین اصل ہین ۔ اول کتاب اللہ دوم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوم اجماع امت مجتہدان وقت چہارم قیاس نظری ۔

جو حکم کتاب اور سنت سے ثابت ہو وہ کتاب و سنت کے سوا منسوخ نہین ہو سکتا ہے اور ایسی صورت مین قیاس اور اجماع خلاف کتاب و سنت کے باطل ہے ۔ اور ایسی حالت مین تنسیخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہین ہو سکتی اسلئے کہ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی حق پر ہوتا ہے جب خطا اوسکی ظاہر ہو تو حالت خطا مین تقلید حرام ہے یہہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اصول ہے اب سنئے جو صحیح حدیثون سے ثابت ہوا

امام اعظم وصاحبین وامام مالک وامام شافعی وامام احمد وغیرہم رحمہم اللہ کے نزدیک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد نماز مین توحید خدا کے لئے اشارہ انگلی سے فرماتے تھے محققان ومتبعان آثار اور اخبار نبویہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اشارہ انگلی کی ممانعت کے متعلق کوئی آیت وحدیث وارد نہین ہوئی۔ چونکہ بعضون تک یہہ سنت نہین پہونچی اسلئے اقوال ائمہ مین ممانعت ہے لیکن یہہ ممانعت قیاس سے ہے نہ کتاب وسنت سے قیاس واجماع آئمہ کے برخلاف باطل ہے پس تقلید حالت خطا کی حرام ہوگی۔

اس رسالہ کو مین نے ترتیب دیا ہے ایک مقدمہ اور تین فصل پر **مقدمہ** وقت اختلاف امت سنت سے تمسک کے بیان مین **فصل اول** احادیث صحیحہ مین۔ **فصل دوسری** روایات فقہیہ قویہ مین **فصل تیسری** منع کرنے والون کے دلیلون اور اون کے جوابون مین۔ **مقدمہ** وقت اختلاف امت سنت سے تمسک کی بیانمین۔ فرمایا اللہ تعالی نے سورہ حشر مین وما آتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ یعنی جو چیز تمہارا پیغمبر تمکو دے یعنی امر ونواہی پس لو اوسکو یعنی عمل کرو اوسپر اور جو چیز کہ منع کرے تمکو پس اوس سے باز رہو اور ڈرو اللہ تعالی سے کیونکہ خدائے تعالی سخت عذاب کرنے والا ہے یعنی جو شخص خلاف فرمان رسول اللہ کرے اوسپر سخت عذاب کرتا ہے۔ روایت ہی احمد اور ترمذی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ یعنے جو شخص زندہ رہے گا میرے بعد تم مین سے پس وہ دیکھیگا اختلاف بہت تملوگون کو لازم ہے میری سنت کو مضبوط پکڑو وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب سنتی فقد احبنی

ومن احبنی کان معی فی الجنۃ یعنی روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری سنت کو دوست رکھتا ہے پس تحقیق وہ مجھکو دوست رکھتا ہے اور جس شخص نے مجھے دوست رکھا وہ ہوگا جنت مین میرے ساتھ۔

فصل اوّل احادیث صحیحہ مین۔ امام ربانی محمّد بن الحسن الشیبانی نے اپنے موطا مین امام مالک سے انہون نے مسلم بن ابی مریم سے اور انہون نے علی بن عبدالرحمان المعاوی سے روایت کی ہے کہ مجھکو دیکھا عبداللہ بن عمرؓ نے جبکہ کھیلتا تھا مین نماز مین پتھرون سے جب نماز سے فارغ ہوا مین تو آپنے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات رسول اصلعم کرتے تھے وہ کرنا چاہیئے مینے عرض کیا پیغمبر خدا صلعم کیا کرتے تھے فرمایا کہ جسوقت آپ نماز مین بیٹھتے تھے تو سیدہے ہاتھ کی ہتیلی کو سیدہی ران پر رکھتے تھے اور بند کرتے تھے تمام اونگلیون کو اور کلمہ کی انگلی جو انگوٹھے کے پاس ہے اوس سے اشارہ کرتے تھے اور اولٹے ہاتھ کو اولٹی ران پر رکھتے تھے پس محمّد نے کہا کہ پیغمبر خدا صلعم کے کام کو ہمنے اختیار کیا اور یہی قول ہے ابی حنیفہ کا اسجگہ تک ترجمہ اوسکی موطا کی عبارت کا ہے بدایع ونہایہ مین لکھا ہے کہ ظاہر کیا امام محمّدؒ نے کتاب مشیخہ مین اشارہ کے لیئے اور حدیث لایا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم اشارہ فرماتے تھے اسکے بعد کہا جو کچھہ پیغمبر خدا صلعم نے کیا ہمنے بھی اوسکو اختیار کیا یہی قول ہے ابی حنیفہ کا اور ہمارا اور یہی ذخیرہ شرح زاہدی مین لکھا ہے اور کفایہ اور تاتارخانی مین بروایت امام محمّد حدیث آئی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے اشارہ فرمایا ہے اسکے بعد کہا امام محمّد نے کہ یہی ہے قول میرا اور ابی حنیفہ کا عنایہ مین ذکر ہے کہ روایت کی محمّد بن حسن نے کتاب مشیخہ مین اور حدیث لایا کہ نماز مین پیغمبر خدا صلعم اشارہ فرماتے تھے۔ نیز روایت کی امام احمد اور ابن سکینہ نے اپنی صحاح مین عبداللہ بن عمر سے قال نزعل رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم الاشارۃ بالاصبع اشد علی الشیطان من الحدید یعنی انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر لوہے سے سخت ہے۔

لیکن ائمہ شافع نے جو کچھ روایت کی ہے کتب حدیث مین قریب تواتر کے ہے چنانچہ صحیح مسلم مین عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ جب نماز مین پیغمبر خدا صلعم بیٹھتے تھے تو سیدہا ہاتھ سیدہی رانپر اور الٹا ہاتہہ الٹی ران پر رکھتے تھے اور اشارہ فرماتے تھے کلمہ کی انگلی سے اور انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھتے تہے۔

عبد الرزاق نے ابی ہریرہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے تحقیق ستر جزو پیغمبری مین سے ایک جزو سحری رمضان مین دیر کرنا ہے دوسرے افطار مین جلدی اور تیسرے نماز مین انگلی اٹھانا۔ اور روایت کی ہے حاکم نے عقبہ بن عامر سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے نماز مین ہر اشارہ کرنے پر دس نیکیان بمقابلہ ہر انگلی کے لکہی جاتی ہین اشارہ کے تو فضایل اتنے ہین کہ اس مختصر مین گنجایش نہین مگر افسوس ہے اون لوگون پر جو فضایل سے محروم ہین۔

فصل دوم حنفیہ کے معتبر کتابون سے فقہیہ روایتون مین ابن الہمام نے شرح ہدایہ مین بیان کیا ہے کہ نماز مین اشارہ کو منع کرنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔ اور ملتقط مین مذکور ہے کہ کوئی اختلاف علماء مین اشارہ کے متعلق نہین ہے اور خانیہ مین بیان کیا ہے التحیات مین لا الہ الا اللہ پڑہتے وقت اشارہ کرنا بلا اختلاف ہے کفایہ مین لکہا ہے کہ علامہ نجم الدین زاہدی نے کہا ہے جبکہ روایتین متفق ہین ہمارے تمام اصحاب سے کہ اشارہ سنت ہے اور ایسے ہی کوفہ اور مدینہ کے علماء متفق ہین اور بہت سے اخبارون اور آثارون سے ثابت ہے پس اوسکا عمل کرنا بہتر ہے۔ امام ابن الہمام نے شرح ہدایہ مین اور صاحب کفایہ و محقق چلپی نے حقیقۃ المتبدی مین اور شیخ شمنی نے شرح نقایہ مین بیان کیا ہے کہ تہلیل سے

وقت عقد اشارہ کرے تا کہ عمل دونو طریق پر جمع ہون - امام ابو یوسف نے اپنی
امالی مین بیان کیا ہے کہ چھنگلیہ اور دوسری آنگلی کو بند کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھی
سے حلقہ کرے اور کلمہ کی آنگلی سے اشارہ کرے شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ یون ہی ہمارے
علماکے نزدیک یہی ہے - صاحب ہدایہ نے مختارات النوازل مین بیان کیا ہے
لا الہ الا اللہ پڑھتے وقت اشارہ کرنا اچھا ہے اور زینۃ المصلی مین ہے کہ جس وقت
دونون کلمون پر پہونچے اوسوقت کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرے -

فصل سوم منع کرنے والون کے دلیلون اور اون کے جواب مین - بعض کہتے
ہین بہتر یہہ ہے کہ اشارہ نکرین اور اسی پر فتوی ہے کسواسطے کہ بنا نماز سکینہ اور
وقار پر ہے یعنی سکوت اور آہستگی پر اور اشارہ مین اطمینان وقار نہین ہے - **جواب**
یہہ دلیل نہ آیت و حدیث سے ہے اور نہ اسپر اجماع ہے پس قیاس ہے اور قیاس
و اجماع باوجود صحیح حدیث کے باطل ہوتا ہے ظاہر ہے کہ منع کرنے والے کو صحیح
حدیث اور روایات فقیہہ حنفیہ نہین معلوم تھین ورنہ جو شخص فعل پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کو خلاف سکینہ و وقار کے بتلاے خصوصاً نماز مین تو تمام مسلمانون کے
نزدیک وہ کافر ہے - صلوٰۃ مسعودی مین لکھا ہے کہ یہہ سنت متقدمین علما کی
ہے متاخرین منع کرتے ہین پس منسوخ ہوئی اور نیز اسلئے کہ یہہ قول رافضیونکا
ہے (**جواب** ۲) اول تو یہہ دلیل اصول امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے برخلاف
ہے کسواسطے کہ یہہ دلیل قیاسی ہے اور قیاس و اجماع برخلاف حدیث صحیحہ کے
باطل ہے دوسرے یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نسخ روا نہین ہے تیسرے
مخالفت رافضیون کی اون کے بدعتون مین کرنا چاہیئے نہ سنت مین گو اوسپر وہ بھی
عمل کرتے ہون ایسی مخالفت تو مین مخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی - کیا تم
نہین دیکھتے ہو کہ رافضی درود بھیجتے ہین اور بسم اللہ سے شروع کرتے ہین اور

سیدہے یا تھمے ہے کہاتے ہین اوسلٹے سے استنجا کرتی ہین غرض تسمیہ و تحمید وثنا اور وضومین موالات (موالات کے کام کو بے درپے کرنے کو کہتے ہین) اور ناخن ترشوانا بغل اور زیرناف کے بال اصلاح کرانا یہ سب رافضی کرتے ہین۔ پس اگر سنتون کو رافضی کی مخالفت کے لئے ترک کرنا ضرور ہے تو سنیون کو چاہیئے کہ اکثر سنتیں اور عادت وعبادت کو ترک کرین اور مخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ادا کرین اور پہر اپنے آپکو سنی کہین واہ رے غرور شیطانی اور تعصب۔ محیط مین لکہا ہے کہ اشارہ امام ابوحنیفہ اور محمد رح کے قول سے بنیاد بر سنت ہے اور ایسے ہی دوسرے کتابون مین لکہا ہے اگر سب بیان کرین تو موجب طوالت ہے بہرحال دلیل یا گمان سے اگر کوئی شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اور امام مذہب کی مخالفت کرے اور پہر اپنے آپ کو سنی جانے تو سواے جہالت ونادانی یا تعصب نفسانی کے دوسری بات نہین ہے سنی وہ ہے جو سنت کا کام کرے رافضی وہ ہے جو ترک کرے اور امام مذہب کی مخالفت کرے فقط کتبہ عبدالعزیز عفی اللہ عنہ تمام ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(سوال) صحیح مسلم اور دوسرے صحاح مین جو بارہ خلیفہ سے لکھے ہین اون سے
کون کون مراد ہین اہل سنت کے علماء نے کیون اس حدیث کے ایک معنی
اور مراد پر اتفاق نہین کیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیون اس حدیث
کی معنی مفصل نہین فرماے جس سے امت کو اوسکی معنی اور مراد مین اختلاف پڑا
اور ہر ایک فرقہ نے دوسرے کے زعم پر گمراہی اور ضلالت اختیار کی ۔
(جواب) اس سوال کی عبارت اضطراب واختلال سے خالی نہین ہے سوال کے
پہلی جملہ سے ظاہر ہے کہ سائل علماء اہل سنت کے مراد اور دلیلون سے بارہ خلیفہ
کے متعلق جو کہ حدیث صحیحہ مین اون کے نزدیک ظاہر ہے لاعلم ہے اسواسطے
اوسکو دریافت کرتا ہے اس صورت مین بناء سوال خلفا کی متعلق دریافت
کرتا ہے اور دوسرے جملہ مین جیسا کہ بیان کیا ہے کہ علماء اہل سنت کیون اس
حدیث کے معنے مین متفق نہین ہین اس سے پایا جاتا ہے کہ اون کے مرادون سے
سائل بالتفصیل مطلع ہے اور سوال تعین دلایل اور کمیت اختلاف خلفاء سے
متعلق کرتا ہے پس اس صورت مین بناء سوال ایک قول مین فرق اور عدم
اتفاق کا دریافت کرنا ہوگا ۔

بہرحال اگر مقصود اوسکا سوال سے خلفا کے نسبت علماء اہل سنت کے مراد
دریافت کرنا ہے جیسا کہ اوپر کا سوال دلالت کرتا ہے ۔ لیکن جو کچھ کہ مقالات سے ظاہر
ہوتا ہے اور مختار بعض ائمہ فن شریف حدیث مثل توربشتی و قاضی عیاض اور اونکے
متبع لوگوں سے ہے یہہ ہے کہ شیخ محقق عبدالحق دہلوی وغیرہم سے ظاہر ہوتا ہے نیز حواشی
امام نووی کے شرح صحیح مسلم میں اسیطرف معلوم ہوتی ہے کہ مراد اون خلفاء سے بارہ ہیں
اور ان خلفا کا سلسل ایک دوسرے کے بعد ہونا لازم نہین ہے بلکہ خلافت راشدہ
سے قرب قیامت تک یہہ عدد تمام ہونگے پس ان خلفاء مین سے بعض مثل خلفاء اربعہ
اور حضرت امام حسن و عمر بن عبدالعزیز ہو چکے ہین لیکن پورے تو قرب قیامت تک
ہی ہونگے اور اکثر طریق اس حدیث کے اور دوسری حدیثین اسکے موید ہین اون مین
سے جو کچھ صحیح مسلم مین وارد ہے یہہ ہے کہ لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعة ویکون
علیہم اثنا عشر خلیفة یعنی دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ قیامت قائم ہو اور میری
امت مین بارہ خلیفہ ہونگے اور اسی کتاب مین وارد ہے کہ لا یزال ہذا الاسلام
عزیزا منیعا یعنے اسلام ہمیشہ غالب رہیگا اور لوگ اوسکی اتباع کرتے رہینگے
اور حدیث جحیفہ مین بزار اور طبرانی کے نزدیک یہہ ہے لا یزال امر امتی صالحا
یعنے میری امت کا کام ہمیشہ اچھا رہیگا چنانچہ ابن حجر نے فتح الباری مین بھی نقل
کیا ہے اور سنن ابی داود مین واقع ہوا ہے کہ کلہم تجتمع علیہ الامة یعنے میرے
امت کے لوگ میرے حکم کی تعمیل کرینگے ۔ اور طبرانی مین لکھا ہے کہ لا یضرہم عداوة
من عاداہم یعنے میری امت کو دشمنون کی دشمنی سے کچھ ضرر نہ پہونچیگا ۔ اور احمد و بزار
نے حدیث ابن مسعود سے یہہ اخراج کیا ہے کہ انہ سئل کم یملک ہذہ الامة من
الخلیفة فقال سألنا عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر کعدة نقباء
بنی اسرائیل یعنے ابن مسعود سے کسی نے سوال کیا کہ اس امت مین کتنے خلیفہ ہونگے

فرمایا کہ یہہ بات ہمنے رسول اللہ سے عرض کی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ بارہ بنی اسرئیل
کے نقیبون کی گنتی کے برابر ہون گے ۔
شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین ابن جوزی سے نقل کی کہ مسند الکبیر مین طریق ابی بحران
سے سند لکہا ہے کہ لا تہلک ہذہ الامۃ حتی یکون فیہا اثنا عشر خلیفۃ
کلہم یعمل بالہدی ودین الحق الخ یعنی یہہ امت ہلاک نہو گی یہانتک کہ اسمین
بارہ خلیفہ ہون گے اور سب کے سب ہدایت اور دین حق کے موافق عمل کرین گے
ابو داؤد نے بطریق اسود بن سعید جابر بن سمرہ سے اخراج کر کے اسپر اضافہ کیا ہے
فلما رجع الی منزلہ اتتہ قریش فقالوا ثم یکون ماذا قال الہرج اخراج البزار ہذہ
الزیادۃ من وجہ فقال فیہا ثم رجع الی منزلہ اتبعہ فقلت ثم یکون ماذا قال
الہرج کذا فی فتح الباری یعنی جبوقت کہ اپنے مکان جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو جماعت قریش نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ پہر کیا ہوگا
یا رسول اللہ ارشاد فرمایا ہرج بزار کی روایت مین اتنی اور زیادتی کے ساتہہ بیان
ہے کہ حضرت تشریف لائے مکان کی طرف اور گروہ قریش پیچہے آکے آئے اور پوچہا
کہ پس کیا ہوگا یا رسول اللہ فرمایا کہ ہرج یہہ روایت فتح الباری مین لکہی ہے ۔
ہرج کا زمانہ قریب قیامت کے ہوگا چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح مین شقیق ابن سلمہ
سے روایت کی کہ کہا کنت مع عبد اللہ وابی موسی فقال قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان بین یدی الساعۃ ایاما ینزل فیہا الجہل ویرفع فیہا العلم ویکثر
فیہا الہرج القتل یعنی کہا اونہون نے کہ مین عبد اللہ اور ابی موسی کے ساتہہ تہا
پس دونون نے کہا فرمایا نبی نے کہ قیامت کے قریب پہیل جائیگی جہالت اور اٹہ جائیگا
علم اور بہت ہوگا ہرج یعنے قتل و قتال ۔ ابن جوزی نے ہرج کو جو بارہ خلفاء کے
متعلق حدیث مین واقع ہے اسی ہرج کو قریب قیامت ہوگا بتلایا ہے ۔ چنانچہ

شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین تصریح کی ہے حیث قال المراد بقوله ثم یکون الهرج ای القتل المودیة بقیام الساعة هذا جواب السوال علی طبق ما یفهم من صدر المقام فان اختلج فی روع السائل علی هذا الارادة المرضیة شیٔ من الاوهام الفاسدة فعلیه بالبیان وعلینا رده بالبرهان یعنے مراد ہرج سے قتل وقتال ہے جو قیامت کے پہلے ہونیوالا ہے اور یہہ جواب اوسی سوال کی خبر ہے جو صدر مقام سے سمجہا جاتا ہے پس اگر سایل کے دل مین کوئی بات وہم کے سبب سے کہٹکے تو اوسکو لازم ہے کہ اپنے وہمی خیالات کو ظاہر کرے اور ہمارا کام یہہ ہے کہ اوسکے توہمات کو دلیلون سے دفع کرین - اگر اوسکا مقصود سوال سے دریافت کرنا اختلاف علمائکا مراد حدیث کے متعلق ہے تو ہم کہتے ہین کہ جو شخص عقل وعلم رکہتا ہے اوس سے پوشیدہ نہین ہے لیکن چونکہ بظاہر سائل کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ علمی استعداد نہین رکہتا ہے لہذا اجمالاً اوسکا بیان کیا جاتا ہے - جاننا چاہیے کہ اس حدیث مین بہت احتمالات ہین اور جو حدیث کہ اس قسم کی ہو اوسمین علمائکا اتفاق نہین ہوتا ہے بلکہ ہر عالم کی راے اون احتمالات کی طرف ہوتی ہے جو اونکی قرین قیاس ہوتے ہین کوئی ایسا مذہب نہین ہے جسمین اس قسم کی حدیثین نہون اور اسمین اوس مذہب کے علماء نے اختلاف نکیا ہو - چونکہ ہمارے اس دعوے کی تائید مین کثرت سے نظیرین موجود ہین اسلئے چندان بیان کی ضرورت نہین ہے لیکن تاہم وہم متعصبین کے مٹانے کے لئے ہم اجمالاً بیان کرتے ہین کہ شریف مرتضیٰ نے نہج البلاغہ مین جناب امیر المومنین سے نقل کیا ہے هذا بلاء فلان فلقد قوم الاود الخ (اسکا ترجمہ اسلئے نہین کیا گیا کہ اوسی کی شرح آگے ہے) اور ابن ابی الحدید نے اوسکی شرح مین بیان کیا ہے المکنی عنه عمر ابن الخطاب وقد وجدت عن النسخة التی بخط الطبری وتحسب فلان عمر حدثنی بهذا الشیٔ مختار

بن محمد الموسوی الاودی الشاعر وقال الواندی فی شرحه انه مدح لبعض اصحابه بحسن السیرة وان الفتنة ہی اللتی وقعت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاختیار والاثرة وقال الجامد وہ انہ کلام فی امر عثمان کما یمدح الان الامیر المیت فی ایام الامیر الحی بعدہ فیکون ذلک تعریضاً انتہی

مختصراً یعنے کتاب اوس سے عمر ابن الخطاب کی طرف سینے یا ایک طبری حضور کی نسخہ مین اور ،، فلان ،، سے گمان گیا ہے عمر ،، کو اور مجہہ سے بیان کیا تھا بن محمد الموسوی الاودی شاعر نی اور راوندی سے اسکی شرح مین کہا ہے کہ وہ تعریف ہے بعض صحابہ کی حسن سیرت کی اور جو فساد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واقع ہوا وہ ترجیح کے سبب سے ہی اور جارودیہ نے بیان کیا ہے کہ فلان سے مراد حضرت عثمان ہے جیساکہ زمانہ امیر الحی کے بعد امیر المیت نے اپنی تعریف مین انہین کا اشارہ کیا ہو پس یہہ تعرض کا محل ہے انتہا۔ پس ہم معترض سے کہتے ہین کہ علماء شیعہ نے کیون نہ اس حدیث کی ایک معنی پر اتفاق کیا بہرحال سوال معترض سے پایا جاتا ہے کہ وہ علم دینیہ اور مذہب اہل سنت اما میہ سے نابلد ہے اور اوسنے جو یہہ کیا ہے کہ پیغمبر خدا نے حدیث کی معنی بیان نہین فرمایے جس سے امت کو اوس حدیث کے تعیین مراد مین اختلاف ہوا تو ہم کہتے ہین کہ یہہ کلام خللون سے خالی نہین ہے اور ان سبہ تعرض کرنا ہی موجب طوالت ہے لیکن بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ یعنی جو چیز سمجہہ مین نہ آے اوسکو چہوڑ ناہی نہ چاہیے۔ لہذا یہان تین خلل لکہنے پر کفایت کیجاتی ہے اول تو یہہ کہ اس کلام سے لازم آتا ہے کہ شارع کے کلام مین اقسام خفی ومشکل ومجمل ومتشابہ جو بمقابلہ ظاہر ونص ومفسر ومحکم کے ہین انمین سے کوئی بہی واقع نہو حالانکہ انکا وقوع شارع کے کلام مین اہل علم پر مخفی نہین ہے دوسرے۔ یہہ کہ کلام اللہ مین جب ایسے اقسام واقع ہوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم ترجمان حق اور شارح معنی کلام اللہ کے تھے آپکو لازم تھا کہ آپ انکی تصریحات
شرعیہ فرماتے اور آنکی خفا اور اشکال اور اجمال اور تشابہ کو رفع فرماتے حالانکہ آپ نے
بعضے افراد اقسام ثلثہ بلکہ کل اقسام رابع جو قابل بیان تھے اونکی بھی تصریح نہین فرمائی
تیسری وجہ یہہ کہ یہہ اشکال بھی مشترک البیان ہونے سے مخالفین کو قیل وقال کا
موقع ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے زعم پر نامربوط تقریرین اکثر حدیثون کے معنی مین
پیش کیا کرتے ہین مثلاً نہج البلاغت کی نسبت مخالفین کو یہہ زعم ہے کہ کلمئی حمد فلان جو
حدیث لہذا بظاہر اون مین واقع ہے اوسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جناب امیر المومنین کے طرح کیون نہ اشارہ فرمایا جس سے لوگ اوسکے تعین مین
مختلف الرائے ہوکر اپنے زعم مین ایک دوسرے کو گمراہ بتلاتے ہین (سورۂ
نساء مین) جیسا کہ آیہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع
مین تکرار لفظی کے خیال سے ازدواج اٹھارہ عورتون سے جایز سمجھتے ہین اور دوسرے
چار کو جایز خیال کرتے ہین (دوسرے سے مراد سنی ہین) پھر دونون اپنے
اپنے زعم مین ایک دوسرے کو گمراہی سے نسبت دیتے ہین اسیطرح سے بعض
لوگ اپنی غلط فہمی سے حدیث کی معنی مین اختلاف کرتے ہین بھلا ان اختلافات
سے کیا خلل آسکتا ہے سوائے اسکے کہ ایک فریقہ اپنے زعم مین ایک معنی کو تعین
کرکے طرف ثانی کو گمراہی کی نسبت دیتے ہین ایسے حالت خلاف قیاس ہے کیونکہ کوئی
عالم اہل سنت مین سے حدیث محتمل المعانی سے ایک معنی کو ترجیح یعنے اختیار کرنیکے
سے وہ ہرگز گمراہ نہین ہوسکتا اگر مراد سائل کی یہہ ہے کہ فرقہ علماء امامیہ بلکہ عام مراد
سب سے ایک دوسرے کو اپنے نزدیک گمراہ سمجھتا ہے جیسا کہ شیعہ سنی انکو
اپنے زعم مین ایک دوسری کو گمراہی کی نسبت دیتے ہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ
تعین معنی حدیث کی نسبت ہم ہرگز اونکو گمراہ نہین کہہ سکتے بلکہ جملہ فرقات شیعہ

ایسی حدیثون سے معنی پر قیاس نہین کرسکتے مین مگر ایسی صفت پر وہ
قیاس کرتے جو طرق ان احادیث سے سمجھی جاتی ہے اور ایسی صفت
کو وہ ائمہ اطہار سے نقل کرتے ہین ان باتون سے ہم ان کو ہرگز گمراہ
نہین کہہ سکتے جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی تقریر
ختم ہوئی۔

مسئلہ۔ قرات قرآن پر جو اجرت لیجاتی ہے اوسکی چند صورتین ہین
اوران کو جدا جدا اپنے ذہن مین تقسیم کرکے ایک کو دوسرے مین نہ ملانا
چاہیئے مثلاً ایک صورت اسکی یہہ ہے کہ نقد وغیرہ بعوض قراۃ قرآن
لیجاتی ہے یہہ نزدیک اجماع اہل سنت کے بالکل باطل ہے ہان البتہ یہہ صورت
امامیہ کے نزدیک رایج اور مشہور ہے جسکے بطلان کی دلیل یہہ ہے کہ اس قسم
کی اجرت لینا بمنزلہ بیع ہے اور بیع مین طرفین سے مال کا مبادلہ ہوا کرتا ہے
اور ثواب طاعت کے مقابلہ مین کوئی مال نہین ہے بلکہ درحقیقت پڑہنے
والے کو محض وعدۂ الہی پر ثواب کا ملنا موقوف ہے لیکن آخرت مین اس
ایفائے وعدہ کا پر ضرور ہے اور بیع حقوق خواہ وہ دینی ہو یا اخروی مثل
حق الولاء والارث باطل ہے۔ دوسری صورت اسکی یہہ ہے کہ اگر
کسی کو ثواب کے لئے ختم قرآن پر نوکر رکھا جاوے تو یہہ صورت بھی حنفیہ متقدمین
کے نزدیک باطل ہے اور علماء شافعیہ کے نزدیک اس صورت مین
بہت سے قیل وقال ہے دلیل بطلان نزدیک حنفیہ متقدمین کے یہہ ہے
کہ اسکے بطلان کے لئے ایک قاعدہ کلیہ ہے جیسا کہ شرح وقایہ وغیرہ کتب
فقہ مین مذکور ہے کہ الاصل عندنا انہ لایجوز الاجارۃ علی الطاعات
وعلی المعاصی لکن لما وقع الفتور فی الامور الدینیۃ یفتی بصحتہا لتعلیم القرآن

والفقہ تحرزاعن الاندراس یعنی کتب فقہ مین اصل اصول یہہ ہے
کہ طاعت اور معصیت پر اجرت لینا جایز نہین لیکن جب کہ دین کے
کامون مین بہت سستی اور فتور واقع ہوا تو یہ خیال جاری رکھنے
اس کار خیر کے اسیر علماء متاخرین نے حکم جواز کا دیا لیکن اس مسئلہ
اجرت طاعت مین ایک باریکی یہہ ہے کہ مثلاً شخصے کہ مباشر طاعت
یعنی جس شخص نے طاعت کی ہے تو بحکم وعدہ الٰہی وہ مستحق اجر اخروی
ہوگا پس اگر اجر دنیوی مخلوق سے طلب کرے تو ایک آدمی کے
ایک فعل کے حق مین دو عوض اور دو اجر لازم آوینگے مثلاً ایک
شخص کسیکے خاص کام کے لئے باجرت مقرر ہوا تو اب اوسکو نہین
چاہیئے کہ اسی مدت مین دوسرے کا مزدور بنے۔ کذا فی الہدایہ
وقولہ علیہ السلام اقرؤا القراٰن ولا تاکلوا بہ مثل ان یستاجر
رجلا لیقراء علی راس قبر قبل ھذہ القرئۃ لا یستحق بہ الثواب
لا المیت ولا القاری انتھی ترجمہ اسیطرح ہدایہ مین ہے لکھا ہے
اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکھایا کرو تم اجرت
قرأۃ قرآن سے جیسا کہ قبر پر قرآن خوانونکو مزدور رکھتے ہین اوسکے
ثواب کا مستحق نہ میت اور نہ پڑھنے والا ہوتا ہے انتھی۔
تیسری صورت یہہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے اپنے پڑھے
ہوئے کا ثواب کسیکو بخشنے یا اوسکو ثواب پہونچنے کے مقصد سے
شروع کرے اور معاوضہ پانے یا لینے کا خیال دلمین نہو وہ شخص
جس کے لئے یہہ پڑھتا ہے خود بخود بطور مکافات پڑھنے کے بعد یا اثناء
پڑھنے مین اوسکو کوئی چیز دے یا احسان کرے یا کسی شخص پر

ایک شخص ہمیشہ سے انعام یا اکرام کرتا ہے اور وہ اوس کے
معاوضہ مین قرآن وکلمہ تہلیل یا مثل اس کے اور کچھ اوس کے لئے
پڑھکر اوسکو ثواب بخشتا ہے تو یہہ صورت بلاشبہ جایز ہے بلکہ مستحب
ہے کیونکہ احسانکا بدلہ احسان جایز ہے وفی الحدیث من صنع الیکم
معروفا فکافئوہ الحدیث یعنے اگر کوئی تمہارے ساتھہ نیکی کرے تم اوس سے
بھلائی کرو لیکن یہان بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر پڑھنے والے کی نیت
احسان کے مکافات کی ہے تب تو جایز و مستحب ہے اور اگر اسس
نیت سے پڑھے کہ اوس کے ذمہ مکافات ثابت کرون پس وہ
درحقیقت اجارہ ہو جائے گا گو مکافات جان لینا تو مضر نہین ہے
لیکن فرق میں توالبتہ تامل کرنا چاہئے ۔
چوتھی صورت یہہ ہے کہ اگر کوئی طالب علم تحصیل علم دینی یا حفظ قرآن
یا کوئی اور عبادتی شغل کرنا چاہتا ہے لیکن اپنے تنگدستی اور قلت
معاش سے ان شغلون مین نہین مشغول ہو سکتا ہے تو ایسی حالت مین
اگر کوئی ذی مقدور ذمہ دار کھانے پینے کا ہوتا تو وہ بفراغت عبادت
مین مشغول ہو اس صورت مین ہر طاعت کا اجر اکامل دونون حاصل
ہوتا ہے قال اللہ تعالی للفقراء الذین احصروا الی اخرہا عہ یہہ ایت
سورہ بقر مین ہے ۔ طاعت کی اعانت کے متعلق جابجا حدیثون
مین تعریف واقع ہے وہ درحقیقت یہی ہے ۔ ایسی صورت کو اجرت

عہ اس ایت سے اشارہ ہے اہل صفہ اور ان صحابہ کی طرف کہ جنہون نے
اپنے گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت پکڑی تھی علم سیکھنے اور جہاد کرنیکو ۔

کرنے کا اختیار ہے۔

پانچوین صورت یہہ ہے کہ کوئی شخص قرآن شریف کو بخیال طاعت نہین بلکہ بہ قصد مباحی پڑھنا اور اوسکی اجرت لیتا ہے مثلاً کوئی اوسو دلتو بیز و ختم بعض سور قرآن بعض مطالب دنیوی کے پورا ہونے یا غلامی گوریا زندہ دعودہ کی انسبت کے لئے پڑھنا ہے تو یہہ قسم بھی جائز ہے اور یہی اس حدیث کا منشا ہے ان احق ما اخذتم علیہ اجراً کتاب اللہ اور سانپ وغیرہ کے کاٹے ہوئے کا سورہ فاتحہ پڑھکر زہر اوتارنا اور اوسپر اجرت لینا بھی اسی قبیل سے ہے ان تمام صورتونکو جدا جدا اون کے احکام کے ساتھہ یاد رکھنا چاہئے اسی تفصیل سے ثابت ہوا کہ مختلف حدیثون مین اس بات مین کوئی تعرض نہین ہے مثلاً حدیث عبادہ بن الصامت مین قال قلت یا رسول اللہ رجل اہدی الی قوساً کنت تحت ان تطوق طوق من نار فاقبلہا رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ یعنی عبادۃ بن الصامت کہتے ہین کہ مین نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک شخص نے مجھے ایک کمان ہدیہ بھیجی ہے جو مینے اوسے قرآن سکھایا تھا اور حالانکہ یہہ مال نہین ہے مین اوس سے تیراندازی کرتا ہون راہ خدا مین آپنے فرمایا کہ اگر تو دوست رکھتا ہے کہ تیرے لئے طوق نار کا بن جائے تو اوسکو قبول کر روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے۔ اور یہہ اوس صورت مین ہے کہ پڑھانے والا طلب مکافات کا خیال رکھتا ہو اور اوسی نیت سے تعلیم دیتا ہو علی ہذا القیاس دوسری احادیث بھی ہین واللہ اعلم بالصواب

سوال - حافظ شیرازی کی بیت کا -

بیت

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

جسکا جواب شعروں سے اور مستزاد کا ٹکڑے جو بطور شرح کے ہیں ظاہر ہوتا ہے -

ہفتاد و دو فرقہ در رہت پوشیدند | اسے سنے ما نند
گم کردہ تراہجر طرف می جویند | سرگردانند
سررشتۂ حق بدست یک طائفہ الیست | در دیشانند
باقی بہ تکلف سخنے می گویند | ایشانند

رسالہ عورتون کی نماز کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عورتون کی نماز کی بہی وضع بطور مردون کے ہے لیکن فرق اتنا ہے
کہ اول تو عورتون کو تمام جسم ایسے موٹے کپڑے سے چہپانا چاہیئے
جس سے بدن کا رنگ یا بال معلوم نہون اگر رنگ معلوم ہو تو وہ بدن
چہپانے مین نہین داخل ہے اس صورت مین نماز نادرست ہے۔
پوشش کامل جسقدر ہو بہتر ہے یہان تک کہ ہاتہہ اور پاؤن سب بالکل
چہپے رہین تو اچہا ہے لیکن منہہ اسطریق سے بندکیا جانے کہ سجدہ گاہ دکہلائی
دے۔ دوسرے یہہ کہ اذان واقامت جسکو تکبیر کہتے ہین عورتون کو
نہین کہنا چاہیئے ان کے لئے یہی سنت ہے کہ بلا اذان واقامت کے نماز
ادا کرین۔ تیسرے یہہ کہ شروع نماز کے وقت اللہ اکبر کہکر کانون تک
ہاتہہ نہ لے جائین بلکہ کندہے تک زیادہ نہ اٹہائین چوتہے دونون ہاتہہ
ناف کے نیچے نہ باندہین بلکہ پستان کے نیچے رکہین پانچوین کسی وقت
کی بہی نماز مین زور سے قرارت نہ پڑہین نہ تکبیرات بلکہ سب کو آہستہ
آہستہ کہین کہین پر بہی آواز کو بلند نکرین سلام پہیرنے تک سب جز

آہستہ آہستہ کہین جیسے جسوقت سجدہ خواہ التحیات کے لئے بیٹھین تو اسطرح کے بیٹھیں پیر کے بل مردونکی طرح سے نہ بیٹھین۔ بلکہ دونون پیرون کو سیدہی طرف نکالین اور الٹی طرف کے چوتڑ کے بل بیٹھیں سوائے اوسکے یہ بھی ہے کہ سجدہ کرتے وقت چوتڑونکو بلند نکرین بلکہ سجدہ کے وقت اوسکا پیٹ رانون سے ملا رہے ایسی صورت مین خوامخواہ سر زانون کے پاس رہے گا زانون سے فاصلہ پر مردونکی طرح نہ ہوگا۔

سوال۔ یہ مسلمان کو کفن کا کپڑا اپنے پاس رکہنا مسنون ہے یا نہین اور بعض لوگ کہتے ہین کہ کفن کا کپڑا سال بہر کے بعد بدل ڈالنا چاہیے یعنی یہ کپڑا کسیکو دیدے اور دوسرا نیا لیکر رکھ لے۔

جواب اگر اپنے کفن کے لئے مسلمان کپڑا خریدکر یا کسی سے لیکر اپنے پاس رکھے تو مضایقہ نہین۔ بخاری مین سہیل نے روایت کی ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین ایک عورت نے نبی ہوئی حاشیہ دار چادر لاکر عرض کیا کہ اسکو مین نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور اسلئے لائی ہون کہ جناب کو پہناؤن چنانچہ پیغمبر خدا صلعم نے اوسے لے لیا اور باہر اپنے یارون کے پاس تشریف لائے اپنے اوس چادر کی اپنی لنگی بنائی ایک شخص نے اوسکی بہت تعریف کی اور کہا یہہ تو بہت اچھی ہے مجھکو عطا ہو لوگون نے کہا تمنے اچھا نہ کیا پیغمبر خدا صلعم کو جب کہ اوسکی ضرورت تھی اور پھر بھی تمنے سوال کیا تم جانتے ہو کہ حضور عالم کسی کے سوال کا رد نہین فرماتے ہین اوس شخص نے جواب دیا کہ واللہ مین نے اسلئے نہین سوال کیا تھا کہ اسکو مین پہنون بلکہ اسلئے سوال کیا تھا کہ اس کا اپنا کفن بناؤن۔ سہیل کہتے ہین کہ وہ ہی چادر آخر اوس

شخص کا کفن بھی

سوال - چونکہ رشوت وغیرہ ممنوع و ناجائز ہے اگر اوس سے کوئی حویلی بنائے یا گانون خریدے اور ایک زمانہ تک اوس پر قابض رہکر اوس گانون یا حویلی کو فروخت کرے تو اوسکی قیمت شرعاً حلال ہے یا نہین -

جواب جو مال رشوت سے لیا وہ بلاشبہ حرام ہے لیکن اوس مال کو جب تغیر کیا یعنی حویلی بنائی تو اوس کا وہ مالک ہوا ایسی حالت مین اوسکا بیچنا کو جائز ہے لیکن وہ مال خبث رکھتا ہے اس لیئے کہ کسب حرام سے حاصل ہوا تھا بہرحال بیع و شرا ملکیت پر منحصر ہے کراہت اور پاکیزگی حلت کسب و حرمت کے تابع ہے تو اسکی ملک مین تغیر ہوا ہو لیکن جب کمائی وجہ حرام سے ہے تو مال بھی حرام ہی ہوگا مثلاً برہمنون اور کاہنونکی مزدوری یعنی جو انہی موجودہ اور انہو اسلے مال کو پوجنے کے لئے اونکے سامنے نذر لیجاتے ہین سو یہ صحیح ہے کہ اگر وہ مال قرضدارون یا اور معاملہ دار ونکو دیا جائے تو اون کے لئے بیشک حلال ہے لیکن اوس کے لیئے تو وہی خبیث رہے گا لیکن احیاء العلوم کی روایت کے موافق جسوقت اوس نے توبہ کرلی تو البتہ حلال ہوگا بشرطیکہ مال برضامندی لیا گیا ہو اور کسی کا حق تلف نہ کیا گیا ہو ورنہ جس شخص کا مال کہ غصب کیا گیا ہو اوسکی رضامندی شرط ہے واللہ اعلم

سوال قرض جو شرعاً جائز ہے اگر کوئی ایسے قرض سے مسجد بنائے اور اوس کے بعد رشوت وغیرہ جو غیر جائز ہے اوس سے وہ قرض ادا کرے تو شرعاً ایسی مسجد کا بنانا درست ہے یا نہین -

جواب اس قسم سے مسجد بنانا درست ہے کیونکہ بامید ثواب

مسجد بنائی جاتی ہے اور اوس مسجد کو قرض لیکر بنایا گوا اوسے قرض کے وقت اوسنے خبیث مال سے قرضہ ادا کیا تو اوسکی خبثیت اوس مال مین جو قرض لیا تہا تاثر کرگی واللہ اعلم۔

سوال اگر شخص نکاح کرنے والا سنت المذہب اور جس عورت سے نکاح کیا جاے وہ مذہب امامیہ کی ہو تو ایسے مرد اور عورت مین اہل سنت جماعت کے یہان نکاح جایز ہے یا نہین۔

جواب سنی مرد اور شیعہ عورت مین نکاح کرنا مبنی تکفیر وعدم تکفیر پر ہے اور یہہ فرقہ مذہب حنفی مین موافق روایات مفتی بہ کے مرتد ہے جیساکہ فتاوی عالمگیری مین لکہا ہے پس ایسی عورت سے نکاح کرنا درست نہین ہے اور مذہب شافعی مین دو قول ہین بروے ایک قول کے تو یہہ فرقہ کافر ہے اور بروے دوسرے کے فاسق جیساکہ صواعق محرقہ مین لکہا ہے اسکے قطع نظر ایسے میان بی بون کا نکاح بہت سے فسادون کا باعث ہے یعنی عورت و اولاد کا بدمذہب ہونا محبت کی ناموافقت وغیرہ وغیرہ یہی باتین ہین جس سے پرہیز ہی کرنا واجب ہے واللہ اعلم

سوال نماز پڑہتے جسوقت کہڑے ہون تو اوسوقت آیات قرآنی مین سے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی یہہ آیت سورہ بقر مین ہے وغیرہ اور استغفار پڑہنا درست ہے یا نہین۔

جواب آیات انی وجہت وجہی الخ کا پڑہنا دعا کے ضمن مین جسمین استغفار بہی ہے ثابت ہوا ہے بعض روایتون مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اول کے بعد مذکورہ بالا آیات پڑہتے تہے اور بعض

روایتون مین یون آیا ہے کہ نماز پر کہڑے ہوتے وقت اور اتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی جو نماز کے بعد طواف کعبہ پڑہی جاتی ہے اوس نماز کے دونون رکعتون سے پہلے پڑہنا البتہ ثابت ہے۔ چنانچہ مشکوۃ شریف مین یہہ دونون روایتین موجود ہین۔ اور وہ دعا یہہ ہے جو سورۂ انعام مین لکہی ہے۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللّٰھم انت الملک لا الہ الا انت وانا عبدک ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی جمیعا انہ لا یغفر الذنوب الا انت واھدنی لاحسن الاخلاق لا یھدی لاحسنھا الا انت لبیک وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک والشر لیس الیک انابک والیک تبارکت وتعالیت استغفرک واتوب الیک۔

سوال۔ حصول مطالب دنیوی کے لئے کیا پڑہنا چاہیئے۔

جواب۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانسو بار اول وآخر درود دس دس مرتبہ پڑہنا چاہیئے۔ اور حکام کے قلوب پر قابو پانے کے لئے یا مقلب القلوب بالخیر دوسو مرتبہ بعد نماز عشا کے پڑہنا چاہیئے اور کسی کام کے لئے سو مرتبہ یا قاضی الحاجات بہی پڑہنا مجرب ہے اگر ختم خواجگان کو حصول مہم کے لئے پڑہنے کا اتفاق پڑے تو یا قاضی الحاجات کا بہی پڑہنا بہتر ہے۔

سوال۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے خلاف مرضی گہر سے باہر جائے اور خاوند کا کہنا کچہہ خیال مین نہ لاوے اور نافرمانی سے اپنے خاوند

تو تکلیف پہونچائے تو ایسے عورت کا حق مہر و نفقہ مرد پر باقی رہتا ہے
یا نہین - علماء بنارس نے تو لکہا ہے کہ مرد کے گہر سے عورت کو
باہر جانے مین مہر و نفقہ و کسوت سکنی مرد پر سے باطل ہو جاتا ہے
کما فی تحفة الفقہاء المراة اذا خرجت عن البیت
بغیر اذن زوجہا یبطل مہرها و نفقتہا و کسوتہا
و فی الذخیرة اذا خرجت المراة مع المحارم
بغیر اذن الزوج و دخلت فی بیت الوالدین و غیرهم
یبطل مہرها و نفقتہا و کسوتہا و سکناها
نقل من الحسامیة اذا خرجت المراة
من البیت مع غیر محرم بغیر اذن زوجہا بطل مہرها و نفقتہا و
کسوتہا و سکناها و عن الطحاوی فی قول محمد بن الحسن الشیبانی
الفتوی علیه کذا فی فتاوی الصدر الشہید و فی النہایة شرح
الہدایة اذا خرجت المراة من بیت زوجہا عاصیة بلا اذن زوجہا
و صاحبہا و ذهبت من قریة الی قریة اخری سقطت نفقتہا و مہرها
من ذمة زوجہا هذا النقل من التجنیس فی شرح الہدایة من الذخیرة
المراة اذا خرجت من بیت زوجہا مع غیر المحرم و بغیر اذن الزوج
و دخلت بیت الوالدین او غیرهما بطل مہرها و نفقتہا و کسوتہا
و سکناها فی المحیط و علیه الفتوی کذا فی المضمرات - ترجمہ
جیسا کہ تحفة الفقہاء مین لکہا ہے کہ جس وقت عورت گہر سے بغیر اذن اپنے
خاوند کے نکلے تو اوسکا مہر اور نفقہ اور کسوت باطل ہو جاتا ہے
ایسے ہی ذخیرہ مین لکہا ہے کہ جس وقت عورت گہر سے نکلے اپنے

محرم کے ساتھ بغیر اذن اپنے خاوند کے اور پہونچ گئی اپنے والدین کے گھر یا کسی دوسرے کے تو باطل ہو جاتا ہے اوس کا مہر اور نفقہ اور کسوت اور سکنی ایسا ہی لکھا ہے حاشیہ مین کہ جس وقت عورت گہر سے نکلے ساتہہ کسی غیر محرم کے بغیر اذن اپنے خاوند کے تو باطل ہو جاتا ہے اوسکا مہر اور نفقہ اور کسوت اور سکنے۔ اور طحاوی سے جو ایک قول منقول ہے محمد ابن الحسن شیبانی سے اوس سے سمجہا جاتا ہے کہ فتوے ایسے پر ہے جیسا کہ فتاوے صدر الشہید سے سمجہا جاتا ہے۔ اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکہا ہے کہ جسوقت نکلے عورت گہر سے اپنے خاوند کے واسطے خرید و فروخت کے بغیر اذن اپنے خاوند کے اور نکل گئی ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن تک تو ساقط ہو جاتا ہے اوس کے خاوند کے ذمہ سے نفقہ و مہر اوسکا۔ ایسا ہی تجنیس مین لکہا ہے۔ اور صاحب شرح ہدایہ ذخیرہ سے نقل کرتے ہین کہ عورت نکلے اپنے خاوند کے گھر سے اپنے محرم کے ساتہہ بغیر اذن اپنے خاوند کے اور پہونچگئی اپنے مان باپ کے گھر یا دوسرے کسی کے تو باطل ہو جاوے کا مہر اور نفقہ اور کسوت اور سکنے اوسکا۔ ایسا ہی محیط مین ہے اور ایسے پر فتوی ہے جیسا کہ مضمرات مین لکہا ہے۔

جواب۔ بغیر حکم مرد کے عورت کو گہر سے باہر نکلنا جس سے مہر ساقط ہو جاوے یہہ فقیہ روایتین مین نے دیکہین مگر مہربان من یہہ روایتین مفتی بہا نہین ہین خلاف قواعد ہے کیونکہ مہر کو دین صحیح لکہا ہے (دین اوسکو کہتے ہین جو قرض بہ تعین وقت ہوتا ہے کہ فلان وقت

ادا کرینگے اور جب وہ اوسوقت نہ ادا ہوا تو وہ قرض ہی رہا)
اور ینہا لکھا ہے کسا یرالدیون لا یسقط الا بالاداء او بالابراء
فقہا کے مقام تعلیل مین لکہا ہے کہ پورا مہر پہلے مرتبہ دولہن سے ہم
بستری کرنیکا معاوضہ ہے جب کہ ایک مرتبہ دولہن کے پاس سویا تو
گویا اسپنے تمام حق سے فائدہ مند ہوچکا تو مہر جو اوس حق کی قیمت
ہے واجب الادا ہوئی اب اسکے بعد اگر دوسرے مرتبہ وطی یا
دوسرے خدمات وہ عورت ادا کرے یا مکان مین نرہے تو مہر
مین کوئی قصور نہین پڑتا بلکہ عورت کے زنا وغیرہ کرنے سے بہی
مہر ساقط نہین ہوتا یہہ سچ ہے کہ نان ونفقہ گہر مین رہنے کا معاوضہ
ہے اگر بلا حکم گہر سے عورت نکلے تو البتہ نفقہ وکسوت واجب نرہیگا
قاعدہ فقہ مین نفقہ قید کا معاوضہ ہے مثلاً کوئی کسی خدمت پر مامور
کیا جاوے تو نفقہ اوس کا بعوض اوسے خدمت صاحب خدمت
سے لیا جاویگا جیسا کہ ذکوۃ کے عملون کی ماہوار مال ذکوۃ ہی مین
سے دیا جاتا تہا ایسے ہی قاضی ومفتی ومحتسب کی ماہوار خزانہ لاوارث
کوئی ہو اہل اسلام سے دیا جاتا تہا۔
سوال۔ ترکیب دفع آسیب وسحر کی عنایت ہو۔
جواب ترکیب دفع آسیب کی یہہ ہے کہ سرسونکا تیل ایک تانبے
کے برتن مین لیکر آیت قطب یعنے ثم انزل علیکم من بعد الغم
بذات الصدور تک پڑہے اور یہہ آیت پارہ لن تنالوا البر
اور سورۂ آل عمران کی ہے اس آیت کریمہ کو چودہ بار پڑہی جاوے
اور ہر دفع پڑہ کر اوس تیل مذکور پر دم کیا جاوے جب چودہ بار

پورے ہوجاوین تو اس تیل کو آسیب زدہ کے تمام بدن پر بقدر
مالش کی جاوے کہ کوئی جگہ بال برابر بھی خشک نرہے اور احتیاط
اسمین یہہ ہے کہ اس تیل کو زمین پر نہ رکہا جاوے اور ہاتہہ بھی اس
مین ہرگز نہ ڈالا جاوے اور جس شخص سے اول روز مالش کیا جاوے
وہی شخص روز مالش کرے اور جسوقت اول روز مالش کیا جاوے
روز اوسی وقت مالش کرنی چاہیئے اس مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہو خدا نے چاہا تو آسیب رفع ہوجاوے گا۔ دفع سحر کے واسطے سورتین
یعنے سورۂ قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق
اور ایات سحر لکہی جاوین اور ایک کورہ ٹہلیہ مین پانی جاری خواہ
گنگا یا دریا کا ہو اوس مین اور اوس ٹہلیہ مین تعویذ مرقوم ڈالدیا جاوے
اور اس پانی مین سے تہوڑا تہوڑا اوس مسحور کو پلایا
جاوے اور ممکن ہو تو اس پانی سے اوسکو غسل بھی کرادیا جاوے
لیکن اس عمل کو ایک شنبہ کے روز کرنا چاہیئے اسیطرح
یہہ عمل روز مذکور کئی بار کیا جاوے خدا نے چاہا تو بہت جلد
آرام ہوجاوے گا۔ آیات سحر یہہ ہے۔ فوقع الحق وبطل
ما کانوا یعملون فغلبوا ہنالک وانقلبوا صاغرین

سورۂ اعراف
سورۂ یونس
سورۂ طہ

ترجمہ
یہہ ایات سورۂ اعراف کی جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ پس ثابت ہوا حق اور باطل ہوا جو کچہہ تہے کرتے
پس مغلوب ہوے اس جگہ اور پہر گئے ذلیل اور ڈالے گئے جادوگر سجدے مین اور کہا اونہون نے ایمان لائے ہم ساتہ
پروردگار اپنے کے پروردگار موسی کے اور ہارون کے پہر جب ڈالا اونہون نے کہا موسی نے جو کچہہ لائے تم ساتہہ اوسکے
جادو ہے تحقیق اللہ شتاب باطل کرتا ہے تحقیق اللہ نہین سنوارتا کام مفسدون کا اور ثابت کریگا اللہ حق کو ساتہہ باتون اپنی کے

والقی السحرۃ ساجدین قالوا امنا برب العالمین رب موسی وھارون ۝ فلما القوا قال موسیٰ ما جئتم بہ السحر ان اللہ سیبطلہ ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین ویحق اللہ الحق بکلماتہ ولو کرہ المجرمون ۝ انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ ۝

سوال ۔ اصول شریعت مین بیعت کسے کہتے ہین اور اسکی ثبوت نص سے ہے یا کسی حدیث سے ۔

جواب بیعت کہ اصل معنی لغت مین عہد اور پیمان کے ہین اور اصطلاح متکلمین مین بیعت کہتے ہین ہاتھہ دینا کسی قول و قرار کے باتون پر اور صوفیہ کرام کے اصطلاح مین بیعت کی معنی دست عقیدت کو ارشاد مرشد پر منعقد کرنیکو بیعت کہتے ہین پس اگر غرض سائل کی اس استفسار سے بیعت کلامی ہے تو جو بیعت صحابہ کرام سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت مین خلفاء راشدین کے واقع ہوئی ہے مراد اوس بیعت سے دست توسیق اور عہد کا دینا خلافت خلفاء راشدین کے اسی معنی پر آیت یبایعونک تحت الشجرۃ دلالت کرتی ہے اور اگر سائل کی غرض استفسار سے مراد بیعت صوفیہ کرام اور پیران طریقت سے جو مشہور ہے تو دست عقیدت کا دینا ارشاد مرشد پر بیعت کہتے ہین اور یہہ سلسلہ یکے بعد دیگرے حضرت علی مرتضیٰ پہونچتا ہے اور حضرت علیؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک اس سلسلہ کا ثبوت اور اصل اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible] وسلم ہی سے سمجھنا چاہیئے ۔

سوال۔ نکاح کے وقت ایمان مجمل ومفصل کے زور سے تعریف کیون پڑھتے ہین مقصود اوس سے تلقین ہوتا ہے یا نکاح کی مضبوطی اوس سے متصور ہے۔

جواب۔ ازروے شرع کے کافر ومسلمان کا نکاح نہین ہوتا ظاہر ہے کہ اکثر لوگون سے لاعلمی یا سہو سے کلمات کفر نکل جاتے ہین اور اونکی اونکو خبر تک نہین ہوتی تو ایسی حالت مین نکاح ایسے دولہ دولہن کا نہین ہوسکتا اسلئے علما، متاخرین بہ نظر احتیاط ایمان مجمل ومفصل کے صفت دولہ دولہن کے سامنے پڑھتے ہین اور اون سے پڑھواتے ہین تا کہ نکاح بحالت اسلام ہو۔
فی الحقیقت علماء متاخرین نے اس احتیاط کو نکاح مین بڑھائی ہے لیکن یہہ خالی اسلامی برکت سے نہین ہے۔ جو شخص اسلام سے بہرہ نہین رکھتے ہین وہ اسکے لطف کو کیا جانین۔ اکثر فرقہ خلاف مین مردہ کو تلقین جائز ہے مگر معلوم نہین کہ اسکی وجہ اونکے نزدیک کیا ہے کیون کل اسلامی فرقہ متفق ہین کہ ایمان بعد البعث درست نہین ہے اور بعث انتقال روحانی کو کہتے ہین۔

سوال۔ امت کی شفاعت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے یا اصحاب کبار بہی شفیع ہوسکتے ہین اور انکی اطاعت وعداوت مین کیا فائدہ ونقصان ہے۔

جواب الشفاعة فیما یتعلق باموراالدنیا والآخرة هو السوال فی تجاوز عن الذنوب والحرام یعنے جیسا شفاعت کا تعلق امور دنیا اور آخرت سے ہے اوس سے مراد ہے

بخشایش گناہ اور حرام ہے -
از روے لغت کے لفظ شفاعت عام ہے شفاعت جرمی و شفاعت ذنوبی - شفاعت جرمی وہ ہے جو ایک سے دوسری کے تابع یا متبوع ہو سکے - اور شفاعت ذنوبی وہ ہے کہ بواسطہ و بلا واسطہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے متحقق و ثابت ہے تو اس صورت مین مرشد اپنے مرید کے لیے اور معلم اپنے شاگرد کے لئے باعث شفاعت ہو سکتا ہے ؛ و ر اطاعت اصحاب کبار بحکم آیہ کریمہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم و بمصداق حدیث صحیح اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم -
پس ان کی اطاعت اطاعت وعدہ انھم ہیں خلون الجنۃ اور عداوت انکی موجب وعدہ انھم یخلدون فی النار ہے -
سوال - امام اعظم و غیرہم کی عبارت اور مفتیون کے اقوال مین اختلاف کا کیا سبب ہے -
جواب - علماء مین اختلاف کا یہہ سبب ہے کہ بعض تو آیت و حدیث کے ظاہری حالت کو معمول بناتے ہین اور بعض تاویل سے پس یہہ اختلاف اصول مین نہین ہے بلکہ مفہوم کلام سلف اختلاف العلماء رحمۃ ہے واسطے امت کے ہر ایک راہ صواب پر ہین - بخلاف خلافیہ فرقے کے کہ ان کے علماء مین اصولی اختلاف ہے کیونکہ ایک تو ہمارے پیغمبر خدا صلعم کے نبوت کے دوسرے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیغمبری کے اور بعضے اون کے الوہیت کے قایل ہین - ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

والسلام علی من اتبع الهدی۔
سوال۔ جو حدیث کا منکر ہو اوسکی نسبت کیا حکم ہے۔
جواب انکار حدیث شریف مین چند احتمال ہین ۔ اول صورت
تو یہہ ہے کہ تمام احادیث سے انکار کرنا اور ایسی صورت سے
کفر لازم آتا ہے دوسری صورت یہہ ہے کہ احادیث متواترہ کے تاویلات
سے انکار ۔ اس سے بہی کفر لازم آتا ہے تیسری صورت یہہ ہے کہ
حدیث صحیح جو قسم احاد سے ہو عام ازین کہ ہواے نفسانی سے یا منافی
طبع یا کسی خلاف مصلحت دنیوی سے اگر کوئی انکار کرے تو یہہ گناہ
کبیرہ ہے بلکہ ایسے منکر کو مبتدع بدعت سیئہ کہا جاوے گا ۔
چوتہی صورت یہہ ہے کہ کسی حدیث کو بہ سبب نہونے قوت
دوسری حدیث کے یا بہ جہت نہونے اعتماد قول راوی کے
اگر کوئی اوسکو حدیث تصور نکرے اور منشا انکار ہواے نفسانی
اور کسی غرض دنیوی سے نہو اور خود پسندی تقریر اور کوئی غرض
اغراض فاسدہ سے مقصود نہو بلکہ بنا بر قواعد اصول حدیث یا مخالفت
حدیث کے سبب سے کسی آیت قرآنی کی نسبت بدظن ہو کر حدیث کا
انکار کرے تو ایسی صورت مین کفر لازم نہین آتا ہے ۔
سوال۔ اگر کوئی کسی فقیہ کی کتاب کا انکار کرے شرع شریف سے
اوسکی نسبت کیا حکم ہے ۔
جواب اس سوال مین بہی چند احتمال ہین اول یہہ کہ اگر وہ شخص مثلاً
شافعی المذہب ہے اور حنفیہ کی کتاب سے منکر ہے تب تو چندان
قباحت نہین ہے ۔ دوسرے یہہ کہ اگر کسی کتاب غیر معتبر یا غیر مشہور

کا انکار کرے تو بھی اس مین چندان قباحت نہین۔ تیسرے یہہ ہے
کہ اگر علوم دینیہ کے کتاب سے جان بوجہہ کر انکار کرے تو اس
صورت مین البتہ کفر لازم آتا ہے۔ چوتھی یہہ ہے کہ اگر اس بات کے
خیال سے کہ یہہ کتاب فقہ اہل سنت کی ہے تو ایسا شخص منسوب
با اہل ہوا اور بدعت ہوگا کیونکہ اوسکا انکار کتاب کی حقیقت
کی نسبت عدم اعتقاد سے ہے بخلاف انکار شافعیہ کے کیونکہ شافعیہ
کے انکار سے فقط مذہب حنفیہ پر اپنے مذہب کو ترجیح دینا مقصود
ہوگا نہ بطلان اصول و فروع حنفیہ۔

سوال ۔ اگر کسینے کلمہ کفر زبان سے کہا اور اوسکی معنی اور مطلب
سے ناواقف ہو تو ایسے شخص پر کیا حکم ہے۔

جواب ایسے شخص کی طرف حکم کفر کے کرنے مین علماؤ نکا بہت
اختلاف ہے۔ خزانۃ الروایات وغیرہ کتب فقہ مین اسکا مفصل
حال مذکور ہے بہرحال ایسے شخص کو توبہ اور استغفار لازم ہے۔

سوال ۔ علم اور علما کی اہانت پر کیا حکم ہے۔

جواب ۔ اگر کوئی اہانت علما اور دین کی اس خیال سے کرے
کہ یہہ دین موجب راہ حق اور یہہ علما پابند راہ شریعت ہین اور
یہہ علم محض قضایا او حق تلفی کے لئے موضوع ہے تو شریعت
ایسا شخص کافر ہے مگر علم نجوم کے انکار اور اہانت سے کفر
لازم نہین آتا ہان البتہ جو علم معین اور مددگار علم شریعت ہے اوسکی
اہانت ممنوع ہے لیکن اس کے بھی چند مراتب ہین اگر علم شریف ہے
مثلاً علم صرف و نحو تو ایسے علوم کی اہانت ممنوع ہے اور جو کوئی علم

اسس مرتبہ کا نہین تو اوسکی اہانت بہی اسس مرتبہ ممنوع نہو گی ۔
سوال۔ مان باپ اگر اپنے کسی اولاد کو عاق کر دے تو وہ بخشا جائیگا یا نہین ۔
جواب ۔ عوام مین یہہ مشہور ہے کہ مان باپ کے عاق سے اولاد فرزندیت سے خارج ہو جاتی ہے اسکا ثبوت شریعت سے تو کہین نہین ہے کیونکہ اس عاق بے اصل سے لڑکا ثبوت نسب اور احکام مثل حقوق وراثت سے خارج نہین ہو سکتا۔ اور اصطلاح شرع مین عقوق والدین کے معنی والدین کو تکلیف اور ایذا پہنچانے کے ہین اور اسس قسم کا فعل گناہ کبیرہ مین داخل ہے ۔ مذہب اہل سنت وجماعت کے نزدیک کوئی شخص جو مرتکب گناہ کبیرہ ہے ہمیشہ دوزخ مین نہین رہے گا بلکہ بسبب عفو مان باپ اولاد ہو یا بعد خستم عفو از جناب باری یا بسبب شفاعت رسالت پناہی یا بعد مبتلاے عذاب عقوق بخشا جاے گا واللہ اعلم بالصواب ۔
سوال ۔ دار الاسلام دار الحرب ہوسکتا ہے یا نہین ۔
جواب ۔ معتبر کتابون مین لکہا ہے کہ تین شرطون سے دار الاسلام دار الحرب ہوسکتا ہے چنانچہ در مختار مین لکہتا ہے لا تصیر دار الاسلام دار الحرب الا بامور ثلثة باجراء احکام اهل الشرك وباتصالها بدار الحرب وبان لا يبقى فيها مسلم او ذمي امنا بالامان الاول على نفسه ودار الحرب تصير دار الاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فيها انتهى یعنے دار الاسلام سواے تین شرطون کے دار الحرب نہین ہوسکتا۔ اول احکام اہل شرک کے

دارالاسلام کا دارالحرب میں جا رہنے ہونا۔ دو شہر سے شامل ہونا دارالاسلام کا دارالحرب مین۔ تیسرا نذرہ سکے دارالاسلام مین کوئی مسلم نہ ذمی امان اول سے اور دارالحرب مین جب احکام اسلام کے جاری ہوسکتے ہین تو وہ دارالحرب دارالاسلام بن جاتا ہے انتہی۔ اور کافی مین سے ہے
أن المراد بدار الاسلام بلاد يجري فيها حكم امام المسلمين ويكون تحت قهره وبدار الحرب بلاد يجري فيها امر عظيمها ويكون تحت قهره انتهى۔ صاحب کافی فرماتے ہین دارالاسلام وہ شہر ہے کہ جسمین شریعت کے احکام حاکم مسلمان جاری کرسکے اور وہ شہر اوس کے تحت تصرف مین ہو۔ اور دارالحرب وہ شہر ہے جسمین احکام شریعت جاری نہو سکین اور وہ شہر کفار کے ماتحت ہو اور یہہ ملک (مراد ہند) اس مین احکام اور قانون شریعت جاری نہین ہین بلکہ گورنمنٹ انگریزی کے قانون جاری ہین اور جارے ہونے احکام کفر سے یہہ مراد ہے کہ ملک داری اور بندوبست رعایا اور لینا خراج اور عشور (محصول اموال) اور سیاست راہ زن اور چور چکار اور فیصلے خصومات وغیرہ جو حاکم کفار اپنے قوانین سے کرے گو بعض احکام اسلام مثل نماز جمعہ وعیدین واذان وذبح بقر وغیرہ سے تعرض نکرے کیونکہ ایسے امور بخیال انتظام ریاست نظرانداز کرتے ہین لیکن بلحاظ اپنے قوانین کے بہتیرے مساجد کو بھی بے تکلف منہدم کردیتے ہین کوئی مسافر بغیر راہداری اور اجازت حکام وقت اس ملک مین (ہند) وارد نہین ہوسکتا اور بر تقدیر اپنی منفعت کی غرض سے کسی مسافر

اور سود اگر سے تعرض بہی نہین کرین لیکن مثل اسکے دوسری بات یہہ ہے
کہ شجاع الملک اور ولایتی سیکم بغیر اجازت گورنمنٹ انگریزے کے
اسس ملک مین اسکتے بلکہ یہان سے کلکتہ تک عملداری گورنمنٹ
انگریزون کی ہے مگر بعض بلاد مثل حیدر آباد دکن اور لکہنو رامپور وغیرہ
مین بہ سبب معاہدہ حکومت گورنمنٹ انگریزی و مصلحت وقت سے
بالاستعاب پورے طور سے جاری نہین ہے اور جہانتک حدیث اور
صحابہ کرام کے برتاؤ پر خیال کیا جاتا ہے تو یہی امر اوس سے سمجہا جاتا
ہے کیونکہ فقط انکار اداے زکوۃ کے اپنے خلافت مین جناب
صدیق اکبرؓ نے مقام یربوع کے نسبت دار الحرب کا حکم فرمایا ہے
حالانکہ اوسمین جمعہ و عیدین و اذان وغیرہ احکام شریعت جاری تہے
بلکہ آپ نے اوس کے اطراف کے بلاد کی نسبت بہی دار الحرب
کا حکم دیا ہے حالانکہ اوس بلاد مین اہل اسلام موجود تہے اسیطرح
آپ کی خلافت مین یہی حکم جاری رہا بلکہ باوجود مقام فدک اور
خیبر مین اہل اسلام کی بود و باش ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان دونون مقام کی نسبت دار الحرب کا حکم دیا ہے
حالانکہ وادی القری مین اکثر لوگ مشرف باسلام تہے اور مقام
فدک اور خیبر بہی مدینہ منورہ سے نہایت ہی قریب تہے باقی رہا
یہہ مسئلہ کہ حریت اور رقیت کفار حربی کی نسبت کیا حکم ہے اس
مسئلہ مین علما کے مختلف اقوال ہین لیکن اکثر فقہا اسپر متفق ہین کہ
اگر دار الحرب کو مسلمانون نے لڑائی سے فتح کر لیا ہو تو وقت
کارزار کے جس پر مسلمان قابض ہون کے اوس پر مسلمانون کے

ملکیت ثابت ہوگی اور بعض فقہا کہتے ہین کہ اگر حربی بہ خیال
غلبہ اہل اسلام اپنی اولاد یا اقارب کو بیع کردین تو اسیر مسلمانون
کی ملکیت ثابت ہوگی اور وہ ان کے غلام بن جائینگے بشرطیکہ یہہ بیع
اہل حرب کے یہان مروج ہو اور یہی قول اکثر حدیث سے قوی معلوم
ہوتا ہے اسواسطے اس کی بیع اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین ہوئی ہے مثل بیع زید بن حارثہ اور سلمان فارسی وغیرہ
جو اسی قسم کے تھے اور آپ نے ان سب کو مسلمان کیا چنانچہ جامع الرموز
مین لکہا ہے ویتملک بھا ای بالاستیلاء واحرازهم احرازهم استیلاء
علی مباح فلو اهدی ملک من اهل الحرب الی مسلم هدیة من
احرارهم ملکه الا اذا کان ذی قرابة له ولو دخل دارهم مسلم
بامان ثم اشتری من احدهم ابنه ثم اخرجه الی دارنا قهرا ملکه
واکثر مشایخ علی انه لا یملکه فی دارهم وهو الصحیح وعن
محمد انه یملکه حتی یجبر علی اخراجه وعن ابی یوسف یجبر وعن
الکرخی ان کانوا یرون جواز البیع فالبیع جایز والا فلا کما
فی المحیط وفیه اشعار بان الکفار فی دارهم احرار ولیس
کذلک فانهم ارقاء فیها وان لم یکن ملک لاحد علیهم
علی ما فی عتاق المستصفی وغیرہ یعنے جامع الرموز مین لکہا
ہے کہ اہل حرب پر اس صورت مین ملکیت ثابت ہو جاتی ہے
جبکہ اہل اسلام کا غلبہ اور حفاظت اہل حرب مین مباح ہو یا والی
دار الحرب اپنے کسی حربی کو ہدیہ بہیجے مسلمان کو تو اسیر بہی ملکیت
ثابت ہوگی لیکن وہ حربی مسلمان کی قرابت سے ہو اور جو کوئے

دوست نہین ہین میرا دوست اللہ ہے اور دوسرے حدیث مین وارد ہے ان اولیای الا المتقون یعنے میرا دوست کوئی نہسین ہے مگر پرہیزگار -

سوال - تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ منکر ضروریات دین کا فر ہے حالانکہ علو، درجہ ایمان اور اعتقا و رکھنا حضرت علی کی نسبت اور جنتی ہونا انکا اور لایق خلافت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا از روے حدیث بلکہ آیات قطعیہ متواترہ سے ثابت ہے پس منکر ان امور کا کافر ہوتا ہے چنانچہ خوارج احکام اخروی مین کافر ہین انکی لئے نہ دعاے مغفرت کرنی چاہیئے اور نہ جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے اس صورت مین شیعہ بھی کافر ہین اسواسطے نصوص قطعیات حق مین صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے زیادہ تر جناب امیر سے وارد ہوئی ہین اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز اوس شخص کی نہین پڑھی ہے جو حضرت عثمان رضی عنہ سے عداوت رکھتا تہا پس شیعہ کے کفر مین اہل سنت کا سبب اختلاف کا کیون ہے -

جواب - خوارج درحقیقت ایک مذہب رکھتے ہین اسی جہت سے علماؤں کے اختلاف نہین ہے کیونکہ خوارج چند اوصاف متعددہ کے بابت ہے حضرت امیر کی طرف عدم بہشتی اور عدم قابلیت و لیاقت خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ اوصاف کی نسبت دیتے ہین بخلاف شیعہ کے کہ وہ مذاہب مختلفہ رکھتے ہین بعض ان مین سے تفضیلی ہین کہ جناب امیر کو شیخین کی فضیلت پر ترجیح دیتے ہین اور اولویت خلافت حضرت امیر کے قابل ہین اور بعضے انین سے

شیخین رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ کرام کی طرف سے نسبت خطا
کی کرتے ہین اور بعضے ان مین سے بہ سبب فسق اور عناد یہانتک
کہ ان کی طرف نسبت کفر کی کرتے ہین اسی سبب سے انکی
نسبت علماء کا اختلاف ہے بہر حال ان کے عقاید متعددہ
کے باعث سے اکثر علماء انکی طرف نسبت شیعہ کی کرتے ہین لیکن اس
مسئلہ مین اکثر علما کا اس امر پر اتفاق ہی کہ یہہ بہی مثل خوارج کے احکام اخروی مین کافر ہین
اور تحفہ اثنا عشریہ مین جو کلام مرقوم ہی بلحاظ اوسکی توجیہ کے یہہ کہا جاسکتا ہی کہ خوارج احکام اخروی
مین بالاتفاق کافر ہین اور احکام دنیوی کی لحاظ سے انکے اسلام کے بعض علما قایل ہین یہانتک
کہ نکاح اون سے جایز ہی اور توارث بہی درمیان اونکے اور اہل حق کے جاری ہو سکتا ہے اور
جو اختلاف شیعہ کی نسبت ہے وہ بہی احکام دنیوی ہی مین ہے
نہ احکام اخروی مین پس اس توجہ سے ان دونون مین کوئے
فرق نہین رہا ۔

سوال ۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز وجوب الادا نہی
کیون کہ واجب کی تعریف یہہ ہے کہ جو دلیل ظنی سے ثابت
ہو وہ واجب اور سجدۂ سہو ہے پس اس سے تو لازم آتا ہی
کہ اگر کوی رکن ارکان واجبات مین سے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم سے ترک ہو جائے تو آپ پر سجدہ سہو لازم نہوگا حالانکہ
احادیث سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ
سہو دو تین مرتبہ ادا فرمایا ہے ۔

جواب ۔ مسلم کی شرح مین مذکور ہے کہ بعض امور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر بمرتبہ وجوب کے تہے اسواسطے اہل سنت

کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اجتہاد ثابت ہے
اس بنا پر بعضے احکام اجتہاد یہہ بہی آپکی نسبت ظنی تھے۔ بان
یغلب علی ظنہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الآیۃ تدل علی کذا
مع احتمال ان یکون معناہ غیرھذا وبان یغلب علی ظنہ
ان الفرد الفلانی داخل فی مفہوم الآیۃ نظرا الی مشارکتہ
فی اکثر الامور مع احتمال ان یکون غیرداخل نظرا الی الفارق
الخفی یعنے بعضی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال
کسی آیت کے ایک ہی معنی پر ہوا کرتا تہا حالانکہ وہ آیت دوسرے
معنی کا بہی احتمال رکہتی تھی بایں طور کہ اکثر امور مین مشارکت کی
نظر سے آپ خیال فرماتے تھے کہ فلان فرد داخل ہے مفہوم میں اس
آیت کی حالانکہ فرق خفی کے نظر سے وہ آیت دوسرے احتمال
پر بہی دلالت کرتی تہی پس اس معنی پر مرتبہ وجوب کی نسبت
آپ کی طرف متحقق ہو سکتی ہے قطع نظر اسکے سجدۂ سہو جو ترک
فرض یا واجب پر لازم ہوتا ہے وہ محتمل اس امر کا ہے کہ جس امر
کو ہم واجب سمجہے ہین آپ کے نزدیک وہ فرض یا سنت ہو اور
اسی بنا پر اوسکے لئے آپ نے سجدۂ سہو ادا فرمایا ہو اور ہم جس
خیال سے کہتے ہین کہ سجدہ سہو ترک واجب سے آتا ہے نہ یہہ
خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل کلام یہہ ہے کہ اس
مسئلہ میں مذہب حنفیہ کے نزدیک ترک واجب سے
دو سجدۂ سہو لازم آتے ہین اور شافعیہ کے نزدیک ترک فرض
یا سنت پر پس اس قاعدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

خیال بہی خارج ہوا اصول حنفیہ سے جیسا کہ شافعیہ کے اصول حنفیہ کے اصول سے خارج ہے۔

سوال۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث قدس سرہ نے خلافت کو نص سے ثابت فرمایا ہے حالانکہ خلافت کے وقت جب سب مہاجر اور انصار سقیفۂ بنی ساعدہ مین جمع ہوے اور اس بارے مین بہت قیل وقال ہوئی تو صحابۂ کرام نے نص ایمہ قریش سے انصار کو تسلی دی۔ اسوقت حضرت صدیق اکبر رض نے سب لوگون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس خلافت کے لایق عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح ہین ان دونون مین سے کسیکو تم خلیفہ اختیار کر لو پس اگر اس بارہ مین کوئی نص ہوتی تو حضرت صدیق اکبر رض اسطرح کیون فرماتے اور حضرت عمر فاروق نے اپنی شہادت کے وقت چہہ شخصون پر خلافت کا کیون حصر فرمایا اور حضرت زبیر اور طلحہ نے جناب امیر کی خلافت کے وقت طوعاً وکرہاً بیعت کیون اختیار کی پس اگر صحت خلافت اجماع پر موقوف ہو تو صحت خلافت جناب امیر کی روشن ہے کیونکہ حضرت ابان جو کہ وصف اجتہاد سے مشہور تھے اونہون نے تمام عمر بیعت نہین کی اور بہت سے صحابہ جناب امیر سے آزردہ ہوکر معاویہ پاس چلے گئے تہے اور حضرت سعد وقاص وغیرہ صحابہ کرام بہی جناب امیر کی لڑائی مین شریک نہوئے۔

جواب۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے جو ثبوت خلافت نص سے فرمایا ہے مراد اوس سے یہہ ہے کہ نفس الامر مین نصوص متواتر خلافت پر علی الترتیب واقعی دلالت کرتے ہین نہ یہہ کہ وقت انعقاد

نص سے ثابت ہو اسواسطے وقت انعقاد خلافت کے ہر شخص جو اسوقت
حاضر تھے ایک راے اپنی اپنی ظاہر کرتا رہا اسی عدم فرصت اور
تنگی وقت کے باعث سے تتبع نصوص کا اوسوقت نہو سکا اور حضرت
ابوبکر نے خلافت کے وقت جو لوگون سے کہا کہ ان دونون مین سے
کسی ایک کو اختیار کر لو اوس سے مقصود اظہار انصاف تھا نہ یہہ کہ اپنی
خلافت کے لئے دعوے اظہار نص کا تہا کیونکہ یہہ امر یابی اللہ والمومنین
الا ابا بکر سے واضح ہے کہ آپ کو بہی خیال تھا کہ یہہ امر ایسا ہی ہوگا اسکے
لئے یعنی اپنی خلافت کے لئے دعوی نص کی کوی ضرورت نہین ہے
اور حضرت عمر فاروق نے جو اپنی شہادت کے وقت خلافت کو
چھہ آدمیون مین حصر کر دیا تہا اوس سے مراد یہہ ہے کہ تعین خلافت
کا بار اپنے پر گوارا نہین فرماتے تھے ورنہ بارہا آپنے خلافت کو
علی الترتیب ختنین کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور حضرت زبیر
اور طلحہ نے جو وقت خلافت جناب امیر کلمات اکراہ یعنے سخت گوئی
ظاہر کی اوس کا سبب کہ اسوقت بعیت قاتلان حضرت عثمان سے
زبردستی سے لیگئی ورنہ حقیقت مین لایق اور مستحق خلافت جناب
امیر ہی تھے اور یہہ امر جو لوگون مین مشہور ہے کہ صحت خلافت اجماع
پر منحصر ہے اوسکی معنی یہہ ہین کہ اجماع اکثر اہل حل اور عقد کا ہونا
ضرور ہے اگر اس اجماع کی کوئی مخالف بہی ہو تو کچہہ مضایقہ
نہین کیونکہ بقول للاکثر حکم الکل ہے چنانچہ وقت انعقاد خلافت
حضرت ابوبکر رض سعد بن عبادہ اجماع مین شریک نہین تھے اور
ابان ابن عثمان جو مجتہدین صحابہ مین سے تھے عمر بہر بلکہ مصر کی

خلافت تک کسی مین شریک نہین ہوے اور بعض صحابہ جو حضرت امیر سے آزردہ ہوکر معویہ کے پاس چلے گئے تھے وہ شمار سے دوتین ہی آدمی تھے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ وغیرہ سے تھے صحابہ متعددہ مین سے کوئی بہی نہین تہا اس کے سوا سبب سخت کوئی کے آزردگی بہی تہی اور یہی اس آزردگی کا باعث تہا نہ وجہہ عدم لیاقت خلافت کیونکہ بہت سی روایتین اونہین لوگون سے جناب امیر کی مناقب مین وارد ہین۔ ہان البتہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور محمد بن سلمہ اور اسامہ بن زید اور عبد اللہ بن عمرو وغیرہ صحابۂ کرام بنظر احتیاط جناب امیر کے ساتہہ جنگ اہل اسلام مین شریک نہین ہوے اور جناب امیر نے بہی انکو معذور فرمایا اور انکی نسبت یہہ ارشاد فرمایا کہ ھؤلاء قعدوا عن الباطل ولم یقوموا مع الحق یعنی یہہ لوگ باطل سے باز رہے اور راہ حق کو نہ لیا۔ باین ہمہ جناب امیر کے مناقب اور نشر فضایل مین سب کے سب ایک زبان ہین اور بروقت انعقاد بیعت فرد فرد اتفاق بہی مسلمات سے نہین ہے بیعت کے منعقد ہونے کے لئے فقط جماعت واحد کا اتفاق کافی ہے بہرحال اس وقت اسقدر نصوصات مجتمع ہین کہ بلاشبہ چارون خلافتون کے ثبوت خلافت کے لئے وہ سب نصوصات کافی ہین گو وقت انعقاد خلافت ان نصوصات سے خلافت ثابت نہوئی ہو کیونکہ یہہ امر قرین قیاس ہے کہ شاید اس وقت یعنے بروقت انعقاد خلافت بہ سبب تنگی وقت

اور باعث ترددات اور حادثات کے ان نصوصات کے
تتبع کا اتفاق نہوا چنانچہ اس قبیل کے مسایل بہت سے ہین
کہ اب بدلایل نصوصات ثابت ہوتے ہین اور ابتداءً مجتہدین
نے اپنے قیاس اور اجتہاد سے ان کو اخراج کیا ہے یہہ مسئلہ
بہی اوسی قبیل مین سے ہے۔

سوال ۔ ایک شخص فرقۂ نواصب مین سے اس امر کا قایل ہے
کہ جناب امیر کو جب ملک فارس اور خراسان پر حکومت ہوئی تو
آپ سے دنیاے ناچیز کی نمایش پر دعوے الوہیت بہی صادر ہوا
اور فرعون وغیرہ نے بہی اپنی اپنی حکومت مین دعوی الوہیت
کیا ہے پہر ان دونون دعوے مین کیا فرق ہے۔

جواب ۔ ناصبی جو اس امر کا قایل ہے کہ جناب امیر سے دعوے
الوہیت صادر ہوا یہہ سراسر دروغ اور بہتان ہے اہل اسلام
مین سے تو کوی اس امر کا قایل نہین اگر کسی کو دعوے ہے اس
امر کو دلیل اور برہان سے ثابت کرے اور اگر مراد سایل کی یہہ
ہے کہ وقت سکر و وجد کے اولیاے کرام سے ایسے کلمات جو صادر
ہوے ہین کہ انا منشئ الارواح انا باعث من فی القبور انا ید اللہ
انا وجہ اللہ انا القران الناطق تو اس سے چندان گرفت نہین ہوسکتی
ان الفاظ سے الوہیت ثابت کرنا سراسر حماقت ہے اسواسطے کہ سواے
مظہریت باری تعالے اولیاے کرام کو اس سے اور کچہہ مقصود
نہین ہوتا اور یہی اقوال اولیاے کرام کا مدعا ہے اس جگہ ہم
چند آیات سایل کے رفع شکوک کے لئے پیش کرتے ہین جس سے

سایل کو بخوبی اطمینان حاصل ہوجائیگا انی انا اللہ رب العالمین۔
ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ - ید اللہ فوق
ایدیھم - ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ - یہہ نصوصات
بہی اسی قبیل سے ہین ان کے مفہومات پر غور کرنے سے سائل
کو بخوبی اطمینان ہوسکتا ہے رہا فرعونی دعوے تو فرعون کے دعوے
سے یہہ مقصود نتھا بلکہ اوسکا یہہ مقصود تہا کہ سوائے میرے
دوسرا کوئی خدا نہین چنانچہ اوسکا قول انا ربکم الاعلیٰ اس پر دلالت
کرتا ہے اور مفہوم کلمات انی انا اللہ رب العالمین وغیرہ اس معنے پر
دلالت نہین کرتا ہے بلکہ مفہوم ان کلمات سے ایک معنی اتحاد کے
جو سمجھے جاتے ہین اسیپر دلالت کرتا ہے -
سوال - باوجود صحت حدیث خلافت کہ الخلافۃ بعدی ثلثون
سنۃ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بہی بخیال معنی اسے
حدیث کے خلافت کو منظور نفرمایا پس حضرت امام حسین رضی اللہ
عنہ مکہ معظمہ سے آکر دشت کربلا مین کس دعوے پر شہید ہوے
حالانکہ حدیث متوارمشکوۃ وغیرہ مین وارد ہے کہ اکثر پادشاہ ظالم
ہون گے اون سے بہت ظلم و فساد سرزد ہوگا - صحابہ نے عرض کیا
کہ اسوقت مسلمان ان ظالم سے تعرض نکرین گے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانون کو نچاہیئے کہ اپنے بادشاہ وقت
سے مخالفت کرے بلکہ اس مخالفت سے ظالم اور باغی قرار
پائینگے پس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بادشاہ وقت
سے کیون فرمایا یزید کی شوکت وسلطنت تو روشن ہی تہی -

جواب جاننا چاہیئے کہ بعد گذرنے تیس سال کے خلافت راشدہ پیغامبر علیہ السلام کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ سے سفر کرنا دعوے خلافت کے لئے نہین تھا بلکہ دفع ظلم ظالم کے لئے تھا جو اسوقت رعایا پر ایک عالم گیر ہو رہا تھا کیونکہ اعانت مظلوم واجبات سے اور مشکوۃ وغیرہ مین جو حدیث وارد ہے اوس سے مراد یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اوس بادشاہ سے تعرض کرنا منع فرمایا کہ جسکا تسلط بلامزاحم اور ظلم سے ہوا ہو حالانکہ اوسوقت یزید پلید کے تسلط پر اہل مکہ اور اہل مدینہ وکوفہ راضی نہین تھے اور مثل حضرت امام حسین اور عبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن زبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے اوس پلید سے بیعت بھی نہین کی تھی حاصل کلام مکہ سے آپکا سفر فقط واسطے دفع ظلم کے تھا نہ اپنا تسلط جمانے کا اور حدیث مین جو مخالفت بادشاہ کی نسبت ممانعت آئی ہے اوس سے مراد رفع تسلط ہے چنانچہ کتب فقہ وغیرہ سے فرق رفع و دفع کا ظاہر اور واضح ہے۔

سوال۔ اگر کسینے یہہ نیت کی کہ اگر میرا فلان کام بر آوے تو مین گائے سید احمد کبیر یا بکری شیخ سدو کی نذر کرونگا اور اسی نیت پر گائے بعد انجاح مراد ذبح بنام خدا کیا اور حدیث مین آیا ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ وان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم ونیۃ المومن خیر من عملہ بھی وارد ہے پس اس صورت مین اکل اوس گائے کا درست ہے یا نہین۔

جواب۔ اول اس امر کو جاننا چاہیئے کہ مدار حل اور حرمت کا

ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر منحصر ہے اگر ذبیحہ کرنے
والے کی نیت تقرب الی اللہ یعنے اوس کا ثواب اور بدلہ خدا
سے مطلوب ہو تو اس قسم کے ذبیحہ کا گوشت حلال ہے ۔
قال تفسیر النیشاپوری تحت قوله وما اهل به لغیر الله
قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب
الی غیر الله صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد انتهی تفسیر نیشاپوری
یعنی جو اس آیۂ کریمہ سے علماے کرام نے اپنی راے ظاہر کی
ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کسی ذبیحہ کو تقرب الی غیر اللہ کی نیت سے ذبح
کیا تو خود ذبح کرنے والا مرتد اور اوس کا ذبیحہ حرام ہے ۔ وفی الدر
المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه
اهل به لغیر الله ولو ذکر اسم الله تعالی ولو ذبح للضیف لا یحرم
لانه سنة الخلیل در المختار کی اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر
کسی امیر و امرا کی ورود و فرودگی سے جہت سے کوئی جانور ذبح کیا
جاوے تو یہ حرام اور جو کسی مہمان کے لئے ذبح کیا جاوے تو
حلال ہے کیونکہ مہمانداری یہ فعل سنت ابراہیم خلیل اللہ کی ہے دوسری
وجہ یہ ہے کہ اکرام مہمان کی وہ درحقیقت خدا ہی کا اکرام ہے
غرض ان دونوں صورتوں میں یہ ہے کہ اگر ذبح نیت مہمانداری
کیا جاوے تو روا ہے خواہ وہ جانور مہمان کے لئے ہو
یا ولیمہ کے لئے بہر حال سے خالی نہو گا اور جو بہ نیت
تعظیم اور روداری کسی امیر امرا کے لئے ذبح کیا جائے تو حرام
ہے باقی رہا ذبیحہ کرنے والے کیطرف کفر کی نسبت ہو سکتی ہے یا نہیں

اس مین دو قول ہین جیسا کہ بزازیہ مین لکہا ہے - اور صید المدینہ
مین لکہا ہے - انہ یحل ویکرہ لانا لا نسئی الظن بالمسلم انہ یتقرب
الی الادمی بہذا النحر ونحوہ فی شرح الوہبانیہ عن الذخیرۃ
خلاصہ اس عبارت مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ ذبیحہ کرنے والا کافر
نہین ہے بلکہ ذبیحہ مکروہ ہے کیونکہ بقول صاحب المومنین خیرہم
ہم یقیناً کسی مسلمان کے طرف ایسے گمان نہین کر سکتے کہ اوس نے
ذبح تقرب غیر اللہ کیا ہو ایسے ہی شرح وہبانیہ مین ذخیرہ سے
منقول ہے اسی مطلب کو کسی شاعر نے اپنے شعر مین یہی ادا
کیا ہے لطفہ فقال ہ وفاعلہ جمہورہم قال کافر
وفضل اسمعیل لیس یکفر · یعنے ایسے ذبح کرنے والے اکثر
علماون کے نزدیک کافر ہے لیکن فضل اور اسمعیل اسکی تکفیر
کے قائل نہین ہکذا فی مطالب المومنین والاشباہ والنظایر
وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ رواہ احمد یہ حدیث
بہی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنے
والا مستحق لعنت ہے اور نیز دوسری حدیث ملعون من ذبح
لغیر اللہ اسی معنے پر دلالت کرتی ہے - وفی غرائب الی عبید
وبستان الفقیہ وکنز العباد انہ لایجوز ذبح البقر والغنم عند
القبور لقولہ علیہ السلام لاعقر فی الاسلام یعنی عند القبور
ہکذا فی سنن ابی داؤد یعنے غرائب اور بستان اور کنز العباد
مین لکہا ہے کہ قبرون کے پاس گاے وبکری وغیرہ جانور ذبح کرنا
روا نہین اسیطرح حدیث مین بہی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنوں کے پاس کوئی جانور ذبح
نکیا جاوے یہ حدیث ابوداود سے مروی ہے ھکذا لایجوز علی
البناء جدید و عند شراء الدار لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نہی عن ذبائح الجن بناء علی انہم یکرمونہا فابطل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ونہی عنہ۔ اسیطرح بعض لوگوں کا یہ طریقہ تھا
کہ کسی عمارت کے بنانے پر یا کسی مکان کے خریدنے کے بعد جانور
ذبح کیا کرتے تھے اور اوسمیں اون کی غرض تعظیم جنات وغیرہ
ہوا کرتی تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ھکذا فی
الکتاب الشافیۃ کما قال النووی فی شرح صحیح مسلم فی تفسیر ما
اخرجہ عن قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ من لعن والدہ
ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ اما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان
یذبح باسم غیر اللہ کمن ذبح للصنم او للصلیب ولموسی
وعیسی علیہما السلام او للکعبۃ ونحو ذالک فکل ھذا حرام
ولا تحل ھذہ الذبیحۃ سواء کان الذابح مسلما او نصرانیا
او یہودیا کما نص علیہ الشافعی رح واتفق اصحابنا فان قصد
مع ذلک تعظیم المذبوح لغیر اللہ والعبادۃ لہ کان ذلک کفرا
فان کان الذابح مسلما قبل ذالک صار بالذبح مرتدا یعنی
کتب شافعیہ میں بہی ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ امام نووی علیہ الرحمہ
نے شرح صحیح مسلم میں تفسیر حدیث مذکورۂ بالا کی نسبت تشریح
فرماتے ہیں جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا لعنت بہیجتا ہے اوس
شخص پر جو اپنے باپ پر لعنت بہیجتا ہے اور لعنت ہے خدا کی اوسپر

جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے لیکن مراد ذبح لغیر اللہ سے یہ
ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کرے کسی بت یا صلیب کے نام سے
یا حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے نام سے یا کعبہ وغیرہ کے
نام سے پس اس قسم کا ذبیحہ بالکل حرام ہے اور نہ اس قسم کے
ذبیحہ کا گوشت کھانا حلال ہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی
کسی کا بھی ذبیحہ حلال نہیں امام شافعی علیہ الرحمہ کا بھی اسی پر اتفاق
ہے اور ہمارے آئمہ حنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے اور جمہور علما کا بھی اتفاق
اسی پر ہے کہ اگر ذبح کرنے والے بقصد تعظیم اور اوس کی عبادت
کے لئے بوجہ غیر اللہ کو ذبح کرے تو یہ کفر ہے پس ذبح کرنے والا
ذبح سے پہلے اگر مسلمان تھا تو اب وہ اس ذبح کی جہت سے مرتد
ہو گیا اور ذکر الشیخ ابراہیم المروزی من اصحابنا ان یذبح عند
استقبال السلطان تقربا الیہ انہ افتی اہل بخارا بتحریمہ لانہ اھل
بہ لغیر اللہ شیخ ابراہیم مروزی کا قول ہے کہ اگر ذبح کیا جائے بقصد
تقرب اور تعظیم کسی امیر کے تو اس پر علمائے بخارا کا قطعی حرمت کا قول
ہے۔ وقال الرافعی ھذا انما یذبحونہ استبشار القدومہ
فھو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود ومثل ھذا لا یوجب التحریم واللہ اعلم فان قیل قولہ تعالیٰ وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم
اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ وکذا قولہ
تعالیٰ وکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایاتہ مومنین
عام یتناول ما قصد بہ التقرب الی اللہ وغیرہ فیکون الکل حلالا
اگر اس جگہ اعتراضاً یہ کہا جائے کہ آیات مذکورہ بالا سے عام حکم

سمجھا جاتا ہے کہ خواہ قصد تقرب الی اللہ ہو یا غیر اللہ دونون طریق
سے ذبیحہ حلال ہے کیونکہ آیات اول سے عام سمجھا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد
فرماتا ہے اور کیا ہے واسطے تمہارے یہ کہ نکھاو اوس
چیز سے کہ جسپر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور مفصل بیان کردیا ہے جو چیزین
تمہارے لئے حرام ہین مگر وہ چیز جو تم اوسکے طرف ناچار اور مجبور رہو
دوسری آیت سے بھی عام حکم سمجھا جاتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے
اگر تم سچے ایماندار ہو تو اون چیزون کو کھاؤ جن پر اللہ کا نام پکارا گیا
ہے الغرض اگر کوئی ان ایات سے عام حکم کا خیال کرے تو اوس کا
جواب یہ ہے کہ یہ آیات اگرچہ عام ہین لیکن دوسرے آیات
سے یہ خاص ہوگئین جیسا کہ ان آیات سورۂ مائدہ مین بالتصریح
حکم ہے کہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ
لغیر اللہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما
اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علے النصب فلو ان رجلا
خنق شاۃ وذکر اسم اللہ علیها لا تحل مع انہ ذکر اسم اللہ
علیها وکذا لو ذبح شاۃ علی النصب من الانصاب او علے
قبر من القبور وقصد بہ التقرب الی صاحب القبر او صاحب
النصب وذکر اسم اللہ علیها لا تحل بمحض النص الصریح ومدار
کل ذلک علے قصد التقرب علے غیر اللہ وتغیر الطریق المشروع
فی ذبحہ من استعمال الالات المحدودۃ ونحو ذلک فعلمنا
ان قولہ تعالیٰ وقد فصل لکم محال علے ما ذکر فی الایات
الاخر کالمائدۃ وغیرها لکان سبب نزول هذہ الایة

شبہۃ المشرکین حیث کانوا یقولون للمسلمین بطریق الالزام انتم
لا تاکلون المیتۃ وقد قتلہا اللہ وتاکلون ما تقتلون بایدیکم
نفضلہ رحجتہم مقتولکم علی مقتول اللہ فاجاب اللہ تعالی عن ذلک
بان المیتۃ لا یذکر معہا اسم اللہ فلذلک حرمت وکذا الموقوذۃ
والمنخنقۃ والمتردیۃ لم تقتل علی الوجہ الماذون فیہ من اللہ
فحرمت وما قتلناہ بایدینا انما صار حلالا لان قتلہا وقع
باذن اللہ تعالی او بالوجہ المشروع بحیث خرج منہ الدم المسفوح
ومع ذکر اسم اللہ فتحلیل ھذا وتحریم ذالک من التعظیم لامر
اللہ جسکا مطلب یہ ہے کہ حرام کیا گیا ہے تمپر میت اور خون اور سور
اور جو سوائے اللہ کے نام کے ذبح کیا ہو یا گلا گھونٹا ہوا ور لاٹھی
سے مارا گیا ہو یا اوپر سے گر پڑا ہو یا سنگ مارا ہوا ہو اور جو درندہ
نے کھایا ہو مگر جو اس کو ذبح کر لو تو تم یا جو چیز کہ ذبح کی جاے اوپر تھان
کے وہ بھی حرام ہے۔

پس اس سے واضح ہے کہ اگر کوئی خدا کا نام لیکر بکری کا گلا گھونٹے تو
یہ ذبیحہ بالاتفاق حرام ہے حالانکہ خدا کے نام پر گھونٹا گیا ہے
ایسے ہی اگر کوئی جانور نصب کے نام پر یا قبر کے پاس ذبح کیا جائے
اور صاحب قبر سے قصد تقرب ہو تو یہ بھی بالاتفاق حرام ہے
غرض کہ مدار حلت اور حرمت کا قصد اور نیت پر منحصر ہے اور
جو طریقہ کے خلاف سنت مشہورہ ہے وہ بھی حرام ہے
پس اس تشریح سے واضح ہے کہ یہ سورۂ مائدہ کی آیات مذکورہ
آیات کی تشریح میں جن سے ذبیحہ کا حکم عام طور سے سمجھا جاتا ہے

اور ایسے ہی سبب نزول آیات سے بہی مفہوم ہوتا ہی کیونکہ جب مشرکین الزام مسلمانون سے یہ کہنے لگے کہ تم اللہ کے مارے ہوے کو نہین کہاتے ہو تو اپنے ہاتہہ کا مارا ہوا توگویا تم اپنے مارے ہوے کو خدا کے مارے ہوے پر ترجیح دیتے ہو پس خداے پاک اس خیال باطل کے جواب مین ارشاد فرماتا ہے کہ میتہ پر چونکہ خدا کا نام نہین لیا گیا ہے اس وجہ سے وہ حرام کیا علی ہذا القیاس گلا گہونٹے اور لاٹہی مارے اور اوپر سے گرا ہوا چونکہ حسب طریق ماذون من اللہ ذبح نہین کیا جاتا اسوجہ سے وہ بہی حرام ہے اور مسلمان جو اپنے ہاتہہ سے ذبح کرتے ہین وہ بطریق مشروع اور بموجب اذن خدا ذبح کرتے ہین۔ اسوجہ سے یہ حلال ہے اسواسطے اس صورت مین جو احتمال حرمت خون کا تہا وہ بہ سبب ذبح خون کے خارج ہوجاتا ہے اور بوقت ذبح خدا کا نام بہی پکار آجاتا ہے اما حدیث القتل فمغالطة لان الکل مقتول اللہ سواء کان بایدینا وبایدی غیرنا او مات حتف انفہا اذ لا موت عندنا الا باذن اللہ۔ لیکن حدیث مین جو قتل کا لفظ وارد ہے اوس سے حکم عام کا خیال کرنا صریح مغالطہ اور ایک وہم ہے کیونکہ خدا کا مارنا خواہ ہمارے ہاتہہ سے ہو یا دوسرے یا از خود بغیر حکم خدا کے تو موت کسی کی نہین ہو سکتی کما قال اللہ تعالی یتوفی الانفس حین موتہا یعنے ہر ذی روح کی موت اسی کے [illegible] پر ہوتی ہے ولذلک اجمع اھل السنة والجماعة [illegible]

المقتول میت لاجلہ واللہ اعلم اور اہل سنت وجماعت کا بھی یہی مذہب ہے کہ مقتول اپنی ہی موت پر مرتا ہے وما ما وقع فی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر انھم قالوا وما اھل بہ لغیر اللہ ای رفع الصوت بہ عند ذبحہ للصنم فمبنی علی جری عادۃ المشرکین فی ذالک الزمان ولذا لم یفرقوا فی التفاسیر لقدیمۃ بین ما ذکر اسم غیر اللہ وبین ما قصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ ترجمہ تفسیر بیضاوی وغیرہ میں جو لکھا ہے کہ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے اپنے وقت ذبح کے بیت وغیرہ کا نام پکارا جاوے جیسا کہ حسب عادت اوس زمانہ کے مشرکین ایسا ہی کیا کرتے تھے اسی بناء پر اوس زمانہ کے مفسرین نے درمیان ذکر اسم غیر اللہ اور وقت ذبح تقرب الی غیر اللہ کے کچھ فرق بیان نہیں کیا اگر فرق بیان کر دیتے تو اب کوئی محل شک باقی نہ رہتا کیونکہ اوس زمانہ کے مشرکین کا اعتقاد زیادہ تر کفر ہی کا تھا اسوجہ سے وقت ذبح کے قصد تقرب غیر اللہ سے کرتے تھے بخلاف مشرک المسلمین فانھم یخلطون بین الکفر والاسلام فیقصدون التقرب بالذبح الی غیر اللہ ویذکرون اسم اللہ علیھا وقت الذبح بخلاف مسلمان مشرک کے کہ یہ کفر واسلام غلط کر دیا کرتے ہیں اور وقت ذبح قصد تقرب غیر اللہ کرتے ہیں اور ذبح کے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں پس اول صورت میں کفر صریح ہے اور دوسری میں کفر صورت اسلام میں چھپے

وكانو يعتقدون ان لا طريق للذبح الا هذا سواء كان لله او لغير الله وقد يجري هذه العادة في زماننا
اور انکا اعتقاد یہی تھا کہ طریقہ ذبح کا سوائے اسکے اور نہین برابر اللہ کے لئے ہو یا غیر اللہ کے اور یہی عادت ہمارے زمانہ مین جارے ہے ایضاً فانهم يشتهرون فلان يذبح بقرة لاجل السيد احمد كبير مثلا سواء كان ذكروا اسم الله عليها عند امرار السكين او لا
اسی وجہ سے لوگ مشہور کرتے تھے کہ فلان سید احمد کبیر کیلئے گائی ذبح کرتا ہے برابر ہے وقت چھری چلانے کے خدا کا نام لئے یا نہ لئے واما ما وقع في الهداية وغيرها ان يذكر مع اسم الله تعالى شيئا اخر وهو ان يقول عند الذبح اللهم تقبل من فلان وهذه ثلاث مسائل -
بہرحال ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین جو وارد ہے کہ وقت ذکر خدا کے دوسری شئی بہی اوسکے ساتھ مذکور ہو یعنے باین طور کہا جاے اللهم تقبل من فلان اسکی تین صورتین ہین احدها ان يذكر موصولا لا معطوفا فيكره ولا يحرم الذبيحة وهو المراد بما قال - ایک یہہ صورت ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ ہی دوسری شئی کا ذکر ہو لیکن ذکر عطف کے طور سے نہو اس صورت مین ذبیحہ مکروہ ہے نہ حرام یہی مراد ہے صاحب ہدایہ وغیرہ کی -

ونظیرہ ان یقول بسم اللہ محمد الرسول اللہ لان الشرکۃ
لم توجد واقعاً الا انہ یکرہ لوجود القران صورۃ یعنی
مثال اسکی یہہ ہے بروقت ذبح یون کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ
اس صورت مین واقعی شرکت نہین پائی جاتی ہے لیکن
چونکہ شبہہ شرکت ہے اس وجہ سے مکروہ ہے والثانی
ان یذکر موصولاً علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم
اللہ واسم فلان او یقول بسم اللہ وفلان او بسم اللہ
ومحمد رسول اللہ بکسر دال فیحرم الذبیحۃ لانہ اہل بہ لغیر اللہ
دوسری صورت یہہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتہہ ہی دوسرے
کا بہی ذکر کرے بطور عطف اور شرکت کے مثلاً اسطرح کہے
بسم اللہ واسم فلان یا یون کہے بسم اللہ وفلان یا یون کہے بسم
اللہ ومحمد الرسول اللہ محمد کی دال کو زیر کے ساتہہ کہے تو اس
صورت مین ذبیحہ حرام ہے کیونکہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام
پکارا گیا ہے۔
والثالثۃ ان یقول مفصولاً عنہ صورۃ ومعنی بان یقول
قبل التسمیۃ وقبل ان یضجع الذبیحۃ او بعد الذبح وھذا
لا باس بہ لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد
الذبح اللھم تقبل ھذہ من امۃ محمد ممن شھد لک
بالواحدنیۃ ولی بالبلاغ ۔ تیسری صورت یہہ ہے کہ
دوسرے کا نام خدا کے نام کے ساتہہ ہی نہ ذکر کیا جاے
بلکہ بسم اللہ سے پہلے ذکر کیا جائے یا اس طور کہ پہلے ذکر بسم اللہ
شروع ہی ویرے کے بعد لیا جاسے

اور ثنا نے ذبیحہ کے یا بعد ذبح کے دوسرے کا نام اگر لیوے تو یہہ مضایقہ نہین کیون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ذبح کے فرمایا ہے اللھم تقبل ھذہ من امتہ محمد ممن شھد لک بالوحدانیۃ یعنے آپ نے بعد ذبح کے فرمایا اے بار خدا قبول کر اس ذبیحہ کو محمد کی امت کی طرف سے مجھکو سواے ابلاغ کے اسمین کچھہ دخل نہین ہے۔ والشرط ھو الذکر الخالص المجرد علی ما قال ابن مسعود جردو التسمیۃ انتھی ما فی الھدایہ یعنی ذبح کے وقت خالص نیت کی شرط ہے جیسا کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ خالص کرو بسم اللہ کو وقت ذبح کے ختم ہوا ہدایہ کے مطلب صریح فیما ذکرنا من ان قصد التقرب الی غیر اللہ محرم للذبیحۃ سواء کان بطریق الاستقلال او بطریق الشرکۃ یعنے صاف طور سے ذکر دیا ہے کہ قصد تقرب الی غیر اللہ یہہ بالکل حرام ہے برابر ہے کہ ذبح استقلال سے ہو یا بطریق شرکت یہہ حرام ہے نعم لو ذکرا مجردا من غیر قصد التقرب الی غیر اللہ ففیہ تفصیل فان ذکر موصولا معطوفا یکرہ مثلا ان یقول بسم اللہ محمد رسول اللہ واللھم تقبل منا فلان لا یحرم الذبیحۃ لعدم قصد التقرب الیہ وانما کرہ لاجل المشابھۃ فی ذلک بذکر اسم غیر اللہ فقصد التقرب ہان البتہ اگر خدا کا نام لیا جاوے اس طرح سے کہ قصد تقرب الی غیر اللہ سے خالی ہو تو اسمین

کئی صورتین ہین ایک صورت یہہ ہے کہ خدا کے نام کے
ساتھہ ہی نام دوسرے کا لیا جاوے لیکن بطور عطف کے
نہو تو یہہ مکروہ ہے مثلاً یون کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ و
اللہم تقبل من فلان تو اس صورت مین ذبیحہ حرام نہین ہے بسبب
نپایا جانے قصد تقرب غیر اللہ کے اور مکروہ ہونے کا سبب
یہہ ہے کہ چونکہ یہہ صورت مشابہہ قصد تقرب غیر اللہ کے
ہے اسوجہہ سے مکروہ ہے ۔ ولو ذکرہ معطوفاً یحرم ایضاً
وان لم یکن فیہ معنی التقرب لکنہ صریح فی الشرکۃ
والصریح لایحتاج الی النیۃ اگر ذکر کیا خدا کے نام کے
ساتہہ دوسرے کا نام بطور عطف کے تو یہہ حرام ہے
اگرچہ اس صورت مین معنی تقرب نہو کیونکہ یہ صریح ہے
اور جہان صراحتاً اطلاق کیا جاوے تو وہان نیت کا کچھہ اعتبار
نہین واذا ذکر مفصولاً لا بطریق العطف ولا بطریق الوصل
لایکرہ ولا یحرم لانتفاء المشابہۃ صورۃ ومعنی مثلاً
ان یقول بسم اللہ و توقف ثم قال محمد رسول اللہ من
قصد التقرب الی غیر اللہ پس اگر ذکر کیا اسم غیر اللہ کو علحدہ
یعنی بطریق عطف ذکر نکیا اور نہ بطریق وصل تو یہہ نہ مکروہ
ہے نہ حرام بسبب نہونے مشابہت کے مثلاً یون کہے بسم اللہ
اور تہوڑی دیر کے بعد کہا محمد رسول اللہ بغیر قصد تقرب الی غیر اللہ
کے واذا عرفت معنی ہذا الکلام عرفت ان صاحب
الہدایہ وضع المسئلۃ فیما اذا لم یکن المذکور مقرونا

بقصد التقرب الی الغیر ذکراً مجرداً فهو معزل من مسئلتنا
الموضوعة فیما قصد التقرب الی غیر الله فانه حرام مطلقا
پس جب کہ معنی اس کلام کے پہنچانا تو ضرور ہے کہ جہان
صاحب ہدایہ نے اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے اوسکا مطلب بھی پہچان
گیا ہوگا کیونکہ صاحب ہدایہ کے بھی یہی مراد ہے کہ جہان قصد
تقرب الی غیر اللہ ہو وہان نیت خالص ہو پس ہمارا اور صاحب
ہدایہ کا ایک مسلک ہے یعنے جس صورت مین قصد تقرب الی غیر اللہ
ہوگا وہ مطلقاً حرام ہے وعرفت ایضاً ان ما وقع فی التفسیر
الاحمدي من تفریع قوله علی ما وقع فی الهدایه ونقله
فی ذلك التفسیر کما ذکرنا اور نیز اس سے تفسیر احمدی کا مطلب
بھی واضح ہوگیا کہ جہان تفسیر احمدی والے نے اپنی تفسیر مین تفریعاً
صاحب ہدایہ کا قول نقل کیا جیسا کہ ہمنے اوپر صاحب ہدایہ کا قول
کی تشریح کی۔ وهو قوله ومن هٰهنا علم ان البقرة المنذورة للاولیاء
کما هو الرسم فی زماننا حلال طیب لانه لم یذکر اسم غیر الله وقت
الذبح وان کانوا ینذرونها له انتهی یعنے اس جگہ سے یہہ امر
واضح ہے کہ جو گاے نذر مانی جاے اولیاء کرام کے نام سے جیسا
کہ ہمارے زمانہ مین رسم ہے وہ حلال اور پاک ہے اسواسطے
نہین ذکر کیا جاتا ہے اسم غیر اللہ کا وقت ذبح کے اگرچہ حسب
عادت لوگون نے نذر مانی ہو اولیاء کرام کے نام سے مبنی عن
الغفلة عن قول صاحب الهدایه وهو قوله یہہ توجیہہ کرنا
منشاء غفلت ہے صاحب ہدایہ کے قول سے ہے صاحب ہدایہ کا یہہ

مطلب نہین ہے جیسا کہ اسکی تشریح ہمنے اوپر کی ہے والثالثة ان یقول مفصولا عنہ صورۃ ومعنی فان لا انفصال المعنوی کیف یتصور اذا کان النذر للاولیاء فانہ عین التقرب الیہم فنیتہم دائمۃ الی وقت الذبح فلا انفصال معنی اصلا لما تقرر فی قواعد الفقہ من استدامۃ النیۃ الی اخر العمل تیسری صورت اسکی یہہ ہے کہ خدا کے نام کے ساتہہ اسم غیر اللہ کا ملا کر نہ کہے صورۃً نہ معناً کیونکہ انفصال معنوی کیونکر متصور ہو سکتا ہے جب کہ نذر اولیاے کرام کی اور یہہ عین تقرب ہے طرف اونہین اولیاے کرام کے اور نیت اونکی دوام وقت ذبح کے ہونی ہے پس انفصال معنی کا لحاظ اصلا نہین ہو سکتا جیسا کہ یہہ امر اصول فقہ سے ثابت ہے کہ دار و مدار نیت کی آخر عمل پر موقوف ہے وایضاً علی عدم الفرق بین الذکر المجرد الذی وضع صاحب الهداية المسئلۃ فیہ وبین ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ الذی وضعنا المسئلۃ فیہ واین ھذا من ذلک - اور نیز یہہ امر فرق درمیان اوس مسئلہ کے نہونے پر مبنی ہے جہان صاحب ہدایہ نے ذکر مجرد یعنے نیت خالص کی قید لگائی ہے اور درمیان اوس مسئلہ کے کہ جہان قصد تقرب الی غیر اللہ کا ہو جو ہمنے بیان کیا ہے کجا آن و کجا این -

سوال - قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی ثلثۃ سبعین کلھم فی النار الا واحدۃ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جاینگے سوا ایک گروہ کے تمام دوزخی ہون گے۔ تمام فرقون کو دوزخ مین ہونے سے اگر ہمیشہ کے لئے مراد ہے تو آیات و احادیث قطعیہ کے خلاف ہے کیونکہ اسلام کے فرقون مین سے کوئی فرقہ ایسا نہین ہے جو ہمیشہ دوزخ مین رہے اور اگر مراد دوام سے نہین بلکہ چند مدت سے ہے پس اوسکو ہم تسلیم کرتے ہین لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ فرقہ ناجیہ مین سے کوئی بھی دوزخ مین نہوگا حالانکہ احادیث قطعیہ مین وارد ہے کہ مومنین فاسق کو چند مدت دوزخ مین رہنا ہوگا

جواب یہہ شبہہ بڑا شبہہ ہے اور علما پانچ چھہ جواب اس کے متعلق لکھے ہین جیسا کہ شرح عقاید ملا جلال اور حواشی مین مذکور و مسطور ہین جنکے یہہ تین جواب منتخب ہین۔

جواب اول۔ کہ جو قابل ترجیح و قوی ہے وہ محقق دوانی کا ہے جو شق ثانی پر مبنی ہے ماحصل اوسکا مراد دخول ہے لیکن دخول من حیث الاعتقاد یعنے حیثیت اعتقاد سے۔ فرقہ ناجیہ ہرگز اعتقاد کی حیثیت سے داخل دوزخ نہوگا۔ گو تقصیرات عمل سے داخل ہون جو اس جواب مین ایراد کیا ہے کیونکہ اضمار من حیث الاعتقاد جو لفظ حدیث کلہا یا کلہم فی النار مین واقع ہے بدون قرینہ کے ہے اور اضمار بدون قرینہ کے جایز نہین اس وجہ سے وہ خیال اس جگہ سے مدفوع ہے ضمیر سے مراد لفظ کلہا اور کلہم کے ہا اور ہم سے ہے باوجود اس جگہ چار قرینہ اس تخصیص پر موجود ہین اول یہہ کہ مستغرق

متی ثلثۃ سبعون ارشاد ہوا ہے مگر افتراق عملی اس عدد
مین منحصر نہین ہوسکتا ہے خواہ تنہا لیا جاے یا مع الاعتقاد
جیسا کہ یہہ امر ظاہر ہے کیونکہ ریش تراشش اور حریر کے پہننے
والے اور تارک صلوۃ وصوم اور مانع زکوۃ اور تارک حج
اور مرتکب گناہ کبیرہ مثل زنا لواطت ۔ شراب خوری ۔ قمار ۔
سرقہ ۔ راہ زنی ۔ وغیرہ اقسام گناہ کبیرہ سے ہین اور حد سے
حد سے ہین پس مراد اس حدیث سے سواے افتراق من حیث
الاعتقاد کے متصور نہین پس لامحالہ دخول نار سے مراد وہی اعتقاد
فاسدہ ہی متصور ہے ۔
دوسری صورت یہہ ہے کہ حدیث مین جو لفظ استثناء الا واحد
وارد ہے یہہ دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ منشاء نجات اس
فرقہ کا ایک ایسے امر ہے جو وہ امر مشترک ہے اس فرقہ
کو اور یہہ امر مشترک تمام اس فرقہ کے ہر ہر فرد کو نہین
ہوسکتا ہے مگر کل فرقہ کا اعتقاد ہر فرد کا عمل فی الواحد ہو
تیسری یہہ ہے کہ تعریف فرقہ ناجیہ کی جو حدیث مین وارد ہے
کہ الذین ھم علی ما انا علیہ و اصحابی یہہ دلالت کرتی ہے
ایسے امر پر جو وہ مشترک ہو اس فرقہ اور رسول اللہ اور جمیع
صحابہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور یہہ امر ظاہر ہے کہ ایسا
امر سواے عقاید کے نہوگا ۔
چوتھی صورت یہہ ہے کہ صدر اس حدیث کے روایات صحیح
اس طور سے وارد ہوے ہین کہ افترقت الیھود علی احدی

وسبعین فرقۃ وافترقت النصاری علی ثنتین۔
وسبعین فرقۃ وستفترق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ
یعنے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہود اکہتر
فرقہ ہو جائینگے اور نصاری سے بہتر فرقہ اور قریب ہے
کہ میری امت تہتر فرقہ ہو جائیگی پس ظاہر ہے مراد اس حدیث
سے افتراق بسبب اعتقاد اور عقاید سے ہے اور امت
محمدی کے نسبت سے بہی وہی عقاید منصور ہوگا اور منشا ء
دخول نار سے بہی وہی افتراق جو بسبب عقاید کے مراد
ہے۔
جواب دوم ۔ یہہ ہے کہ اس مسئلہ کا جواب وہی مختار
ہے جو حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے اور
اوس کو محققین محدثین نے بہی پسند کیا ہے چنانچہ وہ یہہ
ہے کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہین جنکو دخول نار
مطلقاً نہین نہ من حیث الاعتقاد نہ من حیث العمل ہے یعنی
بغیر سبقت عذاب وہ لوگ بہشت مین داخل ہونگے خواہ انکی
معصیت عفو الہی سے بخشی جاوین یا ہول قیامت یا قبر کی
سختی پر اکتفا کیا جاوے یا بہ شفاعت انحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یہہ لوگ بخشے جاوین لیکن یہہ فرقے وہی ہونگے
جو خاص اہل سنت سے ہونگے اور کبہی راہ بدعت عقد تو علاً نہ چل
سکے ہون اگرچہ احیاناً تقصیرات فرعیہ ان سے صادر ہون ہر
تقدیر پر تفسیر اس فرقہ کی الذین ہم علی ما انا علیہ واصحابی

نہایت ہی چسپان ہے کیونکہ عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام کے نہ کبھی عقیدہ اور نہ عمل مین کسی کے
بدعت نے رواج پائی ہے اگرچہ بعضون سے طاعت میں قصور
اور ارتکاب محظور وقوع مین آیا ہے امام حجۃ الاسلام غزالی
رحمۃ اللہ نے اس جواب مین تقییدات زیادہ بیان کئے ہین
اور فرمایا کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہین جو بے
حساب اور بغیر شفاعت بہشت مین داخل ہونگے لیکن اس
تقدیر پر دایرہ نجات بہت ہی تنگ معلوم ہوتا ہے اور الذین
ہم علی ما انا علیہ واصحابی بھی اس تقدیر پر ایک
نوع تنفر رکھتا ہے کیونکہ جمیع صحابہ کا بلا حساب اور بغیر
شفاعت دخول بہشت کا سمجھنا دلائل عقلیہ سے خلاف ہے
اسلئے علماء متاخرین محققین نے امام غزالی رحمۃ اللہ کے جواب
پر نظر اصلاح جواب تقریر سابق کو ثابت رکھا ہے
پس اس صورت مین کوئی اعتراض وارد نہین
ہوتا ہے ۔

تیسرا جواب ۔ اسکا یہ ہے کہ معنی کلہا فی النار
کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار یعنی معنی
کلہا فی النار ہر فرقہ کا ہر ہر افراد نار مین ہے اس
سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ حکم مین ایجاب کلی کے ہے
اور حدیث مذکور مین جو استثناء الا واحدۃ واقع ہوا ہے
وہ رفع ایجاب کلی کا مفید ہے ۔

اور رفع ایجاب کلی بر تقدیر صدق جزی کے بہی متصور ہے
چنانچہ یہہ امر واضح ہے پس ضرور ہے کہ معنی الا واحدۃ
کے اسطور سے ہوسکتے ہین کہ ہر ہر فرد اس فرقہ کا داخل
نار نہوگا گو بعض فرد بہ سبب تقصیرات اعمال داخل نار ہو
اس صورت مین رفع اعتراض ہوسکتا ہے اور وجہ امتیاز
درمیان فرقہ ناجیہ اور فرقہ غیر ناجیہ اسیطرح سے
ہوسکتا ہے کہ فرقہ غیر ناجیہ کلہم نار مین داخل ہونگے اور دوسرا
فرقہ کا ہر ہر فرد دوزخ مین داخل نہوگا لیکن امتیاز اس
فرقہ اور دوسرے فرقہ مین نہین ہوسکتا ہے بہ سبب اشتراک
ہونے کل مین مگر اسکا کوئی سبب نہین سوا ے صحت عقاید کے
پس لامحالہ اس جواب کا رجوع جواب اول کی طرف کرنی
چاہیے بہتر جوابات سے ایک معقول جو کہ کسی کتاب اور نہ
کسی حواشی مین ہے اور موافق استعمال قدیم عرب کے
بہی ہے اور اسپر حدیث نبوی بہی شاہد ہے جسکا خلاصہ جواب یہہ ہے
کہ کلہا فی النار کے مفہوم سے مراد بطلان ہے جیسا کہ کہا
کرتے ہین فلانی چیز آگ مین ہے اس سے اوس چیز کا
باطل ہونا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ اس قسم کے الفاظ صحیح
حدیث مین بہی آئے ہین العزلاء فی النار یعنی زبان درازی
باطل ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے ان الذین یاکلون اموال
الیتامی ظلماً یاکلون فی بطونہم نارا یعنے جو لوگ یتیمون
کا مال ظلم سے کہاتے ہین اون کے پیٹ مین وہ آگ سے

مراد اس سے مال باطل کہلاتے ہین کیونکہ یہہ امر واضح ہے کہ مال
یتیمون کا حقیقت مین آگ نہین اور اسکا قیاس بلحاظ اول مجاز آ
غیر ممکن ہے کیونکہ اکل فی البطن کی نسبت مجاز کے طرف
منصور نہین ہوسکتی ۔ پس معنی کلام کے اسطور سے ہوسکتے ہین
کہ فرقہ باطلہ بسبب عمل اور عقیدہ باطلہ کے ہے خواہ وہ بطلان ایک
عمل اور عقیدہ کی جہت سے ہو یا کثرت اعمال سے اور فرقہ
ناجیہ وہ ہین جوکہ باطل عمل اور عقیدہ پر نہین لیکن فرقۂ ناجیہ
خاص وہ لوگ ہین جوکہ عمل اور عقاید بدعت کے نہین رکہتے ہین
اور یہی جواب ثانی کا خلاصہ ہے یا بطلان کی وجہ سے فقط
بلحاظ عقیدہ کے ہے اس تقدیر پر جواب اول پر نظر انداز کرنی
چاہیئے وہی جواب کافی ہے اس لئے صدر کلام مین اسی کے طرف
اشارہ کراے ہین یعنی جس جگہ پر ہمنی یہہ اشارہ کیا ہے کہ
جواب اول ہی راجح اور قوی ہے ۔

سوال حربی کو سود دینا جایز ہے یا نہین ۔

جواب ۔ فقہ کی کتابون مین اسکی نسبت عام حکم آیا ہے جس سے
سمجہا جاتا ہے حربی سے لینا اور اوسکو دینا دونون جائز ہے
جیسا کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین لکہا ہے لا ربو بین المسلم
والحربی فی دار الحرب ۔ دار الحرب مین درمیان حربی اور مسلم
کے ربوا نہین ہے ۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے رسالہ
توجیہ مین سود کا دینا بہی جائز لکہا ہے اسوقت مجہکو یاد نہین ہے
لیکن یہہ امر واضح ہے کہ حربی سے سود لینا اس وجہ سے

حلال ہے کہ حربی کا مال مسلمانون کے لئے مباح ہے لیکن جواز
کی صورت یہی اوس تقدیر پر ہے کہ جس تقدیر پر درمیان مسلم
اور حربی کے کوئی معاہدہ نہو اور معاہدہ کی صورت پر جائز نہین
اور جس صورت پر حربی سود خود ہی دیتا ہو تو حلال ہے اور حربی
کو سود دینا اس وجہ سے جائز ہے کہ مسلمان اپنی شریعت
کی رو سے حرام خور نہین اور حربی حرام خور ہین اسلئے سود کر
طور سے اگر اون کو کچھہ دیا جاوے تو اس سے زیادہ نہ سہی حرام
ہی کہا جاوے گا اور ذمی اگرچہ کافر اور حرام خور ہین لیکن اس وجہ سے
اونکو سود دینا حرام ہے کہ دار الاسلام مین سود دینے کا رواج
پڑ جائے گا اور دار الحرب مین یہہ وجہ مفقود ہے اسلئے دار الحرب
مین مباح ہے اور زیادہ تر تحقیق اس مسئلہ مین یہہ ہے کہ درحقیقت
سود کا دینا بالتبع حرام ہے اسلئے کہ اسمین مال کسی سے
نہین لیا جاتا ہے بلکہ اپنا ہی مال دیا جاتا ہے اپنے مال کے دینے
مین گو ظاہرا ایک نوع کا نقصان ہے خاص کر رفع حاجت وظلم
کے مباح ہے پس اس مین وجہ حرمت دو ہین ایک یہہ کہ غیر کو
حرام مال کا کہلانا مثل قاضی اور حاکم کو رشوت دینا۔ دوسرے
معاملہ حرام کا دار الاسلام مین رواج دینا اسی بناء پر فقہاء نے
دار الاسلام مین حالت اضطراری کے سود کا دینا ہی جائز رکھا ہے
غرض کہ سود کے دینے اور لینے مین فرق بہت ہے گو ہر دو اصل
گناہ مین شریک ہین۔

سوال۔ ایک مکان جسمین متعدد قطعات ہین اوسکی بیع کی جاتی ہے

اوسکے حق شفع کی اجازت سب شفیع نے دیدی مگر ایک شفیع
کی اجازت نہین بلکہ وہ اپنے حق شفع کا دعوے کرتا ہے۔ لیکن
تمام قطعات نہین خریدتا ہے بلکہ اوس قطعہ کو خریدنا چاہتا ہے
جو اوسکی زمین سے متصل ہے اور مشتری تفریق بیع سے
راضی نہین ہے بلکہ شفیع سے کہتا ہے کہ یا تو تمام مکان خریدکر
یا اپنے حق شفع سے دست بردار ہوجا ایسی صورت مین شفیع
کو تمام مکان خریدنا چاہیئے یا اوس قطع کا جو اوسکی زمین سے
متصل ہے۔

جواب - اس مسئلہ مین اختلاف ہے مختار الجوابات مین لکہا ہے
کہ شفیع کو حق شفعہ پہونچتا ہے اور تفریق بیع کیجائیگی جیسا کہ مختار الجوابات
مین وارد ہے رجل باع ارضین وبعض کل من الشفیعین ملازق
باحد الارضین کان للشفیع ان یاخذ الارض اللتی تلازق
ارضه دون الاخری اذا کان الاخر یطلب شفعته ماکان
تلزق ارضه وان کان لا یطلب یقال هذا الطالب اما ان
تاخذ الکل او تدع الکل اذا لم یرضی المشتري بتفریق
الصفقه هذا قول ابی حنیفة رح الاول اما علی قوله الاخر
وهو قولهما ان یاخذ ماکان شفعته به یفتی مختار الجوابات
مین لکہتے ہین کہ ایک شخص نے چند قطعات زمین بیع کی جو اوس
مین سے بعض کو حق شفعہ بہی پہونچتا ہے تو شفیع کو حق شفع سے
پہونچتا ہے کہ خریدے اوس قطع کو جو اوسکی زمین سے متصل
ہے نہ کل قطعات کو جبکہ وہ فقط اوس قطعہ کو خریدنا چاہتا ہے

اور جس صورت مین شفیع حق شفعہ کا دعوے نکرے تو اوس سے
کہا جائے گا کہ یا تو کل قطعات خریدے یا اپنے دعوے سے
دست بردار ہو جایہہ اوس صورت پر ہے جبکہ مشتری تفریق
بیع پر راضی نہو یہہ اول قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور دوسرا
قول امام صاحب کا یہہ ہے جو اسپر صاحبین کا بہی اتفاق ہے
کہ شفیع اوس قطعہ کو خریدے جو اوسکی زمین سے متصل ہے
اسی قول پر فتوے ہے

سوال - حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو بعیت کے وقت
من فی الصحیفۃ وان کان عمر فرمایا ہے یہہ کلام دلالت کرتا
ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اولی بامر خلافت نہین
تھے جیسا کہ کہا جاتا ہے اکرمت زیدا وان کان جاھلاً
اس قسم کی مثالین بہت ہین -

جواب اس عبارت مین اطاعت اور انقیاد کے بارے
مین مبالغۃ حضرت عمر فاروق کیطرف وصف تشدد کی نسبت
جناب امیر نے کی ہے اور بلحاظ عزیمت اطاعت ایسے صفت
کے آدمی کی متابعت کرنی دشوار اور مشکل ہے اس قسم کے

عله اوپر کے صفحہ کی عبارت مین وان کان عمر سے سائل نے جو حضرت
عمر کی اولویت کم سمجہا ہے یہہ بالکل خلاف ہے بلکہ آپکی افضلیت حضرت علی کے
قول ہی سے سمجھی جاتی ہے کیونکہ وان کان عمر سے مراد حضرت علی کی یہہ ہے کہ اگرچہ
عمر ہم لوگونکی نسبت دین کے مسئلہ مسائل کے اجرا مین سخت طبیعت کے ہین مگر تا ہم عمر سے
بیعت کرنا ہمکو پسند ہے جیسا کہ عبارت اخیر ان علیہا الخ اسپر دلالت کرتی ہے -

الفاظ حدیث مین بہی وارد ہوے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلام کے معنی بہی اسی قبیل سے ہین چنانچہ والدین کی اطاعت کی نسبت حدیث وارد ہے کہ لا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج عن اھلک ومالک آنحضرت کا ارشاد ہے کہ والدین کو ایذا ندو اگرچہ وہ تمکو اہل اور مال کے چہوڑنے کا حکم کرین۔ اسیطرح دوسری حدیث آئی ہے کہ لا تشرک باللہ وان حرقت او قطعت یعنی خدا کے ساتہہ کسیکو شریک نکر واگرچہ تو جلا یا جاے یا کاٹا جاے۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ بالائی عبارت صحہ مین جو لفظ وان کان عمر واقع ہے یہہ لفظ حدیث کی کسی معتبر کتاب مین نہین ہے بلکہ اوس کے خلاف وارد ہوا ہے جیسا کہ وہ عبارت یہہ ہے ان علیا لما اتی بالصحیفۃ[1] من قبل الصدیق رض لیبایع من فیھا قال لا نرضی الا ان یکون عمر[2] فقال الصدیق رض وھو علی مشربتہ کا نہ عمر[2] ھکذ فی اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابۃ فی ترجمۃ عمر رض یعنے جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس صحیفہ جناب صدیق کے جانب سے لایا گیا تاکہ اوس

عــہ[1] سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت مین جو لفظ صحیفہ واقع ہے اس سے صحیفہ علی جو مشہور ہے وہ مراد نہین بلکہ بیعت کے وقت آپ نے جو خط ملفوظ لکہین ہین وہ مراد ہے۔

عــہ[2] کا نہ عمر اس سے اشارہ صدیق اکبر نے انکساری سے اپنی ذات کے طرف فرمایا یعنے جب حضرت علی نے فرمایا کہ مین کسیکی بیعت سے راضی نہین مگر عمر سے پس صدیق اکبر نے فرمایا کہ اس صحیفہ مین جو شخص ہے وہ مثل عمر ہی کے ہے۔

شخص سے بیعت کیجائے جو کہ اس صحیفہ مین ہے اسوقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین کسی سے راضی نہین مگر عمر سے اس کے جواب مین جناب صدیق اکبر رضہ نے فرمایا جو اوسوقت اپنے بالاخانہ پر تھے کا نہ عمر سے یعنے صحیفہ مین جو شخص ہے وہ مثل عمر کے ہے ایسی ہی اسد الغابتہ معرفت صحابہ ترجمہ حضرت عمر مین مذکور ہے۔

سوال - رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر کلام نبوی ہے یا کسر نفسی سے یہہ کلام وارد ہوا ہے ایک صاحب کسی عالم سے نقل کرتے ہین کہ یہہ کلام وقت مراجعت اوطاس سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور رجعت کو جہاد اصغر مانتے تھے۔

اس قسم کا کلام صوفیہ کرام کی کتب مین بہت مستعمل ہے اور اونکو نزدیک یہہ کلام کلام نبوی ہے بلکہ بعض علما محدثین کے کلام مین مقام استشہاد فضیلت جہاد نفس کے بارہ مین دیکھا گیا ہے لیکن کسی حدیث کی کتاب مین نہین دیکھا بہر تقدیر مراد جہاد اکبر سے جہاد نفس او شیطان ہے نہ مراجعت اور یہہ معنی بہی صوفیاے کرام کے کلام کے مطابق ہین اس کلام کا شاہد حدیث صحیح متفق علیہ ہے کہ المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله یعنے کامل مجاہد

[1] مثنوی مولانا روم مین مذکور ہے اور تفسیر بیضاوی مین بہی نقل کیا ہے اور کنز العمال مین بہی حدیث موصوف مذکور ہے جامع الصغیر مین اسطرح وارد ہے قدمتم خیر مقدم آئے تم بہتر آنا وقدمتم من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر اور آئے تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کیطرف مجاهدة العبد هواه جہاد نفس کا کامل جہاد ہے عن جابر فی باب القاف یعنی بیہقی روایت مروی ہے جابر سے قال العزیزی فی السراج المنیر شرحه اسناده ضعیف عزیزی نے کہا اپنی شرح سراج المنیر مین کہ اسکی اسناد ضعیف ہے ایسی مد المنتشرہ فی باب الراء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۲۱ اعلی حاشیہ فتاوی الحدیثیة لابن حجر ۱۲ خلیل الرحمن برہانپوری۔

وہ ہے جو کہ مغلوب کرے اپنے نفس کو خدا کی اطاعت مین کما لا یخفی علیکم ان تعریف المسند الیہ فی امثال ھٰذہ المقامات انما یکون لحصر الکمال کیونکہ یہہ امر واضح ہے کہ تعریف مسند الیہ سے ایسے مقامات مین فائدہ حصر ہی کا ہوتا ہے کما فی نظایرہ مثل المسلم من سلم المسلمون والمہاجر من ھاجر ما نھی عنہ نظیر اسکی یہہ ہے کہ پورا مسلمان وہ ہے جس سے مسلمان کو ایذا نہ پہونچے اور کامل مہاجر وہ ہے جو برُے کامون سے باز رہے باوصف مخالفت راے جمیع علما مراجعت کو جہاد اکبر قیاس کرنا سلیقہ کتاب دانی اور عبارت شناسی سے بہت ہی بعید ہے اسواسطے کہ اس جگہہ مراجعت مدلول ہے رجعنا اور جہاد اصغر غایت ابتدا ہے اور جہاد اکبر غایت انتہا ہے اور دونون غایت غیر ذی غایت ہین اور دونون جہاد غیر مراجعت کے ہین بہر حال مقام غور طلب ہے ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہین مسئلہ وحدت الوجود کی نسبت کہ ایک شخص عاقل بالغ مسلمان شریعت نبوی مین یہہ اعتقاد ہمہ اوست پر اعتقاد رکھتا اور کہتا ہے یعنے ذات باری کو ہر شئے اور شئے مین ہونے کا معتقد ہے اس قسم کا کلام اور اعتقاد کفر ہے یا نہین بینوا توجروا ۔

جواب ۔ ظاہر معنی اس کلام کے خلاف شرع ہین اس کلام کا قایل حلول حق تعالے ہر اشیاء مین یا اتحاد اشیا ہونا اوس ذات مقدس سے اگر یہہ اعتقاد رکھتا ہے تو یہہ کفر ہے اوجہ

یہہ اعتقاد رکہتا ہے کہ میری مراد اس سے یہہ ہے کہ ہر شئی
مین اوسکے صفات کا ظہور ہے مثل ظہور صفات رائی یعنی دیکھنے
والے کی صورت آئینہ مین تو اس قسم کا اعتقاد موجب کفر نہین لیکن
اس قسم کے کلام کا ترویج دینا خلاف شرع ہے محفل اور خاص
مین خاص کر مجمع عوام مین جو بات کی تحقیق کو نہین پہونچ سکتے مین بہت
بیجا ہے فی البخاری فی کتاب العلم عن امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ موقوفًا وروی فی بعض الکتب مرفوعًا حدثوا
الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ بخاری مین کتاب
العلم مین جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے موقوفًا اور بعض
کتب مین مرفوعًا یہہ حدیث وارد ہے کہ کلام کرو لوگون سے اسطرح
جو وہ سمجہہ سکین کیا تم دوست رکہتے ہو اس بات کو کہ خدا اور خدا
کا رسول جہوٹلائے جائین مسئلۂ وحدت کی نسبت شرع مین صراحۃً
کوئی امر نہین آیا ہے نہ کتاب اور نہ حدیث مین حضرات صوفیہ نے
تائید کشف اور شہود وجدان اس مسئلہ کا کتاب اور سنت سے
اوسکی طرف اشارہ کیا ہے مثل الا انہ بکل شیئ محیط ، وکل شیئ
هالک الا وجہہ ، الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل - وانکم لو دلیتم
الی الارض السابعۃ السفلی لھبط علی اللہ واذا صلی احدکم
فلا یبزقن امامہ فان اللہ قبل وجہہ یعنی مثال اسکی یہہ
ہے - نہین ہے مگر خدا ہر شیئ مین محیط ہے - اور ہر شئ ہلاک ہونے
والی ہے مگر خدا کی ذات - نہین ہے کوئی مگر سواے خدا کے سب
باطل ہین - اگر تم چہوڑو ایک رسی لٹکا کر نیچے کی جانب ساتوین زمین تک

تو پہونچوگے خدا ہی کے پاس۔ جب تم نماز پڑہو تو نہ تہوکا کرو اپنے سامنے کی طرف کیونکہ خدا تمہارے سامنے ہے۔ لیکن یہہ امر واضح ہے کہ یہہ اشارات دلیل صریح نہین ہوسکتی بلکہ علماء ظاہر نے ان اشارات کا مطلب برعکس ثابت کرکے صوفیہ صافی کو الزام دیا ہے اور آیات مذکورہ بالا کی توجیہہ اس طرح کی ہے کہ بالکل شئی محیط غیریت پر صریح دلالت کرتے ہے کیونکہ یہہ امر واضح کہ محیط غیریت اور محاط مین غیریت ہے محیط جدی شئی ہے اور محاط جدی ایسے ہی کل شیئ ھالک الا وجھہ سے مراد ہلاکت سے زمانہ آیندہ مین نہ بالفعل جیسا کہ کل نفس ذائقۃ الموت صریح اسی معنی پر دلالت کرتی ہے غرض کہ اس قسم کے دلائل بہت مین مثل ونجینا موسیٰ ومن معہ اجمعین ایسے ہی آیات کم اھلکنا من القرون من قبلھم یعنے خدا کریم ارشاد فرماتا ہے کہ ہمنے موسی اور اون کے ساتہیون کو نجات دی ہے اور پہلے زمانہ مین بہت سے ہلاک کئے ہین یہہ آیات بہی اوسی قبیل سے ہین اور ایسے ہی کل شیئ ماخلا اللہ باطل سے مراد بطلان سے بطلان عبادت ہے نہ بطلان ذات مراد ہے کیونکہ آیات ربنا ماخلقت ھذا باطلا صریح اسی معنی پر دلالت کرتی ہے فانہ یدل علی انہ لا شیئ من المخلوق باطل اسوا سطے یہہ امر واضح ہے کہ مخلوق سے کوئی شئی باطل نہین ہے ایسیہی آیات لیھبط علی اللہ دلالت اس معنی پر کرتی ہے کہ تابعد در حقیقت وہ جبل ہے جو سوا اللہ کے ہے ایسی ہی فان اللہ قبل وجھہ کی توجیہہ ہے فان المبنی علی التوحید الوجودي

کون اللہ تعالی امامہ وخلفہ و فوقہ وتحتہ لا اختصاص
لبقبل الوجہ اسواسطے منشا رتوحید وجودی سے یہہ ہے
کہ خدا کی موجودی کا خیال سامنے اور پیچھے اور فوق اور تحت
سے ہے نہ کوئی تخصیص سامنے کی ہے حاصل کلام یہہ اشارات
مثبت مدعا صراحتہ نہین ہوسکتی بلکہ حضرات صوفیہ قدس اللہ
اسرارہم کا مدار ثبوت اس مسئلہ کا فقط کشف اور شہود پر ہے اور
علما محققین نے اس مسئلہ کو بطور تقریر بیان فرمایا ہے کہ کوئی وجہ
مخالف شرعیت کی نہین ہے اس لئے وجود مطلق کو جو کہ عین ذات
حق تصور کرتے ہین اوس کے لئے مرتبہ واجب مین چند مراتب
ثابت کرتے ہین اور مرتبہ ممکن اور حادث و قدیم و مجرد و مادی
مومن و کافر و سگ و خوک ان سے فی حد ذاتہ وہ مبرا
ہے بسبب نقص ان قیود سے ملوث نہین ہوسکتے مثلاً
حقیقت جسم کہ ایک جوہر قابل ابعاد ثلثہ یعنے قابل تقسیم ہے ایسے
سگ اور خوک مین بلحاظ نجس ملوث نہین ہوسکتا اسی معنی پر
یہہ شعر بھی دال ہے ۔ شعر ۔ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر فرق مراتب نکنی زندیقی ۔ پس اگر مخاطب عوام مین سے ہے
اور فرق مراتب نکرسکتا ہو تو اوسکے سامنے ایسے مسئلہ کا بیان
کرنا الحاد اور زندیقیت سے خالی نہوگا ایسی مقام پر اجتناب واجب
ہے جیسا کہ حدیث معاذ بخاری کے کتاب العلم باب من خص
بالعلم قوما دون قوم مین حضرت انس بن مالک سے مروی
ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعاذ ردیفہ علی الرحل

فقال یا معاذ بن جبل قال لبیك یا رسول الله وسعدیك
قال یا معاذ قال لبیك یا رسول الله وسعدیك ثلاثا قال ما من
احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقاً
من قلبه الا حرمه الله علی النار قال یا رسول الله افلا اخبر به
فیستبشروا قال اذا یتکلوا ؁ حدیث بخاری جو حضرت انس بن
مالک سے مروی ہے اوسکا ترجمہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سوار رستے تہے اور آپ کے ساتہہ معاذ بن جبل بہی تہے
آپ نے معاذ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا یا معاذ بن جبل معاذ نے
عرض کیا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک یعنی حاضر ہون یا رسول اللہ
پہر ارشاد ہوا یا معاذ انہون نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ و
سعدیک اسی طرح معاذ سے آپ نے تین بار ارشاد فرمایا پہر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صدق دل سے گواہی دیوے
کہ سوائے خدا کے نہین ہے کوئی معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
برحق رسول اوسکا ہے اوسپر خدا دوزخ کی آگ حرام کرتا ہے معاذ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ سنا دون لوگون کو یہہ بات تاکہ خوش
ہوجائین آپنے فرمایا کہ سب چہوڑکر لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹہین گے

تاویل قصیدہ بانت سعاد المراد بسعاد فی اول القصیدة
الدنیا بمالها وجمالها ولذائذها وصفها باوصاف تعریف
الحبیبة باقصی ما یمکن وصفها وہی مرغوبة لکل عاقل فی الابتداء
یعنے سعاد کی نسبت جو قصیدہ منسوب ہے اوسکے اول مین
دنیا کی تعریف جو مال اور جمال اور اوسکے لذائذ کے ساتہہ کی ہے

گویا وصف اوسکا اوصاف معشوقہ حبیبہ سے کیا ہے اور اس قسم کے اوصاف ابتداءً ہر عاقل کے مرغوب الطبع ہے ثم شرع فی بیان عیوبہا التی تظہر للعاقل بعد التجربۃ وھذا من قولہ اکرم بہا خلتہ الخ پھر شروع کیا بیان کرنا اوسکے اون عیوبات کو جو بعد تجربہ کے صاحب عقل کو روشن ہین اور وہ اسی قول سے واضح ہے اکرم بہا خلتہ یعنی اوسکی تعظیم کر محبت سے ثم شرع فی بیان الشوق الی السعادۃ الابدیۃ الحقیقۃ وھی کمال المعرفۃ والوصول الی تجلیاتہ النوریۃ تجلیات نوریہ کے ہے بقولہ امست سعاد بارض پھر بیان کیا اوس شوق سعادت ابدیہ حقیقیہ کا جو کمال معرفت اور وصول طرف تجلیات نوریہ کے ہے اور اس قول سے واضح ہے امست سعاد بارض یعنے سعاد نے شام کی ایسی زمین پر وشرط فی طلبہا شروطاً اور بیان کی اوسکی طلب مین چند شرطین۔ فمنہا ان یکون نجیبا کریم الاصل ذا النفس الشریفۃ یعنی بعض شرطون مین سے ایک یہہ ہے کہ اوسکے طالب نجیب اور کریم الاصل اور صاحب شرافت ہو ومنہا ان یکون مع ذلک قوی البدن حامل الکد والتعب فاشار الی الاول بقولہ لاتبلغہا الخ والی الثانی بقولہ ولن تبلغہا الا عذافرۃ تیسری شرط یہہ ہے کہ طالب قوی البدن اور متحمل تعب ورنج کے ہو اسی معنی کے لئے کہا لاتبلغہا یعنی اوسکی طرف نہین پہونچ سکتا ہے تو اور ایسا ہی دوسرے قول ولن تبلغہا الا عذافرۃ کی طرف اشارہ کیا یعنی ہرگز اوسکی طرف تو نہین پہونچ سکتا ہے مگر صبح کی تیز رفتاری سے ومنہا ان یکون

ذاهمة عالية چوتهی شرط یہہ ہے کہ اوسکے طالب صاحب ہمت ہو اسی مضمون کو اپنے قول وذلك بقوله عرصتها الطامس الا علام مجہول مین اداکیا یعنی اوسکے میدان اس قسم کا ہے کہ مثانیوالا علامتون کا اور بے نشان ہے ومنها ان یکون حدید البصر فی الکشوف والواقعات پانچوین شرط یہہ ہے کہ ہو وہ صاحب بصارت کشف اور واقعات مین اس مضمون کا اشارہ کیا ساتہہ قول اپنے وذلك بقوله ترمی الغیوب بعینی مفرد لهق یعنے ڈالتا ہے غیوبات کو اپنی آنکھہ سے اکیلا وهکذا الی اخرالابیات یعنی اسیطرح اس مضمون کو آخرابیات تک اداکیا ثم شرع فی بیان وارد الجذب الالهی المهیج لله اشواقًا والمشیر للوجد والحال فانه من شروط الطلب پہر شروع کیا شوق سے بیان کرنا جذب الہی کو جو کہ وصول معرفت کی طرف ترغیب دینے والا ہے اور مشیر ہے وجد اور حال کے اسواسطے یہہ امر شروط طلب سے ہے ولذلك قیل ؎ مستی دوله شرط طریق افتادہ است ٭ بیمست شدن کارکسے نکشادہ است ٭ یعنی محبت آلہی مین موٹہہ کی آوازپر راہ مین پڑا ہوا ایک مست کیونکہ اس راہ مین بغیر مستی کام کسیکا نہین کہلا۔ وذلك بان شبه سعی الناقة بحرکات النعامة التی مات بکرها وضعها فی عین اشتداد الحر فی النهار یہہ مثال ہے قریب اوس ناقہ کے کہ نعامہ دہوپ کی تیزی سے عین دوپہر کو جب سختی سے مرنے لگا تو اوسکے تڑپنے کی آواز سے ناقہ مستی مین آکر بہڑک گیا اوس مثال سے مقصود اشارہ کرنا مطلوب کے طرف

وختم ذلک بقولہ عن تراقیھا رجا ئل اور ختم کردیا اس
مضمون کو اپنے قول عن تراقیھا سے یعنے چہڑنا اس راہ مین پاؤن
سے یعنے بغیر محنت اور ریاضت دشوار ہے ثم شرع فی بیان ما
یعرض للسالک من صرف التقصیر فی اداء حقوق الشریعۃ والطریقۃ
وعدم نفع احد من الاقارب والاصدقاء پہر اون امور کا بیان
کرنا شروع کیا جو سالک کو پیش آتے ہین اداے حقوق شریعت
اور طریقت مین اور عدم نفع اقارب اور دوستون کے اور اسی کو
اشارہ کیا اپنے قول تسعی الوشاۃ جنابیھا اور کل خلیل کنت
املہ سے وما یعرض للسالک فی ھذا الوقت من التوکل العظیم
والالتجا الی الشیوخ المکمل وتجدید الاستغفار والتوبۃ اور جو
امور سالک کو اسوقت توکل عظیم اور التجا شیخ کامل کیطرف
ہوتا ہے اور تجدید استغفار اور توبہ سے پیش آتے ہین سب کو
بیان کیا اور اسی کے طرف اشارہ کرکے کہا انبئت ان رسول اللہ الخ
وقفت اتیت رسول اللہ متعذرا ثم اشار الی مراعاۃ الادب
مع الشیخ پہر اشارہ کیا شیخ کی مراعات ادب کی طرف اور کہا لقد
اقوم مقاما لو یقوم بہ یعنی مین ایسا مقام پر ہون اگر کہڑا ہو کوئی
اسیر و اشارۃ الی تجدید البیعۃ اور اشارہ کیا تجدید بیعت
کیطرف اور کہا حتی وضعت یمینی الخ یعنی کہا مین نے داہنے
ہاتھ کو۔ ثم اشار ان مراعاۃ الشیخ اذا کان رسولا جامعاً
لاحکام الشریعۃ والطریقۃ اشد واھم مراعات حقوق الشیخ
اذا کان ولیا فقط پہر اشارہ کیا طرف اوس شیخ کے جو نبی

کامل ہون احکام شریعت اور طریقت مین اور اہم مراعات حقوق شیخ کی جب شیخ موصوف ہون ساتہہ اوصاف ولایت کے اور اسی مضمون کو ادا کیا ساتھ قول اپنے لذات اهیب سے واشار الی الشیخ اتولی بقوله من خاور من لیوث الخ اور اشارہ کیا شیخ ولی کے طرف ساتہہ قول اپنے کے من خاور من لیوث سے کانہ اشار الی علی اسد اللہ گویا یہہ اشارہ طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فانہ شیخ الولایۃ المطلقۃ المحمدیۃ کیونکہ آپ کی ذات اقدس شیخ ولایت محمدیہ کی ایک منبع ہے وانما ذکرہ بلفظ خادر ووصفہ بالاختفاء لان امر الولایۃ مبطن وانہم تحت القباب اور ذکر کیا اونکو ساتہہ لفظ خادر کے اور وصف اونکا اختفاء کے ساتہہ اسلئے امور ولایت باطنی ہین اور صاحب ولایت مخفی ہوا کرتے ہین واشار الی شروط الشیخ من قولہ یغذو فیلحم ذریعا ئین ای الروح والقلب اور اشارہ کیا طرف اوصاف شیخ کے کہ وہ غذا کہاتے ہین جس سے حاصل ہو دو ضرع یعنے روح وقلب کو قوت بخشے فان الشیخ یربیہما معا یقطع العلائق من العشائر والاخوان کیونکہ شیخ اون دونون کو اس غرض سے پرورش کرتا ہے جس سے ترک علائق عزیز واقارب ہو ومن شروط الشیخ انہ اذا ساور قرنا نفی لہ ہمتہ فی دفع الوساس والخطرات والشبہات اور شرط شیخ مین یہہ ہے کہ جب اونکو پریشانی ہوتی ہے تو دفع کردیتی ہے اوسکو

ہمت اونکی جو لاحق ہوتی ہے بہ سبب وسواس اور خطرات وغیرہ کے ۔

وقولہ منہ تظل سباع الجو ضامرۃ یعنی لا یقدر شیاطین الانس والجن علی لاضلال من دخل فی طریقتہ اور شیخ کامل کے اوصاف مین سے یہہ بہی ہے کہ اسکی حفاظت درندہ کرتے ہین حتیٰ کہ اوسکے سلسلہ مین جو داخل ہوتا ہے شیاطین انس اور جن اوسپر قادر نہین ہوسکتے واما قولہ ولا یمشی بوادیہ الا راجیل یعنے اوسکی وادی مین سوائے محنت وریاضت کے چلنا دشوار ہے اسی کی طرف اشارہ کیا فاشار الی ان من شرط المرید ان یکون عالی الھمۃ لا راجیل یعنے راہ معرفت کے لئے مرید کو عالی ہمت لازم ہے واشار الی فناء النفس بقوۃ الشیخ اور اشارہ فناء نفس کے طرف ساتھہ قوت شیخ کے ساتہہ قول اپنے ولا یزال بوادیہ اخو ثقۃ مطرح البزانج جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ معرفت کے وادی مین ہمیشہ مستعد رہنا ضروری ثم عاد الی ترجیح الرسول علیہ السلام پہر رجوع کیا طرف ترجیح رسول علیہ السلام کے ساتہہ قول اپنے ان الرسول لنور یستضاء بہ ۔ مہند من سیوف اللہ مسلول یعنے آن حضرت کی ذات اقدس ایک نور ہے جس سے حاصل کیجاتی ہے روشنی اور ایک شمشیر برہنہ ہے خدا کے سیوف مین سے ۔ ثم اشار الی رفقاء الطریقۃ وجلساء الخانقاھات پہر اشارہ کیا رفقاء طریقت اور جلساء خانقاہ کے طرف اور کہا فی عصبۃ من قریش قال قائلہم

یعنے وہ گروہ عظیم ہین وصفہم بصفات عظیمتہ اور اونکی
وصف کی صفت عظیم ہے سو منہا ان قائلہم ببطن مکۃ
ای من جانب الغیب لما اسلموا ای دخلوا فی الطریقۃ
و بایعوا الشیخ ان مین سے بعض قایل ہین ببطن مکۃ یعنی جانب
غیب سے جبکہ انہون نے اسلام قبول کیا یعنے داخل طریقت
اور شیخ سے بیعت ہوئے نزلوا ای اترکوا المال والجاہ
والاوطان والعشائر بالترک والتجرید و قطع العلائق
وھی الھجرۃ الحقیقۃ یعنے اس امر کے قایل ہین کہ ترک
کردو مال اور جاہ اور وطن اورا قارب کو تجرید کے لئے اسی
ترک علایق کا نام ہجرت حقیقے ہے لکنہم ما جنبوا وما زالوا
عند لقاء الاعداء من النفس والشیطان والخلق
بل قویت ہمتہم علی المجادلۃ لیکن اجتناب اور کنارہ کشی
دشمن یعنے نفس اور شیطان و خلق سے مجادلہ پر اون کی
نیت قوی ہو جاتی ہے و منہا انہم شم العرانین
الابطال لا یبالون بمخاصمۃ النفس اور بعض اوصاف مین
سے اون کے یہہ ہے کہ شم عرانین باطلہ سے مخاصمت
نفس سے پروا نہین کرتے ہین ثم اشار الی انہم
لبسوا لباس التقوی والشریعۃ پہر اشارہ کیا اونکے
لباس کیطرف اور کہا کہ اون کا لباس تقوے اور
شریعت کا ہوتا ہے اس مضمون کو اپنے قول لبوسہم
نسیج مین اداکیا کہ اونکا لباس بافتہ ہواکرتا ہے داشار

الی عزائم الشرع اور یہہ اشارہ کیا عزائم شرع کے
طرف ساتہہ قول اپنے بیض سوابغ یعنے لباس اونکا
سفید فراخ ہوتا ہے واشار الی نفی العجب اور اشارہ
کیا نفی عجب کا ساتہہ قول لا یفرحون الخ کیطرف یعنے وہ
لوگ عیش و عشرت سے نہین رہتے ہین والی الصبر عنی
مشاق الطریقۃ اور شوق طریقت کے صبر سے اشارہ
کیا ساتہہ قول اپنے کے ولیسوا مجازیعاً الخ اونکو رنج و
ملال مسافت وادی سے نہین ہے واشار الی النشاط
فی الطریقۃ اور نشاط فی الطریقت سے اشارہ کیا طرف
قول اپنے یمشون مشی الجمال الزھر سے یعنی وہ چلتے ہین
مشی جمال زہر کے واشار الی فناء نفوسھم بسیوف
المحبۃ اور اشارہ کیا فناء نفوس اونکے ساتہہ سیوف
محبت سے ساتہہ قول اپنے لا یقع الطعن الا فی نحورھم
یعنے برچہا نہین واقع ہوتا ہے مگر اون کے حلق پر وعند
ذلک ینتھی السلوک الکسبی ویبقی الوھبی اس مرتبہ تک
سلوک کسبی منتہی ہوجاتا ہے اور رہجاتا ہے فقط وہبی۔
سوال۔ ہنڈوی شریعت سے جایز ہے یا نہین۔
جواب کتب فقہ مین ہنڈوی کو سفتجہ اور سفاتج کہتے ہین اسکو
مکروہ لکہتے ہین چنانچہ شرح وقایہ مین لکہا ہے ویکرہ السفتجۃ
وھی اقراض لسقوط خطر الطریق یعنے شرح وقایہ مین لکہتے ہین
مکروہ ہے ہنڈی اور وہ ایک قسم کا قرض کا ہے واسطے دفع

تردد راہ سے کے وفی المغرب السفتجہ بضم السین وفتح التاء ان یدفع مال بطریق الاقراض لیدفع الی صدیقہ فی بلد اخروانما یقرضہ لسقوط خطرالطریق اورکتاب المغرب مین لفظ سفتجہ سین کے پیش اور تے کے زبر کے ساتھہ آیا ہے جسکی معنی یہہ ہین کہ دفع کرے مال کو بطریق قرض تاکہ دوسرے شہر مین اپنے دوست کے پاس پہونچ جاوے اور قرض یہ دینا فقط رفع خطر راہ کیلئے ہے بہرحال اس ہنڈوی کی تین صورتین ہین ایک یہہ صورت ہے کہ مبلغ کو نہ کم نہ زیادہ لکھتے ہین دوسری صورت اسکی یہہ ہے کہ کم لیتے ہین اور زیادہ لکھتے ہین تیسری صورت اس کے برعکس ہے یعنی زیادہ لیتے ہین اورکم لکھتے ہین صورت اول مین شبہ ربا کا نہین ہے۔ اور دونون صورت دوسری مین ربا صریح ہے یا دینے مین یا لینے مین لیکن طریقہ حلال کرنے اس ربا کا بہت آسان ہے مثلاً اگر سو روپیہ کی ہنڈوی کرین اور دس روپیہ ہنڈیاون دینا لازم آتا ہے تو دو کم سو روپیہ ساہو کو دین اور دو روپیہ کا عزدہ کراکر بعوض بارہ روپیہ کے بیچین کہ بسبب غیرجنس ہونے کے عزدہ دو روپیہ کا حلال ہوتا ہے اور مشکوۃ مین حدیث صحیح وارد ہے کہ ایک شخص خیبر سے آیا اور بہت عمدہ اور نفیس خرما لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکل تمر خیبر ھکذا کیا تمام خرماے خیبر کے ایسے ہی ہوتے ہین عرض کیا کہ یا رسول اللہ انما ناخذ ھذا صاعاً بصاعین

یعنے تمام خرما خیبر کے اسطرح کی نہین ہوتے ہین اس قسم کے خرما
کو ہم ساتہہ دو چند کے خرید کرتے ہین یعنے ایک صاع ساتہہ دو صاع
کے خریدتے ہین فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
عین الربوا لا تفعل ھذا یعنے یہ عین ربا ہے ایک جنس کو ساتہہ
ہم جنس کے زیادہ اور کم مت خریدو بلکہ بع الجمیع بالدراہم
ثم ابتع بالدراہم جنیبا یعنے خرماے ناقص کو ساتہہ دراہم کے
بیچ اور ساتھہ اوس درہمون کے خرماے جید کو خرید کر
اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ توسیط (یعنی درمیان آوردن چیزے)
غیر جنس کے تفاضل کو حلال کرتی ہے اور اگر ساہو کا
کچہہ سو روپیہ سے واپس دیتا ہے جسکو ہندی مین بھرت کہتے
ہین تو علاج اوسکا بہی یہی ہے مثلاً اگر سو روپیہ کے
ہنڈی کرائین اور پانچ روپیہ اوس مین واپس دیتے ہین
پس چاہیئے کہ نود روپیہ نقد دین اور پانچ روپیہ کے پیسے
کراکر بعوض دس روپیہ کے دین اور دس روپیہ اپنے لیلین
علما نے دفع کرتے ہین کراہت سفاتج کے ایک تدبیر
لکہے ہین کہ پہلے ساہوکار کو روپیہ بغیر شرط ہنڈوی کے
قرض دین پہر بعد اوسکے کہین کہ یہہ قرض فلان شخص کو
فلان شہر مین دے اور ساہو اس مضمون کا نوشتہ دیدے
تو پس کراہت ہنڈی اس جہت سے ہے کہ ساتھہ
اس قرض کے منفعت حاصل کرتا ہے یعنے اپنی خطر
راہ سے بچاہتا ہے اور جس وقت کہ اوس منفعت

اوس آدمی کی شروط ہو شبہ ربا کا رکہتا ہے جب منفعت مشروط نہو یہہ معنی متحقق نہوا واللہ اعلم۔

سوال۔ تمام ملک نصاری کا بالاتفاق دار الحرب ہے یا نہین۔ اگر ہے تو اہل اسلام کو اون سے سود لینا جایز ہے یا نہین۔

سوال دوسرا۔ بعد ادا کرنے جمعہ کے دیار معمولہ کفار مین فرضیت فرض ظہر کی ساقط ہوتی ہے یا نہین۔

سوال تیسرا۔ اہل اسلام بسبب کسی ضرورت کے کفارون سے روپیہ سود کے لیتے ہین یعنے کفارون کو روپیہ دیتے ہین اور سود لیتے ہین یا روپیہ قرض لیتے ہین اور سود دیتے ہین جایز ہے یا نہین۔

جواب۔ وہ شرطین کہ دار الحرب مین بیچ روایات فقہ کے مذکور ہے ملاحظہ چاہیے کرنا چنانچہ تہوڑا آگا و نہین سے لکہا جاوے گا اس ملک مین اون شرطون کو قیاس چاہیے کرنا اگر پائی گئین تو دار الحرب ہوگا اور ساتہہ حکم اذا ثبت الشیئ ثبت بلوازمہ کے جسوقت دار الحرب قرار پایا جسوقت ثابت ہوئے شئ تو ثابت ہوے ساتہہ لوازم اپنے۔

تو سود لینا اور دینا کفارون کو اوس جگہہ جایز ہوا کسواسطے کہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ ولا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب۔ یعنے نہین ہے ربو درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین اور قاعدہ مقرر ہے کہ الاطلاق فی الروایات نفی عن تعیم

مطلق چھوڑنا روایات مین نفی سے ہے اوسکے عام کرنے سے
پس دونون صورت یعنے سود لینے اور دینے کی نفی مین
داخل ہوے لیکن مسلمان کو چاہیئے کہ حربی کو سود دینے مین
احتیاط کرے بغیر ضرورت کے ندے اگر طرف سے کفار
کے والی کسی مکان مین مقرر ہو تو اذن سے اوسکے نماز جمعہ کے
ادا کرنا درست ہے اور نہین تو مسلمان کو چاہیئے کہ ایک آدمی
کو امانت دار اور دیانت دار ہو رئیس قرار دین کہ اجازت
اور حضوری سے اوسکے اقامت جمعہ و اعیاد و انکاح من
لاولی من الصغار وحفظ مال غیب و ایتام وقسمت ترکات
متنازع فیھا موافق سہام ترجمہ قایم کرنا جمعہ اور نماز عیدین
اور نکاح چھوٹے لڑکے کا جسکا ولی نہین ہے اور حفاظت کرنا
مال غائب اور یتیم کا اور تقسیم کرنا ترکون کا جسمین جھگڑا ہو
موافق حصہ کے کیا گیا ہو۔ بغیر اسبات کے کہ امور ملکی مین تصرف
اور مداخلت کرے اور اگر ان امور سے کوئی ایک پایا نہ جاے
تو چاہیئے کہ بعد پڑہنے نماز جمعہ کے چہار رکعت فرض مسافہ
نیت آخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اصلہ کے ادا کرے
تا ذمہ فرض سے یقیناً باہر آوے فی الھدایہ لاربوا بین
المسلم والحربی فی دار الحرب خلافاً لابی یوسف والشافعی
لھما ان الاعتبار بالمستامن منھم فی دارنا ولنا قولہ
علیہ السلام لاربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب و
لان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم

اخذ مالا مباحاً اذا لم یکن فیہ غدر بخلاف المستامن
منہم لان مالہ صار محظورا لعقد الامان انتہی وفی
العالمگیریۃ من باب استیلاء الکفار اعلم ان دار الحرب
تصیر دار الاسلام بشرط واحد وہو اظہار حکم الاسلام
فیہا قال محمد فی الزیادات انما تصیر دار الاسلام
دار الحرب عند ابی حنیفہ بشرائط ثلاث احدہا
اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیہا
بحکم الاسلام والثانی ان یکون متصلہ بدار الحرب
لا یتخلل بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام والثالث ان لا
یبقی فیہا مومن ولا ذمی امنا بالامان الاول الذی کان
ثابتا قبل استیلاء الکفار للمسلم باسلامہ والذی بعقد
الذمۃ وصورۃ المسئلۃ علی ثلثہ اوجہ اما ان یغلب اہل
الحرب علی دار من دارنا او ارتد اہل مصر وغلبوا و
اجروا احکام الکفر او نقضی اہل الذمۃ العہد وتغلبوا
علی دارہم ففی کل من ہذہ الصور لا تصیر دار الحرب
الا بثلاث شرائط وقال ابو یوسف ومحمد بشرط
واحد لا غیر وہو اظہار احکام الکفر وہو القیاس
انتہی ایضاً فی العالمگیری من باب الجمعۃ بلاد علیہا
ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعہ ویصیر القاضی
قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیاً
مسلماً کذا فی المعراج

ترجمہ نہین ہے ربو درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب
مین خلاف ابی یوسف اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے
ان دونون امام کے اعتبار مستامن کا ہے اور نہین ہے بیچ ملک
ہمارے اور واسطے قول اونکا اوپر اون کے مستند نہین ہے
ربوا درمیان مسلم اور حربی کے دار الحرب مین اسواسطے کہ مال
اونکا مباح ہے ملک مین اون کے کسیطرح لیا ہو اوسکو مسلمان
نے لیا مال مباح جسوقت نہو اوس مین غدر خلاف مستامن کے
اون مین تحقیق مال اوسکا ہوا ممنوع عہد سے تمام ہوی روایت
اور عالمگیری مین باب غلبہ کفار کہ لکہا ہے کہ جان تو تحقیق دار الحرب
ہوجاتا ہے دار الاسلام ساتہہ شرط واحد اور وہ اظہار
حکم اسلام کا ہے بیچ اوسکے کہا محمد رہ نے زیادات مین جزا این نیست
کہ ہوجاتا ہے دار الاسلام دار الحرب نزدیک ابی حنیفہ رہ ساتہہ
تین شرطون کے ایک امنین کا جاری کرنا احکام کفار کے روبرو
طریقہ شہرت کے اور یہہ کہ نہین حکم کرتا ہے بیچ اوسکے ساتہہ
حکم اسلام کے اور دوسری یہہ کہ ہو نزدیک دار الحرب کے نہ
درمیان مین آوے اون دونون کے کوی شہر شہرہان اسلام سے
اور تیسرے یہہ کہ نہین باقی رہتا ہے بیچ اوسکے مومن اور نہین
ذمی امن والا ساتہہ امن اول کے وہ جو تہا ثابت پہلے غلبہ کفار
کے واسطے مسلمان کے بسبب اسلام اوسکے اور وہ شخص جو
عقد کیا ذمہ کا اور صورت مسئلہ کے اوپر تین وجہون کے ہے
یہہ کہ غالب آئے اہل حرب اوپر ملک کے ملکون ہمارے سے یا مرتد

ہو جاوین اہل شہر اور غالب ہوجاوین اور جاری ہوجاوے حکم انکے اور توڑنا اہل ذمہ کے عہد کو اور غالب آجاوین اوپر درہم دار اور کے پس بیچ ان کل صورتون کے نہین ہوتا ہے دار الحرب مگر ساتھ تین شرطون کے اور کہا ابو یوسف اور محمد نے ساتھہ شرط واحد کے نہ غیر کے ساتھہ اور ظاہر کرنا احکام کفر کا حال یہہ ہے کہ وہی قیاس ہے تمام ہند روایت بہی عالمگیری مین بیچ باب جمعہ کے مرقوم ہے کہ شہرین کہ اوپر اون کے والی کفار سے ہے جائز ہے مسلمین قایم کرنا جمعہ کا اور ہوجاوے قاضی خوشنودی مسلمانون کے اور واجب ہے اوپر اون کے یہ کہ دہونڈہین والی مسلمانکو ایسا ہی معراج الدرایہ مین ہے۔

سوال۔ ایک بت پرست مدد بُت سے چاہتا تہا ایک عالم نے منع کیا کہ شرک مت کر بت پرست نے کہا کہ اگر ہم شریک خدا جانکر پرستش کرین البتہ شرک ہے اور اگر ہم مخلوق جانکر پرستش کرین تو کیونکر شرک ہوگا عالم نے کہا کہ کلام مجید مین لیے ڈر سے آیا ہے کہ سوا اے خدا کے قسمت مانگو بت پرست نے کہا کہ انسان ایک دوسرے سے کسواسطے سوال کرتے ہین عالم نے کہا کہ انسان زندہ ہے اس سے سوال کرنا منع نہین ہے اور بتین تمہارے رکہنیا وکالکا وغیرہ مردہ ہین قدرت کسی چیز پر نہین رکھتے ہین بت پرست نے کہا تم بہی تو اہل قبر سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہو چاہیئے کہ تم پر بہی شرک عاید ہو۔ القصہ جو کچہ مقصد اور مراد تمہارا اہل قبور سے ہے اسی قسم سے مقصود میرا بہی تصویر کہنیا اور کالکا سے ہے

بحسب ظاہرہ قوت اہل قبور رکہتے ہین نہ بت اور اگر کہو تم
کہ ساتھہ قوت باطن کے اہل قبور کشائیش حالات کی کرتے
ہین تو بہت جگہہ بتون سے بہی روا ہے حاجتین ہوتے ہین
اور اگر یہہ کہتے ہو کہ ہم اہل قبور سے کہتے ہین کہ تم واسطے میرے
خدا سے شفاعت چاہو تو مین بہی بتون سے ایسی ہی استدعا
رکہتا ہون پس جبکہ مدد چاہنا اہل قبور سے ثابت ہوا تو بعض
مسلمین ضعیف الاعتقاد نوجنے سے مبتلا اور مسائے
وغیرہ کے کیونکر باز آئین گے ۔

جواب ۔ اس سوال مین کئی جگہہ مغالطہ واقع ہوا اولاً اوس
چند جگہہ سے خبردار ہونا چاہیئے بعد اوسکے فضل اللہ سے
جواب سوال کا بخوبی سمجھہ مین آئے گا ۔

اوّل یہہ کہ مدد چاہنا دوسری چیز ہے اور پرستش کرنا
دوسری چیز ہے عوام مسلمین خلاف حکم شرع کے اہل قبور
سے مدد چاہتے ہین اور پرستش نہین کرتے اور بت پرست
مدد بہی چاہتے ہین اور پرستش بہی کرتے ہین ۔ پرستش عبارت
اوس شے سے ہے کہ سجدہ کرے خواہ طواف کرے خواہ نام
اوسکا بطریق تقرب کے ورد کرے یا جانور نام پر اوس کے
ذبح کرے یا اپنے کو بندہ فلانے کا کہے اور جو کوئی مسلمان جاہل
اہل قبور سے یہہ چیزین طلب کرے اوسی وقت کافر ہوتا ہے
اور مسلمانی سے باہر ہو جاتا ہے ۔

دوسری یہہ کہ مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے ایک یہہ کہ

مدد چاہنا انسان کا انسان سے جیسے نوکر یا فقیر اپنے کامون مین امیر یا بادشاہ سے مدد چاہتے ہین اور عوام الناس اولیا اللہ سے چاہتے ہین کہ جناب الہی سے فلان مقصد ہمارا طلب کرو اس قسم کی مدد چاہنا زندہ یا مردہ سے شرع مین جایز ہے تیسرے یہہ کہ باستقلال وہ چیز کہ خصوصیت جناب الہی سے رکھتی ہے جیسے دینا فرزند یا برسانا مینھہ یا دفع کرنا مرضون کا یا درازی عمر کی اور مانند ان چیزون کے بغیر یہہ کے دعا اور سوال جناب الہی سے نیت مین منظور ہو کسی مخلوق سے چاہی تو یہہ قسم حرام مطلق بلکہ کفر ہے اور اگر کوئی شخص مسلمانون مین سے اپنے مذہب کے اولیا مین سے خواہ زندہ ہون یا مردہ اس قسم کی مدد چاہے تو حلقہ مسلمانون سے خارج ہوتا ہی بخلاف بت پرستون کے کہ اسی قسم کی مدد جھوٹے معبودون سے اپنے چاہتے ہین اور اوسکو جایز رکھتے ہین اور وہ جو کچھہ کہ بت پرست نے کہا کہ ہم بھی بتون سے اپنی شفاعت چاہتے ہین جیسا کہ تم پیغمبرون سے اور اولیاؤن سے شفاعت چاہتے ہو لیس اس کلام مین بھی مکر و فریب ہی کسواسطے کہ بت پرستان ہرگز شفاعت نہین چاہتے ہین بلکہ معنی شفاعت کے مطلقا نہین جانتے ہین اور نہ دلمین اپنے تصور کرتے ہین معنی شفاعت کے سفارش کے ہین اور سفارش اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی کے مطلب کو غیر سے آپ ساتھہ عرض اور معروض کے ادا کرے اور بت پرستان وقت چاہنے مطالب

اپنے بتون سے یہہ بات نہین سمجھتے ہین اور نہین کہتے ہین کہ
سفارش ہمارے نزدیک پروردگار جل وعلا کے کرو اور
مطلب ہمارا درگاہ سے اوسکے بر لاؤ بلکہ بتون سے اپنا مطلب
چاہتے ہین اور وہ جو کہتے ہین کہ جو کچھہ مقصد ہمارا اہل قبور سے
ہے اوسی قسم کا مقصود میرا بھی تصویر کنہیا اور کالکا سے ہے
اسمین بھی خطا در خطا ہے کسواسطے کہ روح کو تعلق ساتھہ
بدن اپنے کہ قبر مین دفن کیا گیا ہے البتہ رہتا ہے کسواسطے
کہ بہت زمانہ تک اس بدن مین رہی ہے اور یہہ لوگ یعنی
کفار قبور معبودون کو اپنے تعظیم نہین کرتے ہین بلکہ اپنی طرف
سے صورتین اور پتھرین اور درختین اور دریاؤن کو قرار
دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ صورت فلانے کی ہے بغیر یہہ
کہ اوس چیز کو تعلق ساتھہ ارواح کے ہو یا جلا ہوا بدن
اونکا اوس جگہہ پر ہو جہان جلاتے ہین اس قرارداد
افترای کا کچھہ اثر نہین ہے ہان حاجت روای بندون کی
خالق اکبر طریقہ رحمانیت سے اپنے فرماتا ہے خواہ مسلمان
ہو خواہ کافر کافر سمجھتے ہین کہ طرف سے بتون کے یہہ
فائدہ حاصل ہوا حق تعالے جاننے والا عالم غیب اور مخفی
احوال بندونکا اپنے جانتا ہے اور تا زندگانی حاجت روای
اونکی منظور ہے جس کسی سے مطلب اپنا چاہین اللہ تعالے
اونکو دیتا ہے جیسا کہ باپ مہربان حاجت اپنے بیٹے کے
کہ چہوٹا ہے چاہتا ہے اور اوسپر موقوف کہ لڑکا خدمت کار

یا دایہ سے اپنی کوئی چیز مانگے خدمتگار یا دایہ دیتی ہے حالانکہ یہہ ہر دو ملازمین ہین قدرت نہین رکھتے ہین ایسا ہی ہے حال بتون کا بلکہ حال اہل قبور کا بہی موافق قاعدے اہل اسلام کے ہے اور وہ جو کچھہ کہ لکھا گیا - پس جبکہ جواز مدد چاہنے کی اہل قبور سے ثابت ہوی تو بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد پرستش سیتلا اور مسانی وغیرہ سے کیونکر باز آئین گے پس فرق درمیان مدد چاہنے اہل قبور اور پرستش سیتلا اور مسانے کے ساتھہ کئی وجہہ سے ہے -

اول - یہہ کہ اہل قبور جبکا ذکر معلوم ہوچکا صالحون اور بزرگون سے ہوے ہین اور سیتلا اور مسانی محض ایک امر موہومی ہے وجود اوسکا اصلا معلوم نہین ہے بلکہ ظاہر مین خیال بندی اون لوگون کی ہے -

دوسری یہہ کہ برتقدیر قرار دینے وجود سیتلا اور مسانے کے بہی قسم ارواح خبیثہ شیاطین کے ہین کہ کمر ایذا پہونچانے پر خلق کے باندہے ہین انہون کو ساتھہ ارواح طیبہ انبیا و اولیا کے کیا نسبت -

تیسرے یہہ کہ مدد چاہنا اہل قبور سے بطریق دعا کے ہے کہ جناب آلہی سے عرض کرکے مطلب بر لاوین اور پرستش ان چیزون کی جو مذکور ہوئین اور اعتقاد استقلال اور قدرت کے ہے یعنی یہہ لوگ یقیناً جانتے ہین کہ کنہیا اور کالکا وغیرہ کو

ہمارے مقصد بر لانے کی بالذات قدرت حاصل ہے اور یہہ محض کفر ہے۔
سوال - ایک شخص پرہیزگار کا بعد وفات اوسکے نام لیکر کہتے ہین کہ فلان ولی ہے یہہ امر خلاف عقیدہ اہل سنت کے ہے یا نہین ساتھہ حکم امساك عن الشہادتین کہ وس خصلت عقیدۂ اہل سنت وجماعت سے ہے۔
جواب - مرد صالح اور بزرگ کو زندگی مین اور بعد مرنے کے ولی کہنا اوس صورت مین ہے کہ افعال واقوال ولی کے اوس سے صادر ہوتے تھے اور صفات ولی کے بسبب ظاہر اوسمین پیدا تھے اور اعتقاد بہشتی ہونے کا اوسکے یقین نہ کرنا کہ مخالف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ہے کسواسطے کہ احوال باطن اور خاتمہ کا اوسکے کسی کو بغیر خدا کے معلوم نہین ہے اور یہی ہے معنی امساك عن الشہادتین کی کہ قطعاً اور یقیناً شہادت بہشتی ہونے اور دوزخی ہونے کسیکی نہ چاہیئے دینا ہان اس قدر کہنا چاہیئے کہ فلان کام بہشتی ہونے کا کرتا تھا اور فلان کام دوزخی ہونے کا واسطے اوسکے ہم امید نجات کی رکہتے ہین اور واسطے اسکے خوف عذاب کا جیساکہ بیچ حدیث شریف کے حق مین عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ہے کہ ام العلاحق مین اوسکے گواہی قطعی بہشتی ہونیکا دیتا تہا ہی اشعار شاد ہوا۔
سوال - لفظ لا ارا کم فاعلین کہ حدیث مین ان تومر وعلیا و لا

ارا کم فاعلین وارد ہے زبان پر مخالفین کے مذکور ہوتا ہے
اور جواب اوسکا خوب دلمین نہین گذرتا ہے شاید جواب
لا اراکم کا یہہ ہو کہ علیؓ کو بلا فصل کے خلیفہ کرین۔

جواب - لفظ لا اراکم فاعلین کے تین معنی ہین اول یہہ کہ اہل
کلام نے کہا ہے کہ لا اراکم تستخلفون المفضول مع وجود
الافضل اعنی الشیخین فان خلافۃ المفضول مع وجود
الافضل وان جاز عند البعض لکنہ ترک الاولی فلا
تقدموا علیہ ترجمہ نہین دیکھتا ہون مین کہ خلیفہ بناؤ تم کم درجے
والے کو ساتھہ باوجود پائے جانے کے اعلی درجے والے کے یعنی
شیخین کے پس تحقیق کہ خلافت کم درجے والے کی مع پائے جانے
اعلی درجے والے کے اگرچہ جائز ہے نزدیک بعض کے لیکن ترک
تر اولی ہے پس نہ مقدم کرو اوپر اوسکے۔

دوسرے شراح حدیث نے کہا ہے کہ لا اراکم تستخلفون
علیاً مع صغر سنہ وحداثۃ عمرہ لان ترجیح الاکبر علی
الاصغر مع تساوی العلم والقراءۃ والہجرۃ امر معلوم لکم
فی الامامۃ الصغری فتقیون علیہ الامامۃ الکبری۔
ترجمہ نہین دیکھتا ہون مین کہ خلیفہ بناؤ تم علی کو ساتھہ چھوٹے ہونے
سن اوسکے اور نئی ہونے عمر اوسکے اسواسطے تحقیق ترجیح بڑائی کی
اوپر چھوٹے کے ساتھہ برابر علم اور قراءۃ اور ہجرت کے
امر معلوم مین تمکو بیچ امامت دنیا کے پس قیاس کرو اوپر اوسکے
امامت دینے کو۔

تیسری حضرت شیخ سے اپنے وقت پڑھنے کے یہہ حدیث سنا ہون
مین وہو الراجح عندی یعنی اور وہی قوی تر ہے نزدیک ہمارے
اور وہ یہہ ہے کہ یہہ حکم اشارہ کا ہے بسبب نہونے اجتماع امت
کے ساتھہ وجود استحقاق کامل کے کسواسطے کہ اہل شام قاطبۃ
اور طلحہ اور زبیر اور اصحاب جمل اتباع پر آنجناب کے مجتمع
نہوے واللہ اعلم۔

سوال - کیا فرماتے ہین علماے دین اس معنی مین کہ مقابر اولیا
کہ دیار ہندوستان مین ہین دیہات اور اراضی واسطے مصارف
درگاہ اور خرچ اوترنے والون درگاہ کے مقرر ہو فرزندان اور
متولی درگاہ کے اگر دیہات اور اراضی کو چاہین تقسیم کرکے
بطور فرایض حصہ کرلیے سکتے ہین یا نہین اور اگر تقسیم نہ کرسکین
تو پھر کون آدمی مقرر اور متولی اوس کا ہو اور جوکچھہ آمدنی
ہرروزہ نذر و نیاز درگاہ کے ہو اوسمین فرایض جاری ہوسکتا
ہے یا نہین اور اگر فرزندون مین سے کوئی لڑکے یا لڑکا حقیقی
یہان واسطے سجادہ نشینی کے کہ اوسکو خلافت کہتے ہین آپسمین
جھگڑا کرین تو کون شخص انمین سے استحقاق سجادہ نشینی کا رکھتا ہے
دعوے سجادہ نشینی اور خلافت کا قاضی وقت سماعت
کرسکتا ہے یا نہین اور اگر قاضی اس دعوے کی سماعت نکرے
توکیونکر رفع نزاع انہون کا کیا جاے اور سجادہ نشینی کس شخص
کے واسطے مقرر کیجاے۔

جواب - دیہات اور اراضی کہ واسطے مصارف درگاہ اور

صحیح وارد درگاہ سے کے مقرر ہے فرزندون کو بطور فرایض تقسیم کرنا
اور حصہ لینا نہین پہونچتا ہے بلکہ ایک آدمی کو اپنی طرف سے
متولی قرار دین تا موافق حاجت کے تقسیم کرے ہان اگر اولاد
محتاج ہین اور کل خادمون اور متعلقان درگاہ مین داخل ہین پس
اونہون کو بہی حصہ ہے بقدر حاجت اور اگر بسبب تنازع عنقیا ہین
سکے ایک شخص کو مقرر نکرین حاکم عادل کو چاہیئے کہ متولی
واسطے وقف کے ایک آدمی کو اونہون سے کہ عادل اور امانت
دار ہو اپنی طرف سے مقرر کرے اور نذر اور نیاز ہر روزہ
کہ درگاہ مین آتا ہے بقدر حاجت اولاد اور خادمون کو چاہیئے
دینا اور متولی جمع اور تقسیم کا ایک آدمی امین مقرر کرین اور
تقسیم اوس احیا پر اولاد اور خادمون سے کرین مثل تقسیم خمس کے
ذوی القربی پر ہان جو لوگ کہ حاجت زاید رکہتے ہین یا خدمت
زاید درگاہ کے کرتے ہین یا باعث رجوع ہونے خلایق کے
ہوتے ہین کوئی خوف نہین ہے ترجیح دینے مین اونہون کے
قیاسًا اوپر نفل کے خمس سے اور سجادہ نشینی اور خلافت کے
دو معنی ہین ایک یہہ کہ ریاست جمع اور تقسیم اور موقوف
اور مقرر کرنا نوکرون کا اور تقدیم و تاخیر مصلحتون کے اور یہہ
معنی موروثی نہین ہے بلکہ موقوف اتفاق پر اوس جماعت
کے ہے اور اگر اتفاق نکرین تو موقوف راے پر حاکم عادل کے
ہے ۔

دوسرے ۔ لینا بیعت اور تلقین اذکار اور اقامت جمعہ

اور جماعات اور ترتیب خلق ذکر اور اشغال یہہ بات بہی البتہ
موروثی نہین ہے بلکہ موقوف اس کام کی لیاقت پر ہے اور
بیچ شناخت لیاقت اس کام کے تین طریقے ہین از روے
قیاس کے اوپر خلافت کبرے کے اول یہہ کہ سجادہ نشین
سابق نے اوسکو خلیفہ اپنا کیا ہو اور واسطے لینے بیعت اور
تلقین اوراد اذکار اور ظیفہ کے سامنے اپنے اذن اور اختیار
دیا ہو۔
دوسرے یہہ کہ اتفاق اور اجماع خلیفہ اور مریدون بزرگ
اور پیرون کا اسکی خلافت اور سجادہ نشینی ہو۔
تیسرے شورا یعنے کئی شخص مردمان تجربہ کار اور اصحاب
اوس طریقہ کے آپس مین مشورہ کرکے ایک آدمی کو اولاد یا
خلیفون مین سے اوس بزرگ کے اس خدمت پر مقرر کرین
اور دعوے اس سجادہ نشینی اور خلافت کا قاضی ابتدا تو نہ سنے
بلکہ متعلقان اوس جماعت کو تاکید کرے کہ درمیان اونکی اوس شخص کو
جو زیادہ لایق اس کام کا ہو خلیفہ کرین یا کئی آدمی اون تین سے
چنکر اس امر مین شورا کرے لیکن بعد اوس سے کہ ساتھہ ایک
کے طریقہ تین سے کوئی شخص واسطے سجادہ نشینی اور خلافت کے
مقرر ہوا ہو اور شخص دوسرا اوسکے ساتھہ اس امر مین جھگڑا کرے
البتہ اوس وقت مین دعوے شخص اول کا سنے اور رفع نزاع کا
ساتھہ قایم کرنے گواہون معتبر کے اون پر ثبوت سجادہ نشینی اور
خلافت کے ایک طریقون تین سے کرین اور اگر شخص دوسرا دعوے

نااہلیت شخص اول اور تغیرہ تبدل خصلت نیکی ظاہر اوسکی
کرتا ہے پس جھوٹ اور بیچ اوسکا دریافت کرکے اگر
چاہے شخص اول کو معزول کرے اور بیع قایم کرنے خلیفہ دوسرے
کے ساتھہ ایک کی طریقوں تین سے متمسک ہو حاصل یہہ کہ ان
امور مین وارث جا۔ ی نہین ہے محض اشیاء مملوکہ مین اوس
میت سے کہ ہے کہ آخر جزء حیات مین مالک اوسکا تھا اور
اگر دونون آدمی دعوے تعین خلیفہ سابق کا کرتے ہین یا دونون
آدمی دعوے موافق منتظمان یا اہل شورے کے کرین تو قاضی
ساتھہ طلب گواہون اور پاک کرنے اوس کے دفع نزاع
کردے۔

سوال۔ روپ داس گسائین نے کئی بیگہ زمین اپنی باقی شاہ
کے پاس رہن رکھی اس اقرار سے کہ مین منافع اوس زمین اور
پھل اون درختون کا خوشی سے اپنی بغیر اکراہ اور اجبار کے
مرتہن کو دیا مین نے اور یہہ کیا مین نے اسوقت تک کہ اوس
مرہونہ کو مرتہن سے نہ چھڑائین۔ سمع اب بعد تمام ہونے بارہ برس
کے مین کہ راہن ہون مین مرتہن مسطور سے طلب کرنا منافع
زمین مذکور کا مع پھل اوس درخت کے کرتا ہون مین شرع
شریف مین کیا حکم ہے بیان کرو اجر پاوگے۔

جواب۔ حکم یہہ ہے کہ وہ زمین مرہونہ اور پھل مع منافع
اور درختان راہن کو پہونچتا ہے اور مرتہن کا کوی حق منافع اور
پھل مین اوسکے نہین ہے اور یہہ منافع اور پھل کا غیر صحیح ہے

کسو اسطے کہ ہبہ معدوم ہے اور ہبہ معدوم کی غیر صحیح ہے
مد وھبة لبن فی ضرع وصوف علی غنم وزرع ونخل
فی ارض وثمر فی النخل کالمشاع یعنے اور ہبہ دودہ کا بیچ پستان
اور صوف اوپر وجود بکرے کے اور زراعت اور درخت
بیچ زمین کے اور کھجور اوپر درخت کے مانند مشترک کے ہے
ش لا یجوز ھذہ الہبات ۔ یعنے نہین جایز ہوتے ہین اس
قسم کی ہبائین ۔ مر ونماء الرھن کولدہ ولبنہ وصوفہ وثمرہ
للراھنہ کذا فی شرح الوقایہ (ترجمہ) اور بڑہوتی رہن کے
مانند بیٹی اوسکے ہے اور دودہ اوسکا اور صوف اوسکا
ایسے ہی شرح وقایہ مین ہے ۔ لفظ ہبہ پر نظر کرکے موافق
سمجہہ ظاہری کے جواب درست لکہے ہین لیکن نزدیک
فقیر کے تحقیق یہہ ہے کہ ان صورتون مین موافق رواج وعادت
لفظ ہبہ کا معنی مین اباحت یعنے پروانگی نفع لینے کی سمجہنا چاہیئے
پس روپ داس گوسائین کہ باقی شاہ کو منافع زمین مرہونہ
کا اپنے محصول اور پہل سے دیا اور ہبہ کیا معنی اوس کے
یہہ ہین کہ پروانگی منافع کے ساتھہ محصول اور پہل اوس زمین کے
دیا اور دلیل اول یہہ کہ قاعدہ فقہ کا مقررہ ہے کہ العادت
محکمة یعنے عادت قوی ہے جیسا کہ اشباہ النظایر مین موجود
ہے اور عرف اور عادت مین ہے کہ راہن خاص مرتہن کو
منافع مباح کردیتا ہے پس اوسی عادت پر محمول چاہیئے رکہنا
دلیل دوسری یہہ کہ یہہ بہی قاعدہ مقررہ فقہ کا ہے

العبرۃ فی العقود للمعانی دون الالفاظ یعنے اعتبار خرید و فروخت
مین معانی کا ہے نہ لفظ کا - ولہذا ہبہ بالعوض کو حکم مین
بیع کے رکہتے ہین اور کفالت کو ساتہہ شرط برات اصیل
کے حوالت کہتے ہین پس روپ داس گسائین نے جبکہ
لفظ ہبہ کا ساتہہ محصول اور رہیل کے متعلق کیا اور ظاہر
ہے کہ محصول اور رہیل منافع متجدد ہے ہر سال نیا پیدا ہوتا ہے
کوئی چیز موجود نہین ہے کہ ہبہ اوسکا صحیح ہو اور معدوم
معین بہی نہین ہے تا کہ ہبہ باطل ہو جیسے دودہ پستان
مین اور صوف پیٹہہ پر بکرے کی اور بچہ حمل مین پس ضرور لفظ
ہبہ کو اباحت پر حمل چاہیے کرنا جیسا کہ عورت حرہ کسی مرد
سے کہے کہ مین نے اپنے نفس کو تجکو ہبہ کیا اور بخشا مین سے
نکاح ثابت ہو جاتا ہے اور ہبہ حقیقی نہین ہوتا ہے کذا لہذا
ایسا ہی یہان پر بہی یعنے مقام ہبہ مین - اب اس بات پر
آیا مین کہ جب کہ یہہ بیع مباح ہوی پس حکم اوس کا یہہ ہے
کہ جب تک روپ داس اباحت کو فسخ نکرے اور اوسے
پہر نجاے مطالبہ محصول اور رہیل سے اور اوسنے خاموشی اختیار
کیا پس نفع لینا ساتہہ محصول اور رہیل کے میان باقی شاہ کو
مباح اور جائز ہے اور مباح ہونے مین ذمہ دار نہین ہوتا ہے
اور اگر روپ داس درمیان بارہ برس کے اباحت کو
فسخ کرتا تو اوسکو پہونچتا کسواسطے عاریت اور اباحت مین
مدت لازم نہین ہوتی ہے ذہن مین فقیر کے یہہ پہونچتا ہے

واللہ اعلم - روایت اباحت کی در مختار مین اسطرح مذکور ہے
اباح الراهن للمرتهن اكل الثمار او سكنى الدار او لبن
الشاة المرهونة فاكلها لم يضمن وله منعه انتهى یعنے
مباح کیا راہن نے واسطے مرتہن کے کہانا پہل کا اور رہنا
گھر کا اور دودہ بکری مرہونہ کا پس اگر کہایا اوسنے نہیں ضامن
ہوگا اور واسطے اوسکے منع ہے اور کتاب خزانة المفتين
مین لکھا ہے ولو رهن شاة واباح للمرتهن ان يشرب
لبنها كان للمرتهن ان يشرب لبنها ولا يكون ضامنا و
على هذا جميع الثمار والزيادة انتهى یعنے اگر رہن
کیا بکری کو اور مباح کیا واسطے مرتہن کے یہہ کہ پیا دودہ
اوسکا جائز ہے واسطے مرتہن کے یہہ کہ پیئے دودہ اوسکا
اور نہوگا ذمہ دار اور اسی طرح پر ہے حال سب پہل کا -
سوال - استعمال راگ کا قبر پر جائز ہے یا نہین -
جواب - استعمال راگ کا ہمراہ شاہنائی اور ساز
اور آلات لہو کے ممنوع اور حرام ہے قبر پر یا غیر قبر پر ہو
اور حرمت ان چیزوان کی یعنی شاہنائی اور ساز اور
آلات لہو کی کتب حدیث اور فقہ مین شرح اور تفصیل
کے ساتہہ موجود ہے فقط آواز راگ یا ہمراہ دف کے
سوا قبور کے جایز ہے اور قبر پر بدعت ہے پرہیز کرنا
اس سے بہتر ہے -
سوال - مقرر کرنا ایک روز بعد ایک سال کی واسطے

زیارت قبور بزرگون سے کیسے جایز ہے یا نہین

جواب - جانا قبر پر بعد ایک سال کے ایک دن مقرر کر کے اسکی تین صورت ہے اول یہہ کہ ایک دن مقرر کر کے ایک شخص یا دو شخص بغیر جاوڑے کے بہت آدمی قبر پر محض واسطے زیارت اور استغفار کے جائین تو اسقدر از روے روایات کے ثابت ہی اور تفسیر منثور مین لکہا ہے کہ ہر شروع سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقبرون پر تشریف لیجاتے تہے اور دعا واسطے مغفرت اہل قبور کے فرماتے تہے اسقدر ثابت اور مستحب ہے دوسرے یہہ کہ ساتہہ ہیئت اجتماعیہ کے بہت آدمی جمع ہون اور ختم کلام اللہ کرین اور فاتحہ شیرینی یا طعام پر دلاکر حاضران مجلس کو تقسیم کرین یہہ قسم معمول زمانہ پیغمبر خدا و خلفاے راشدین مین نتہا اگر کوئی اس طور سے کرے خوف نہین ہے اسواسطے کہ اس قسم مین کچہہ برائی نہین ہے بلکہ زندون اور مردون کو فائدہ حاصل ہوتا ہے - تیسرے طور جمع ہونے کا قبرون پر یہہ ہے کہ سب آدمی ایک دن مقرر کر کے اور رکبر الا... اچہے پہین کر مانند دن عید کے خوش ہو کر قبرون پر جمع ہوتے ہین ناچ اور گانا اور باجا اور دوسری بدعتین ممنوعہ جیسے سجدہ اور طواف کرنا قبرون کا کہ عمل مین لاتے ہین بے شک یہہ قسم حرام اور ممنوع ہے بلکہ بعضے حد کفر کو پہونچتے ہین اور یہی ہے محل یہہ دو حدیث ولا تجعلوا قبری عیداً

جیسا کہ مشکوۃ شریف مین موجود ہے اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد یعنے اے اللہ میری مت بنا قبر کو میری بت کہ پوجتے ہین یہہ حدیث بہی مشکوۃ شریف مین ہے ۔

سوال ۔ اقرار کرنا غلامی کا نسبت بزرگان او رخواجگان کے یعنے یہہ کہنا کہ اے بزرگ واے خواجہ مین تمہارا غلام ہون درآن حالیکہ زرخرید نہین ہین یہہ جایز ہے یا نہین ۔

جواب ۔ لفظ غلام کا دو معنی پر استعمال کیا جاتا ہے ایک معنی مین مملوک زرخرید کے دوسرے معنی مین خادم کے پس نسبت کرنا ساتہہ مالک کے بیچ معنی اول کے ہے اور نسبت کرنا ساتہہ بزرگون بیچ معنی اول کے جہوٹ ہے اسواسطے کہ بزرگون نے اس شخص کو ہرگز خرید نہین کئے ہین ہان ساتہہ معنی دوم کے کہہ سکتے ہین لیکن جب لفظ موہم ہو تو اہل اسلام کو اس قسم کا لفظ استعمال کرنا نچاہیئے کسواسطے کہ شرک جسطرح عبادت اور قدرت اللہ تعالے مین ہوتا ہے اسی قسم کا شرک نام مین بہی ہوتا ہے اور اس قسم کا نام رکہنا شرک فی التسمیہ ہے اس سے بہی پرہیز کرنا ضرور ولازم ہے جیسی کہ ترجمہ مین قرآن مسمی بہ فتح الباری کے تحت مین آیت فلما آتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما آتاھما فتعالی اللہ عما یشرکون کے مذکور ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ شرک فی التسمیہ ایک قسم ہے شرک سے جیسا کہ اس زمانہ مین لوگ نام رکہتے ہین کہ غلام فلان وعبد فلان

سوال - کوئی شخص گائے یا گوسفند یا مرغ کسی شہید یا ولی کے نام سے ذبح کرے یا صرف مالیدہ یا شیر برنج بہ نیت نیاز کسی بزرگ کے پکانے اور لوگون کو کھلاوے تو ان دونون کی نسبت کیا حکم ہے نیز نذر و نیاز کا کھانا فقیر اور مساکین کو بہی کہانا جایز ہے یا دولتمندون کو بہی اسکی نسبت کیا حکم ہے۔

جواب - کسی جانور کا اللہ کے نام کے سواے پیغمبر یا ولی یا شہید خواہ کوئی ہون کسی انسان کے نام سے ذبح کرنا حرام ہے اگر بہ قصد تقرب ان لوگون کے نام سے ذبح کیا جاوے تو وہ سب حرام ہے اور ذبح کرنے والا مرتد ہو جائیگا ایسا افعال سے منع کرنا چاہیئے تفسیر کبیر او تفسیر نشیا پوری اور دیگر تفاسیر مین مرقوم ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحہ و قصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا او ذبیحہ ذبیحہ مرتد انتہی اگر مالیدہ و شیر برنج واسطے فاتحہ کسی بزرگ کے اون کی روح کو ثواب پہونچانے کے خیال سے پکا کر کہلا دے کوئی مضایقہ نہین ہے اور طعام نذر اللہ دولتمندون کو کہانا حرام ہے اور طعام نذر اللہ یہہ ہے کہ کوئی نیت کرے کہ فلان بیمار درست ہو جاوے یا فلان مسافر میرا آوے یا فلان کام میرا ہو جاوے تو اسقدر کہانا اللہ کے نام کہلا دونگا یہہ نذر اللہ ہے اور اگر فاتحہ کسی بزرگ کے نام پر دے تو دولتمند کو بہی کہانا جایز ہے واللہ اعلم۔

سوال - بیع انسان جایز ہے یا نہین۔

جواب - بیع وشرع مین تین طرح سے جایز ہے اول یہہ کہ جو کفار

کہ مطیع بادشاہ کے ہون اور جزیہ اور خراج دینے سے انکار
کرین اور عورت بچہ اون کے پکڑ لاوین مرہٹے یا سکہہ یا راجپوت
اور دور رہنے والے کوہستانی لوگ یہہ بیع بلاشبہہ اور
بالاتفاق جایز ہے - دوم یہہ کہ پہاڑ کے رہنے والے کافر
یا دور رہنے والے دیگر طوایف اپنے اولاد بیچڈالین اور
سوداگر خرید کر لائین اس قسم بیع مین اختلاف ہے بعض علماء
جایز رکھتے ہین اور بعض ناجایز لیکن صحیح و اقوی یہہ ہے کہ یہہ
قسم بیع بہی جایز ہے جیسا کہ حضرت ہاجرہ کنیز حضرت ابراہیم
علیہ السلام جو بادشاہ مصر نے قبطیون سے خریدا تہا اور حضرت
سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کیا تہا وہ بہی اسیطرح
کا معاملہ تہا یہہ دونون قسم سے کوئی کنیز کسی کے پاس اور شخص
اجنبی سے نکاح کر دیوے جو بچہ اوس کنیز سے پیدا ہوگا کنیز کے
مالک کی ملک متصور ہوگا اور فروخت کرنا اور ہبہ کرنا اوسکا جایز
ہے اگر اپنی اولاد سے یا برادر سے نکاح کر دیوے باوجود اپنے
تصرف مین لاوے اور بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ آزاد ہے بیع اور ہبہ
اوسکا جایز نہین ہے دو طور دوسرے بہی ہین بعض علما جایز رکہتے
ہین اور اکثر ممتنع کہتے ہین -
ایک یہہ ہے کہ قحط کے زمانہ مین کوئی مسلمان اپنی اولاد بیچڈالے
کوئی اوسے خرید کرے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ مین
لوگون نے اپنے کو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ بیچڈالا تہا اس قسم کو
ملا الہ داد شارح ہدایہ جایز رکہے ہین اور نقل کتاب محیط سے لاوے

ہین لیکن اکثر مسلی اسکو جائز نہین رکھے ہین اور کہتے ہین کہ یہ معاملہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے واسطے خاص تھا اور اب موقوف ہے دوم ہندیا دوسرے کفار جو دارالاسلام مین رہتے ہین اور بادشاہ وقت کے مطیع ہین وہ لوگ اپنی اولاد کو بیچ ڈالین اسطرح کی بیع امام شافعی کے پاس جائز ہے مذہب حنفیہ مین جائز نہین ہے۔

مسئلہ حالت جنابت مین کہانا پینا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ وضو کر کر کہاوین۔

مسئلہ۔ پایجامہ اور لنگ اور ازار مرد کو ٹخنے نیچے کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ جو بال لب پر پیدا ہوان اور نیچے گر کر منہ مین آجاوین تو اوس کا کاٹنا نہایت ضرور ہے بلکہ قریب واجب کے ہے اگر لب سے نیچے نہین گرتے ہین اور اوپر ہی رہین کاٹنا اون کا واجب نہین ہے مگر بخوف اسبات کے کہ منہ مین نہ آجاوین۔

مسئلہ بردہ حلال شرع مین مذہب صحیح تین قسم پر ہے اول یہہ کہ جماعت مسلمین جو کہ کفار کے ملک مین نہین رہتے ہین تاخت وتاراج کے طور پر دوڑ مارین اور کافرون کے ملک سے اونکی اولاد گرفتار کرلائین۔ دوم یہہ ہے کہ کافران حربی اپنی اولاد کو بیچڈالین اور مسلمان لوگ اوس سے خرید کر لائین اس شرط سے مالک اوسکا بیچے۔ سیوم یہہ کہ اسی دونون قسم کے بردہ بے نکاح حلال ہین غیر مالک سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہو وہ مالک کے ملک متصور ہوگا اور اوسکو بے نکاح حلال ہے۔ قسم چہارم

مختلف فیہ ہے بعض علما کے پاس حلال ہے اور بعض علما حلال نہین کہتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ مسلمان لوگ کسی مخمصہ مین یا زمانہ قحط مین اپنی اولاد بیچڈالین تو صاحب محیط کے پاس موافق نقل ملا الہ داد شارح ہدایہ اس قسم کا بردہ بہی ملک مین آجاتا ہے لیکن فتوے اس قول پر نہین ہے صحیح یہ ہے کہ اوس بردہ کو قصد ثواب سے خرید کرے یا عذاب گرسنگی سے خلاصی ہو لیکن اوسکو اپنا بردہ متصور کرے لیکن غلام وکنیزک کے طرح معاملہ اون کے ساتہہ جاری نکرے اور اوسکی بیع وشرا بہی درست نہین ہے نہ بے نکاح جائز ہے۔

مسئلہ۔ قال فی شرح العقاید والجمع بین قولھم لا یکفر احد من اهل القبلہ و قولھم یکفر من قال بخلق القران یعنے کہا شرح عقاید اور جمع دونو قول مین انکے نہین کفر کرتا ہے کوی اہل قبلہ سے۔ قول اوسکا کفر کرتا ہے شخص قایل ہو ساتہہ خلق قران کے) واستحالتہ الرویا او سب الشیخین اور لعنھما وامثال ذلک مشکل انتہی یا استحالہ رویا یا برا کہنا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو یا لعنت کرنا ان دونون صاحبون پر اور مثال اسکے آخر ہوا لا یخفی ان الجواب الاول تخصیص وتقیید للکلام بلا دلیل والجواب الثانی مبنی علی اختلاف القایلین بالقولین وھو خلاف الواقع۔ اور دوسرا جواب مبنی ہے اوپر اختلاف دو قول کے جو کہتے ہین دو قول اور وہ خلاف واقع ہے بل القایلون تملک القاعدہ

هم الذين يكفرون بخلق القران وسب الشيخين وقدم العالم ونفي العلم بالجزئيات اي غير ذلك بلكہ وہ کہ قایل ہین سا تھہ اسسر قاعدہ کے وہی لوگ ہین جو کفر کرتے سات خلق قران سب شیخین اور قدیم ہونا عالم کا اور نفی علم جزئیات کا قال السيد في شرح المواقف اعلم ان عدم تكفير اهل القبلة موافق لكلام الشيخ الاشعري والفقهاء لما مر لكنها اذا فتشنا عقايد فرق الاسلاميين وجدنا فيها ما يوجب الكفر قطعا كالعقايد الراجعة الى وجود اله غير الله سبحانه او الى حلوله في بعض اشخاص الناس او الى انكار النبوة محمد صلى الله عليه وسلم او الى ذمه او استخفافه او الى استباحه المحرمات واسقاط الواجبات الشرعيه انتهى کہا سید نے شرح المواقف مین جانو تحقیق کہ عدم تکفیر اہل القبلہ موافق کلام شیخ اشعری اور فقہا جب کہ حکم حکم ہوا جب کہ فتنہ واقع ہوا عقاید فرقہ اسلام مین پایے ہم اوس سے وہ چیز کہ جس سے واجب ہوتا ہے کفر قطعی مانند عقاید راجعہ الی وجود الہ غیر اللہ سبحانہ کے یا داخل ہونا اوسکا بعض آدمیون مین اور انکار نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تخفیف بدلیل کفر اوسکے اور مباح ہونا محرمات کا اور گرجانا واجبات شرعیہ کا تمام شد بل التحقيق ان المراد باهل القبلة في هذه القاعدة هم الذين لا ينكرون ضروريات الدين لا من توجه الى القبلة في الصلوة بلکہ تحقیق مراد اہل قبلہ سے اس قاعدہ مین وہ لوگ ہین کہ نہین انکار کرتے ہین ضروریات دین سے

وہ لوگ مراد نہین ہین کہ جو لوگ نماز پڑہتے ہین قبلہ کی طرف
قال اللہ تعالی لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق
والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر فرمایا
خدا ے عزوجل نے نہین نیکی یہہ کہ پہیرو تم منہہ اپنے طرف
مشرق یا مغرب کے ولیکن نیکی وہ ہے کہ ایمان لاوے اوپر
خدا ے عزوجل اور روز آخرت کے الخ ومن انکر من ضروریات
الدین لم یبق من اھل القبلۃ یعنے جو انکار کرے ضروریات
دین سے وہ نہین باقی رہتا ہے اہل قبلہ سے لان ضروریات
الدین منحصرۃ عندھم فی ثلاثۃ تحقیق کہ ضروریات دین
منحصر ہین نزدیک اونکے اوپر تین طرح کے مدلول الکتاب
بشرط ان یکون نصا صریحا لا یمکن تاویلہ کتحریم الامہات
والبنات وتحریم الخمر والمیسر واثبات العلم والقدرۃ
والارادۃ والکلام لہ تعالی وکون السابقین الاولین
من المھاجرو الانصار مرضیین عند اللہ تعالی وانہ
لا یجوز اھانتھم والاستخفاف بھم یعنے دلیل کتاب
کی ساتہہ اس شرط کے کہ ہو نص صریح نہ ممکن ہو بیچ اوسکے
تاویل مانند تحریم امہات اور بنات کے اور تحریم شراب اور
جوئے کے اور اثبات علم اور قدرت اور ارادہ اور کلام
واسطے اللہ تعالے کے اور ہہی سابقین اولین مہاجر اور
انصار نیک ہین نزدیک اللہ تعالے کے تحقیق خدا ے عزوجل
نہین تجویز کرتا اہانت انکی اور ذلت انکی ومدلول السنۃ

المتواتر لفظاً او معناً سواء كان من الاعتقاد او من عمليات وسواء كان فرضاً او كان نفلاً كوجوب المحبة اهل بيت من الازواج والبنات والجمعة والجماعة والاذان والعيدين والمجمع عليه اجماعاً قطعياً كخلافة الصديق والفاروق ونحو ذلك ولا شبه ان من انكر امثال هذه الامور لم يصح ايمانه بالكتاب لبنيين اذ فى تخطيه الاجماع القطعى تضليل لجميع الامت فيكون انكاراً لقوله تعالى كنتم خير امت اخرجت للناس وقوله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المومنين وبقوله عليه السلام لا تجتمع امتى على الضلالة وهو متواتر المعنوى فلا يكون منكر هذه الامور من اهل القبلة وقد عرف بعضهم ضروريات الدين بانها امور يشترك فى معرفتهم المتدين بدين الاسلام وغير المتدين به وبالجملة قولهم لا نكفر احد امن اهل القبلة كلام مجمل باق على عمومه لكن له تفصيل طويل والشان فى معرفته من هو من اهل القبلة ومن ليس منهم فلم بعض الفقهاء قد بالغوا فى تكفير من ينكر لبعض المسائل الاجتهادية المشهورة عند قوم دون قوم كحرمة لبس المعصفر ونحو ذلك وهو مذهب ركيك جداً واما من فرق بين الاصول والفروع فكفر فى احدهما دون الاخرى فان اراد فى الاعمال فنعم ومرحبا وان اراد اعتقاد وجوبها وسنيتها فلا اذ لا شبهة

فی ان من انکر وجوب الزکوٰۃ او وجوب الوفا بالعہد
او وجوب الصلوٰۃ الخمسۃ او کون الاذان مسنونا فقد کفر
کما یدل علیہ قتال مانعی الزکوٰۃ فی صدر الاسلام
نعم فی بعضہا یکون کفرا تاویلیا لکن التاویل غیر مسموع فی
امثال ہذہ الامور الجلیۃ کما لم یسمع تاویل مانعی الزکوٰۃ
متمسکین بقولہ تعالی ان صلوٰتک سکن لہم کما لم یسمع تاویل
الحروریۃ فی انکار التحکیم متمسکین بقولہ تعالی ان الحکم الا للہ وما
التکفیر بخلق القراٰن او انکار الرویۃ او انکار العلم بالجزئیات
علی وجہ الجزئی مع القول بثبوت العلم علی وجہ کلی فلا ینبغی الاقدام
علیہ اذ لیس مخالف ہذہ الاحکام منصوصا نصا جلیا
لا فی الکتاب ولا فی السنۃ المتواترۃ ہذا واللہ اعلم

یعنے اور دلیل کیے گئے سبب متواترہ سے لفظاً معناً برابر ہے
اعتقادات اور عملیات سے اور برابر ہے فرض یا ہو نفل مانند واجب
ہونے محبت اہل بیت کے ازواج اور بنات اور جمعہ اور جماعت
اور اذان اور عیدین جسپر اجماع قطعی ہو چکا ہے مانند خلافت
حضرت صدیق اکبر یا فاروق علیہما السلام سے اور مانند اسکے
اور نہیں شبہ اسمین کہ جو انکار کیا مانند ایسے امور کے نہیں
صحیح ہے ایمان اوسکا ساتھ کتاب اللہ اور نبیوں کے اسواسطے
خطا میں اجماع قطعی مین باعث ہوتا ہے گمراہی جمیع امت کے
پس ہے وہ انکار کرنے والا قول خدا سے عزوجل جیسا کہ فرمایا
، تم خیر امت نکالے گئے واسطے لوگون کے ، وقولہ تعالےٰ

جو پیروی ہنہین کرتا رسول اللہ کی بعد اسکے کہ بیان سکئے گئے
واسطے ہدایت اور پیروی کرتا ہے خلاف راہ مومنین سکے
اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے میری امت کا
اجماع گمراہی پر ہنوگا - اور یہہ متواتر ہے معنی مین پس نہین
باقی رہتا منکر ایسے امور کا اہل قبلہ سے اور تحقیق پہچانا
ہین بعض اون سکے ضروریات دین کو کہ یہہ امور مشترک
ہین پہچانت مین متدین بدین اسلام اور غیر متدین سکے
فی الجملہ قول اونکا کہ نہین کافر ہوتا کوئی ایک اہل قبلہ
سے کلام مجمل ہے باقی رہتا ہے عمومیت پر لیکن
واسطے اسکے ایک لمبی چوڑی تفصیل ہے اوس کی
پہچانت مین جو اہل قبلہ سے ہے یا اون سے نہین ہے پس
تسلیم کئے ہین بعض فقہا جو بڑے ہوے ہین تکفیر مین اوس شخص کے جو انکار
کیا بعض مسایل اجتہادیہ مشہورہ سے نزدیک قوم سکے سواے
قوم سکے مانند حرمت لبس المعصفر سکے اور مانند اسکے اور
وہ مذہب رکیک ہے اور جو فرق کرتے ہین درمیان
اصول اور فروع سکے پس کفر کرتے ایک مین سواے
دوسرے سکے پس اگر ارادہ کرتے ہین نفس اعمال سے
تو نعم اور مرحبا ہے اور اگر ارادہ کرتے ہین اعتقاد واجب
ہونا اوس کا پس جب شبہہ نہین ہے اسمین کہ جو شخص انکار
واجب ہونے سے زکوۃ سکے اور وفاے عہد سے اور
وجوب پنجوقتہ نماز سے اور اذان سے پس تحقیق کفر کیا

جیسا دلیل کھلگئی اوپر اوسکے جیسا کہ اسپر دلالت کرتا ہے مانع زکوۃ سے کے بیچ ابتداء
صدر اسلام سے کے ہان بعض جاسے مین کفر کی تاویل کیجاتی ہے لیکن
تاویل غیر مسموع ہے لیسے امور مین جیسا کہ نہین سنے گئے تاویل مانع زکوۃ
کی جو تمسک کرتے تھے ساتھہ قول الٰہی کے ان صلوتك سکن لهم
یعنی اور جیسا کہ نہین سماعت ہوئی تاویل ضروریہ کے جو تمسک کرتے ہین
ساتھہ قول الٰہی ان الحکم الا للہ کے مگر تکفیر ساتھہ خلق قرآن اور انکار
علم جزئیات اوپر وجہ جزئی کے ساتھہ قول ثبوت علم کے اوپر وجہ کلی
کے پس نہین لایق ہے پیش قدمی اوپر اسکے اسلئے جب نہین ہے مخالف اہل احکام کے
ساتھہ نص صریح کے نہ کتاب مین نہ سنت متواترہ مین واللہ
اعلم فان قیل ما الدلیل علی ان المراد من اهل القبلة
هم المصدقون بجمیع ضروریات الدین دلالته بلفظ
اهل القبلة یعنے اگر سوال کیا جاسے کہ کیا دلیل ہے اوپر اسکی
کہ مراد اہل قبلہ سے وہی لوگ ہین جو تصدیق کرتے ہین تمام
ضروریات دین کو اور دلالت کرنا لفظ اہل قبلہ کے ساتھہ
قلنا الدلیل علیه ان الکفر یتقابل الایمان مقابل
العدم والملکة اذ الکفر عدم الایمان والمتقابلان
بالعدم والملکة لا یکون بینهما واسطه بالنظر
الی خصوص الموضوع وان امکن بینهما واسطه بالنظر الی الواقع
کالعمی والبصر فان الذي من شانه البصر لایخلو عن احدهما ولا
شبهته ان الایمان مفهومه الشرعی المعتبر به فی کتب الکلام والعقاید
والتفسیر والحدیث هو تصدیق النبي صلی اللہ علیه وسلم

فیما علم مجیئہ ضرورۃ عما من شانہ ذلک لیخرج الصبی والمجنون والحیوانات والکفر عدم الایمان عما من شانہ ذلک التصدیق فمفہوم الکفر ھو عدم تصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم مجیئہ ضرورۃ وھو بعینہ ما ذکرنا ان من انکر واحد من ضروریات الدین اتصف بالکفر نعم عدم التصدیق لہ مراتب اربعۃ فیحصل الکفر ایضا اقسام اربعۃ الاول کفر الجھل وھو تکذیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم صریحا فیما علم مجیئہ بہ مع العلم بکونہ علیہ السلام کاذبا فی دعواہ وھذا ھو کفر ابی جھل واضرابہ۔

والثانی کفر الجحود والعناد وھو تکذیبہ مع العلم بکونہ صادقا فی دعواہ وھو کفر اھل الکتاب بقولہ تعالی الذین اتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابنائھم وقولہ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا وکفر ابلیس من ھذا القبیل والثالث کفر الشک کما کان لاکثر المنافقین والرابع کفر التاویل وھو ان یحمل کلام النبی علی غیر محملہ او علی التقیۃ ومراعاۃ المصالح ونحو ذلک

ترجمہ ہم کہتے ہیں کہ دلیل اوپر اسکے یہہ ہے کہ کفر مقابل ایمان کے ہے اور یہ تقابل عدم وملکہ ہے اسلئے کہ کفر عدم ایمان کو کہتے ہیں اور تقابل عدم و ملکہ میں کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے بلحاظ خصوصیت موضوع کے اگرچہ واقع کی نظر سے ممکن ہو۔ جیسے کہ عمی اور بصیر اور نہیں شبہہ ہے کہ ایمان معنی اوسکے شرعی ہے جسکا اعتبار کتب کلام اور عقاید اور حدیث و تفسیر میں ہے وہ یہہ ہے کہ عاقل اور بالغ کو اقرار اور تصدیق کرنا اون امور کا جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمائے اس سے کم عمر اور دیوانہ اور

جاتو خارج ہین اور کفر عدم ایمان ہے اوسکے لئے کہ جسکی شان سے ہی یہہ تصدیق
پس مفہوم کفر کا وہی عدم تصدیق ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اوس چیز مین کہ سکہاے انہون نے ضروریات دین سے بعینہ
جیسا کہ ذکر کئے ہم نے جو انکار کرے ضروریات دین سے
متصف ہوا ساتھ کفر کے ہان عدم تصدیق کے
بہی چار مراتب ہین اور کفر بہی چار قسم کے ہے
اول کفر جہل ہے اور وہ صریح تکذیب ہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی وہ چیز جو لاے ہین وہ ساتھ علم اوسکے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ کہ کاذب ہین اپنے دعوے مین یہہ
کفر ابی جہل اور اوسکے لوگون کا ہے۔
دوسرا کفر یہہ ہے کہ نہ ایمان لانا اور دشمنی کرنا اور تکذیب
کرنا حالانکہ جانتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہین
اپنے دعوے مین یہہ اہل کتاب کا کفر ہے موافق قول الٰہی سے
الذین اٰتینٰھم الکتاب یعنے جن لوگون کو دی ہے ہمنے
کتاب وہ لوگ آنحضرت کو ایسا پہچانتے ہین جیسا کہ اپنی
اولاد کو وقولہ وجحدوا بھا الخ یعنے انکار اونکا ظلم اور تکبر
سے حالانکہ دل مین سچ جانتے تھے جیسا کہ کفر ابلیس ہے
تیسرا کفر شک جیسا کہ تہا اکثر منافقین کو۔
چوتھا کفر تاویلی جیسا کہ قیاس کرنا کلام نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو غیر محل اور تقیہ پر اور مثل اسکے۔

ولما كان التوجه الى القبلة من خواص معنى الايمان سواء كانت شاملة او غير شاملة عبر عن الايمان باهل القبلة كما ورد في الحديث نهيت عن قتل المصلين والمراد المومنين مع ان نص القرآن على ان اهل القبلة هم المصدقون بالنبي صلى الله عليه وسلم في جميع ما علم مجيئه وهو قوله تعالى وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اكبر عند الله فليتامل یعنے جب کہ ہے توجہ کرنا طرف قبلہ کے خواص معنی ایمان سے برابر اگر ہو شامل اوسکے یا غیر شامل اوسکے تعبیر کیجاتی ہے ایمان سے اہل قبلہ کے ساتھہ جیسا کہ آیا ہے حدیث مین مانع ہوا مین قتل نمازیکے کہ مراد نمازیون سے مومنین ہین باوجود یکہ نص قرآن اسپر دلالت کرتا ہے کہ اہل قبلہ وہی ہین جو کہ تصدیق کرنیوالے جمیع احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ وہ قول اللہ تعالے کا ہے کہ روکنا اللہ کے راہ سے اور کفر کرنا اُس سے اور نکالنا اہل حرم کو حرم سے بہت بُرا ہے اللہ کے نزدیک ۔

پس خوب غور کیا جاوے ۔

سوال ۔ اخرج ابن ابی عاصم فی السنة عن حسن بن علی انه قال لمعاویه انت الساب لعلی اما والله لترد علیه الحوض وما اری ان ترده فتجده مشمر الازار عن ساق یذود عنه الحدیث

جواب ترجمة الحديث هكذا قال لمعاويه انت لساب
لعلي اما والله لترد على الحوض يعني فرماتے حضرت امام
حسن رضی اللہ عنہما ویہ سے کہ تو بدگوی کرتا ہے علی رضی اللہ عنہ کی خبر دار
ہو قسم ہے خدا ے عزوجل کی البتہ تجکو جانا پڑیگا آگے
علی رضی اللہ عنہ کے اوپر حوض کوثر کے حاصل اسکا یہہ ہے
کہ تجھے اون سے کام پڑیگا اور تو محتاج ہوگا بسبب تشنگی
کے اور واسطے درخواست پانی کے اون کے پاس جانا پڑیگا
تمکو مناسب نہین ہے وما اراک ان ترده مین گمان کرتا ہون
کہ تو حوض پر نجا سکیگا فتجده مشمرا لازار پس پاویگا
اونکو یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دامن سمیٹے ہوے۔
یذود عنه یعنے وہ دور کرتے ہون گے لوگون کو منہ
قولہ تعالی و وجد من دونهم امراتين تذودان اور
السی محاورہ مین یہہ آیات شریف ہے کہ پایا اوسنے الگ
اون سے دو عورتون کو جو کہ اونٹون کو دور کرتی تہی رایات
المنافقين یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسوقت اسی
سعی مین رہین گے کہ حوض پر کوئی منافق نہ آنے پائے یہہ قول
ہے صادق المصدوق کا اور خواری اور ذلت مین رہتا ہے
بہتان باندہ والا یہہ حدیث تناقض لفظی اور معنوی سے خالی
نہین ہے جیسا کہ جملہ انا والله لترد علیہ الحوض مین اور
جو کہ جملہ ما اراک ان ترده کا ہے اس سے صریح تناقض واضح
ہے علاوہ اسکے کہ اس حدیث کو ابو العلی کہ محدث ضعیف معتبر ہے

بجائے قیصہ ... (حاشیہ)

اپنی مستند مین روایت کی ہے اور اسمین ابہام یعنی اشارہ طرف معاویہ کے ہے اور ذہن بھی سبقت کرتا ہے طرف امیر شام کے حالانکہ اوسمین موجود نہین ہے بلکہ اوس روایت مین معاویہ بن حدیج[1] کا نام مذکور ہے پس بموجب اسکے نسبت سبب کی طرف امیر شام کے درست نہین ہوسکتی اور ایسا ہی جو الفاظ کہ خلاف قاعدہ عربیت کے ہین مثل مساری اوسمین موجود نہین بہر حال اکثر اشکال اس روایت سے مندفع ہوگئی اور روایت مین ابو العلی[2] کے اسطرح وارد ہے کہ علی بن طلحہ مولی بنی امیۃ قال حج معاویۃ بن ابی سفیان وحج معہ معاویہ بن حدیج وکان من اسب الناس لعلی قال فمر فی المدینۃ وحسن بن علی ونفر من اصحابہ جالس فقیل لہ ھذا معاویۃ بن حدیج الساب لعلی قال فاتاہ رسول الحسن فقال

---

[1] حدیج کے ح پیش کے ساتھ ہے جیسا کہ تقریب مین ہے اور خدیج کے خ پیش کے ساتھ بھی آیا ہے جیسا کہ مغنی مین ہے ۔

[2] اس روایت مین ایک نوع اشتباہ ہے کیونکہ سیوطی نے تاریخ خلفاء مین لکھا ہے کہ معاویہ نے حج کیا ۵۱ھ مین اور تاریخ وفات امام حسن رضہ مین بقول معتبر ۴۹ھ یا ۵۰ھ مین بموجب مرقومہ سر الشہادتین اور صواعق محرقہ کے اس تقدیر پر حج معاویہ کا بعد وفات امام حسن رضہ کے واقع ہوا لیکن ایک روایت ضعیف مین سال وفات امام حسن کے بعد واقع ہوا ہے اوس تقدیر پر یہہ امر ممکن ہے ۱۲

اجب قال من قال الحسن بن علی يد عوك فاتاه فسلم عليه فقال الحسن انت معاوية بن حديج قال نعم قال فرد ذلك عليه قال انت الساب لعلی قال فكانه استحي فقال له الحسن اما والله لئن وردت عليه الحوض وما اراك ترده لتجدنه مشمر الازار عن ساق يذود عنه رايات المنافقين ذود غريبة الابل قول الصادق المصدوق وقد خاب من افتري انتهی۔

ترجمہ علی بن طلحہ مولی بنی امیہ سے روایت ہے کہ کہا انہون نے کہ حج کیا معاویہ بن ابی سفیان نے اور حج کیا ساتھ اونکے معاویہ بن حدیج نے اور معاویہ بن حدیج بدگوئی کیا کرتا تھا حضرت علی کی شان مین پس وہ آیا مدینہ منورہ مین اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور چند آدمی بیٹھے ہوے تھے اسوقت کہا گیا حضرت امام حسن رض سے کہ معاویہ بن حدیج جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بدگوئی کرتا تھا وہ یہہ ہے پس حضرت امام حسن رض کے قاصد اوسکے پاس آیا اور کہا کہ تمکو بلاتے ہین کہا کس نے بلایا کہا حسن بن علی تمکو بلاتے ہین پس آیا معاویہ بن حدیج حضرت امام حسن کے پاس اور آپ کو سلام کیا حضرت حسن رض نے اوس سے کہا کہ تو معاویہ بن حدیج ہے کہا ہان مین ہون اور اسی بات کو حضرت حسن رض نے مکرر فرمایا اور فرمایا کہ تو حضرت علی کی بدگوئی کرتا ہے اوسوقت حیا کیا اور کچھہ جواب نہین دیا پس فرمایا حضرت حسن رض نے کہ قسم ہے

خدا کی کہ تو حوض کوثر پر ہرگز نہیں جا سکیگا اور نہیں دیکھتا ہون مین تجکو کہ جسوقت وارد ہوگا تو حوض کوثر پر البتہ پاوے گا تو حضرت علی رضہ کو دامن سمیٹے ہوے ساق تک دور کرتے ہوے لوگون کو تاکہ نہ آوین حوض پر کوئی منافق جیسا کہ دور کیا کرتے ہین اونٹون کو یہہ ارشاد ہے مخبر صادق کا۔

سوال۔ دفع تعارض مین جو روایت لکھی گئی ہے اختلاف محل حکم مختلف آیا اور یہہ واقعی اوربجا ہے بلکہ فقیر کی خاطر مین یہہ آتا ہے کہ بغیر اختلاف محل بہی تعارض نہین ہے اسواسطے کہ وجہ عطا ہر روایت مین مختلف ہے روایت جواز بیع و شرا مقید بانعام موبد واقع ہے سواء کان التابید حقیقتہ کما اذا صرح فی المنشور بالتابید او حکما کما فی صورۃ السکوت اور روایت منع بیع و شرا مین عطا بوجہ ادرار اور استحقاق کے مقید کئے گئی ہے ظاہر ہے کہ یہہ تقید منافی ہے تابید کی پس اگر امام وقت ایسے زمین کہ جو ملوک بیت المال ہو کسی وجہ سے ہو بطریق انعام موبد کسی ایک شخص کو بخشے وہ زمین ملوک ہوتی ہے اور اگر اوسی زمین کو بوجہ ادرار و استحقاق کسی کو دیوے وہ اوسکے پاس عاریت ہے پس دفع تعارض بسبب اختلاف وجہ عطا کے ہے اگرچہ ایک ہی محل ہووے وعلی ہذا التقریر یتصور بحسب احتمالات العقلیۃ اربع صور الاولی ان یعطی الامام ارضا مملوکا لبیت المال علی وجہ التابید حقیقتہ او حکما والثانیۃ یعطیہا علی وجہ الادرار

والاستحقاق والثالثة ان یعطی الامام ارضا مملوکہ لذمی او مسلم علی وجہ التابید والرابعة ان یعطیها الامام علی وجه الادرار والاستحقاق اما صورۃ ثالثه محض احتمال عقلی ہے خلاف شرع ہو پس باقی رہ گئی تین صورتین ایک صورت مین رقبہ زمین مملوک اوس شخص کا ہوتا ہے اور باقی مین محض حق خراج یا عشر لیکن مشکل یہہ ہے کہ یہہ تمام قواعد جو اس ملک مین جاری ہین مطابقت نہین دے سکتے ہین کسواسطے کہ زمیندار لوگ ہمارے زمین مالکیت کا دعوے کرتے ہین پس ایسی زمین جو بیت المال کی مملوک ہو اس ملک مین موجود نہین ہے اور ایسی زمین جو اپنی لاوارثی کے سبب بیت المال مین داخل ہوئی ہو یا بیت المال کے مال سے خریدا ہو متحقق نہین ہے اور اگر ہو بھی تو ممیز نہین ہے پس اس حکم کو جاے معین مین جاری کرنا ممکن نہین ہے مگر اس بنا پر کہ جو حضرت شیخ جلال تہانیسری قدس سرہ نے اپنے رسالہ مین اختیار کئے ہین کہ زمین ہندوستان کی ابتدا سے فتح مین مانند سواد عراق کے جو وقت مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتح ہوئی تہی اور بیت المال کی مملوک ہے اور زمینداروں کو حق تولیت و زراعت و حفظ کے سواے کوئی حق نہین ہے اور لفظ زمیندار سے بہی اسی بات پر صریح اشارہ ہے پس اسصورت مین زمینداروں کا تغیر و تبدل و عزل و نصب اور انکا نکالدینا اور مقرر کرنا اور اقرار بعض کو عطا کرنا زمینداری کا اور عطا بعض اراضی بعض

افغان اور بلوچ اور سادات کو اور قدوانیان کو اسباب پر صریح اور صاف دلیل ہے پس اس صورت مین تمام زمین ہندوستان کی بیت المال کی ملکیت ہے اور ساتھ عقد مزارعت نصف یا کم اوس سے قبضہ مین زمیندارون کے ہے پس ہر قطعہ بادشاہ وقت بطریق تابید حقیقی یا اور کسیطرح سے اگر کسیکو دے تو اوسی کی ملک ہوگی اور جس قطعہ کو بوجہ ادرار اور استحقاق کے طور پر دیوے وہ زمین عاریت ہے ہان اب احکام اور اسناد پادشاہان قدیم کے دیکھنا چاہیئے جو بطور تابید دیئے ہین۔ دوسرے قسم سے متمیز اگر یہہ تابید معافی خراج کے ساتھہ ہے تو خراج کا لینا بھی واجب نہین ہوتا اسواسطے کہ اس صورت رقبہ ارضی ملکیت مین دیگئی ہے اور خراج کو بھی تنخواہ کر دئے ہین اگر محض تملیک ارضی ہے سواے خراج کے تو خراج واجب ہے صورت اول مین امام لاحق کو پہونچتا ہے کہ خراج وصول کرے کسی طرح ہو بہرحال یہان بھی شبہہ ہے اگلی سلاطین کے وجہ عطا بھی ظن سے خالی نہین واللہ اعلم اور بعض معتبر سے سنا گیا ہے اکثر قصبات مین جو زمین کہ اکثر شرفا کے ہاتھہ مین ہے اوسکا نام محدود ہے یہہ زمین احیا ہی ہے (یعنے برا وردہ زمین حاکم کے حکم سے گو ان لوگون نے آباد کیا ہے) اور اوسکے مالک ہوگئے ہین اسکی دلیل یہہ ہے کہ وہان زمیندارون کو دخل نہین ہے بلکہ وہی شرفا مختار ہین اگر چاہین ذات سے زراعت کرین یا کسی رعیت سے زراعت کروا دین پس وہ زمین اپنے رقبہ کے ساتھہ البتہ قابل بیع وشرا ہو سکتی ہے

اور خراج اوسکا امام وقت کے حکم پر موقوف ہے حکم حاصل کرنا
اور استحقاق اور غیر استحقاق اور مہر مین دینے سے منع کرنا اور ترجیح
دینا بعض وارثون کو بعض وارثون پر جو معمول پادشاہان تیموریہ کا ہی
صریح دلالت کرتا ہے اوپر عدم مالکیت اسی زمین کے -
سوال - کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین
کہ کوئی شخص نیت کرے اگر یہہ کام حسب نیت میرے برآوے تو سید
احمد کبیر کی گاے یا شیخ سدو کا بکرا وغیرہ وغیرہ دونگا اور بعد برآنے
حاجت کے گاے کو اللہ کے نام سے ذبح کیا حالانکہ نیت تو سید احمد
و شیخ سدو کی کرے اور حدیث انما الاعمال بالنیات ناطق ہے
اور ان اللہ لاینظر الی الصورکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم
(یعنی تحقیق خدا ے عزوجل نہین دیکھتا ہے طرف تمہاری صورتون
کے لاکن دیکھتا ہے طرف دل تمہارے اور نیتین تمہارے)
اسبات پر گواہ ہے اور ونیت المومن خیر من عملہ نیت مومن
کی بہتر ہے عمل سے اوسکے اس دلیل پر نیت کو دخل ضرور ہے پس اس
صورت مین کہانا گاے وغیرہ کا درست ہے یا نہین - بینوا
توجروا -
جواب - بعض علماکے پاس گاے وغیرہ جیسا کہ ذکر ہوا ہی
حلال ہے اور کہانا موافق شرع شریف کے درست ہے خصوصًا
ذبح کرتے وقت ذابح غیر ناوی ہو ایسا ہی مقرر ہے ذبح مین گاے
سید احمد وغیرہ مین اما ثبوت اوسکے حلال ہونے اور کہانے کا
کتاب اللہ سے فقولہ تعالی فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ

سورۂ انعام

ان کنتم بآیاتہ مومنین وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ
علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم لانہ عام قد خصص
منہ البعض وھو المیتہ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ
والمنخنقۃ والموقوذۃ والنطیحۃ وما اکل السبع وما ذبح علی
النصب وما قصد بہ تقرب الی غیر اللہ والعام المخصص یتناول
افرادھا الباقیۃ ولو ظنا والذبیحہ فی الصورت المذکورت
لیست داخلۃ فی شیئ من المخصصات اما عدم دخولھا فیما
سوی ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ فظاھر واما عدم دخولھا
فیما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ فلانہ عبارۃ عن الذبیحۃ التی
لم یقصد بذبحھا اکل لحمھا بل قصد بہ الدفع الی الغیر کما سیاتی
وھھنا لیست کذلک واما بالسنۃ فلان الذبیحۃ للضیف
والولیمہ والاعراس والعقیقہ والتجارۃ کذبیحۃ القصاب
مثلا فانہ لا شک ان الذبیحۃ فی الصورۃ الاولی والصورۃ
المذکورۃ اھل باسم اللہ بنیۃ غیر اللہ والفرق تحکم واما بقول الفقہا
فقول السراجیۃ والکتابی اذا ذبح باسم المسیح لا یحل ولو ذبح باسم اللہ
واراد بہ المسیح علیہ السلام یحل ترجمہ پس قول اللہ تعالے
پس کہا و تم اوس سے جو ذکر کیا گیا ہے نام اللہ تعالے کا اوپر اوسکے
اگر تم خدا کے آیات پر ایمان رکھتے ہو کیون نہین کہاتے سو تم اوس
چیز کو کہ جسپر ذکر کیا گیا نام اللہ کا اور حالانکہ بیان کیا گیا واسطے تمہارے
جو چیزین حرام ہین اور یہہ عام ہے۔ جس چیز سے خاص کیا گیا وہ یہہ ہے
کہ مردہ اور خون اور گوشت خوک کا اور وہ چیز کہ پکارا جاوے ساتھ

اوسکے غیر اللہ کا نام اور جو کہ گلا گھونٹا گیا اور خود مرا ہوا اور درندے
کے کہایا ہوا مثل شیر و پلنگ اور ذبح کیا ہوا اسان پر تیرون کے جو کہ
قصد کیا گیا اوس سے تقرب غیر اللہ کا اور جو عام خاص کیا گیا ہے وہ
شامل ہے باقی افراد کو جو کہ ظنا ہو پس ذبیحہ صورت مذکور مین داخل نہین
ہے کسی شئی خاص سے لیکن عدم دخول اوسکا اوس چیز مین قصد کیا
گیا ہو سواے غیر اللہ کے پس ظاہر ہے لیکن عدم دخول اوسکا بیچ اوسکے
کہ قصد کیا گیا ہو اوس سے تقرب غیر اللہ کا پس مراد اوس سے وہ
ذبیحہ ہے جس سے ارادہ نکیا گیا ہو اوسکے ذبح سے کہانے اوسکے
گوشت کا بلکہ ارادہ کیا گیا ہو دفع کا طرف غیر اللہ کے جیسا کہ اس کا
بیان آوے گا مگر یہان پر ایسا نہین لیکن موافق سنت کے پس حدیث
مین جو ذبیحہ مہمان اور ولیمہ اور عرس اور عقیقہ اور تجارت کے ہے
جیسا کہ ذبیحہ قصاب مثلا پس اس مین کوی شبہ نہین ہے کہ ذبیحہ صورت
اولی اور صورت مذکور مین پکارا گیا اللہ کے نام ستے بہ نیت غیر اللہ
کے مگر فرق اس صورت مین مشکل ہے لیکن اس مین قول فقہا کا جیسا
کہ قول سراجی کا کہ اگر کتابی نے ذبح کیا بنام مسیح کے تو نہین حلال ہے
اور اگر ذبح کیا اللہ کے نام ستے اور ارادہ کیا اوس سے مسیح علیہ السلام
کا تو حلال ہے اور اس عبارت سے دفع ہوتا ہے قول اون قائلین
کا جو کہتے ہین نیت اگرچہ ذبح مین شرط نہین ہے مگر نیت فاسد اور
خبیثہ سے ذبیحہ حرام ہوگا اور قول ہدایہ کا والثالثة ان یقول مفصولا
عنه صورة ومعنى بان يقول قبل التسمية وقبل ان يضجع الذبيحة او بعده
وهذا لا بأس به الى قوله والشرط هو الذكر الخالص المجرد لان المراد

بالذکر الخالص المجرد الذکر باللسان فقط کما یدل علیہ قولہ
بان یقول قبل التسمیہ الخ فی تفسیر قولہ صورۃ ومعنی قول عنایہ
فی شارح قول الہدایہ ہذا والماموریہ ہٰہنا الذکر علی الذبح
والمراد بالذکر المتعدی بعلی الذکر باللسان کما تقرر واحتج بہ
المالک م فی حرمت متروک التسمیہ ناسیاً فلا تدخل
الذبیحہ تحت قولہ تعالی ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ایضاً
واما قول المفسرین فقول العالم العارف فی تفسیر الاحمدیہ
ان البقرۃ المنذورۃ کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم
یذکر اسم اللہ وقت الذبح وانکانوا ینذرونہا لھم انتہی والحق
المبین ما قالہ مولانا محمد مبین فی رسالتہ فی النذر اور قول
ہدایہ کا والثالثہ یہہ کہ کہے مفصول یعنے علحدہ اوس سے ساتھہ
ظاہر اور باطن کے اسطور سے کہ اللہ کے نام سے پہلے اور
ذبح کے لٹانے سے پہلے یا بعد اوسکے نہین سے کوئی خوف ساتھہ
اسکے جیسا کہ والشرط ذکرا خالص المجرد اس سے یہہ امر واضح ہے مراد
ذکر خالص سے مجرد ذکر لسان سے ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اوسپر
قول قبل التسمیہ الخ تفسیر قول صورۃ ومعنی کی قول عنایہ شرح
ہدایہ مین سے ہے اور ماموریہ اس جگہہ ذکر علی الذبح کا اور مراد سات
ذکر متعدی کے اوپر ذکر لسانی کے جیسا کہ ثابت ہے اور اسی پر دلیل
پکڑی امام مالک نے حرمت ذبح متروک التسمیہ ناسیہ کی اس دلیل
سے نہین داخل ہوتا ذبیحہ تحت قولہ تعالی کے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم
اللہ علیہ مت کھاو تم اوس چیز سے کہ نہین ذکر کیا گیا نام اللہ کا اسپر

لیکن قول مفسرین کا جیسا کہ صاحب معالم کا جو کہ مشہور ہے تفسیر احمدی
مین کہ گائی نذر کی جو ئی جیسا کہ ہمارے زمانہ مین رسم ہے وہ حلال
اور پاک ہے اسلئے کہ نہین ذکر کیا جاتا نام غیر اللہ کا وقت ذبح کے
اگرچہ اوسکی نذر کرین انتہی الحق مبین جیسا کہ فرماے مولانا محمد معین نے
رسالہ نذر مین کہ نذر شیخ سدو اور مثل اوسکے حرام ہے کہ شیخ سدو
کے نام سے ذبح کرین اگر وقت ذبح کے نام شیخ سدو کا لیا جاوے تو
گوشت مردار ہوجاتا ہے کہانا اوسکا جایز نہین ہے جیسا کہ فرمایا اللہ
تعالے نے ولاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق اور
نہ کھاؤ جسپر نہ لیا گیا ہو نام اللہ کا اور وہ فسق ہے اگر اللہ کے نام
پر ساتھ بسم اللہ اللہ اکبر کے ذبح کیا گیا ہے اگرچہ نیت فاسد ہو
ظاہر اوسکا کہانا حلال ہے لیکن متقی و پرہیزگار نہ کہاوے ۔
ورنہ جاہل لوگ گمان کرینگے کہ یہہ نذر بہی حلال ہے پہر گمراہ ہونگے
انتہی ۔ لیکن جو لوگ کہ قول اونکے موافق افعال اون کے نہون
مثلاً فرقہ شیعہ کہ بالاجماع کافر مطلق کہتے ہین اور قولہ ولاتنکحوا
المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم
الآیہ یعنے نہ نکاح کرو تم مشرکین سے یہانتک کہ ایمان لاوین و اور
غلام مومن بہتر ہے مشرک سے اگرچہ پسند آوے تمکو الآیۃ
اس آیت کو پس پشت ڈالکر لڑکیون کی شادی وغیرہ شیعہ لوگون سے
کرتے ہین اور اپنے مسکن کو دار الحرب قرار دیتے ہین کہ ہجرت
اوس سے فرض ہو اور قولہ تعالی ان لم یکن ارض اللہ واسعۃ
فتہاجروا فیہا الآیہ اس آیت سے خلاف کرکے وہین پڑے

رہتے ہین اور اپنے بزرگون کا عرس اپنے اوپر فرض سمجھتے ہین سال
بہ سال قبرون پر اجماع کرکے شیرنی وغیرہ وہان تقسیم کرتے ہین قبرونکی
پرستش کرتے ہین اور فتوی گائی وغیرہ کا بہت تعجب ہے نہین سمجھتے
ہین کہ حربی کو مسلمانون کے فتوے سے کیا کام ہے بلکہ نسبت فتوی
مذکور کے فضلوا واضلوا کثیرا سب گمراہ ہوتے ہین لان الذبیحة
لتعظیم غیر اللہ واکرامہ حرام والذابح مرتد وامرأته بانت قد
اجمع الفقہاء فی الفرق بین الذبیحہ لتعظیم غیر اللہ واکرامہ وہو ما
اہل بہ لغیر اللہ وبین الذبیحة للہ تعالی سبحانہ انہ ان قصد مما لیاکل
منہا کان الذبح للہ والمنفعة للضیف وغیرہ ولہذا احل ذبیحة
القصاب وولیمہ وغیرہما کما فی البزازیہ وان لم یقصد مما لیا
کل بل لیدفعہا غیرہ کانت لتعظیم غیر اللہ فیحرم ولذا حرمت الذبائح
العظام فی الدر المختار والبزازیہ یعنے تحقیق کہ ذبیحہ واسطے تعظیم
غیر اللہ کے اور بزرگی اوسکے حرام ہے اور ذبح کرنے والا مرتد ہے
اور عورت اوسکی چھوٹ جاتی ہے تحقیق اجماع ہے فقہا کا فرق درمیان
ذبیحہ وتعظیم غیر اللہ واکرام اوسکے اور وہ وما اہل بہ لغیر اللہ سے ہے
اور درمیان ذبیحہ واسطے اللہ تعالی جو کہ واسطے کہانے کے یا مہمان
کیلئے ہے اور جو کہانے کہلانے کے واسطے نہین ہے بلکہ فقط دفع غیر
بہ خاطر کسی امید امیر کیلئے ہے اس قسم کا ذبیحہ تعظیم ہی کے لئے ہوتا ہے
یہہ حرام ہے اسلئے حرام ہے ذبائح عظام کے جیسا کہ در المختار مین مذکور
ہے پس اس تقدیر پر فتوی دینا باوجودیکہ ذبیحہ حرام ہے پس بہ سبب
تحریم حال مصداق گمراہی کے ہوا پس بموجب فتوی ناذرنے ذبیحہ سے کہا

نہ غیر اوسکے اس صورت مین ذابح مرتد ہوا اور نیت کو فساد اعمال
وصحت اوسکی سواے عبادات الٰہی لعہ سواے اسلام مثلاً حلال
وحرام مین اشیا کے دخل نہین ہے خاص ایسے امور مین کہ جو امور
اوسمین فقط ذکر لسانی ہو لما فیہا نحن فیہ وقد مر کیون کہ نکاح بغیر نیت
یا بہ نیت سفاح حرام نہین ہوتا ہے اور زنا بہ نیت ولد صالح اور ذاع
عبادت حلال نہین ہوتا ہے مثلاً شراب کا استعمال واسطے قوت
نماز وغزا کے حلال نہین ہے والحدیث محمول علی حذف المضاف
مثلا ای ثواب الاعمال او علی التخصیص کما تقرر فی الاصول والفروع
فلیرجع الیہما ان شئت یعنے اور حدیث محمول اوپر حذف مضاف
مثلاً ثواب اعمال خاص جیسا ثابت ہے اصول اور فروع مین پر چاہیئے
کہ ملاحظہ کرین اون دونون کو۔

جواب اور اعتراضات اس جواب پر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
محدث دہلوی سے قولہ ذبح کرنے والا غیر ماذونی ہو الخ ذبح کرنیوالا
نہوگا مگر وکیل اور نائب اوسکا پس نیت موکل اور منیب کی حلال وحرام
مین اوسکے تاثیر کریگی جیسا اضحیہ مین قولہ وما قصد بہ التقرب
الی غیر اللہ الخ تخصیص ہذا الفرد لم یثبت بالکتاب الا اذا حمل
قولہ وما اہل لغیر اللہ بہ علیہ فیکون ذکرہ تکرار او لا بالسنۃ
الا اذا حمل قولہ ملعون من ذبح لغیر اللہ علی ہذا لکن فیہ انہ
لا یدل علی حرمت المذبوح بل حرمت الذبح کما اذا ذبح شاۃ مغصوبۃ
وضمن قیمتہا قولہ والعام المخصص یتناول افرادہ الباقیۃ ولو ظنا
لکن یجری فیہ التخصیصات الاخر بالدلائل الظنیہ مثل الاخبار الاحاد

وقیاسات المجتہدین المودیہ الی تحریمہما فلا تفید تلاوۃ الاٰیتہ والتمسک بہا فی معارضۃ قیاساتہم قولہ اما عدم دخولہا فیما سوی ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ الخ فظاہر ہذا محل وش لان ما اہل بہ لغیر اللہ ان حمل علی ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ فعدم دخولہا فیہ لیس بظاہر قولہ فلانہ عبارۃ عن الذبیحۃ التی لم یقصد بہا الی آخرہ ہذا لیس بمدلول لغوی لقولہ ما قصد بہ التقرب لغیر اللہ فلیبین وجہ دلالۃ ہذا اللفظ علی ہذا المعنی والا فہو مردود علی قایلہ کیف والاضحیۃ یقصد بہا التقرب الی اللہ ویقصد اکل لحمہا ایضا فاذا اجتمع قصد التقرب وقصد الاکل فی التقرب الی اللہ فنفی التقرب الی الغیر اولی قولہ بل قصد ہذا الذبح الی لغیر الخ ماذا اراد بالغیر فلیبین حتی نتکلم علیہ قولہ بنیۃ غیر اللہ لکن لا یبینہ التقرب بہ الی ذلک الغیر بل نیت اکلہ وانتفاعہ باللحم فنعلم ان منشاء اشتباہ ہذا السائل انہ لا یفرق بین الذبح بمعنی اراقۃ الدم وبین المذبوح بمعنی اللحم والشحم فمتی کان اراقۃ الدم للتقرب الی غیر اللہ حرمت الذبیحۃ ومتی کان اراقۃ الدم للہ والتقرب الی الغیر بالاکل وانتفاع حلت الذبیحہ لان الذبح عبارۃ عن الاراقۃ لا عن المذبوح ای الذی یحصل بعد الذبح من اللحم والشحم وعلی ہذا قلنا لو اشتری لحما من السوق او ذبح بقرۃ او شاۃ لاجل ان یطبخ مرقا وطعاما لیطعم الفقراء ویجعل ثوابہا بروح فلان حلت بلا شبہ وعلامہ ہذہ الارادۃ ان یعین بقرۃ خاصۃ باسم ذلک المیت ولا یطلبہ

بشي بل يكون عنده كل البقر سواء بنيه في ذالك ان اللحم المشتري
من السوق والحاصل بعد ذبح البقرة سواء في وفاء النذر قوله
والفرق تحكم قد علمت وجه الفرق فان نهاك ارا قة الدم باسم الله
من غير نيته التقرب الى الغير بتلك الاراقة بل ايصال ثواب الله بالطعام
للفقرا او ايصال نفع الله بالاكل كما في الولايم والاعراس وفي صورة
النزاع الاراقة نفسها مما يتقرب به الى ذالك الغير قوله والكتابي
اذا ذبح باسم المسيح لا يحل ولو ذبح باسم الله واراد به المسيح يحل هذا
عين مذهب القايل بالحرمة فانه يقول لو قال رجل بحضرة الناس
اني نذرت ان اذبح بقرة لله واراد بالله السيد احمد كبير على
عتقاد الحلولية يحل الذبيحة لاخلل في نيته بل هو اخلص النية
لله لكن اخطاء الاعتقاد حلول الله في السيد احمد كبير كالنصراني
يعتقد حلول الله في المسيح حيث يقول ان الله هو المسيح ابن مريم فخطاء
في المعنون دون العنوان فعنونه احق ومعنونه باطل بخلاف ما لو
قال اني نذرت ان اذبح بقرة للسيد احمد كبير فانه اخطا في العنوان
والمعنون معاً كما لو ذبح النصراني باسم المسيح **ترجمہ** اور جو کہ
قصد کیا جاوے تقرب غیر اللہ کا الخ تخصیص اس فرد کی نہیں ثابت
ہے کتاب سے مگر بر تقدیر حمل وما اہل لغیر اللہ بہ کے لیکن اس تقدیر
پر تکرار ذکر لازم آتا ہے اور نہ تخصیص فرد کی سنت سے ہے مگر جبکہ تیاس
کیا جاوے قول ملعون من ذبح لغیر اللہ اپر اسکے لیکن اس صورت
میں نہیں دلالت کرتا ہے اوپر حرمت مذبوح کے بلکہ حرمت ذبح کے
جیسا کہ ذبح کیا وے بکری مغصوبہ اور اوسکی قیمت کے تاوان دی ہو

اور قول اوسکا عام المخصص جو کہ شامل ہوا ہے افراد باقیہ کو اور ہے اس صورت مین جاری ہوتی ہین اسمین تخصیصات دوسرے دلایل ظنیہ سے مثل اخبار احاد اور قیاسات مجتہدین کے جو کہ موودی ہین اوسکی تحریم کو پس نہین مفید تلاوت آیات اور نہ تمسک اوس سے موضع معارضہ اون کے قیاس سے اور قول اوس کا عدم دخولہا سواے اون اشیاء کے جو کہ قصد کیا جاے اوس سے غیر اللہ کے نام پر ظاہر ہے یہہ مخدوش ہے اسلیئے کہ ما اھل بہ غیر اللہ کو اگر حمل کیا جاے اوپر ما قصد بہ التقرب الی اللہ کے پس اسمین عدم دخول اوسکا نہین ہے ظاہر اور قول اوسکا جو فلانہ عبارۃ عن الذبیحۃ التی لم یقصد بہا الخ یہہ نہین ہے مدلول لغوی بقولہ ما قصد بہ التقرب لغیر اللہ کا پس چاہیئے کہ بیان کیا جاے کوی وجہ جو کہ دلالت کرے یہہ لفظ اوپر اس معنی کے ورنہ یہہ رد کیا جائیگا اوپر قایل کے اسلیئے کہ اضحیہ مین قصد کیا جاتا ہے تقرب الی اللہ کا اور نہی قصد کیا جاتا ہے اکل لحم اوسکے کا پس جبکہ مجتمع ہوتا ہے قصد تقرب اور قصد اکل تقرب الی اللہ مین پس تقرب غیر مین اولی ہوگا اور قول اوسکا جو بل قصد ھذا الدفع الی غیر اللہ الخ اس غیر سے کیا ارادہ کیا گیا ہے چاہیئے کہ صاف بیان کیا جاتا کہ کیا جاے اوپر اور قول اوسکا جو کہ بہ نیت غیر اللہ لکن لا بہ نیۃ التقرب الیہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منشاء سائل کا کہ وہ فرق نہین کرتا ہے درمیان ذبح جو کہ معنی مین اراقۃ الدم اور مذبوح مین جو کہ معنی ہین لحم اور شحم کے پس جبکہ ہوگا اراقۃ الدم واسطے غیر اللہ کے تو حرام ہو

ذبیحہ اور جب کہ اراقۃ الدم ہوگا واسطے اللہ کے اور تقرب غیر اللہ کا واسطے اکل اور انتفاع کے تو حلال ہے ذبیحہ اسواسطے ذبح سے غرض ہے کہ نکل جانا خونکا مذبوح سے اور یہہ حاصل ہو جاتا ہے بعد ذبح کے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بازار سے گوشت خریدنا اور گائی بکری ذبح کرنا واسطے کھلانے فقرا کے یا اوسکا ثواب بخشنا کسی کی روح کیلئے بلاشبہ ذبیحہ حلال ہے علامت اس ارادا کی یہہ ہے کہ معین کرنا گائے کو کسی میت کے نام پر اور نہ غرض ہو اوس سے کسی شئی کی بلکہ اس کام کیلئے نزدیک اوسکے سب گائے برابر ہیں خواہ بازاری گوشت ہو یا ذبح گائے کے وفا و نذر کے لئے سب برابر ہیں قولہ والفرق تحکم قد علمت وجہ الفرق فان نہالک اراقۃ الدم باسم اللہ من غیر نیتہ التقرب الی الغیر بتلک الاراقۃ بل ایصال ثواب الیہ باطعامہ للفقراء او ایصال نفع الیہ بالاکل کما فی الولائم والاعراس وفی صورۃ المنزاع الاراقۃ نفسہا عما یتقرب بہ الی ذکر الغیر قولہ والکتابی اذ اذبح باسم المسیح لایحل ولو ذبح باسم اللہ وارادبہ المسیح یحل ھذا عین مذھب القایل بالحرمت فانہ یقول لو قال رجل بحضرت الناس انی نذرت ان اذبح بقرۃ للہ وارادبا اللہ السید احمد کبیر علی اعتقاد الحلولیۃ یحل ذبیحتہ لاخلل فی نیتہ بل ھو اخلص النیۃ للہ لکن اخطا فی اعتقادہ حلول اللہ فی السید احمد کبیر کالنصرانی یعتقد حلول اللہ فی المسیح حیث یقول ان اللہ ھو المسیح ابن مریم

خطناءه فی المعنون دون العنوان معنوانه حق ومعنونه باطل بخلاف
ما لو قال انی نذرت ان اذبح بقرة للسید احمد کبیر فانه اخطا فی
العنوان والمعنون معاً کما لو ذبح النصرانی باسم المسیح ترجمہ
قول قایل کا والفرق محکم یعنے مشکل ہے البتہ جان لیا تو نے
وجہ فرق کی اسلئے کہ اوس جگہہ اراقۃ الدم اللہ کے نام سے
بغیر نیت تقرب غیر سے ہے بلکہ بغرض ایصال ثواب طعام فقراء
کے یا کہلانا واسطے ایصال ثواب یعنی نفع اپنے کے لئے ہے
جیسا کہ ولیمہ اور اعراس کے اور صورت نزاع وہ ہے کہ اراقۃ
الدم ہو بغرض تقرب غیر کے اور قول اوسکا والکتابی یعنی کتابی
اگر ذابح کرے مسیح کے نام سے تو حلال نہین اور جو اللہ کے نام
سے ذبح کیا اور مراد رکہے مسیح سے تو حلال ہے یہہ عین مذہب
قایل حرمت کے قایل ہے اسلئے کہ قایل کا قول یہہ ہے کہ
اگر کوئی لوگون کے سامنے یہہ کہے کہ نذر کئے مین نے ذبح بقر
واسطے اللہ کے اور ارادہ کیا اوس سے سید احمد کبیر کا اوپر
اعتقاد حلول کے تو ذبیحہ حلال ہے اوسکی نیت مین کوئی خلل نہین
بلکہ نیت خالص ہے اللہ کی لیکن خطناکی اعتقاد مین کہ خدا کو حلول
ہونا جانا سید احمد کبیر مین جیسا کہ نصرانی اعتقاد رکہتے ہین حلول
ہونا خدا کا مسیح مین جیسا کہ اون کا قول ان اللہ ھو المسیح ابن مریم پس
خطا اوسکی معنون یعنے اعتقاد مین نہ عنوان یعنے ظاہر مین پس
عنوان اوسکا حق ہے اور معنون باطل ہے بخلاف اوس صورت
کہ اگر کہا کہ نذر کی مین نے ذبح بقر کی واسطے سید احمد کبیر کے

اسواسطے اس صورت مین خطا کی اوسنے دونون مین یعنے عنوان
اور معنون مین جیساکہ اگر ذبح کرے نصرانی مسیح کے نام سے
اور قول اوسکا جو یہہ ہے کہ اس عبارت سے قول قاصران
مندفع ہو جاتا ہے حالانکہ اونکا قول اس سے مندفع نہین ہوتا ہے
اسلیئے کہ مراد اون کی نیت خبیثہ سے جو کہ عنوان مین خطا واقع ہو
نہ معنون مین جیساکہ ذبیحہ معتزلی کہ خدا کو خالق افعال نہین جانتا ہے
اور رافضی کہ علیؓ کو خدا کے برابر تجویز کرتے ہین اونکی ذبیحہ
حلال ہے اسلیئے کہ خطا اون کی معنون مین نہ عنوان مین قولہ
الهداية والثالثة ان يقول مفصولا عنه صورة ومعنى هذا
لاتعلق له بمحل النزاع فانه في ذكر اللسان المجرد عن نيته التقرب
ولاخلاف في حله اذا سبق لسانه بذكر الغير ولم يقارن
الذبح كما سيجي انشاالله تعالى فمحل النزاع ما اذا ذكر به نيته
التقرب الى الغير ولم يذكر ونوى التقرب الى ذلك الغير وقد
اعترف حيث قال قوله لان المراد بالذكر الخالص المجرد
الذكر باللسان فنقط فيه خلل ظاهر لان مراده بالذكر
الخالص المراد وان كان الذكر باللسان لكنه اراد بالخلو
والتجرد عدم ذكر الغير لاخلوه عن النية واما قول العناية
في شرح قول الهداية ولاتعلق له به بمحل النزاع اذ لاينبك
عاقل في ان الماموربه عند الذبح هو الذكر اللساني الخالص
المجرد عن ذكر الغير لثم محل النزاع ما اذا ذكر اسم الله تعالى
باللسان واراد به التقرب الى الغير قوله ومنها قول المفسر

فقول العالم الزهد القول يعارضه اقوال الجم الغفير من الفقهاء كما سيجي فكيف يجتمع بقول هذا القايل وحده مع مخالفته باقوال العلماء الكبار ومع هذا فقوله حلال طيب محل اشكال اذ لاشك فی وقوع اختلاف فی حل هذه الذبيحة ويعارض الادلة ومتی كان كذالك كان محلا شبهه ومن قاعدة الفقهاء انه اذا اشتبه الحل والحرمة غلب جانب الحرمت احتياطاً وقد قال رسول الله صلی الله عليه وسلم الحلال بين والحرام بين وبينهما امور مشتبهات لايعلمها كثير من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرا لذمة وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام كراع يرعی حول الحمی يوشك ان يواقعه ترجمہ قول قایل جو کہ ہدایہ کا ہے والثالثہ یعنے کہے فصل دیکر کلمہ اول سے از روے صورت اور معنی کے اسکا کوئی تعلق محل نزاع سے نہین ہے اسلئے کہ وہ ذکر لسان سے ہے خالی ہے نیت تقرب سے اور اسمین کوئی خلاف نہین ہے حلال ہونیمین اوسکے جسوقت کہ سبقت کرے زبان ساتھ ذکر غیر کے اور نہ متصل ہو ذبح کے جیسا کہ قریب بیان کیا جائے گا پس محل نزاع وہ ہے کہ جسوقت ذکر کیا جاے نیت تقرب سے طرف غیر کے یا نہ ذکر کیا اور نیت کیا تقرب الی الغیر کی جیسا کہ کہا گیا ہے اور قول قایل کا جو یہہ ہے کہ مراد ذکر خالص سے جو مجرد ذکر ہو زبان سے اس مین ظاہراً ایک نوع خلل ہے اسواسطے کہ مراد اوسکی ذکر خالص مجرد ہو ذکر اوسکا زبان

مراد اوس سے خلوص اور تجرد ہو عدم ذکر غیر سے نہ یہہ مراد کہ خالی
ہونا اوسکا نیت سے اور قول قایل عنایہ کا یہہ کہ شرح قول
ہدایہ کے ہے اوس قول کا محل نزاع سے کوئی تعلق نہین اسواسطے
کسی عاقل کو اسمین کچھہ شک نہین کہ عندالذبح ذکر لسان جو خالی
اور خالص ہو ذکر غیر سے ہان البتہ محل نزاع یہہ ہے کہ ذکر کرے
خدا کا نام اور اس سے مراد رکہی ہو تقرب غیر کی اور قول اوسکا
جو قول مفسرین کے ہے پس قول عالم کا الخ کہ یہہ قول معارض ہی
اقوال فقہا ہم غفیر کے جیساکہ اسکا بیان قریب ہوتا ہے پس
کیونکر تسلیم کیا جاے قول ایک اس قایل کا باوجود مخالف ہونے
علماے کبار کے اسپر کہنا اوسکا کہ حلال طیب محل نزاع و اشکال
مین اسواسطے وقوع اختلاف ایسے ذبیحہ کی حلت مین شک نہین
اور تعارض دلائل مین بہی شک نہین اور جب اسطور سے ہو تو
ہوگا محل شبہ کا اور قاعدہ فقہا سے یہہ امر واضح ہے کہ جہان
کہین حلال اور حرام مین شبہ ہو تو احتیاط کے لحاظ سے غلبہ
حرمت کا ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ حلال اور حرام دونون ظاہر ہے درمیان ان کے جو شئی
ہے وہ مشتبہہ ہے نہین خیال کرتے مین اوسکو بہت سے لوگ
جو اس سے بچا اپنے دین اور آبرو کو پاک کیا اور جو گرا اس مین
پس گرا حرام مین جیسا کہ چرواہی بکری چرواے نزدیک کہیت کے
تو البتہ ایک دن بکری کہیت مین جا ہی پڑتی ہے قولہ اور اگر
خدا کے نام سے بسم اللہ اللہ اکبر الخ اس عبارت مین لفظ ظاہر اس

ذبیحہ کے حلال ہونے شک ہونے پر دلالت کرتا ہے اسواسطے
پرہیزگار آدمی کو اوسکے کہانے سے منع کیا ہے اور فقہا کی
بڑی جماعت کے قول جو آخر مین نقل کئے ہین بے شک حرمت پر
دلالت کرتے ہین پس اوسی کا اختیار کرنا اولی ہے جیسے شک
کہرنے والے کا کوئی قول نہین قولہ شیعہ کو کافر مطلق بالاجماع الخ
یہہ عبارت غلط ہے اسلئے کہ شیعہ کو بالاجماع کوئی کافر نہین کہتا بلکہ
اسمین اختلاف ہے حنفیہ علما ماوراءالنہر نے کافر کہا ہے اور
مصر کے حنفیہ نے کافر نہین کہا بلکہ مبتدع وضال ٹہیرایا اور علما نے
شافعیہ نے بہی انکا کفر ثابت نہین کیا بلکہ مبتدع وضال قرار دیا۔

قولہ تزویج لڑکیون وغیرہ کی کرتے ہین لڑکیون کی تزویج یہہ
ہے کہ یہہ شخص عورت کا ولی یا مالک ہو اور اوسکا کسیکے ساتھ
نکاح کردے اگر یہہ اوس عورت کے کسی امر کا ولی ہے نہ مالک
بلکہ عورت اوسکی قرابت ہے جیسے نواسی ہے اوسکا باپ زندہ
ہے یا چچا یا ماموں کی بیٹی جسکے دوسرے ولی ہین اور ولایت
انکا اوس عورت اور اوسکے اولیا پر نہین ہوسکتا تو اوس عورت
کی تزویج کی نسبت اس شخص کی خطا ظاہر ہے اسواسطے کہنے والے
نے کہا بنونا بنو ابنائنا وبناتنا سے ابناء الرجال

قولہ اپنے مسکن کو الخ اس سے دارالحرب مراد ہے جس سے ہجرت
کرنا فرض ہے وہ دارالحرب ہے جہان مسلمان اپنے دین کے شعائر
کرنے اور روزہ نماز عید اور جماعتون اور اذان سے اور ختنہ کرنے
سے وہان کے لوگ منع کرین اگر ایسا نہین بلکہ وہان مسلمان بغیر دغدغہ

اپنے دین کا اظہار کرنے جمعہ جماعت قایم رکھتے ہین اور اپنے دین کا
بے تکلف بیان کرتے ہین تو اوس دار الحرب سے ہجرت فرض
نہین اور جس تقدیر پر کہ وہان سے ہجرت واجب بھی ہو تو فی الفور
نہین ہوتی بلکہ جب کوئی پناہ کی اور چلے جانے کی جگہ پائی جاے
اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تیرہ برس قیام پذیر
رہے باوجودیکہ مکہ معظمہ کے کافر دعوت دین کے ظاہر کرنے سے مانع آتے تھے
اور مارنے گالیان دیتے تھے اور مسجد حرام مین نماز نہ پڑھنے دیتے
تھے پس حق تعالی نے جبکہ انصار کو تیرہ سال بعد حضرت کا ناصر و
معین کیا اور مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفا رہنے کی جگہ ٹھیری تو حضرت نے
ہجرت فرماے تو اسمین بالکل کوئی طعن نہین ۔

قولہ عرس اپنے بزرگون کا الخ یہہ طعن مبنی ہے اون لوگون کے
حال کے خبردار نہونے سے جن پر طعن کیا ہے اسواسطے کہ شرعی
فرضون کے سوا جو فرض کئے گئے ہین کوئی کسی کو فرض نہین جانتا
ہان صالحین کے قبرون سے تبرک حاصل کرنا اور زیارت کرنا اور
اونکی امداد بامداد ثواب و تلاوت قرآن و دعاے خیر اور کہانا تقسیم
کرنا اور شیرینی بانٹنا تحسین اور اچھے امور ہین اسپر علماء کا اجماع ہے
اور عرس کے دن کی تعین اسلئے ہے کہ وہ دن ان کے انتقال کا
اس عالم سے اوس عالم کو یاد دلانے والا ہے ورنہ یہہ عمل جس دن
کیا جاے فلاح و نجات کا موجب ہے اور خلف کو اپنے سلف کے
ساتھہ اس قسم کا احسان اور اونکے ساتھہ ایسی نیکی کرین جیسا کہ
حدیثون مین آیا ہے کہ [illegible]

تلاوت قرآن اور ثواب بھیجنے کو عبادت ٹھرانا بڑی نالجی ہیر دلالت کرتا ہے ہان اگر کوئی سجدہ اور طواف اور دعا کو باین طور کہ اے فلان ایسا کر ایسا کر عمل مین لاسے تو البتہ بتون کے پوجنے والون سے مشابہت ہو جاے گی اور جب ایسا نہین ہے پہر طعن کا کیا موقع درمنثور سیوطی سے لکہا ہے ابن منذر و ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ہر سال آتے اور دہانہ کوہ مین آکر شہیدون کی قبرون پر سلام کرتے اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور ابن جریر بن محمد بن ابراہیم سے روایت کی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع مین شہدا کی قبرون پاس آتے اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور ابو بکر وعمر وعثمان بہی ایسا کرتے انتہی تفسیر کبیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ ہر سال کے شروع مین قبور شہدا پر آتے اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم عقبی الدار اور چارون خلفا بہی ایسا کرتے تھے انتہی۔

قولہ اسواسطے کہ ذبیحہ الخ یہ بعینہ قایل حرمت کا مذہب ہے معترض حق کی طرف پلٹ گیا اور اوسکا اعتراف کر لیا یا اوسکی زبان سے نکل گیا اس حال مین کہ اوسے اسبات کا شعور نہوا۔

قولہ وما اہل لغیر اللہ الخ یہہ بہی قایل حرمت کے مذہب کی طرف رجوع ہے جو گائے نذر مانی گئی وہ ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہے اسے یاد رکہو۔

قولہ قد اجمع الفقہاء الخ اجماع کے دعوے سے فقہا کا اجماع نقل
کرنا ضرور ہی ورنہ دعوے کون سنتا ہی۔ قولہ اگر اوسی کہانے کیواسطے
بنیش کیا اگر کہانے سے ذبح کرنے والے کا کہانا مراد ہی تو قصاب بلکہ
اکثر ولیمون اور عرسون کے ذبیحہ اس سے نکل جائیگا اسواسطے کہ ذابح کا
کہانا اس سے مقصود نہین ہوتا نہ اسکا معمول ہے تو قول اوسکا کہ بہر ذبح
اللہ کے لئے اور منفعت مہمان کیلیئے ہوگی یہہ بہی سہو ظاہر ہے اسواسطے
کہ مہمان کا کہانا ذبح کرنے والے کا کہانا نہین اس صورت مین قصاب اور
ولیمون اور عرسون کا ذبیحہ محرم اور اس قسم مین داخل ہونا لازم ہوا۔
پہلی قسم مین اور اگر کہانے سے غیر کا کہانا مراد ہے تو لازم آتا ہے کہ ذبائح
جزیہ محظورات احرام اور نذور مین مقصود واللہ کے واسطے ہون اسیطرح
جنایات کی کفارون مین بہی منہیات محرمات ہون پہر دوسرے کو دیڈالنا اگر
حلال ہوگا تو یہہ ذبیحہ کیسے حرام ٹہیرے گا اور اگر حرام ٹہیرا تو اوسی حکم شرعی
کا مدار کیسے قرار دینگے اسواسطے کہ حرام درجۂ اعتبار سے گرا ہوا ہے
قولہ ولذا حرمت الذبائح للعظام اس سے دو طور کا تعجب ہوتا ہی
ایک یہہ کہ سید احمد کبیر عظام مین داخل ہین تو ذبح کی ہوی گائے منجملہ
محرمات کے کیون نہوی حالانکہ تفسیر احمدی سے اسکا حل لکہا گیا اور
اوسکی بہی شرح فتوی مین علت کا جواب دیا ہے ادہر اگر سید احمد کبیر
کو عظام مین داخل نہ کیا تو عظام کا کیا حال تمام اونکی نذر کی ذبائح محرمہ
ہوجائینگی اور سید موصوف کا یہہ حال تو چہوٹون کا کیا حال ہوگا کہ اونکی نذور
ذبائح حلال ہوتی بالجملہ یہہ کلام تو خبط ظاہر ہے دوسرے یہہ غلط
سید احمد کبیر کی تعظیم کے لئے جو گائے ذبح کیگئی اوذا اوسکا گوشت

کھانے بجا نیوالونکو دیا گیا اور بعض کا سالن پکا اور ذبح کرنے والے نے اوس سے کہایا تو محرمہ کیسے ہوگا باوجود اسکے کہ ذبح کرنے والا اوسکے گوشت کہانے مین آپ شریک ہے۔

قولہ پھر جب ذبیحہ کا فتوی دیا الخ اس کلام پر نقص آتا ہے باین طور کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ نے جب سوسمار کے حرمۃ کا فتوی دیا کہ وہ شافعی کے نزدیک حلال کے حرام قرار دینے سے ضالین کے مصداق ٹھیرے اور امام شافعی نے جب طاؤس کے حرمت کا فتوی دیا تو حنفی کے نزدیک شافعی ضالین کے مصداق ٹھیرے اسمین جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہے۔

قولہ اور نیت کو اس قول تک کہ حل وحرمت اشیا مین کوی دخل نہین اس شخص سے عجب ہے کہ باوجود دانش وعلم کے دعوے رکھنے کے مختصرات اصول کو نہ دیکھا اور مثال ضرب الیتیم تادیبا وایذاءً کو نہ سنا اور حنفیہ کی کتابون مین تقویا اور تلھیا نبیذ پینے سے جو فرق بتایا ہے اوسے نہ دیکھا۔ مولوی نور محمد صاحب کے خط کا جواب فقیر عبد العزیز سلام مسنون پہنچانے کے بعد التماس کرتا ہے کہ رقیمہ کریمہ استفسار مسئلہ توحید وجودی وتوحید شہودی اور میان رمضان شاہ کی وحشت ناک باتون کے باب مین جو تھا وہ پہونچا میرے مہربان حقیقت الامر یہہ ہے کہ صوفیہ علیہ قدیم سے اس مسئلہ کے اشارات اس وجہ سے فرماتے آئے ہین کہ جس تاویل کا احتمال ہے کبھی حکایت سے تاویل کرسکتے ہین اور کبھی سکر پر محمول کرسکتے ہین چنانچہ آپنے خود چند بزرگون سے نقل کیا ہے لیکن صوفیہ کے اگلے طبقہ گذر جانے اور ہجرت نبویہ کے پانسو سال گذرنے کے بعد یہہ لوگ دو فرقہ ہوگئے بہت سے آدمیون نے اشارات کو حقیقت پر محمول کیا اور اس بات کے

[illegible] کو واجب امکان اور قدیم و حادث اور مجرد و جسمانی اور مومن و کافر
اور مجمع مظاہر کے مرتبون مین واحد کا ہونا ظاہر ہے لیکن ہر مظہر کا جدا حکم ہے
اور مظاہر کے احکام مین فرق ضرور ہی مومن کو نجات کا حکم ہی کافر کو قتل اور قید کا
علی ہذا القیاس سب صفات متضادہ مین ہین چنانچہ ہین بیت ہر مرتبہ از وجود
حکمی دارد گر فرق مراتب نکنی زندیقی ٭ اور اسی فرق سے ظاہر شریعت کے
احکام لگے ہوے ہین کیونکہ زن منکوحہ حلال ہی اور اجنبیہ حرام ہے باپ
واجب التعظیم ہی کافر معاند واجب التحقیر اور جو احکام مین فرق نکرے اور
محض وحدۃ وجود کو دیکھتا رہے شرع کے خلاف اور الحاد اور زندقہ ہے
اسی طرح وجود جو ذات حق کا عین ہی باوصف اسکے کہ مظاہر مختلفہ مین ظہور
مرتبہ احدیت صرف مین پاک اور نقائص سے منزہ ہی اور کمال کے ساتھ متصف
جانے اور یہہ بات بھی جانے کہ مراتب کثرت کا نقصان اوسکی طرف عاید نہین
ہوتا جیسے سورج کی چمک پلیدیون پر پڑتی ہے اور خود پلید نہین ہوتی ہی
اور انسان کی حقیقت کلی نے باوجودیکہ مسلمان و کافر اور صالح و فاسق اور
عالم و جاہل مین ظہور کیا اور خود نقصان قبول نہین کرتی اور اسی مذہب کو
اکثر حضرات صوفیہ اور علماے نامدار نے اختیار کیا ہے اور اسمین بہت
سے رسالے اور کتابین لکھی ہین انمین عمدہ قادریہ مین سے شیخ اکبر محی الدین
بن العربی اور شیخ صدر الدین قونوی اور شیخ عبد الکریم جیلی اور شیخ عبد الرزاق
جھانوی اور شیخ امان پانی پتی اور کبرویہ مین سے مولانا جلال الدین رومی
اور شمس الدین تبریزی اور سہروردیہ مین سے شیخ فرید الدین عطار
اور چشتیہ مین سے سید محمد گیسودراز اور سید جعفر مکی اور نقشبندیہ مین سے
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار اور ملا نور الدین جامی [illegible]

حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی اور علی ہذا القیاس شیخ عبدالرزاق کاشی
اور شمس الدین فنازی و قیصری و سعید الدین فرغانی وغیرہ گذرے ہین
اور ان سب بزرگون کی تصنیفین موجود و مشہور ہین اور دوسری جماعت
نے اس اشارات کو تاویل حکایت یا سکر پر محمول کیا ہے انکار وحدت
وجود کا کیا اور کہا کہ وحدت وجود بعضی اوقات مین سالک کی نظر مین دکھائی
دیتی ہے بغیر اسکے کہ حقیقت ہو جیسے سورج کی روشنی مین ستارے بے نور
ہو جاتے ہین اور نہین دکھتے حالانکہ نفس الامر مین موجود ہوتے اور نور
بھی رکھتے ہین لیکن نہار کے وقت مین غلبہ نور آفتاب کی وجہ سے مٹ
جاتے ہین مشعل کے آگے چراغ کا بھی یہی حال ہے پس جو لوگ توحید صرف
کی طرف گئے ہین انکی توحید شہودا و نظر مین ہے بغیر اسکے کہ وجود مین ہو
شیخ علاء الدولہ سمنانی اور قوم امام کی دوسری جماعت اید مذہب امام
ربانی اور اونکی اتباع کا ہے اور یہہ سب لوگ اس عقیدہ کے اثبات ہین رسائل
اور مصنفات ہین چنانچہ آپکو معلوم ہو گا پس ہم لوگ جو اس اختلاف کے بعد
ہوے دونون طرفون مین سے کسی ایک کا یقین نہین ہو سکتا اب اسکی
سبیل یہہ ہے کہ جیسا مذاہب اربعہ مین جن کو دائر جانتے اور کہتے ہین مثلاً
حنفی مذہب صواب پر ہے جسمین خطا کا احتمال ہے اور دوسرا مذہب مثلاً
شافعی یا مالکی خطا محتمل صواب ہے ہین ایسا ہی ان مذہب کے توحید وجودی
اور توحید شہودی مین ایک دلیل پر نظر رکھکر دیکھو تو ایک طرف راجح ہوتی
ہے اس سے دوسرے کو ضلال و کفر ہی نہ سمجھنا چاہیئے اس سے علماء و مشائخ
کی بڑی جماعت کی تضلیل اور تکفیر لازم آتی ہے ہان اگر ایک طرف کی تقلید مین
غلو ہو گیا اور فرق مراتب کا لحاظ نہ رکھا اور اعتدال سے پانون باہر

قال کیا عابد کو معبود حادث کو قدیم اور ملوث کو منزہ اور حرام کو حلال اور نجس کو طاہر جانے تو بیشک ملحدون اور زندیقون مین گنا جائیگا حاصل کلام یہہ کہ جو اختلاف سنی اور رافضی وخارجی کے درمیان ہے وہ ایسا نہین کہ دونون مین سے کسی ایک طرف کی گمراہی تکفیرا یا کافر بنانے کا موجب ہو بلکہ چارون مذہب کے اختلاف کی طرح ہے ہان توحید وجودی کے قبول کرنے والون مین سے جسنے جادۂ اعتدال سے پاؤن باہر رکھا البتہ وہ گمراہ ہوگا ایسی ہی توحید شہودی کے قبول کرنے والون مین سے جو اعتدال سے باہر ہوا وہ ایک بڑی جماعت علما و صوفیہ کی تضلیل وتکفیر کرتا ہے اسپر طعن وملامت عاید ہوگی اسباب مین حاصل یہی ہے اب میان رمضان صاحب کا حال ملاحظہ فرمانا چاہیئے اگر شریعت کی قید رکھین اور لوگون کو نماز روزہ تلاوت قرآن و ذکر و خوف ورجا وتقوے وصلاح کی دعوت کرتے ہین تو وہ ملحد وزندیق ہونے سے بہت دور ہین اور اگر معاذ اللہ احکام شریعت کی قید نہین رکھتے اور لوگون کو اباحت اور زندقہ کی دعوت کرتے ہین تو البتہ تضلیل وتکفیر کے قابل ہین اور فقہ کی کتابون مین لکھتے ہین کسی مسئلہ مین اگر چند وجوہ موجب کفر ہون اور ایک وجہ عدم کفر کی ہو پس فتوی دینے والا کو عدم کفر پر میلان کرنا لازم ہے مگر اوس صورت مین کہ قائل نے خود وجہ کفر کی تصریح کی ہو۔ فتاوے عالمگیری مین لکھا ہوا ہے جب کسی مسئلہ مین کفر کی چند وجہ اور مانع تکفیر ایک وجہ ہو تو مفتی کو اسی وجہ کی طرف میل چاہیئے الا اوس وقت کہ اوسنے اوس ارادہ کو

تصریح کردی جو موجب کفر ہے اب اسوقت تاویل نافع نہ دیگی
اگر قایل کی نیت وہ وجہ ہو جو مانع کفر ہے تو وہ مسلم ہی اور اگر اسکا
وجہ کی نیت کی جو موجب کفر ہے تو مفتی کا فتوی کچھہ نفع نہ دیگا ۔
جواب نامہ حافظ مہدی صاحب میان محمد رمضان صاحب اور مولوی
نور محمد صاحب کے درمیان توحید وجودی و انکار توحید وجودی مین جو
مناقشہ تھا اسکے باب مین آپکا خط پہونچا - مہربان من توحید وجودی
کے قائل اکثر اولیاء اللہ خاص اہل سنت سے ہین ہر طریقہ مین گذرے
چنانچہ اس سے پہلے جو خط مولوی نور محمد صاحب کیلئے لکھا گیا اوسکے
اندر بعضون کے نام لکھے ہین بس جو توحید وجودی کا قایل ہوگا اوسکو
کافر کہنا اور اوسکے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنا اور اوسنے مناکحت
نہ کرنا اونکا ذبح کیا ہوا جانور نہ کہانا ہرگز جایز نہین بلکہ اونکو مسلمان
اور اہل سنت جاننا چاہیئے اور اونکے ساتھہ مسلمانون کا معاملہ برتنا
چاہیئے جیسا سلام کی ابتدا جواب سلام چھینک کا جواب بیمار پرسے
نماز جنازہ کو آنا مغفرت ورحمۃ کی دعا ہان توحید وجودی کا اعتقاد
ضروریات اسلام کے اندر داخل نہین اگر کوئی اسکا اعتقاد نہ رکھے
اوسسے نہ جانا تو اسلام مین اسسے کوئی نقصان نہین مگر جو اولیاء اللہ
توحید وجودی کے قایل ہوئے ہین اونکی تحقیر و اہانت اور تکفیر و
تضلیل نہ کرنا چاہیئے اور عوام الناس کے حق مین اولی یہہ ہے کہ
اس مسئلہ کے ہونے نہونے مین بات ہی نکرین خاموش رہین اور یہ
اسکی بحث و تکرار مین مشغول نہون کہ ہر آدمی کی عقل اوسکو نہین سمجھ
سکتی تو فساد عقیدہ کا موجب ہوتا ہے اور کتاب جلیل ...

اکثر ایسے الفاظ پر مشتمل ہین جیسے الفاظ مولانا جلال الدین رومی اور
شیخ فرید الدین عطار اور فخر الدین عراقی کے کلام مین ہین اور دوسرے
بزرگون نے بھی اسکی مثل کہا ہے مگر اس قسم کے الفاظ عام لوگون کے مجمع
مین نقل کرنا نہ چاہیے تاکہ اپنی کم فہمی سے اسی سنکر فتنہ مین نہ پڑین
اور حقیقة الحقائق کا لفظ بھی اگلے صوفیہ کے کلام مین آیا ہے جو شرع
مین نہین آیا اور اہل سنت کے ہر فرقہ کی ایک اصطلاح ہو گئی جسکا شرع
مین اطلاق وارد نہین جیسے واجب الوجود عرف متکلمین اہل سنت مین ایسے لفظ
وجود مطلق عرف صوفیہ اہل سنت مثل قیصری و فرغانی و مولانا جامی مین
بہت آیا ہے اور شرع مین وارد نہین پس ان الفاظ کا اطلاق ہر چند کہ
بدعت ہے مگر بدعت سیئہ نہین کیونکہ اتنے علماے دیانت دار و پختہ
نے اسکا استعمال کیا ہے اور شاہ محمد رمضان صاحب کہ لوگون کو نماز
و روزہ مین مشغول رکھتے ہین اور لڑکیون کے قتل کرنے اور تحریم نکاح اقارب
دینی احکام اور ذبح لغیر اللہ اور رسوم کفر سے باز رکھتے ہین بوجہ سبب
خیر و صلاح ہے اوسمین مانع نہونا چاہیئے بلکہ ایسے احکام کے رواج دینے
مین کوشش کرنا چاہیئے کہ احیاے سنت اور بدعت کے دور کرنے
مین بڑا ثواب ہے والسلام۔

سوال محققان احوال کتاب و سنت و اجماع امت اولاد شیخین اور
اولاد اعمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تفضیل مین کیا
کہتے ہین بہ شبہ کہ ہمارے نزدیک تفضیل ثابت ہے مگر فضیلت اولا
مین سوال ہے اور ہر چند کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہے پر
بابت نسب کی فضل مین کیا حق ہے یعنی اولاد شیخین کو اولاد اعمام پر

فضیلت دیتے ہین اسپر اصول ثلثہ سے کونسی دلیل لاتے ہین حالانکہ
لفظ ذی القربی مین اولاد اعمام بالاجماع داخل ہے اور صحیح حدیثون مین
عباس بن المطلب رضی اللہ عنہ کے حق مین وارد ہے عباس مجھ سے ہے
اور مین عباس سے اور انکو اونکی اولاد کے حق مین آیا ہے یہہ میرا چچا ہے
یہہ میرے اہل بیت ہین مین انہین لوگون سے چھپاتا ہون جیسے اون
لوگون کے لئے اپنے کو چھپاتا ہون اسکے سوا بہت سی صحیح حدیثین ناطق
ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد عباس بن عبد المطلب کیلئے
اہل بیت کا لفظ تعبیر کیا ہے اور عبد اللہ وفضل بن عباس اور محمد او عبد الرحمن
فرزندان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم کے حق مین بہتے اور دوسری قرن والے
صحابہ وتابعین کیا کہتے تھے ہر قرن مین بلاد اسلامیہ عجم مین ہندوستان
کے سوا اولاد عباس فقط سادات سے تعبیر ہوتی آئی ہے اور اس حدیث
کے اعیان زکوٰۃ وخمس کے مسئلہ مین کیا کہتے ہین کہ تمام امت کے اجماع سے
اس اصل اجماعی شرعی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اعمام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے اتحاد قطعی ابدی ہے اور فضیلت خلفاے
راشدین کا مسئلہ اور قطعیت وغیر قطعیت اور اجماعیت اور غیر اجماعیت
اور اوس فضیلت کے معنی اور صحابہ وتابعین اور علماے مجتہدین کے
اقوال پورے پورے کتب عقاید مین مذکور ہین اوس فضیلت کا اس مد
سے کیا لگاو ہے اوس کی یہہ دلیل نہین جو حق بات ہے باعتبار اصل واقع
کے اور اصول ثلثہ سے یقینی نکلے جیسے دونون جانب مین سے کسی
کی حمایت نہو بیان فرمائیے اللہ تعالی اوسکا اجر دیگا ۔

جواب تفضیل دو قسم کی ہے ایک تفضیل انواع واصناف کی ایک

دوسرے پر اور تفضیل اشخاص کی ایک دوسرے پر پہلی قسم اولاد شیخین اور اولاد نام
بزرگوار مین جاری ہو سکتی ہے اور تفضیل اشخاص کی آپس مین قطعی الانقطاع ہے بلکہ
تفضیل اشخاص غیر چند آدمیون کی خاصکر ثابت ہے۔ اب پہلی قسم سے بحث کرنا چاہیے
تفضیل باعتبار ثواب درجات آخرت کے موافق نصوص قطعیہ کے دائر نسب
پر نہین بلکہ تقوی اور ورع کا تابع ہے بموجب آیہ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اور
بموجب احادیث مشہورہ کہ لوگ سب کے سب فرزندن آدم ہین اور آدم مٹی سے
تھے کسیکو کسی دوسرے پر فضل نہین مگر دین اور تقوی سے ہے اور ممکن
ہے کہ ارذال کی اولاد کو اشراف کی اولاد پر دین و تقوی سے تفضل
ہو جاوے کیا خوب کسینے کہا ہے ؎ حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی است + اور جو تفضیل شرع مین معتبر
ہے یہی تفضیل ہے اور اس جگہ تفضیل کے قسمین اور ہین اور بعض
شرعی احکام ہین اونکا اعتبار وقوع ہوا۔ ایک نکاح کی کفاءت اس مین سب
قریش برابر ہین جیسا کہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہوا اور مشہور ہے کہ قریش
ایک دوسرے کے کفو ہین اور غیر قریش کفو قریش کے نہین۔ دوسرے
اعتبار شرف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریب انتساب
سے ہوتا ہے۔ اس مین بنی ہاشم دوسرون سے تفضیل رکھتے ہین۔
اس جہت سے خمسے سے ذوی القربی کا سہم انہین لوگون پر صرف ہونا
ٹھہرا اور ان پر زکوۃ حرام ہوئی۔

اب رہے بنی عبد المطلب اونہین دوسرون پر ایک اور شرافت ہے
جو حدیث میں آچکی جس کسیکو ولد عبد المطلب مین سے کسی پر ملک
حاصل ہو تو قیامت کے دن اوسکی مکافات کرونگا۔ ان لوگون کو شفاعت کا دوسرون پر

تقدم ہے بموجب پہلی حدیث کے سب سے پہلے جو میری امت کی شفاعت
کریگا وہ میرے اہل بیت سے ہے پھر الاقرب فالاقرب قریش سے اور ملا
قریب ہین اولاد عبدالمطلب کے برابر کوئی نہین ہوسکتا اولاد شیخین
عمین پر جو تفضیل دیتا ہے اگر اوسکو یہی معنی مراد ہین تو اوسکا بطلان
ظاہر ہے اور اگر دوسرے معنی ہین تو اوسے بیان کرے جس سے محل
نزاع معین ہوجائے اور دعاے خاص اولاد حضرت عباس کے حق ہین
بہی آئی ہے جیسا کہ مستفتی کے سوال مین مذکور ہے ظاہرا تنازع فیہ تفضیل
شیخین بموجب قول تفضیل اولاد شیخین کے ہے یہہ بہی صریح البطلان
اسواسطے کہ افضل کی اولاد کو افضل ہونا لازم ہے مگر اوس صورت
مین کہ تفضیل باعتبار قرب نسب کے ہو وہ یہان ایک سرے سے نہین
مسئلہ سرود اور غنا کے مقدمہ مین اگرچہ دف کے ساتھہ ہوا مین حنفیہ
کے روایات مختلف ہین مگر ارجح اور اقوی دلائل اور بہت ہی مشہور حدیثون
کے مطالعہ سے یہی امر ہے کہ سرود اور غنا مجرد مزامیر سے مباح
ہے اور دف تمام مزامیر مین سے مستثنی ہے اسواسطے کہ اوسکا
سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق صحیح ثابت ہے پس
عالم محقق کو چاہیئے کہ انہین روایات پر فتوے دے اور اولیاء اللہ
خصوصا اکابر چشتیہ نے اسی غنا کو سماع کیا ہے جسمین مزامیر و آلات نہ تھے
شیخ الانام ابن الہمام نے کہا حرمت تغنی کی مقید ہے اوس صورت کے
ساتھہ ہے جب لفظ مین ایسی چیز ہو جو حلال نہین مثل مرد کی تعریف
اور رنگائن کا عورت خوبصورت ہونا اور شراب کی تعریف جس سے
دل للچائے اور دائریات اور الحانیات اور مسلمان یا ذمی کی ہجو مگر جب نہ

شعر پڑھ دینا استشہاد کے لئے ہو یا فصاحت و بلاغت سکھانے کو ہاں یہہ جب
ملاہی ہے کہا جاوے تو منع ہوگا اگر مہ تغنی اور حکمت کے لئے ہو نہ اس تغنی کے لیے انتہی
فی شرح کنز الدقایق مین کہا تغنی مجرد مین اختلاف ہے بعض نے کہا مطلقاً حرام ہے
بعض نے کہا استفادہ قوافی و فصاحت کے لیے تغنی کا مضائقہ نہین بعض نے دفع
وحشت کیلئے جایز رکھا بشرطیکہ تنہائی مین ہو اور بطور لہو کے نہو اسی کیطرف سرخی
گیا ہے انتہی بدایع مین کہا سماع سرور کی اوقات مین تاکید سرور کے لئے جو اسی کیلیے
مباح ہے یعنی جبکہ وہ سرور بہی مباح ہو جیسے غنا روایام عیدین اور عرس مین اور
غائب کے آنے کے وقت اور ولیمہ اور عقیقہ اور بچہ کے پیدا ہونے اور ختنہ
کرنے اور ختم قرآن کے وقت انتہی۔

سوال۔ آیۂ وما اهل به لغیر الله کے کیا معنے ہین اور اس آیت کا مصداق کون چیز ہے۔

جواب۔ الله تعالی کا قول وما اهل به لغیر الله یعنے وہ سرے وہ جانور
جو پکارا گیا اور شہرت دیا گیا کہ غیر خدا کے لئے ہے خواہ وہ غیر خدا کوئی بت
ہو یا کوئی خبیث روح ہو کہ بہوگ کے طور پر اوسکے نام سے دیتے ہین خواہ وہ
جن ہو یا کسی گھر پر یا سرا پر مسلط ہو کہ وہان کے رہنے والے بغیر جانور کے
جان دینے اوس جن کی ایذا سے محفوظ نہین رہ سکتے یا تو سب کو نہین
جانے دیتا خواہ کوئی پیر ہو یا پیغمبر ہو جس کے لئے کوئی جانور زندہ مقرر
کر رکھا ہو یہہ سب حرام ہے صحیح حدیث مین وارد ہے جس نے غیر اللہ کیلئے
ذبح کیا وہ ملعون ہے یعنی جانور ذبح کرنے سے غیر اللہ کیطرف جو تقرب چاہتے ہو
وہ ملعون ہے خواہ ذابح جانور کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے اسلئے کہ جب
اوسنے اہانت کی شہرت دی کہ یہہ جانور فلان شخص کے لئے ہے اب

نام خدا کا ذبح کے وقت ذکر کرنا فائدہ نہ دیگا کیونکہ وہ جانور غیر اللہ کی
طرف منسوب ہوگیا اور اوس مین خبث پیدا ہو گیا جو مردار کے خبث سے
بڑھا ہوا ہے کیونکہ مردار نے بغیر اللہ کے نام کے ذکر کیے جان دی۔ اور
اس جانور کی جان کو غیر خدا کے لیے قرار دیکر مارا ہے۔ یہہ عین شرک ہے
جبکہ اس خبث نے اوس مین سرایت کی یہہ ذکر نام خدا سے حلال ہوگا
کیسی سور کی طرح اگر نام خدا سے ذبح کیے جائین حلال نہون گے۔ اور نکتہ
اس مسئلہ کی یہہ ہے کہ کسی جان کو جان پیدا کرنے والے کے سوا دوسرے
کے لیے نثار کرنا درست نہین اور کھانے پینے کی چیزین اور دوسرے مال کا
بھی دنیا اگرچہ از راہ تقرب بغیر اللہ حرام و شرک ہے پر ثواب اون کا بندہ کی
طرف پھر جاتا ہے تو دوسرے کے لیے کر دنیا جایز ہوا کیونکہ یہہ اپنے عمل کا
ثواب دوسرے کو بخش سکتے ہین جیسا کہ اپنا مال دوسرے کو دے سکتے ہین
اور اسی جہت سے اپنے مال کا دنیا مستوجب ثواب ہے جس سے لوگ نفع
لوٹھا ئین اور اس جہان سے جدا ہونے کے بعد مردے مال لینے سے
نفع اوٹھانے کے قابل نہین رہتے اون کو نفع پہونچانے کا طریقہ شرع
مین یہی قرار پایا کہ اموال مستحقون کو پہونچا کر اوس کا ثواب مردون کو
پہونچادین اور اون کی طرف عاید کر دین اور جانور کی جان زندگی مین نفع
اوٹھانے کے قابل نہین تو مرنے کے بعد بھی قابل انتفاع نہوگی۔ ہان
مردہ کی طرف سے قربانی کرنا صحیح حدیث مین آچکا ہے۔ لیکن اوسکے یہی
معنی ہین کہ جان خدا کے واسطے دین اور اوس کا جو ثواب ہو وہ مردے
کو بخشا جاسے نہ یہہ کہ جانور مردہ کے لیے ذبح کیا جاسے۔
اور بعضے نادان مسلمان اس جگہہ کج فہمی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ گوشت پکا کر

مردون کے نام دنیا بلاشبہہ جائز ہے اور اوس مردہ کے نام ذبح کرنے سے
بھی ہمارا اتنا ہی ارادہ ہوتا ہے۔ ان لوگون کے سمجھانے کو یہی نکتہ بس کرتا
ہے ان سے کہنا چاہیے کہ جب تم کسی جانور کو غیر خدا کے لیے نذر کرتے ہو
اگر اوس جانور کے بدلے اوتنا ہی گوشت خرید کر پکا کر فقیر کو کھلا دینے سے
تمہارے ذہن مین نذر ادا ہوتی ہے یا نہین ہوتی اگر کہتے ہو جاتی ہے تو سچ کہتے
ہو کہ تمہارا مقصود اس ذبح سے سواے مردہ کے لیے گوشت کھلا دینے کے اور کچھ نہین
ورنہ ذبح سے تقرب کرنا اوسکی نذر کا تم نے کیا اس سے صریح شرک لازم آتا ہے
اور اس آیہ کے لفظ مین جو قرآن مجید مین چار جگہ آئی ہے سوچ لینا چاہیے کہ "ما اہل
بہ لغیر اللہ" فرمایا ہے نہ ما ذبح باسم غیر اللہ پس جانور کا شہرت دنیا اس طور سے کہ
فلان گاے فلان بکری فلان کے لیے ہے اسکے ساتھ مین تمام خدا ذبح کرنا کچھ فائدہ
نہ دیگا اور اوس جانور کا گوشت حلال نہ ہوگا اور اہل کو ذبح کے معنی پر محمول کرنا فقہہ
اور عرف کے خلاف ہے۔ عرب کے لغت اور عرف مین ہرگز اہلال ذبح کے معنی مین
نہین آیا نہ کسی شعر مین نہ کسی عبارت مین بلکہ اہلال لغت عرب مین آواز ملبند کرنے
اور شہرت دینے کے معنی سے ہے جیسے اہلال اہلال کا استہلال طفل نو تولد کا
اور اہلال تلبیہ حج کا اور سواے اسکے مستعمل ہے۔ اگر کوئی کہے اہللت للہ سے
ہرگز ذبحت باسم غیر اللہ کے معنی نہین سمجھا جائیگا۔
اور بھی اگر اہل کو ذبح پر محمول کرین تو ذبح لغیر اللہ مراد ہوگا ذبح لغیر اللہ کہان سمجھا
جائیگا تاکہ ان لوگون کا مدعا حاصل ہوگا پس اس عبارت مین اہلال ذبح کر لینے پر
غیر اللہ کو باسم غیر اللہ بنانا کلام الٰہی مین قریب قریب تحریف کرنا ہے تفسیر نیشاپوری مین
کہتا ہے علما نے اجماع کیا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اوس سے تقرب غیر اللہ
کا ارادہ کیا وہ شخص مرتد ہو جائیگا اور وہ ذبیحہ ذبیحہ مرتد انتہی۔ اور جاہلیت کے زمانہ مین کافر

لوگ گہرون سے نکلنے کے وقت اور رستہ مین بتون کے نام آواز کیا
کرتے تھے جب مکہ معظمہ مین پہونچتے خانہ کعبہ کا طواف کرتے یہہ طواف
انکا ہرگز مقبول نتھا اسی واسطے حکم ہوا فلا تقربوا المسجد الحرام بعد
عامہم ہذا پس یہان بہی جب کہا اور شہرت دی کہ یہہ جانور فلانے کا
ہے اور اوسکے نام سے ہے اور اوسکے لئے مین کرتا ہون اور ذبح کے
وقت خدا کے نام سے ذبح کرایا ہرگز موجب اسکا نہوگا کہ علت اوس پر
مرتب ہو اور اسمین بہید کی بات یہہ ہے کہ عوام کے نزدیک ذبح کا جونسا
طریقہ مقرر ہے وہ اسبات کے لئے معین ہے کہ جانور کی جان جس کے
لئے منظور ہو پہونچ جاوے جیسے فاتحہ اور قل اور درود پڑہنا ماکولات
مشروبات کے ارواح کو پہونچانے کے لئے متعین ہے خواہ ارواح
کو ثواب ہی پہونچانے کی غرض سے ہو یا تقرب اور دفع شر و چاپلوسی
و خوشامد کے لئے ہو ہان نام خدا کا ذکر اوس جانور پر جب فائدہ دیگا
کہ غیر خدا کے تقرب کا قصد دل سے دور کرکے اوس کے خلاف شہرت
اور آواز دے اور کہے کہ ہم اس کام سے پہر گئے اب ہم اس بات کے
بیان کرنے پر آئے کہ سورہ مین لفظ بہ لغیر اللہ پر مقدم لائے
ہین اور سورہ مائدہ و انعام و نحل مین لغیر اللہ سے موخر اسکی وجہ یہہ ہے
کہ یہی قاعدہ ہے کہ باے جارہ متصل فعل دوسرے متعلقات سے مقدم
لاتے ہین کیونکہ یہان تعدیہ فعل کے لئے ہے مثل ہمزہ و تضعیف پس جہانتک
ہوسکے گا فعل سے ملاصق لاوینگے یہہ قرآن کی پہلی جگہ ہے کہ جہان سے انہ
اوسی اصل پر استعمال کیا اور دوسری صورتون مین جو کچہہ انکار مدار سرزنش
کا موقع ہے کہ غیر اللہ کے قصد سے ذبح مقدم آیا اسیواسطے باستی

تسمیہ اور الحمد کے فائدے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فائدہ۔ جابرؓ کی روایت سے ہر کام مین تسمیہ سے ابتدا کرنا برکت کا سبب ہے اور اوسکے اونیس حرف اونیس زبانیہ (موکلان دوزخ) سے نجات کا سبب ہین اور عبد اللہ بن مسعود رضہ کے قول سے تسمیہ کی تعلیم کرنی دوزخ کی آزادی کا سبب ہے اوستاد اور شاگرد اور اوسکے مان باپ کو۔

اور ابن عباس رضؓ کی روایت سے مرفوعاً ثابت ہے کہ جب کوئی شخص کسی ورطہ مین واقع ہوجاے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کہے اوس سے رہائی پاویگا۔ اور یہہ حدیث حضرت علیؓ کی روایت سے مرفوع ہے۔ اور حدیث کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یعنی ہر کام ایک حالت رکھتا ہے پس جس کام مین بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا نہ کیجاوے وہ کام اقطع یعنی مقطوع البرکت ہے۔ یہہ حدیث روایۃ صحیح کے ساتھ ابوہریرہ رضہ سے مرفوع ہے۔ اور عطار رضہ سے مروی ہے کہ رات کو گدہون کے پکارنے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہین۔ اور یہہ بھی آیا ہے کہ بسم اللہ امتعہ (سامان) اور البسہ (پوشاک جن) اور دوسرے نفیس اشیا کے واسطے مہر کا قایم مقام ہے یعنی جن کے استعمال سے سب اشیا محفوظ رہتے ہین اور اوس کے پڑہنے والے کو چار ہزار نیکیان ملتی ہین اور چار ہزار مرتبے حاصل ہوتے ہین اور چار ہزار گناہ عفو کیے جاتے ہین۔

اور دیلمی اور بیہقی نے شعب الایمان مین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص۔

اپنی اکثر حالت مین بسم اللہ کہنے کو استعمال مین لایا وہ بخشا گیا اور ابن عباس رضی اللہ
عنہما کی روایت مرقوم مین آیا ہے کہ بسم اللہ کی با کو مد سے لکھنا چاہیئے تا کہ شین
کے شوشون سے لکھنے مین شبہ نہو دیلمی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے معاویہ اپنے کاتب سے فرمایا اے معاویہ قلم کو آڑا رکھ
با کو بڑا کر لکھ سین مین فرق کر میم کو مت کر اللہ کو خوبصورت لکھ الرحمن
کو کھینچ الرحیم سنبھال کر لکھ اور ابو داؤد نے ایک کتاب مین روایت کی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جگہ گذر ہوا ایک کاغذ کا ٹکڑا زمین مین پڑا
تھا ایک نوجوان سے فرمایا جسنے ایسا کیا وہ ملعون ہے بسم اللہ کو مناسب
جگہ رکھو مراد یہ کہ احترام کے مقام پر اور خطیب نے انس رضی اللہ عنہ نے مرفوع
روایت کی ہے جو کوئی وہ کاغذ زمین سے اٹھاے جسمین بسم اللہ لکھی ہوی ہو تو وہ
شخص اللہ کے پاس صدیقین مین لکھا جائیگا اور اوسکے والدین اگرچہ کافر ہون اوسے
عذاب کی تخفیف ہوگی خواص الحمد للہ الحمد للہ راسی شکر ہے اور اونا قہ کے قصہ مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر اسی کلمہ سے ادا فرمایا ہے جبکہ طبرانی نے نواس بن سمعان سے
روایت کی ہے اور اس کلمہ کے خواص سے ہے کہ یہ قایم مقام دعا کی ہے جیسا ترمذی وغیرہ مین جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ
و نیز اس کلمہ کی خاصیت یہ ہے کہ میزان کو بھر دیگا و نیز حدیث مین آیا ہے تو یہ جنت کی قیمت ہے اور صدقہ جنت
کی قیمت ہے و نیز وارد ہے کل امر ذی بال لا یبدء فیہ بحمد اللہ فہو اقطع و نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے منقول ہے جو کوئی چھینک کے وقت الحمد للہ رب العالمین علی کل حال کہان کہیگا اوسکو داڑھ
اور کانون کا درد نہوگا و نیز مرفوعاً واثلہ بن الاسقع سے آیا ہے جو کوئی چھینک کے وقت الحمد للہ
کہنے کی جلدی کرے بیماری اور امراض سے شفا کا موجب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نذر کر لی تھی کہا نے پر اللہ کا جو حق شکر کا ہے ۔

رسالۂ معاد جسمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذي خلق الانسان من طين وجعل نسله من سلالة من ماء مهين ثم سوٰىه ونفخ فيه من روحه فاذا هو خصيم مبين ولذلك خلقهم وتمت كلمة ربك لاملان جهنم من الجنة والناس اجمعين ترجمہ پاک ہے اللہ جس نے پیدا کیا انسان کو ایک مشت خاک سے اور نسل اوسکی پیدا کی حقیر پانی سے پہر اوسکو ہموار کیا اور اوسمین روح پہونکی اپنی طرف سے پہر وہ جہگڑا ہو گیا اور اسی لئے کہ پیدا کیا اونکو اور تمام ہوا کلمہ تیرے رب کا اور البتہ ہم بہردین گے جہنم کو انسان اور جن سے نحمده على سراء وضراء ونشكره في الشدة والرضاء ونصلي على نبينا سيد الانبياء واٰله الاولياء واصحابه الاتقياء یعنی ہم حمد کرتے ہین خدا پاک کی خوشی اور غمی مین اور شکر کرتے ہین اوسکا مصیبت و راحت مین اور درود بہیجتے ہین اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ سردار ہین سب نبیون کے اور اونکی آل و اولیاء اور اون کے اصحاب و اتقیاء پر۔

اما بعد فقد كثر التشاجر في المعاد الروحاني والجسماني وزعم كل ما خالج

نفسه والتخذوا ما ثبت بالنص الصادق وراءهم ظهريا بل ظنوه
بمساعدة عقولهم المشوبة ما بوهم امرا فرزيا وجسوه محجوبا عن
العقول وشيئا عنها خفيا ولعمري انه عندي من الامور الظاهرة ثابت
بالدلائل العقلية الباهرة ولست اعني بالعقلية قواعد وضعها قوم على حسب
عقولهم كيف درب دقيقة لم تظهر على عقولهم بل اريد بها ما كان
مطابقا لنفس الامر باعتبار العقل ترجمہ حمد وصلوۃ کے بعد واضح ہو
کہ معاد روحانی اور جسمانی مین البتہ بہت بحث واقع ہوی ہے ہر شخص نے
اپنی سمجھ کے مطابق گمان کیا اور نص صادق سے جو ثابت ہوا اوس سے استدلال
کیا مگر اونہون نے اسمین ایک امر زیادہ گمان کیا ہے وہ یہہ کہ اپنی عقل
سے ایک پردہ اور مخفی سے ٹہرائی ہے حالانکہ ہم اپنی عمر کی قسم کہا کے
کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک معاد بالکل ایک ظاہر بات ہے جو ثابت ہے
دلایل عقلیہ باہرہ سے ہین تو اون قواعد عقلیہ سے نہین اتفاق کرسکتا
جنکو ایک قوم نے اپنی چند زعم وضع کیا ہے اور یہہ امر ہی کیونکر ہوسکتا ہی
کیونکہ بہت سی باتین اون کی عقل کے نزدیک نہین ظاہر ہین مگر انتظام ایسا کیا
گیا ہے جو فی نفسہ بروے عقل کے برابر ہے وبالجملہ فبسط الکلام موقوف علی
تمهيد اقوال بسطها سيكالولا في كتبه فمن شاء تفصيل تلك الاصول فليرجع
الى تصانيف المملوة نورا وصدقا اصل حقيقة النفس الانسانية
عندنا انها برزة للنفس الكلية مدبرة للنسمة والنسمة حالته في البدن
مدبرة له عاملة للقوى اصل الفصل القريب للانسان هو الفيض المعتمد
على الصورة الحيوانية بهذه القوى والبواقي كالشروط لوجوده لا تبدلاني
اصل اصل الذي به زيد زيد وعمرو عمرو عند التحقيق ليس هي المشخصات

بل نحو البرزۃ الذی بہ صار ھذہ البرزۃ نفس زید وتلک نفس عمرو و
ومن ھنا یتبین ان الحرکۃ فی الکم موضوعھا شخص الانسان المتقوی من
نفس حقیقۃ واحدۃ مع مادۃ ما بھیمۃ وانما المادۃ شرط المتقوم بھا
وتحصلھا وظھور احکامھا نحو البرزۃ باقیۃ والامثال متجددۃ فتأمل جدا
فانہ دقیق وبالتامل حقیق ترجمہ حاصل کلام یہہ کہ اس بیان کی تشریح
تہوڑی تمہید پر منحصر ہے جسکی تشریح والد بزرگوار نے اپنی کتب مین کی ہے
پس جسکو ان اصول کی تفصیل دیکھنی منظور ہو وہ جناب والد ماجد کی کتب کا مطالعہ
کرین لیکن جاننا چاہیئے کہ اصل حقیقۃ النفس نزدیک ہمارے وہ
واسطے نفس کلیہ کے اور نفس کے لئے مدبر ہے اور داخل اور مدبر بدن ہے
اور وہ حامل قوی ہے اصل مفضل انسان کیلئے وہ فیض ہے جو کہ متحد اوپر
صورت حیوانیہ کے ساتھ اس قوی کے ہے اور باقی مثل شروط کے
ہے واسطے وجود ابتدائی کے اصل الاصل وہ شئی ہی جو کہ زید اور
عمرو کے ساتھ ہی وقت تحقق کے اور وہ نہین ہے مشخصات سے بلکہ وہ
مثل برزہ کے جو کہ ہو گیا یہہ برزہ نفس زید اور عمرو کا پس اس جگہ سے
واضح ہے یہہ امر کہ حرکت فی الکم کے موضوع وہ شخص انسان جو کہ متقوی ہے
نفس حقیقہ واحدہ سے ساتھ کسی مادہ بہیمیہ کے اور مادہ اوسکے لئے ایک
شرط ہی متقومہ کیلئے ۔ اور حصول اور ظہور احکام اوسکی مثل برزۂ باقیہ کے ہی
اور مثال اوسکی بہبت سے ہے پس تامل کر بہت اسلئے کہ یہہ مسئلہ بہت دقیق ہے
لایق تامل کے ہے ۔
اصل معنی الموت انفکاک النسمۃ عن البدن انفکاک النفس عن النسمۃ
فاحفظ ۔ اصل لما کان من خاصیۃ ھذہ البرزۃ ان تحل فی النسمۃ لا یمکن

ان تصير مجردة محضة ولكن تتقوم بالنسمة فقط وتكون كالانسان الذي
قطعت يداه ورجلاه دون الاعضاء الر التي هي معنى صورة الانسان
اصل كم من شيئ تقتضيه الحكمة الالهية فى العالم كاستحالة الخلاء فان الانسان
اذا مص القارورة فالهواء يخرج منه حتى اذا لم يبق للتخلخل مساغ ويكون
التخلخل الزايد عليه غير مناسب لحقيقة الهواء فحينئذ يحصل انقصاء
القارورة وكذا الكلام فى النفخ فى القارورة حتى اذا لم يبق للتكاثف حد
فى حكم الطبيعة الهواء فحينئذ انقصمت القارورة ويتفطن من نهاك
ان الامراض وان حلت النسمة فانها لا تصل الى البنية حالة لا يمكن للنفس
ان يتعلق بها فاذا تحللت بحيث لم يمكن تولد النسمة مات الانسان ولا
يصل التحلل الى حد يمنع تعلق النفس بها ان قلت الحيوان الارضي لا يتعلق
النسمة ببدنه حتى يكون له غشاء فهل نهاك اغشية قلت لا ادري اكثر
من ان كل با فى الطبيعة الكلية ان يكون فى حفظ هذه البنية فانه لابد ان
يكون من حكم الطبيعة لكثير من النظار ترجمہ اصل معنى موت کے
یہہ ہے کہ انفکاک ہونا نفس کا بدن سے نہ یہہ معنی کہ انفکاک ہونا نفس کا
نسمیہ سے یہہ مسئلہ قابل یاد رکھنے کے ہے اصل جبکہ یہہ امر ثابت ہے
کہ خاصیت برزہ کی حلول ہونا نسمہ مین پس نہین ممکن ہے کہ ہو جاوے وہ
مجرد محض لیکن فقط قایم ہوگا نسمہ سے یہہ مثال اوس قبیل سے ہے
کہ مثلاً ایک انسان جو کہ کہانے گئے دونون ہاتھ اور پاؤن اوسکے نہ
اعضا رئیسہ جو کہ درحقیقت معنی صورت انسان ہیت سی شئی کہ مقتضی
ہے حکمت آلہی کو عالم مین جیسا کہ استحالہ خلا پس انسان جبکہ چوستا ہے قارورہ
کو تو نکلتی ہے اوس سے ہوا یہانتک نہین باقی رہتا ہے و اسطے تخلخل کے

کنجایش اور ہوتا ہے تحلیل زاید اوپر اوسکے غیر مناسب واسطے حقیقت ہوا کے
پس اسوقت پیدا ہوتی ہے واسطے قارورہ کے ایک آواز ایسی نغمہ کے
صورت مین قارورہ مین یہانتک کہ نہین باقی رہتا ہے واسطے تکاشف کے
کوی حد حکم مین طبیعت ہوا کے اوسوقت ہوتا ہے انفقاوت واسطے قارورہ
کے پس معلوم ہوا بیان سے یہ کہ امراض اگرچہ محلول ہے نفس مین لیکن وہ
امراض مین پہونچتے ہین طرف منبنیہ کے ملول ہوکر اسلئے کہ نہین ممکن ہے
واسطے نفس کے کہ متعلق ہوبساتھہ اوسکے پس جب کہ تحلل ہوگا اسطرح
تو نہین ممکن ہے تولد نفس کا تو مرجائیگا انسان اور نہین پہونچیگا تحلل اس حد
کو جو منع کرے متعلق ہونے نفس کا ساتھہ اوسکے پس اگر کہا جائے
کہ حیوان ارضی نہین متعلق ہوتا ہے نسمتہ ساتھہ بدن اوسکے کے یہانتک
کہ ہوا اوسکے لئے غشاء پس دیا اگرچہ غشاء ہے اوسکے جواب مین یہہ
کہا جائے گا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ اکثر کل وہ شئی جو کہ واجب ہی طبیعت
کلی مین ہو ہیچ حفظ اس بنیت کے اسواسطے ضرور ہے کہ حکم طبیعت کیلئے ہو
بہت سے نظائر۔ اصل تکون النسمۃ بعد الموت حالتہ للقوی وھٰذا کما
قال الشیخان ابو علی وابو نصر ان النفس تتعلق بجسم ھوای حتی یصح بھا
التخیل والتوھم فکذلک نقول تبقی قوۃ الحس المشترک فی النفس ویحصل
لھا العلوم السمعیۃ والبصریۃ بمنزلۃ الحدث فی النتیجۃ وبمنزلۃ الاوھام
الحادثۃ من مشاھدت القرآن۔ اصل ما دامت النفس من عالم
البرزخ فانھا تعذب وتنعم بوجوہ بادراک عقلی وھی فقط و
بانتشاء صور وانتقال تحدث بھا بتخیل شبح المعانی کما یحدث
فی المنام وبالھام الملائکۃ جمعت عزلتھا علی انعامھا وایلامھا تتولد

من عزميتها من تخيل النفس تلك الاشباح حقيقة عجيبة تسمى بفتح روضة
من رياض الجنة او حفرة من حفرات النيران ترجمہ ہوتا ہے
نسمہ بعد موت کے حامل واسطے قوت کے اصطلاح کہا شیخ ابو علی اور شیخ
ابو نصر نے کہ نفس متعلق ہوتا ہے ساتھ جسم ہوائی کے یہانتک کہ صحیح ہوتا ہے
اوس سے تخیل اور توہم اصطلاح ہم کہتے ہین کہ باقی رہتی ہے قوت حس مشترک
نفس مین اور حاصل ہوتے ہین اوسکے لئے علوم سمیۃ اور بصیرت غیرا زحدس
نتیجہ مین اور بمنزلہ اونام حادثہ کے مشاہدہ قراین سے اصل جب تک عالم
برزخ مین ہوتا ہے اوسکے لئے تعذیب اور تنعیم ہے چند وجہ سے ادراک
عقلی اور وہمی سے ہوتا ہے یا ساتھہ انتشار صور اور اشکال کے حادث ہوتا
ہے اوس سے تخیل اشباح معانی کے جیسا کہ منام مین اور الہام ملائکہ سے
ہوتا ہے پہر جمع ہونے عزمیت اوسکی انتقام اور ایلام پر تولد ہوتا ہے عزمیت
سے اوسکے اور تخیل نفس سے یہہ اشباح حقیقت عجیبہ جسکو روضۃ من ریاض
الجنۃ یا حفرۃ من حفرات النیران کہتے ہین اصل اذا اراد اللہ تعالی بعد اماتۃ
اهل العالم وحدوث القيامت ان يحشر الناس لاسباب خفية لا تكاد تفيظ
سيما في هذا المختصر فانه يفيض على الارواح فيضا جسليا من قبيل مثال
نوع الانسان وحدوث هيئة في العالم تفيض قوت في الارواح وكمالها
فحينئذ يعود الى الارواح صحتها وتذاهب السيات عنها فيقتضى تمام
اجسامها فحينئذ يخرج اجسامها بمنزله شجرة قطعت حتى لم يبق منها
الا الدوحة ثم جاء مطر وهواء مناسب فنبتت من الدوحة الاغصان
والازهار والاوراق على الوجه الطبيعي فان كان هناك بدن ارضي له
نوع مناسبة بالنفس الناطقة والنسمة الهوائية يكون هو مطيها ومتعلقها

والانشاء لها بابدن وصحابها ناما مناسبا لها اصل اذا حشر واقوى فى
هذه الاجسام حكم المثال وشبه المثل الانسانية ويغلب حكم انواع فينشا
المحاسبات والمناقشات اصل السر فى انواع التعذيبات والتنعيمات
اقتضاء النفس كمالها من كل جهة من القوى الجسمانية والروحانية
فيتبع كل قوة ما يلتذ به فيقضى اليه بكل ما تلتذ به كل قوة والله اعلم

اصل اللہ تعالے جب ارادہ کریگا بعد موت اہل دنیا اور حدوث قیامت کے اوٹھانا لوگون کے واسطے اسباب حقیقت سے ارواح مین ایک فیض پہونچائیگا از قبیل مثال نوع انسان کے اور حدوث ہیئۃ کے عالم مین ایک قوت پہونچیگی ارواح مین اور کمال اوسکے عود کریگا طرف ارواح کے صحت اونکی سے اور جاتی رہینگی سیئات اون سے پس مقتضی ہوگا تمام ہونے اجسام اونکے اوسوقت نکلینگے اجسام اون سے مثل ایک درخت کاٹے ہوے کے اور یہانتک کہ نہین باقی رہیگا اون سے مگر وہ درخت پھر آئیگا پانی اور ہوا جس سے اوگین گے درخت سے شاخین اور کلین اور پتیان اور بروجہ طبیعت کے پس ہوگا اسوقت جو کہ بدن ارضی ہے واسطے ایک نوع مناسب ساتہہ نفس ناطقہ کے اور نسمہ ہوائی ہوگا مطیع اور متعلق اوسکے ورنہ پیدا ہوگا واسطے اونکے ایک بدن جو اوسکے مناسب ہو۔ اصل اور جبکہ حشر یعنی داخل ہونگے یہہ قوے اون اجسام مین شبہ انسانیہ سے اور غالب ہوگا حکم نوع کا تو پیدا ہون گے محاسبات اور مناقشات آصل سر انواع تعذیبات اور تنعیمات مین اقتضاء نفس یعنے چاہنا نفس کا کمال اپنا ہر جہت سے قوت جسمانی اور روحانی سے پس تابع ہوگی ہر قوت اوس چیز کا کہ جس سے حاصل ہو لذت پس مقتضی ہوگی ہر قوت طرف اوس چیز کے جس سے اوسکو لذت حاصل ہو واللہ اعلم۔

رسالۂ تفضیل

مسئلہ تفضیل ریاض النضرۃ مین درباب احوال حضرت علی ابن
ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فصل سابع جوکہ بیان افضلیت مین سے
لکھتا ہے یعنی فصل سابع جوکہ بیان افضلیت کے ہے اوس مین لکھتا
ہے کہ تحقیق جمع ہوے علماء اہل سنت سلف وخلف کے اوپر اس بات
کے کہ علی کرم اللہ وجہ افضل الناس ہین بعد عثمان کے اور یہہ امر اون
قبیل سے ہے کہ اسمین کسی کو اختلاف نہین ہے اور حالانکہ اگر اختلاف
ہے تو حضرت علی اور حضرت عثمان کے باب مین اور اختلاف کئے بعض
سلف نے بیچ فضیلت حضرت علی اور حضرت ابو بکر کے اگر کیا اوسکو
ابو عمرو بن عبد البر نے کتاب الصحابہ مین اور کہا ابو القاسم عبد الرحمن بن
الحباب السعدی نے کتاب الحجۃ لسلف مین کہ انس امت مین صدیق
جو کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اس بارے مین ابو عمرو
نے ظاہر اسب کے خلاف کیا ہے اور کون خلاف کرسکتا ہے اسمین
کہ فضیلت حضرت علی کی اوپر ابو بکر کے ہے اور حالانکہ یہہ ذکر کیا اپنی
کتاب مین تعریفاً نہ تصریحاً اور اس قسم کا عقیدہ جوکہ لکھتا ہے وہ ابو شحیا
ہے اور ابو سعید اون مین سے ہے کہ جنھون نے روایت کیا ہے حضرت
علی سے اسبات کو کہ ابو بکر خیر الامت ہین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سکے اور کیونکہ یہہ عقیدہ ہو سکتا ہے کہ حضرت علی بہتر ہین حضرت ابو بکر
سے اور حالانکہ حضرت علی سے یہہ روایت مروی ہے کہ خیر الامت
ابو بکر ہین۔ یعنی جبکہ یہہ امر ثابت ہوا کہ اہل سنت کا اجماع ہے اس امر پر
کہ حضرت ابو بکر خیر الامت ہین تو اس سے معلوم ہوا کہ ابن عمر نے نہین
روایت کی اون حدیث متقدم کو جسکا ذکر ہے باب ثلاثہ مین نفی افضلیت
کی بعد حضرت عثمان کے اور دلالت کرتا ہے یہہ امر اوپر اس بات
کے کہ بعض طرق حدیث مین آیا ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا
کہ یا ابا عبد الرحمن پس علی یعنی علی کس درجہ مین ہین ابن عمر نے کہا
کہ علی اہل بیت سے ہین نہین قیاس کیا جا سکتا ہے کوئی علی ساتھہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ مین خدا اے بزرگ کے نزدیک
خداوند تعالی فرماتا ہے کہ جن لوگون نے ایمان لایا ہے اور پیروی
کی اونکی ذریات نے اون کے ساتھہ ایمان کے البتہ لاحق کرینگے ہم
ساتھ اون کے ذریات اون کی اور فاطمہ ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے درجہ مین اور علی ساتھہ فاطمہ کے علیہما السلام روایت
کی اس حدیث کو علی بن نعیم مصری نے انتہی اس عبارت سے
صریح مستفاد ہوتا ہے کہ یہہ کلام ابن عمر کا رد مین کلام اوس شخص کے ہے
کہ وہ نفی تفضیل حضرت علی کی بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سمجھا تہا
لیکن حاصل کلام ابن عمر کا یہہ ہے کہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ تین صحابہ کی تفضیل بترتیب جانتے تھے اور باقی کے حق مین سکوت
کرتے تھے اور حقیقت مین فضیلت بعد عثمان رضہ کے حضرت علی کی ہے باقی
صحابہ سے اسواسطے حضرت علی اہل بیت سے ہین اور اہل بیت کو صحابہ

قیاس نہین کر سکتے تھے مرتبہ مین ساتھہ نص تفضیل سواے اون کے کے پس چاہیئے کہ اعتقاد اسی پر رکھنا اور دوسرون پر حضرت علی کی فضیلت چاہیئے جاننا اور بہت سے ایسے مسائل ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے جن سے صحابہ نے کچھہ اوس سے بحث نہین کی ہے یہہ مسئلہ بھی اوسی قبیل سے ہے۔

لفظ احد جو بعد لا یقاس ہم کے ہے یہہ ریاض النضر مین موجود نہین ہے جو کہ جاے تمسک ہو سکے اور جو کچھہ کہ لکھا ہے صاحب رسالہ نے کہ ہدایت کیا ہمکو طرف منع عظیم شئے کے متوجہ ہونے اوپر جمیع اولہ کے اوپر افضلیت ثلثہ کے اسکی بنا اوپر دو چیز کے ہے ایک وہ ہے کہ لفظ احد اس جگہہ موجود ہو حالانکہ موجود نہین دوسرا یہہ ہے کہ الفاظ حدیث ابن عمر مروی اصحاب یا مانند اونکے کے ہون یہہ امر بھی خلاف واقعہ کے ہے بلکہ اصح الفاظ وہ ہین جو کہ بخاری نے روایت کی ہے کہ روایت کی یحیی بن سعید نے نافع سے اور نافع ابن عمر سے کہ ابن عمر نے بیان کیا کہ ہم پسند کرتے تھے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بہتر جانتے تھے سب سے ابو بکر اور عثمان کو اور ترمذی مین دونون لفظ واقع ہین اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ وہ منع وارد نہین ہو سکتا ہے اور یہی اس قسم کی گفت و شنید ابن عمر کی روایت مین ہے فقط جمیع اولہ متمسک اس باب مین ہرگز منع نہین کیا جا سکتا ہے اسواسطے اُن اولہ مین الفاظ ناصیہ اور عموم امت کے وارد ہوتے ہین اور اصرح یہہ الفاظ حضرت علی کی روایت مین وارد ہین روایت ہے عبد خیر سے وہ کہتے ہین کہ سنا مین نے علی کو اتفاق حال پر جو کہ وہ منبر پہ خدا کی حمد اور ثنا بیان کرینگے

تہے کہتے تہے کہ تبلا دیتا ہون تمکو بہتر اس امت کے بعد نبی علیہ السلام
کے ابو بکر ہین اور اونکے بعد عمر ہین اور اگر چاہتے ہو تو بیان کردون
تیسرے کا بہی نام تو بیان کیا تیسرے کا بہی نام روایت کی اسکو خثیم نے
اور اسی طرح بیان کیا سماک نے ابی موسی سے اور ایک روایت مین
اسطرح آیا ہے کہ حضرت علی نے بعد ذکر حضرت ابو بکر اور عمر رضہ کے سکوت
فرمایا راوی کہتے ہین کہ اس سکوت سے ہمنے جانا کہ حضرت علی نے اپنے
کو مراد لیا ہے جحیفہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت علی نے کہ خبر دیتا ہون
تمکو افضل اس امت سے وہ ابو بکر اور عمر ہین پہر بیان کیا دوسرے
شخص کو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ نہین وفات پاے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک پہچان لیا ہم نے اس امر کو کہ افضل ہمارے
سے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر ہین اور نہین وفات پائے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک جان لیا ہمنے اسبات کو
کہ ہمارے مین بہتر بعد ابو بکر کے عمر ہین اور نہین وفات پائی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ پہچان لیا ہمنے بہتر ہمارے کی بعد
عمر کے وہ دوسرا شخص ہے لیکن انکا نام ذکر نہین کیا۔ بیان کیا اس
روایت کو حافظ سلفی نے اور ایسے ہی ریاض النضرہ مین ہے ابن عمر
سے ایک روایت ہے کہ کہا اونہون کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حیات ہی مین کہا کرتے تہے کہ افضل امت محمد صلی اللہ علیہ و
سلم کے بعد آنحضرت کے ابو بکر ہین پہر عمر اور پہر عثمان روایت کی موافقا
مین ابو داؤد و حافظ نے حضرت علی سے مروی ہے کہ کہا اونہون

سے کہ مہاجر اور انصار کا اجماع ہے اس امر پر کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے بہتر حضرت ابو بکر ہین اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اس بیت سے جو اسو قت ہے ۔

حضرت علی سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ ہم حیات مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے اور اصحاب سے تھے آگے کہ ہم بیان کرتے تھے کہ بہتر اس امت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر ہین اور عمر اور عثمان ہین پس پہونچی یہہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پس نہ انکار کیا آپنے اس بات کو روایت کی اوسکی خیثمہ اور حاکم نے حاصل کلام منع کرنا اسکا او پر ایک روایت عبد اللہ بن عمر کے ہے وہ بھی مرجوح ہے اور اکثر روایات اوسکے دوسرے لفظ سے وارد ہوے ہین جو کہ فائدہ بخش نہین ہے اور روایات دوسرے صحابہ کے علی الخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیا جواب ہو سکتا ہے

رسالہ اصول مذہب ابی حنیفہ رحؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس رسالہ مین یہہ امر عجب پر لطف ہے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے حفظ مذہب سے متاخرین نے جس بات کو اختیار کیا ہے مخالف مذہب اُس سے فتحیاب نہین ہو سکتا ہے چنانچہ چند اصول اس قسم کے ہین کہ متاخرین پر جو اعتراض صحیح حدیث سے ہو سکتے ہین ان اصول سے وہ اعتراض دفع ہو جاتے ہین۔

قاعدۂ اول خاص مبین ہے یعنی جسکے بیان کی کوئی ضرورت ہو پس اس تعریف سے دلیل قراءت فاتحہ نماز اور فرضیت اطمینان وغیرہ کی رد ہوگئی کیونکہ لفظ اسجدوا اور اقرؤا خاص مبین ہے اگر اس جملہ مین معنی خاص کا لحاظ کیا جاے تو البتہ لاحق ہونا لازم آئیگا خاص کو اس صورت پر بیان کرنے سے اپنی پوری تعریف پر باقی نرہیگا۔ اور حدیث مشہور نامی دوسرے قاعدہ یہہ ہے کہ زیادہ علی الکتاب نسخ ہے اور نسخ نہین ہوتا ہے مگر کسی آیت یا حدیث مشہورہ سے۔ تیسرا قاعدہ یہہ ہے کہ حدیث مرسل ہے جو موقوف ہو ہے کہی صحابہ کے بیان مین۔ چوتھا قاعدہ یہہ ہے کہ کثرت روایت اور راوی کے باعث سے حدیث کی صحت کی ترجیح نہین دیجاتی ہے بلکہ راوی کی سنفیت اور علم پر حدیث کی ترجیح ہوا کرتی ہے پانچوان قاعدہ یہہ ہے کہ جرح قبول نہین ہوتا ہے تا وقتیکہ اوسکے لیے کوئی مفسر نہو کیونکہ جرح اور تعدیل اکثر اجمالی ہوا کرتی ہے۔

چھٹا قاعدہ یہہ ہے کہ بعض کتب مین ابن الہمام کے قول کو بخاری

اور مسلم نے صحیح نہین کہا پس ہمارے لئے اوسکا قبول کرنا ضرور نہین
کیونکہ بہت سے راوی اس قسم کے ہین جو اون کے اجتہاد مین لوگون
کو اختلاف ہی دوسری وجہ یہہ ہے کہ جسپر بخاری اور مسلم نے کسی جگہہ پر
جرح کرکے اوسکی عدالت ثابت کی ہے وہ ہمارے امام کی نزدیک
غیر عادل ثابت ہوا ہے ویسا ہی انہون نے جسکو ضعیف کہا ہے یا غیر ثقہ
ثابت کیا ہمکو ضرور نہین کہ ہم بہی اوسکے غیر ثقہ اور ضعف کے قایل ہون
کیونکہ بہت سے راوی پر اونہون نے جرح کی ہے حالانکہ وہ عادل اور
ثقہ ہین اسوجہ سے اونکے قول پر اعتماد نہین کرسکتے مگر جن امور کو ہمارے
امام نے ذکر کیا اسپر ہمکو عمل کرنا ضرور ہے ۔
ساتوان قاعدہ یہہ ہے کہ بعض ائمہ کا قول ہے اگر کسی مسئلہ مین
ابوحنیفہ اور صاحبین کا قول ہو اور حدیث صحیح بہی موجود ہو تو امام کے
قول کا اتباع ضرور ہے نہ حدیث کا اسواسطے کہ ہمکو گمان اس امر کا ہے
کہ ابوحنیفہ اور صاحبین نے اعتراض کیا حدیث سے اوسکے صحیح ہونے
پر ہم یہہ نہین گمان کرسکتے کہ اونکو یہہ حدیث نہین ملی اسلئے کہ امام صاحب
کا زمانہ قریب زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور آپ تمام علوم مین
سب سے زیادہ تر ماہر بہی تھے ۔ آٹھوان قاعدہ یہہ ہے کہ اکثر
روایت کرنے والے حدیث کے فقیہہ نہین اور جو حدیث قابل راے ہے
اور اس مین راے کو دخل ہو وہ قابل قبول نہین ۔ نوان قاعدہ
یہہ ہے کہ عام قطعی وہ مثل خاص کے ہے پس عام خاص نہین ہوسکتا ہے
کسی خاص سے پس بہ تقدیر خاص لازم آیگا نسخ عام کا ہان البتہ جس صورت
پر عام مخصوص بعض ہو اوس صورت مین یہہ امر مقصور ہے حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو کوئی اس حال مین مرا کہ وہ قایل ہے لا الہ الا اللہ کا تو وہ داخل ہوگا
جنت مین اسکو مسلم نے روایت کیا یہہ حدیث ظاہراً دلالت کرتی ہے کہ
ایمان فقط تصدیق ہی کا نام جیسا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا بھی
ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو خون سے بھی لازم آتا ہی
جا ہے وہ خون کیسا ہی ہو یہہ حدیث دلیل ہے حنفیون کے لئے توٹ جانی
وضو کے نکلنے نجس کے دونون راہون سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے کہ جب تم پاےخانہ کو جاؤ تو قبلہ کے طرف منھہ نکرو اور نہ اوس طرف
بیٹھہ کرو پھر جاؤ شرق یا غرب کے طرف یہہ حدیث متفق علیہ ہی یہہ حدیث
بھی موافق مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کہ اپنے بعض ازواج سے تقبیل فرماتے تھے اور پھر اوسی حالت مین
نماز پڑھ لیا کرتے تھے دوبارہ وضو نہین کرتے تھے اس حدیث کو ترمذی
نے اس حدیث سے روایت کی امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ مس عورت سے
وضو نہین ٹوٹتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بعد وضو
کے مس ذکر سے وضو رہتا ہی یا نہین آپ نے فرمایا نہین وہ ذکر مگر تیرے
بدن کا ایک ٹکڑا ہے روایت کی اس حدیث کو نسائی اور ابو داؤد اور
ترمذی نے اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ مس ذکر ناقض
وضو نہین فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر کی نماز بہت روشنی
کے وقت پڑھا کرو اسمین ثواب عظیم ہے روایت کی اس حدیث کو ترمذی
نے یہہ حدیث بظاہر مذہب امام ابو حنیفہ کے موید ہے اور بڑی حجت
ہے شافعیہ پر۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارے مین کہ امام ضامن
ہے اور موذن امانت دار ہے اسے بار الٰہی راہ ہدایت بتا امام کو اور
مغفرت کر موذنون کو یہہ حدیث تائید کرتی ہے امام ابو حنیفہ کے مذہب
کے اس امر پر کہ مقتدیون کی نماز موقوف ہی امام کی نماز پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی کہ آپ نماز دو رکعت نماز مغرب مین
سورہ اعراف پڑہی ہے اس حدیث کو نسائی نے روایت کی ہی یہہ حدیث
دلالت کرتی ہے کہ مغرب کا وقت تنگ نہین ہی یہہ موافق مذہب ابو حنیفہ
کے ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسلئے مقرر کیا ہے
کہ تم اوسکی اقتدا کرو جسوقت وہ تکبیر کہے تم بہی تکبیر کہو (مراد اللہ اکبر) اور
جسوقت وہ قرآن پڑہے تم خاموش رہو روایت کی اس حدیث کو ابو داؤد
اور نسائی نے یہہ حدیث تائید کرتی ہے مذہب ابو حنیفہ کے کیونکہ اونکی
مذہب مین امام کے ساتھہ مقتدیون پر قراۃ نہین ہے فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اعتماد کرنے نماز یکا دونون ہاتھہ سے زمین پر جسوقت رکوع
سے سجدہ کو جاوے یہہ حدیث موافق مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے ہے
کیونکہ ہاتھہ سے ٹیکا لگانا مذہب ابو حنیفہ مین منع ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کی نماز پڑہے اوسکو چاہیئے کہ بعد فرض جمعہ
کے اور چار رکعت پڑہے روایت کی اس حدیث کو مسلم نے اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت بعد فرض جمعہ کے چار رکعت ہی اور یہی
مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا ہے ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جو کوئی سو جاوے نماز وتر سے اوسکو چاہیئے کہ پڑہ لئے جسوقت جاگے
اس حدیث سے امام ابو حنیفہ نے تمسک کی وتر کے وجوب ہونے پر

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی تم مین سے بے وضو ہو جائے اور بیٹھ چکا ہو آخر نماز مین قبل سلام پھیرنے کے پس پوری ہو گئی نماز اوسکی روایت کی اس حدیث کو ترمذی نے یہہ حدیث موافق مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے ہے کیونکہ اونکے نزدیک لفظ سلام کے ساتھہ باہر آنا نماز سے فرض نہین ہے علقمہ کہتے ہین کہ مجھسے ابن مسعود نے کہا کہ تمہارے ساتھہ ایسی نماز پڑہون کہ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہی ہے پس پڑہی اونہون نے نماز اور رفع یدین نہین کی مگر ایک مرتبہ شروع تکبیر مین یہہ حدیث مؤید ہے مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے لئے کیونکہ مذہب حنفیہ مین رفع یدین نہین ہے مگر ایک بار شروع تکبیر تحریمہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما شروع کرتے تھے الحمد للہ رب العالمین کے ساتھہ یہہ حدیث مؤید ہے حنفیہ کیلئے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ مین داخل نہین ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضہ بھی نماز بسم اللہ ہی سے شروع کرتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے نماز پڑہی اور اوسمین سورۂ فاتحہ نہین پڑہی پس وہ نماز ناقص ہے اس لفظ کو تین بار فرمایا یہہ حدیث مؤید ہے مذہب امام ابو حنیفہ کے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ نہ پڑہنے سے لفظ خداج فرمایا ہے یعنی نماز ناقص ہے اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کا پڑہنا فرض نہین ہے اگر فرض ہوتا ہو دوسرا اور کوئی لفظ فرماتے مثل فساد یا عدم جواز کے پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز مین سورۂ فاتحہ کا پڑہنا واجب ہے نہ فرض اسواسطے یہہ امر واضح ہے کہ ترک نے فرض کے موجب نقصان صلوۃ نہین بلکہ موجب عدم جواز ہے مذہب ابی حنیفہ

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا جسکو ایک رکعت نماز ملی اوسکو سجدہ ملگیا اور جس سے سورۂ فاتحہ فوت ہوی اس سے فوت ہوگئی خیر کثیر روایت کی اسکو مالک رحمۃ اللہ نے یہہ حدیث دلیل ہے اسبات پر کہ سورۂ فاتحہ نماز مین فرض نہین ہے جیسا کہ یہی مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے سورۂ فاتحہ نماز مین نہین پڑہی وہ نماز نہین یہہ حدیث بہی ہوئی اور موافق مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاصلوۃ اگر اس سے مراد نفی اصل ہے تو لفظ فساد درست نہین ہوسکتا اسواسطے بلحاظ فرضیت زیادہ پڑہنا سورۂ فاتحہ سے کوئی بہی قائل نہین پس اس سے لازم آیا کہ مراد نفی سے نفی کمال کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزۂ نفل سے افطار کیا اوسکو چاہیئے کہ قضا کرے اوسکا روایت کی اسکو امام احمد رحمۃ اللہ نے یہہ حدیث دلیل ہے مذہب امام ابوحنیفہ کے کہ نفل روزہ ہو یا نماز لازم ہوجاتی شروع کرنے سے۔

رسالۂ غنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرمت غنا مین کلام خدا اور احادیث سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا ناطق ہین خداوند تعالے
ارشاد فرماتا ہے کہ بعض لوگ خریدتے ہین لہو حدیث تا کہ گمراہ ہو خدا کی
راہ سے معالم التنزیل مین عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس اور حسن اور عکرمہ
اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے نقل کیا کہ مراد لہو الحدیث سے غنا اور مزامیر
اور معازف ہی اور مدارک مین آیا ہی کہ ابن عباس اور ابن مسعود دونو قسم
کہا کے کہتے ہین کہ لہو الحدیث وہ غنا ہے اور در المعانی مین لکہا ہے کہ لہو الحدیث
سے مراد غنا اور مزامیر ہے اور کشاف مین لایا ہی کہ لہو الحدیث غنا اور
تعلیم موسیقیات ہی اور معنی مین لکہا ہی کہ لہو الحدیث غنا ہے اور غنا حرام ہے
اسکو جایز اور حلال جاننے والا کافر ہے اور تفسیر تعلیمی مین لایا ہے کہ
لہو الحدیث غنا و ضرب اور بربط و اوتار اور طنبور ہے یہہ سب اسی نص
سے حرام ہی اور جس نے اونکو حلال جانا پس وہ کافر ہے وجہ دلالت کرنے
حرمت پر اس آیت کریمہ کے یہہ ہے کہ حق تعالی نے غنا کو لہو الحدیث سے
ذکر کیا اور اسی لفظ سے اوسکی تعبیر کیا اور لہو سواے تین قسم کے جو مشہور ہے
اور سب قسم کے لہو حدیث اور قرآن سے حرام ہی خدا پاک توبیخاً فرماتا ہے کہ کیا
تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث پیدا کیا ہی یعنے کہیل کود کے واسطے ۔
فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ کل لہو جو انسان اوسکی ساتھہ لعب کرتا ہی حرام ہی مگر تیر اندازی اور تعلیم
گہوڑے کی گہوڑ دوڑ اور لعب اپنی بیوی سے یہہ سب حق ہین روایت کی اس حدیث کو

ترمذی اور ابن ماجہ اور داری سے ۔ اور جو لوگ اسکی اباحت کے قائل
ہین اور کہتے ہین کہ یہہ آیت حرمت غنا پر مطلقاً دلالت نہین کرتی ہے
کیونکہ مدلول اس آیت کی حرمت غنا اسوقت ہی کہ غنا بطریق لہو ہو ورنہ
حرام نہین یہہ قیاس باطل ہے اسلئے کہ جب لہو الحدیث غنا کے ساتھ
تفسیر کیگئی ہے تو غنا لہو الحدیث ہی ہے پہر قید معنر سا نہ مفسر کوئی
معنی نہین رکہتا ہے ایسی ہی جو لوگ ظاہر آیت سے قید کے خیال سے
کہتے ہین کہ غنا مطلقاً حرام نہین ہے بلکہ جسوقت ہودی با فعال ہو اسوقت
حرام ہے یہہ قیاس بہی باطل ہے اسواسطے جبکہ غنا لہو الحدیث ثابت
اور متحقق ہو چکا تو اوسکی حرمت مین کوئی شک نہین ہو اور قید کرنا مثلاً
کے ساتہہ یہہ وہم اور خیال ہو اس قسم کی قید اوس قبیل سے ہی جو اس
حدیث مین وارد ہے اسواسطے یہہ امر واضح ہو کہ الحاد مطلق اور زنا مطلق
دونون حرام ہین پہر ملل الحاد فی الحرام اور زنا عورت ہمسایہ کے ساتھ
زیادہ تر حرام ہے اور آیت کریمہ مین نہایت تشنیع اوس جماعت کی سبب
یہ ہے کہ لہو الحدیث فی نفسہ حرام ہے واسطے تضلیل کے اوسکو اختیار کیا
ہے حالانکہ اباحت اصل غنا پر دلالت نہین کرتی ہے عالمگیری مین جواہر
الفتاوی سے لکہا ہے کہ سماع اور رقص وغیرہ مزامیر جس پر ہمارے
زمانہ کے صوفیائے کرام کا عمل ہے حرام ہو اوسکی طرف قصد کرنا ناجایز ہے
اور ایسی مجلس مین شریک ہونا بہی جایز نہین ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے
شعبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لعن اللہ المغنی والمغنی لہ اور طبرانی اور خطیب بغدادی نے روایت
کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] غنا اور سماع [illegible]

اور سنن الہدی مین ابن عمر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع کیا ہے غنا اور اوسکے سننے سے اور مغنی مین لایا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنا اگاتا ہے نفاق کو جیسا کہ
پانی اگاتا ہے گہاس کو احیاء العلوم معاذ بن جبل سے ایک روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باطل کر دیتا ہے اسلام کو لہو اور
غنا طبرانی نے امیر المومنین حضرت عمر رض سے روایت کی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی گانیوالی بد ہے اور اوسکا گانا سننا حرام ہے
بیہقی نے شعب الایمان مین ایک روایت جابر سے نقل کی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنا نفاق کو ایسا پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی
زراعت کو حقایق مین ہے کہ مجرد غنا اور سننا اوسکا معصیت ہے مضمرات
مین لکہا ہے کہ غنا کو جو کوئی مباح سمجھے وہ فاسق ہے اور اختیار الفتاوی مین
لکہا ہے کہ غنا کل ادیان مین منع ہے محیط مین لکہا ہے کہ تغنی اور تصفیق اور سننا
اوسکا حرام ہے اور اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے اختیار الفتاوی مین
لکہا ہے کہ مکروہ ہے ترجیع ساتہہ قرارت قرآن کے اور مکروہ ہے سننا
ایسی قرارت کا اسلئے کہ یہہ مشابہہ ہے ساتہہ فعل فسقا کے اور فسق
اونکا وہ تغنی فی القرارت ہے فتاوی بیہقی مین لکہا ہے کہ تغنی اور سننا اوسکا
اور ضرب دف اور جمیع انواع ملاہی حرام ہے اور جو کوئی اوسکو حلال
جانے وہ کافر ہے خدا ہدایت کرے زاہدا ورا ون جہال کو جو اس مین
مبتلا مین خوف ہے اوسکے کفر کا جامع الفتاوی مین ہے کہ سننا ملاہی کا اور
شریک ہونا اسمین اور رقص اور بجانا مزامیر کا یہہ سب حرام ہے جو کوئی
اوسکو حلال جانے وہ کافر ہے حمادیہ مین نافع سے نقل کیا ہے کہ غنا حرام ہے

سب ادیان مین اور نہایہ مین لکہا ہے کہ تغنی اور طنبور اور بربط اور دف
اور جو کچھہ اوسکے مشابہہ ہو سب حرام ہے اور معصیت ہے بنص قرآن سے
کہ خدا تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ بعض لوگون مین وہ شخص ہے کہ خرید تا ہے
لہو الحدیث کو تاتارخانیہ مین لتتمیہ سے منقول ہے کہ پوچہا گیا امام حلوائی
سے کہ بعض لوگون سے اپنا صوفیہ نام رکہا ہے اور اپنا لباس بہی خاصکر رکہا
اور لہو اور رقص کا مشغلہ رکہتے ہین اور اپنے لئے ایک مرتبہ قرار دیا ہے
اوسکے جواب مین امام حلوائی نے کہا کہ بہتان باندہے اونہون نے خدا پر
جہوٹ کا پہر لوگون نے پوچہا کہ اگر یہہ لوگ راہ مستقیم سے پہرے ہوے ہین
تو یہہ شہر سے نکال دیئے جائین جس سے عام لوگ انکے فتنے سے بچین فرمایا
کہ دور کرنا ایذی اولی اور بہتر ہے صیانت سے اور مثال اسکی دیانت
سے یہہ ہے کہ برے کی اچہے کا تمیز ہونا اولی اور بہتر ہے اور یہہ سب روایتین
منقول ہین اوس رسالہ سے جسکو عالم فاضل مولانا فرخ سیر ہندی نے اس
باب مین تالیف کیا ہے مگر روایت معدن اور ہدایہ کی کہ ان روایت کو
انہین کتابون سے مین نے نقل کی ہے کہا مولانا ممدوح نے اوسی رسالہ
مین کہ حرمت غنا پر مشتہر علما کا اتفاق ہے اور اوسی رسالہ مین تفصیل وار
اسما اون علما کے بیان کیا اس جگہ بخوف تطویل مینے اونکا نام نہین لکہا

رسالہ بیع کنیزان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلام لونڈی باعتبار ملک اور عدم ملک کی چہہ قسم ہین اول وہ ہین کہ مسلمان دار الاسلام سے دار الحرب مین جا کر کفار حربی خواہ مرد ہون یا عورت صغیر ہون یا کبیر گرفتار کرکے دار الاسلام مین لے آوین یا کفار حربی دوسرے ملک کفار حربی سے گرفتار کرکے لے آوین ان دونون صورتون مین گرفتار کرنے والے مسلمان ہون یا کافر مالک ان غلام اور لونڈی کے ہو جائینگے اور بیع اور رہن اور ہبہ اور وطی بے نکاح جمیع تصرفات کے مالک ہو جاوینگے شرح وقایہ مین لکھا ہے کفار جس وقت قید کرلین بعض اونکی نے بعض کو اور لیلیوین اونکے مال اور بعیر کو یا غالب ہو جاوین ہمارے مال پر اور لیجاوین اپنے شہر مین تو مالک ہو جائینگے وہ ان پر اور مالک ہو جائینگے ہم ساتھہ غلبہ کے اون کے مال اور حر کے دُر مختار مین لکھا ہے کہ اگر کوئی کافر دوسرے کافر کو دار الحرب مین قید کرے اور مال اوسکا لیلے تو بسبب غلبہ کے مال مباح کا وہ مالک ہو جاویگا اور اگر یہہ مال ہمارے ہاتھہ لگے تو بسبب مباح ہونے اوسکے مال کے اوسکے ہم مالک ہو جائینگے دوسری قسم اسکی یہہ ہے کہ کفار حربی اگر اپنی اولاد یا کسی قرابتی کو فروخت کرے اور مسلمان اونکو اپنی جگہ مین خرید لیین دار الاسلام ہو یا دار الحرب اس قسم مین علما کا اختلاف ہے یعنی اختلاف اس امر مین ہے کہ اس قسم کی کنیز شرعًا لونڈی ہوسکتی ہے یا نہین اصح اور اقوی

دلیل یہہ ہے کہ اس قسم کی کنیز لونڈی ہو سکتی ہے اسکی بیع
اور ہبہ اور رہن اور وطی بے نکاح اس سے جائز ہے چنانچہ
یہہ امر دلیل صحیح سے ثابت ہے لیکن بعضون نے اس قسم کا
کنیز کے بارہ مین یہہ شرط لگائی ہے کہ یہہ کنیز اوس صورت مین
کنیز ہو سکتی ہے جب کفار حربی اپنی اولاد اور قرابتی کو فروخت
کرے اگر اون کے یہان اسکا رواج ہو ورنہ یہہ بیع درست نہین
اور بعضون کے نزدیک یہہ شرط نہین ہے غرض کہ اس قسم کی
شرط اگر متحقق ہوجاوے تو فبہا ورنہ انکے حکم رقیت کے لئے
ان کے رواج کا کوئی اعتبار نہین اسواسطے روایت ارجح اور اقوی
سے یہہ امر ثابت ہے کہ حربی دار الحرب مین حکم حطب اور صید کا رکھتے
ہین حطب اور صید جسکے ہاتھ لگ جاوے وہ مالک ہو ہی جاتا ہے غرضکہ اس
قسم کے کفار حربی جو کوئی پکڑ لے وہ مالک ہو جاتا ہے لیکن استیلاء اور غلبہ اور
انتقال دار الحرب سے طرف دار الاسلام کے شرط ہے چنانچہ ہدایہ وغیرہ کتب
سے یہہ امر واضح ہے کہ ملک ثابت ہوتا ہے بعد احراز دار الاسلام کے اور
استیلاء ثابت ہونے اسیر ید حافظہ اور ناقلہ کے اگر کوئی مسلم دار الحرب مین امن
لیکر داخل ہوا اور وہان سے کسی حربی کو دار الاسلام مین جبراً خرید لایا تو وہ اوسکا
مالک ہوجائیگا لیکن اکثر مشایخ کا یہہ قول ہے کہ دار الحرب مین اوسکے خریدنے سے
مالک نہین ہو سکتا ہے اور کرخی رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ اگر یہہ بیع حربی کے یہان جائز ہو
تو یہہ بیع جائز ہے اور جو اونکے یہان یہہ بیع ناجائز ہے تو یہہ بیع جائز نہین ایسا ہی محیط مین لکھا
ہے اس عبارت سے اسکی طرف اشارہ ہے کہ کفار دار الحرب مین حر ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ
دار الحرب مین بھی وہ غلام ہین اور جو انپر کوئی بادشاہ نہین ہے تو حکم اونکا جیسا کہ آبق

وغیرہ کتب مین ہے اور ایسا ہی جامع الرموز مین بھی لکھا ہے اور جو داخل ہے دار الحرب مین اور خرید او سنے اپنی بہن یا بیٹی کو اگر یہہ حکم اونکے بیان سے درست ہے تو خیر اور اگر ناجائز ہے تو خریدنا اوسکا نہین جایز ہے ایسا ہی کتاب البیع ملتقط مین لکھا ہے تیسری قسم یہہ ہے کہ کنیزک کی اولاد بھی مملوک ہوجاتی ہین جیسا کہ اونکی مان مملوک ہوتی ہین اسلئے کہ کتب فقہ مین لکھا ہے کہ ولد تابع ہے مان کی حریت اور رقیت مین لیکن یہہ اوس صورت پر ہے کہ یہہ ولد مالک یا ذی رحم مالک سے پیدا نہو اسواسطے اگر ان دونون سے پیدا ہوگا تو آزاد ہوجائیگا بموجب حکم حدیث کے یعنے اگر کوئی اپنے ذی رحم کو خرید لے تو وہ آزاد ہوجاتا ہے۔

چوتھی قسم اسکی یہہ ہے کہ کفار ذمی یعنی بادشاہ اہل اسلام کے ہون اور وہ اپنی اولاد یا کسی قرابتی کو فروخت کرین اور انکو مسلمان خرید کرین یا حربی کسی ملک دار الاسلام سے گرفتار لاے جاوین تو انپر ملک ثابت نہین ہوسکتی اور نہ یہہ غلام لونڈی مین داخل ہوسکتے ہین اسلئے کہ یہہ سب دار الاسلام مین حر ہین پس جسصورت مین یہہ لوگ دار الاسلام مین حر قرار پاچکے تو انپر ملک کسی مسلمان یا کافر کی ثابت نہین ہوسکتی چنانچہ در المختار کے باب الاستیلاء مین لکھتے ہین اگر اہل حرب ذمی کو گرفتار کرکے لاوین دار الاسلام سے تو اونکے مالک نہین ہوسکتے اسواسطے کہ ذمی دار الاسلام مین حر ہین۔

پانچوین قسم اسکی یہہ ہے کہ جاریہ مجہولۃ الحال ہو معلوم نہین کہ اہل حرب سے ہے یا ذمی سے اگر یہہ جاریہ صغیرہ ہے یعنی حد بلوغ کو نہین پہونچی تو اس صورت مین قول قابض کا معتبر ہوگا اور جو بالغہ ہے تو قول اوس بالغہ کا معتبر ہوگا چنانچہ یہہ امر روایات اشباہ و انظار سے معلوم ہوتا ہے یعنی اگر جاریہ صغیرہ مجہول ہے تو حال اوسکا مرجع ہوگا طرف صاحب ید یعنی قابض کے اور اگر وہ کبیرہ ہے تو فیصلہ اوسکے اقرار کے موجب ہوگا اور جو اوسکا حال معلوم ہے تو اسمین کوئی

سیئہ کا حال یہہ ہے کہ حدیث مین وارد ہے یعنی برا کام یہہ ہی جو دین مین نئی بات
نکالی جاوے اور یہ سب بدعت اور گمراہی ہے روایت کی اسکو مسلم نے اور
بدعتی جو اس قسم کی بدعت اختراع کرتے ہین اونکا حال یہہ ہے کہ جو کوئی اس
قسم کی بدعت اختراع کرے اسپر خدا کی لعنت ہے اور اسکی عبادت فرایض اور
نوافل درگاہ الٰہی مین مقبول نہین جیسا کہ حدیث مین وارد ہے کہ جو کوئی مدینہ
مین نئی بات نکالے یا کسی بدعت کو جگہ دیوے اسپر خدا اور ملائکہ اور سب
لوگونکی لعنت ہے خدا اوسکی عبادت نہین قبول کرتا ہے روایت کی اسکو
کو طبرانی نے ابن عباس سے اور بزار نے ثوبان سے اور یہی حدیث ہے
کہ جو کوئی نئی بات دین مین پیدا کرے اور وہ شریعت سے نہین ہے تو وہ باطل ہے
روایت کی اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت
عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور نیز حدیث مین بدعتی کے یہہ حدیث وارد ہے
کہ جس نے نئی بات دین مین نکالی اوس سے خدا اور خدا کا رسول راضی نہ
ہوگا گناہ اسکا مثل عمل کرنے والے کے ہوگا روایت کی اس حدیث کو ابن
ماجہ نے عمرو بن عوف اور بلال بن حارث سے -

سوال - مجلس تعزیہ داری مین بہ نیت زیارت و گریہ و زاری حاضر ہونا اور
ایسی مجلس مین شریک ہوکر مرثیہ اور کتاب سننا اور فاتحہ اور درود پڑھنا
جایز ہے یا نہیں -

جواب - مجلس تعزیہ داری مین بہ نیت زیارت اور گریہ و زاری کے
حاضر ہونا جایز نہین ہے اسواسطے مجلس تعزیہ داری جائے زیارت نہین ہے
کہ اوسکے لئے حاضر ہونا موجب نیکی ہو بلکہ یہہ کپڑا چین جاہلونے ہاتھ سے بنائے
ہین قابل ازالہ ہین نہ لایق زیارت چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے جو کوئی دیکھے

سوال بدون بنانے قبر و تعزیہ فقط اوس مکان مین جہان کہ تبرک صحیح مثل موے مبارک کے رکہا ہویا نہو تو ایسے مکان کو مجلس گریہ ترتیب دینا اور اخبار اور احادیث صحیحہ شہادت جناب سید الشہدا کا ذکر کرکے گریہ و زاری کرنا اور ختم کلام اللہ کرنا اور پنج آیتونکا پڑہنا اور فاتحہ درود پڑہکر بیانہ دینا جایز ہے یا نہین ۔

جواب بدون بنانے تعزیہ وغیرہ کے فقط اوس مکان مین کہ تبرک صحیح مثل موے مبارک کے رکہا ہو مجلس گریہ و زاری کی مرتب کرنا اور وہان فاتحہ درود پڑہنا یہہ بہی جایز نہین اسلئے کہ یہہ بہی بدعت سیئہ ہے اور فقط ذکر کرنا احادیث صحیحہ شہادت کا اور ختم کلام اللہ وغیرہ پڑہنا مضائقہ نہین اور تبرک صحیح مانند موے مبارک کے اکثر جاے صحت کو نہین پہونچا پس تبرک ہونا اوسکا بنا براوہام عوام کالانعام کے ہے اوسکو تبرک جاننا نہ چاہیئے جب تک کہ تبرک ہونا اوسکا ثابت نہو اعتقاد اوسکی صحت کا نکرنا چاہیئے اور جب تبرکیت اوسکی مفقود ہوی محض مجلس گریہ و زاری کی کرنی رہی اور وہ مجلس مرتب کرنی فقط واسطے گریہ و زاری کی سلف سے منقول نہین ہوئی اور اگر تبرک صحیح مثل موے مبارک وغیرہ کے کہین پیدا ہو تو اوسکی زیارت کیلئے جانا مضایقہ نہین ۔

سوال عشرہ محرم مین ترک زینت و لذت کا کرنا اور صورت محزون اور غمگین مثل ماتم زدون کے بنانا جائز ہے یا نہین ۔

جواب ترک کرنا زینت اور لذات کا مثل نہ کہانے پان اور گہی اور گوشت وغیرہ کے نہین درست جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ۔

سوال مدد و اعانت تعزیہ داری وغیرہ کی کرنی اور خود یا بمن خاطر یا پاس خاطر قرابتی یا بسبب ہمسائگی اور یگانگی اور تعزیہ داری مین اسباب مستعار دینا جایز ہے یا نہین ۔

جواب مدد کا اس ہو تا معلوم نہیں جیسا [illegible] وغیرہ مین [illegible]
قرابت یا بسبب ہمسایگی اور ہمسایگی [illegible]
دینا جایز نہین اسلئے کہ اعانت معصیت پر ہوتی ہے اور اہانت [illegible]
سوال جو کوئی مرثیہ اور کتاب اور نوحہ خوانی کرے خواہ اجرت [illegible]
اجرت اوسکے لئے شرع سے کیا حکم ہے ۔
جواب مرثیہ خوانی اور کتاب خوانی بھی جایز نہین کہ اکثر احوال غیر واقعی
اور آنحضرت نے مرثیہ سے منع بھی کیا ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اسلئے
نوحہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے کہ حدیثون مین وعید آیا ہے اسپر کہ لعنت کی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت نوحہ کرنیوالی اور سننے والی پر اور اجرت
مرثیہ خوانی وغیرہ پر حرام ہے اسلئے کہ قاعدہ شرع کا ہی کہ اجرت لینی معصیت پر
درست نہین جیسے کہ مزامیر و غنا کہ حرام ہین اور اجرت لینی بھی اون پر حرام ہے
اسیطرح ان چیزون پر بھی حرام ہے ۔
سوال مہندی کہ شب یازدہم ربیع الثانی مین روشن کرتے ہین اور منسوب
بجناب حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کرتے ہین اور نذر
نیاز اوسپر ادا کرتے ہین اور فاتحہ وغیرہ بھی پڑھتے ہین یہ جایز ہے یا نہین
جواب روشن کرنا مہندی حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
کا بدعت سیئہ ہی جیسے خرافات اور قباحت تعزیہ داری مین ہین وہی
مہندی کی نسبت بھی متصور ہے اور فاتحہ پڑھکر ثواب روح طیبہ پر پہونچانا
فی نفسہ جایز ہی لیکن مہندی پر فاتحہ درود پڑھنا بے ادبی سے خالی نہین
نذر غیر خدا اپنے اوپر لازم کرنا درست نہین جیسا کہ حدیث شریف
مین آیا ہے یعنی نذر نہ مانا کرو اسلئے کہ نذر سے نہ ٹلتی تقدیر [illegible]

لیکن اس سے اتنی بات ہوتی ہے کہ اسکے ذریعہ سے بجمیل سے کچھہ نکالا جاتا ہی

سوال ہندی بدعت حسنہ ہی یا سئیہ اگر سیئہ ہی تو سب برابر ہین یا کچھہ فرق ہے اور اسکی برائی حد معصیت کو پہونچتی ہے اور فاعل اوسکا مرتکب کبیرہ کا ہے یا مکروہ کا یا فاعل اوسکا مرتکب صغیرہ کا ہے۔

جواب یہہ تمام امور بدعت سیئہ ہین اور تفاوت امور بدعیہ مین اعتبار مفسدہ کے ہے جس بدعت مین کہ مفسدہ زیادہ تر ہوتا ہے برای اوسکی زیادہ ہوتی ہے اور جس بدعت مین کہ مفسدہ کم ہوتا ہے برای اوسمین کمتر ہوتی ہے اگر مرتکب بدعت بدعت کو نیک سمجہا ہے اور قربت خدا کے اوسمین جانتا ہی تو مرتکب اوسکا خارج دائرۂ اسلام سے ہے چنانچہ حدیث شریف سے کتاب ابن ماجہ مین وارد ہے معلوم ہوتا ہے یعنی روایت ہے حذیفہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ بدعتی کا روزہ اور نہ نماز و صدقہ و حج اور عمرہ اور جہاد اور فرض اور نفل نہین قبول کرتا ہی بلکہ وہ اسلام سے نکل آتا جیسے کہ بال گندہے ہوے آٹے مین سے نکلتا ہے بدعتی عام ہے اعم ازین کہ بدعت کو احداث کیا ہو یا اوسکو پسند کرتا ہو اور حدیث ابن ماجہ مین یہہ بہی آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی اللہ اوسوقت تک نہین قبول کرتا ہے عمل صاحب بدعت کا جب تک کہ اوسکو ترک نکرے مرتکب بدعت کو مثال فرمایا ہے حدیث مین اگر ضلالت اوسکی اس حد کو پہونچے کہ اوسمین و عیدنار آیا ہو تو وہ شخص مرتکب کبیرہ کا ہے والا صغیرہ کا اور یہہ فرق اسصورت مین ہے کہ بدعت کو اچہا سمجہے یعنی اچہا سمجہنے والا کافر ہوتا ہے دونو صورت مین جیسا کہ اوپر صریح فرمایا ہے کہ اگر مرتکب بدعت بدعت کو نیک سمجہتا ہی اور قربت خدا کی اوسمین جانتا ہی تو مرتکب اوسکا خارج دائرہ اسلام سے ہے۔

سوال تعزیہ وغیرہ کے آگے شیرینی وغیرہ نیاز کا کہانا لاکر وہان فاتحہ دیتے ہین اور شب عاشورہ مین حلوے کی قابین نیچے ضریح اور تعزیہ کے رکہتے ہین اور صبح کو تبرکا اوسکو تقسیم کرتے ہین یہ سب افعال جائز ہین یا نہین۔

جواب حلوا وغیرہ جو تعزیہ وغیرہ کے آگے لاتے ہین اور اوسپر نیاز دیتے ہین اور رکہا رہنے دیتے ہین اور شب عاشورہ کی قابین حلوی کی تعزیہ کے تخت پر رہنے دیتے ہین اور صبح کو اوٹہا کر تقسیم کرتے ہین سبب لیجانے اوسکے آگے یعنی تعزیہ وغیرہ کے بلکہ آگے قبور حقیقیہ کے بہی مشابہت ساتہہ کفار اور بت پرستون کے ہوتی ہے اور اسی جہت سے اسمین کراہت پیدا ہوتی ہے۔

بیان ماخذ مذاہب ائمہ اربعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم وعلی آلہ وصحبہٖ ذوی الفضل الجسیم ؛

حمد وصلوٰۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آل اور اصحاب صاحب فضیلت کے بعد یہ بات جان تو خدا تجہپر رحم کرے کہ ائمہ مجتہدین جو بحث کرنیوالے دلائل شرعیہ اور اوسکے ماخذ کے ہین جبکہ اونہون نے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعارض اور آثار صحابہ اور تابعین کے مختلف اور وہ عام ماخذ ہے اور اکثر اختلاف اوسکے احکام مین دیکہا تو نہایت متحیر ہوے بہ سبب دریافت کرنے اس تعارض اور اختلاف کے اونکی رایین مختلف ہوگئین پس اختیار کیا امام مالک رح نے ایک طریقہ کو بسبب مضبوط ہونے اوسپر اہل مدینہ کے اسلئے مدینہ بیت رسول ہے اور وطن ہے خلفاء راشدین کا اور مسکن ہے اولاد صحابہ اور اہل بیت کا اور وحی اوترنے کی جگہہ اور اہل مدینہ زیادہ تر وحی کی معنی جانتے ہین پس جو حدیث اور آثار مخالف اون کے عمل کے ہین اونکا منسوخ ہونا ضرور ہے یا وہ ماول ہے یا مخصص یا محذوف القصہ ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوس طریقہ کو اختیار کیا جس پر مضبوط پایا اہل حجاز کو اور مشغول ہوے ساتھ اسکے درایت سے اور قیاس کئے بعض روایت کو ایک حال پر اور بعض کو دوسرے حال پر اور مسلک تطبیق جہانتک ممکن ہوا اختیار کیا پہر جب مصر اور عراق کی طرف گئے اور

بہت سی روایتین اون شہرون کے فقہاون سے سنین تو بعض ان روایتون
کو اہل حجاز کے قول پر ترجیح دیئے اور دو قول اپنے مذہب مین بیان کئے
ایک قدیم دوسرا جدید ۔ اور امام احمد حنبل نے اوس طریقہ کو اختیار کیا جس سے
جاری کرین اوس حدیث کو اوسکی ظاہری حالت پر لیکن خاص کیا ساتھہ
موارد اوسکے کہ معلوم ہوا اتحاد علت کے اور اپنے مذہب کو اوپر خلاف قیاس
کے جاری کیا اور اختلاف حکم کو مع عدم تفارق کے اسواسطے نسبت کیا
اپنے مذہب کو طرف ظاہریہ کے ۔ اور اختیار کیا امام ابو حنیفہ اور اسکے
تابعین رحمہم اللہ علیہم نے اوس طریقہ کو جس سے ایک امر صریح ظاہر ہے
اور اوسکا بیان یہہ ہے کہ جیسا ہمنے شریعت مین تتبع کیا تو دو قسم کے
احکام پائے ایک تو وہ قسم ہے جو کہ ایک قواعد کلیہ منتظمہ ہے جیسا کہ ہمارا
قول ہے کہ نہین اوٹھاتا ہے کوئی بوجھ دوسریکا اور جیسا کہ غنم ساتھہ غرم
کے ہے یا جیسا کہ خراج ضمانت سے ہے یا اعتاق مین احتمال ہے کہا ہے فسخ کا
یا ایجاب وقبول سے بیع تمام ہو جاتی ہے اور بینہ یعنے گواہ واسطے مدعی کے
اور حلف منکر پر ہے ایسی مثالین بہت ہین ومنھا ما وردت فی حوادث جزئیۃ
واسباب مختصۃ کے بنا بمنزلۃ الاستثناء من تلک الکلیات فالواجب علی
المجتہد ان یحافظ علی تلک الکلیات اما احکام المخالفۃ لا ندری اسبابہا وخصوصہا
علی الیقین فلا یلتفت الیہا اور دوسری قسم حوادث جزئیہ اور اسباب مختص ہین
وارد ہین وہ ان کلیات سے بمنزلہ استثناء کے ہے پس مجتہد پر واجب
ہے کہ ان کلیات کی حفاظت کرے اور ما سوائے ان کلیات کے ترک
کرے اسواسطے کہ شریعت اور حقیقت عبارت ہے ان کلیات سے جو احکام
مخالف ہین جنکے اسباب اور خصوصیات ہمکو یقیناً نہین معلوم ہین اونکی طرف

تفعات نکرنا چاہیئے مثال اسکی یون سمجہنا چاہیئے جیسا کہ شروط فاسدہ سے بیع باطل ہوجاتی ہے یہہ ایک قاعدہ کلیہ ہے اور جو کہ قصۂ جابر کا وارد ہے اونکی کیفیت یہہ ہے کہ جابر نے دو اونٹ مدینہ تک دو سوار ہونے کے لئے خریدے پس اسصورت مین اونٹ کی بیع قصۂ شخصیہ جزئیہ ہے یہہ معارض نہین ہوسکتا ہے اس قاعدہ کلیہ کے بالیسے حدیث مصرط کی معارض نہین ہوسکتی ہے جو کہ ثابت ہے قطعاً شرع سے اور اس قسم کے مسایل بہت ہین اس بیان سے عمل اون حدیثون کا ثابت ہوا جو کہ وارد ہوے ہین اس طریق جزئی پر لیکن وہ لوگ پروا نہین کرتے ہین اوس سے بلکہ شمار کرتے ہین اجتہاد اور محافظت کو اوپر کلیات کے اور درج کئے جزئیات کو ان کلیات مین جہانتک کہ ہوسکیگا اور یہہ کلام اجمال اسکی تفصیل طویل ہے نہین گنجایش اسکی اس وقت اوسکی تفصیل سے حکایت طاہر خمی کی برہان شاہ کے ساتہہ کہ جس نے مذہب امامیہ کی دعوت کی اور کہدیا تہا کہ اگر تو اثنا عشری مذہب اختیار کریگا تو تیرا بیمار لڑکا اچہا ہوجاے گا پہر برہان شاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ حضرت نے فرمایا تیرا لڑکا اچہا ہوگیا طاہر کے کہے ہوے پر عمل کر اسکو تاریخ فرشتہ سے نقل کرکے اہل سنت والجماعۃ سے اوسکی جواب کی درخواست کی اسکا پہلا جواب یہہ ہے کہ یہہ سوال اور اشکال کئی مرتبہ فقیر کے سامنے کیا گیا اسکے جواب مین کئی تحریرین ہوچکین جو مجکو نہ اسوقت یاد نہ میرے پاس اونکی نقل موجود لیکن اسوقت مین اسی اشکال کے حل مین اوس نہج سے لکہا جاتا ہے جو کافی ہو بلکہ اس قسم کی کئی اشکال جو واقع ہوا کرتے ہین اونکو دور کردے اور اس اشکال کے کہول دینے سے پہلے ایک مقدمہ یاد رکہنا چاہیئے اوسکی بعد حل اشکال

خلاف متواتر ہونا چاہیے وہ مقدمہ یہہ ہے کہ ہمارے نزدیک علم کے
تین سبب ہین ایک حواس سلیمہ دوسرے سچی خبر تیسرے عقل اور الہام
ہمارے نزدیک اسباب علم مین سے نہین جس سے کوئی چیز صحت پاوے
عقاید نسفیہ اور اوسکی شرح مین ایسا ہی لکہا ہے فقہا نے کہا ہے شریعت
کے چار ادلہ ہین کتاب سنت اجماع قیاس حاصل یہہ کہ الہام اور کشف
اور رویا جو الہام و کشف دونون سے زیادہ ضعیف ہے نہ احکام شرعیہ
کی دلیل ہو سکتی ہے نہ امور واقعیہ کی دلیل ہو سکتی ہے بلکہ الہام اور کشف
اور رویا اسوقت مین ان ادلہ اربعہ شرعیہ مین سے کسی کے معارض پڑے ہے تو
اوسکو رد کر کے انہین دلائل ہفتگانہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ الہام
اور کشف اور رویا مین احتمال ہے کہ دیکہنے والے اور نقل کرنے والے نے
غلطی کی ہو اور دیکہنے اور نقل کرنے والے کے اکیلے ہونے کے سبب سے اوس کا
تدارک نہین ہو سکتا اور دلایل ہفتگانہ مین غلط فہمی کا احتمال ضعیف ہے کیونکہ
یہان تامل کرنے والون اور تحقیق کرنے والون اور غور کرنے والون کی کثرت
کے سبب سے اوسکا تدارک بہت اچہی طرح ہو سکتا ہے اور اسی قاعدہ کی بنا پر شیخ
عز الدین بن عبد السلام مقدسی جو مشاہیر علمای شافعیہ سے ہین اور قواعد
کبری اور دوسرے مفید تصانیف کے مصنف ہین اونہون نے
جبکہ ایک شخص سے یہ بات سنی کہتا تہا کہ مین اپنی لڑکیون کے کار خیر مین پریشان
تہا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکہا فرماتے ہین
کہ فلان جگہ پر ایک خزانہ دفن ہے اوسے کہود کر نکال لے اور پانچوان حصہ
زکوۃ کا ادا نہ کر بلکہ سب کا سب اپنے خرچ مین لا تو حکم دیا کہ اوس خزینہ کا
خمس ادا کرے اسواسطے کہ زکوۃ مین پانچوان حصہ ہے یہہ حدیث صحیح مشہور ہے

جسکو روایت کرنے والون نے حالت بیداری اور کمال حواس مین سنکر نقل کیا ہے اور اس شخص سنے نیند کی حالت مین سنکر نقل کیا جو بالکل غلط اور مظنہ غلط فہمی کی حالت ہے یہہ اعتماد کے قابل نہین و نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی نے اپنے بعض رسایل مین لکہا ہے کہ فلان سال کے اندر مکہ اور مدینہ مین ایک استفتا کیا گیا تھا اوسکی صورت یہہ تہی کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکہا فرماتے ہین کہ تو شراب پی لے اب اوس شخص کو کیا کرنا چاہیئے شراب پیئے یا نہ پیئے پس وہان کے علما نے صاف یہی جواب لکہا کہ شراب کی حرمت مین نصوص قطعیہ وارد ہین اور یہہ خبر احاد غفلت اور نیند اور مظنہ غلط فہمی کی حالت کی ہے پس اسپر عمل کرنا جایز نہین بلکہ ظاہر یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو شراب پی لے نہ کہا ہوگا بلکہ تو شراب مت پی کہا ہوگا اس شخص نے مت پی کو پی سمجہا اس دلیل سے کہ حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے سنا کہ میت کے لوگ اوسپر روتے ہین تو اوس رونے سے تکلیف ہوتی ہے یعنی اوسکو قبر مین انکے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو فرمایا اللہ ابو عبد الرحمن پر رحم کرے یعنی عبد اللہ بن عمر پر کہ اونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ نہین باندہا بلکہ غلط سمجہا آنحضرت ایک یہودیہ پر گذرے اوسپر اوسکے لوگ روتے تہے فرمایا اس یہودیہ پر عذاب ہوتا ہے اور اوسکے آدمی اوسپر روتے ہین مجرد مقارنت سے اوسکو سبب سمجہنا غلط فہمی ہے اسی طرح حدیث کی روایت کرنے والون سے سننے اور سمجہنے مین غلطی ہوجاتی ہے لیکن جب کہ احادیث مشہورہ متعدد طور سے وارد ہوتی ہین تو روایتون کی اوس غلطی کا بہت جلد تدارک ہوجاتا ہے بخلاف نیند کی حالت کے کہ حدیث منافی سکے

سننے مین ایک ہی شخص موجود ہوتا ہے وہ بہی کیا خواب کے نشہ مین مخمور
ہہ اوسکی غلط فہمی کا تدارک کون کر سکتا ہے جب یہہ مقولہ ممہد ہو گیا تو مین
کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برہان شاہ سے یہی فرمایا ہوگا کہ تیرے
لڑکے نے شفا پائی اور تیرا مطلب حاصل ہو گیا طاہر کے کہے ہوے پر عمل مت کر
اور اس شخص یعنے برہان شاہ کے مخیلہ مین جبکہ طاہر کا قول سمایا ہوا تہا بمجرد اس
لفظ کے سننے کے اوسکو توہم ہوا کہ حضرت اوسکو امر فرماتے ہین حالانکہ حضرت
نے نہی کی اس حکایت کا تحقیقی جواب یہی ہے جو بیان ہوا اور بعضے علما نے اس
حکایت کا جواب دوسرا دیا ہے فقیر کو چندان پسند نہین اگرچہ اچہا ہے وہ بہی
ایک مقدمہ کی تمہید کو چاہتا ہے وہ مقدمہ یہہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رویت واقعی اور حق ہوا کرتی ہے لیکن کبہی کبہی شیطان اور
جن اپنا آواز حضرت کے آواز سے مشابہ کر کے ایسا کہہ دیتا ہے کہ یہہ شخص جانتا
ہے کہ آنحضرت نے کہا حالانکہ حضرت نے کچہہ نہین فرمایا اوسکی دلیل یہہ ہے
کہ آنحضرت سورہ والنجم تلاوت فرماتے تہے جب اس آیہ افرایتم اللات والعزا
ومناۃ الثالثۃ الاخری تک پہونچے شیطان نے حضرت کے آواز سے اپنا آواز
مشابہ کر کے یہ عبارت پڑہ دی تلک الغرانیق العلی ومنہا الشفاعۃ ترتجی مشرک
اس آواز کو سنکر خوش ہو گئے اور مومنین غمگین وملول تو یہ آیۃ نازل ہوی
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ الآ
جو سورۂ حج مین ہے پس جبکہ نغمہ آنحضرت کی بیداری مین حکایت کر لینا وقوع
مین آگیا ہو تو برہان شاہ کے گمراہ کرنے کے لئے اگر خواب مین شیطان نے
ایسا کیا ہو کیا تعجب ہے۔ تیسرا جواب مولانا عبد القادر کا یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین یہی فرمایا کہ ظاہر کے کہے پر عمل کر

یہہ تو نہین فرمایا کہ ظاہر کی مرضی پر عمل کریا ظاہر جو تجویز کرے اور سیر عمل امر ظاہر نے تعلیق نذر کے وقت یہی کہا تہا کہ مذہب دوازدہ امام کو اختیار کرو اور بے شبہہ دوازدہ امام کا مذہب باجماع اہل سنت حق ہے اور انکا طریق سلوک و عبادت مین تمام اہل دنیا کے نزدیک مقبول بلکہ صوفیہ کے اکثر طریقون کا استناد انہین کی طرف ہی جس مذہب دوازدہ امام سے سلوک طرق صوفیہ کی طرف اشارہ ہے جو باطن کی نورانیت کو ظاہری عبادت کے ساتہہ جمع کرتا ہے اور ظاہر کا جو مقصود تہا یا آیندہ جو ظاہر کہے اور تجویز کرے وہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر مین داخل نہین - چوتھا جواب یہہ ہے کہ یہہ خواب حسب تقدیر یہ کہ ہے بجا مان لین اور جو کچہہ کہ دیکہنے والے نے سنا اور سمجہا صحیح سنا اور سمجہا اسے تسلیم کرلین تو مذہب امامیہ کی حقیت پر دلالت کرتا ہے اور بہت سے خواب بہت سے کشف جماعۃ کثیرہ اولیاے سنت کی جو کشف رای وکشف کرتے ہین یدطولی رکہتے ہین اور ہزارون بار اونکے سچے خواب اور اون کے سچے کشف تجربہ مین آئے مذہب امامیہ کے بطلان پر ناطق ہین اگر انکے تمام خوابون اور کشف کو ایک خواب پر ترجیح نہ دون البتہ تعارض حاصل ہوگا اور جب دلیلون کا تعارض واقع ہوتا ہے تو دونون ساقط ہوجاتے ہین اوسوقت مین دوسرے دلایل کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اور اجماع امۃ اور سچی خبرون اور عقل کی طرف رجوع کرنا واجب ہوتا ہے اسی سے مقصود پورا ہوتا ہے - پانچوان جواب مولانا رفیع الدین مرحوم کا یہہ ہے کہ حدیث مین وارد ہوچکا جسنے خواب مین مجہے دیکہا پس البتہ اوسنے مجہی دیکہا اسواسطے کہ شیطان میری صورت پر بنکر نہین آسکتا یہہ تو نہین فرمایا شیطان میرا نام رکہکر نہین آتا اور یہہ بہی

نہین فرمایا کہ میرے منصب نبوت کا مدعی نہین ہوتا اسیواسطے بعض محققین نے حدیث مین
جو صورت آئی ہے اوسکی نسبت کہا مراد اس سے خاص وہ صورت ہے جو مدینہ منورہ مین
مدفون ہے اور بعضے علمانے اون تمام صورتون کی تعلیم کی ہے جو نبوت کے وقت مین ہوئین اور
بعضون نے اون تمام صورتون کے ساتھہ کی جو زندگی بھر ہوئین اوس شخص کے
قول کو مرجح و مقدوح رکہا ہے جو کہتا ہی ہر نیک و بد صورت مین رویت واقع ہوجاتی ہے
اور یہ کیونکہ مرجح و مقدوح نہو حالانکہ ہم خیال مین بہت سے غاوی و مغوی آدمیون کو
اس اسم مبارک سے مسمی دیکھتے ہین ہر مذہب مین اور بہت سے آدمی اس نام کے جنہون
نے نبوت کا دعوی کیا پس کیا تعجب ہی کہ شیطان اپنے کو کسی غاوی کو دکہاے اور دعوے
نبوت کے وہم مین اوسے ڈال دے اسیواسطے اونہین اقوال اور افعال کی حاجت پڑی
جو ثقہ لوگون کی زبان سے زندگی مین روایت کیا گیا پس شیطان نے قراین سے جان لیا
تھا کہ اس بیمار کو بحران نام جیو ہے فی الفور اس سے اچھا ہو جائیگا وقت کو غنیمت جان کر
برہان شاہ کو بہکا دیا چونکہ برہان شاہ اس نکتہ سے خبردار نتھا صورت و شباہت کی تحقیق
نکی اوسکی جال مین پہنسا حالانکہ صحابہ کرام مین مثلاً عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے
روایت کی ہے جب کوئی ان لوگون کے آگے خواب مین حضرت کے جمال باکمال دیکھنے کا
بیان کرتا تو یہہ اوس سے صورت کی تحقیق کیا کرتے تو برہان شاہ کی نادانی اور بیخبری
نے شیطان کی دست درازی کو اور زور دیدیا اور اوسے گمراہ کر دیا اوسکی اس خواب کا
کوی اعتماد نہین فقط شرح رویای مولانا شاہ عبد العزیز صاحب [illegible]
[illegible] گذرے ہون گے کہ رجب کی ستائیس تاریخ مین [illegible]
رات ہے فقیر نے خواب مین دیکھا ایک میدان مین [illegible] بچھا ہے جسپر بہت سے
نورانی آدمی لباس فاخرہ پہنے جناب حضرت امیر [illegible] کے قدم برکت لزوم کے
منتظر بیٹھے ہین یہہ بات معلوم کرکے مین بہی اوس فرش پر بیٹھ گیا ناگاہ جناب حضرت امیر

قبلہ کی طرف سے دکہائی دیئے اور اس فرش کی طرف کو آئے سب لوگ تعظیم کے لئے اوٹھہ کھڑے ہوے اور لب فرش انتظار مین آکہڑے ہوے مین بہی بیچ فرش مین منتظر کہڑا ہو گیا لوگون کے ہجوم کے سبب سے لب فرش تک نہ جا سکا حضرت امیر صفون مین سے نکلتے ہوے میرے پاس آکر چار زانو بیٹہہ گئے مین حضرت سامنے دو زانو ادب سے بیٹہہ گیا بہت الطاف فرمائے کسی سے بات نہ کی مجہہ سے باتین ہوتی رہین مین نے وہ وقت غنیمت جانا چند باتین جو اوس وقت ذہن مین آئین اونہین ظاہر کر کے جواب باصواب حاصل کر لیا پہلے جو فرمایا یہہ تہا مین نے سنا کسی شخص نے پشتو مین کوئی کتاب بنائی ہے اوسمین کچہہ میری تحقیر ہے تمہین اس بات کی خبر ہے یا نہین مینے عرض کیا بندہ زبان پشتو نہین جانتا کہ ان لعنتون کی کتابون کے حال سے خبردار ہو بموجب ارشاد کے تحقیق کرونگا پہر مینے عرض کیا فقہا کے مذہبون مین سے جناب کو کونسا مختار اور پسند ہے فرمایا ہمکو کوئی مذہب پسند نہین یا ہمارے طور سے نہین افراط تفریط عمل مین لائے ہین مینے عرض کیا اولیاء اللہ کے طریقون سے جناب کا کونسا طریق ہے فرمایا یہان بہی وہی جواب ہے ہر طریقہ مین ہمارے ناپسند چیزین مختلف طور سے بنائی ہین باوجود اسکے ہمارے طور سے قصور رکہتے ہین اسواسطے کہ ہمارے زمانہ مین تین طریق شغل کے جو تقرب اللہ مین مفید ہوا کرتے ہین جاری تہے ذکر تلاوت قرآن نماز ان لوگون نے فقط ذکر کو شغل مقرر کر لیا تلاوت قرآن اور نماز کو شغل نہین جانتے۔ پہر مینے عرض کیا تلاوت قرآن اور نماز کو کیسے شغل کرنا چاہیئے تو شغل تلاوت قرآن و نماز کا طریق جناب حضرت امیر نے القا فرمایا اور کچہہ زبان سے بہی فرمایا لیکن زیادہ باطنی تاثیر مجہے معلوم ہوئی اور میری باطنی حالت مین تغیر شدید پیدا ہو گیا جسکا بیان نہین ہو سکتا اوس وقت سے مین اپنے باطن مین وہ امر ٹہرا ہوا پاتا ہون۔ مینے عرض کیا ہرچند مجہے آپکا توسل بحمد اللہ طرق و سلاسل سے حاصل ہے لیکن بلا واسطہ بیعت چاہتا ہون میرا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین

لیکر بیعت فرمائی اوسوقت میرے باطن مین اثر عظیم القا فرمایا مینے عرض کیا اکثر صحابہ خصوصاً
قریشیون نے آپسے جہگڑا کیا ہے اون کی حق مین کیا حکم ہے اور یہہ کیونکر تہا فرمایا تم اپنے
برادرانہ شکایت رکہتے ہین یا برادری شکایت رکہتے ہین اور درمیان مین یہہ شکر رنجیان
نہین ناسمجہہ لوگ اسسے دور دور رہے گئے اور بہت بڑہا دیا فقیر نے عرض کیا فلان لوگ
اپنے کو آپکی اولاد سے سید شمار کرتے ہین فرمایا وہ ہماری اولاد سے نہین جہوٹ کہتے ہین
اوسکے بعد یکایک اوٹہکر اوسیطرف کو جلدی سے چلے گئے اور دوسرے لوگ جو انتظار مین
کہڑے تہے حیرت کرتے رہے کہ کاش یہہ صحبت کچہہ اور بڑہ جاتی۔ **مکاتبہ** فقیر نے خواب کی
تعبیر اور اوسکی شرح لکہنے کے بعد اوسکے واقع ہونے نہونے سے استفسار کیا ہے اور واقع
ہونے کی صورت مین اوسپر جو اشکال وارد ہوتے ہین اوسکا حال معلوم کیا ہے پس مخفی نرہے
کہ جس خواب کی نسبت فقیر کی طرف کیگئی اور جس طرح سے نقل کرکے بہیجا اوس کے صحیح ہونے مین
کوئی شبہہ نہین اور اسپر جو اشکال وارد کئے اوسکی جواب کے دو طریق ہین ایک اجمالی دوسرا
تفصیلی اجمالی یہہ کہ جو لوگ صحابہ اور تابعین شرف ملازمت حضرت امیر رضی اللہ تعالے عنہ سے
مشرف ہوے اور حضرت کا مذہب فقہی مسایل مین انہون نے معلوم کرلیا تہا اُن لوگون نے
حضرت کے مذہب کا امور فرعیہ مین قطع اور یقین کرلیا اور جن لوگون نے بالمشافہہ
حضرت سے اونکا مذہب معلوم نہین کیا جبکہ بیچ واسطون کی طرف اونہین احتیاج ہوئی
اور وسایط کے واقع ہونیکی صورت مین عمال اور اعمال اور دوسرے قاعدون حدیث کی اثر
اور محرم کے نہج پر مقدم ہونے کی تنقید جو اپنی جگہ بیان کئے گئے ہین حتمی ہو گئے جیسا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کی حدیثون مین بہی وسایط اعمال کے واقع ہونے
سے ایسا ہی قاعدہ عمل مین آتا ہے اور ان قواعد کے اعمال کے بعد امر واقع کا جان لینا کوئی
لازمی نہین جایز ہے کہ کسی حدیث یا اثر مین اون سے جس امر کی اونکی طرف نسبت کی گئی ہو
وہی صادر ہوا ہو اور دوسری حدیث یا دوسرے صحیح اثر مین راوی سے بمقتضائے بشریت کوئی وہم

واقع ہوگیا ہو لیکن چونکہ مجتہد کو ان قواعد کے اعمال کی تکلیف دی گئی ہے نہ واقع کے ادراک
کی لہذا جائز ہے کہ ایک مجتہد حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے مذہب کو فقہ سے بعض مسائل مین
بعض وجوہ مثلاً راویون کے ضعیف ہونے کی بنا پر یا کسی حدیث صحیح کے کمال کے ساتھ اوسکے
خلاف پہونچنے سے اوسی چھوڑ دی حالانکہ حضرت امیر کا مذہب اوسے پہونچ گیا وہم
راوی سے پڑا ہو یا کسی مخصص یا منسوخ سے تو اصول سے مقرری قواعد برتنے جسکی مجتہد
کو تکلیف دیگئی اوسپر عمل کرنے سے مجتہد کو اجر ملیگا جب کہ اعمال قواعد کے بعد ظاہر مین دو متعارض
حدیثون مین سے ایک کے چھوڑ دینے مین معذور ہے اور دوسرے شخص نے حضرت امیر کے
مذہب کو بعض فرعیات مین علم کے کسی طریق سے جان لیا اور مجتہد مذکور کے مذہب کو مذہب
حضرت امیر کے خلاف جانا اوسکی بہی تحقیق ہو جائے گی اور دونون پر سے طعن اوٹھ جائے گا
اب رہا تفصیلی جواب اوسمین مین کہتا ہون کہ اس اشکال کا پیدا ہونا دو امر سے ہی ایک تو
بعضے لفظون کی نقل کرتے ہین ناسخ کی تحریف دوسرے ناظرین کا عبارتون مین خوب
غور نکرنا اور بعضے ظاہر الفاظ پر مواخذہ کر بیٹھنا امر اول کا بیان یہہ کہ ناقل شرح ہدیانے
لفظ ذکر جو دو جگہ پاس پاس مذکور ہوا اوس سے پہلے کو مناسبت صوری کی وجہ سے لفظ
اکثر سے تعریف کر کے بدل ڈالنا چاہا کہ عبارت اگر تلاوت قرآن مین موجود ہے لہذا ذکر کلمہ
کے مذکور نہونے سے جو بموجب حدیث شریف سب ذکرون مین افضل ہے ناظرین کے دل مین
شبہہ پڑ گیا اور اصل عبارت یہہ ہے زیرا کہ در عہد ما ستہ طریق شغلیکہ در تقرب الی اللہ مفید
باشند معمول و مروج بدو ذکر و تلاوت قرآن و نماز اینہا فقط ذکر را شغل مقرر کردہ اند و
تلاوت قرآن شریف و نماز را شغل نمیدانند انتہی ہر چند کہ تحریف کا ہو جانا اوس عبارت مین
جو نسبت ناقلین معتبر کے سو وہان پہونچے اوس سے صحیح عبارت منقول کا حال کہل گیا لیکن طالبان
حق کے زیادہ اطمینان دلی کے واسطے خوب وضاحت سے لکہا جاتا ہے کہ بجای لفظ اکثر کے لفظ
ذکر ہونے پر بہی اس لفظ محرف سے پہلے تین طریق شغل مذکور ہین کہ ذکر و تلاوت قرآن

ونمازجنکا بیان پروا ہے پس اگر اکثر کا لفظ بجاے لفظ ذکر کے واقع ہو تو
شغل کے کل دو طریق رہ جاینگے یہ سیاق کلام کے خلاف ہے اس لئے
کہ اگلے کلام مین شغل تین مذکور ہوے اور جبکہ ناقل شرح وجواب سے
تحریف کا ہونا معلوم ہوگیا تو یہ اشکال کہ رویا کے مطابق ذکر کلمہ اور درود
قرب آلہی کا ذریعہ معلوم ہوتا ہے اصل سے جاتا رہا اور اوسکے دفع ہونے
کی وجہ ظاہر ہے کہ شرح رویا مین لفظ ذکر بیان طریق شغل مین مذکور ہے
ناسخ نے اوسے ادنی صوری مناسبت سے لفظ اکثر سے بدل ڈالا
اور درود بھی ذکر مین داخل ہے تو وہ بھی مذکور ہے اب اشکال جاتا رہا
اب ہم اشکالات قسم دوم کا بھی بیان کرتے ہین جسکا منشا عبارت شرح
جواب مین خوب غور نہ کرنا اور بعضے الفاظ کے ظاہر پر مواخذہ کر بیٹھنا
ہے اسکے مقدمہ کی اسطور سے تمہید کرتے ہین جسکے نتیجہ نکلنے سے شبہے
جو وارد ہوتے ہین وہ آپ سے آپ جاتے رہین۔ مقدمہ اول یہ
ہے کہ مذہب کا غیر مختار و ناپسند ہونا اور چیز ہے اور مذہب کا باطل ہونا
اور شے ہے غیر مختار تو وہ ہے جو جائز مرجوح ہو اور باطل وہ ہے
جو ناجائز محض ہو اسی سبب سے غیر مختار بمقابلہ جائز راجح کے کہلاتا ہے
اور باطل بمقابلہ حق کے جب کہ مشہور ہے پھر تو اوسمین اسمین بڑا فرق ہوا
دوسرے یہ کہ مجتہد سابق کے نزدیک مذہب مجتہد لاحق کا غیر مختار ہونا اسکا

کو نہین چاہتا کہ مجتہد سابق کے نزدیک مجتہد لاحق کے مذہب کے تمام
مسائل مخصوصہ غیر مختار ہون اسواسطے کہ پسندیدہ اور مختار وہی چیز ہوتی
ہے جو ہر طرح سے غیر مرضی امور سے خالی ہو جب کہ حق صحیح وہ چیز ہے
کہ ہر قسم کے بطلان اور سقم سے پاک ہوتا ہے اور باعتبار بعض مسائل کے
جبکہ مجتہد لاحق کا مذہب مجتہد سابق کو مرضی و پسند نہو تو مجتہد لاحق کا مذہب
خلاف مرضی مجتہد سابق ہوگا بلکہ حقیقت مین غیر مرضی اور ناپسند ہونا
مسائل ہی کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے اسواسطے کہ استقرا سے
معلوم ہوا کہ کسی مذہب پر کوئی ایسا مجتہد نہین کہ دوسرا مجتہد تمام اجتہادی
مسائل کے اعتبار سے اوسکے ناپسند و غیر مرضی ہو چنانچہ اون کتابون کے
دیکھنے یا سننے والون کو جو آٹھ مذہب کے اتفاق و افتراق کے سبب
سے تصنیف ہوتی ہین بخوبی معلوم ہے تیسرے یہہ کے مذہب مختار و
مرضی وہی ہوتا ہے جو اوس اجتہاد کی طرف منسوب ہو تو ظاہر ہے
کہ اوسکا خلاف ضرور خلاف مرضی اور غیر مختار ہوگا چوتھے یہہ کہ
اجتہادی امور جو فرعی احکام مین ہوتے ہین اسمین مخالفت اسبات
کی مستلزم نہین کہ مخالفین مین سے کسی طرف شناعت و قباحت رجوع
کرے اور یہان کلام کی تفصیل اسطرح جس سے مطلب ثابت ہو جائے یہ ہے
کہ پہلا قران جو مشہور بالخیر تہا اوسمین بلکہ زمانہ لاحق مین وین کے ائمہ مجتہدین

متبع ہو عقائد اور اعمال شرعیہ فرعیہ اور باطن کا تزکیہ عقائد مین تو بالکل مخالفت کی گنجایش ہنین نہ اسمین باہم سلف کی مخالفت رہی نہ اسمین مخالفہ بالبہر خلف کو جائز اور چارون فقہا اور دوسرے مجتہدین کے مذہب اصول مین بالکل سلف سے مخالفت ہنین رکہتے اب رہی فروع اعمال اوسمین اختلاف کی بہت گنجایش ہی بلکہ جو اختلاف رحمت ہے وہ یہی ہے اس اجمال کا بیان یہ ہے کہ مذہب فقہا عبارت ہی جو فقہانے کتاب و سنت سے موافق اپنی فہم اور مقررہ قواعد کے مقرر کیا اور فروع اعمال مین بہت ہی اختلاف سلف سے چلا آتا ہے چنانچہ حضرت عایشہ صدیقہ و حضرت امیر المومنین علی مرتضی و حضرت ابن عباس و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم اور اور دوسرے مجتہدین کا باہمی اختلاف مثلاً بسم اللہ کے باواز بلند پڑہنے اور آہستہ پڑہنے مین مقتدی کے سورۂ فاتحہ پڑہنے اور نہ پڑہنے مین اسیطرح اختلاف اذان اور وضو او غسل اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور تلاوت قرآن مین جو درمیان علما کے مشہور ہی انہین قسم کے اختلاف سے کوئی کسی دوسرے مذہب کو باطل ہنین کہتا تہا ان ہر ایک کے نزدیک اپنا اپنا مذہب پسندیدہ او مختار ہوتا ہی اور دوسرا مذہب اوسکا غیر مرضی وغیر مختار اسی طرح تزکیہ باطن کے اشغال مین طریقے مختلف ہین بعضے ذکر سے کرتے ہین بعضی نماز و روزہ نوافل کی کثرت سی بعضی قرآن کی زیارت و تلاوت رکہنے سے بعضے مراقبہ سے جیسا کہ حدیث یا علام حفظا اللہ تجدہ سے مستفاد ہوتا ہی بعضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت مین زیادہ رہنے سے بعضی قوت محبت کی اثر

راستہ مین تقرب تلاش کرتی ہین ظاہر ہی ہر ایک اوس طریق کی رغبت ہی جس سے وہ تقرب کا
متلاشی ہوتا ہی لیکن دوسرے طریقون کا ابطال نہین کرتا پس معلوم ہو گیا کہ اس قسم کے امور یعنی ترکیہ
باطن کے اشغال مین بہی اختلاف کی رسائی ہی اس سے معلوم ہو گیا کہ فی نفسہ امور شرعیہ بہی
اختلاف کے قابل ہین اور انہین اختلاف کرنیکا دارومدار حصول مرتبہ اجتہاد پر ہی تو جسکو اجتہاد
کا مرتبہ حاصل ہوگا اوسی کو کسی مجتہد کا دلیلون پر نظر کر کے خلاف کرنا جائز ہی خواہ وہ
دوسرا مجتہد صحابی ہو یا غیر صحابی جب یہہ مقدمات معلوم ہو گئے تو اب مین کہتا ہون
کہ لالکائی نے جو اہل سنت کے محدثین سی ہی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی مذہب کو فقہیات
مین کتاب الطہارت سے کتاب القضا تک بہ ترتیب ایک فقہ کے مستقل کتاب مین
جمع کر دیا ہے جو چاہے اوسے دیکہے اوسے کہل جائیگا کہ چارون فقہ کے مذہب
حضرت امیر کے مجتہدات سے پوری موافقت رکہتی ہی اور چونکہ اس کتاب کا ملجانا اور پورا پورا
اوسکا دیکہہ لینا ذرا مشکل ہی لہذا مین مختصر کہتا ہون کہ فقہ کی متداولہ کتابون مین شائع
واقع ہی کہ بعض جگہہ فقہا اپنے مذہب کو حضرت امیر کی مذہب کے موافق کہتی ہین اور اور مذہب مخالف
کو اوسکا مخالف اور کہین اسکی برعکس طالبین کی اطمینان کے لیئے دونون قسم کی مسائل سے ایک ایک
مسئلہ ذکر کیا جاتا ہی شرح وقایہ مین لکہا ہی کہ چور کا سیدہا ہاتہ پہنچی کی جوڑ سے کاٹا جاتا ہی اور پہر اوسکو [illegible] مین
پہر چوری کری تو اولٹا پاؤن ٹخنی کا کاٹا جاوے اور تیسری دفعہ چوری کرے تو قطع نہین بلکہ اسقدر قید رکہین کہ وہ اپنی توبہ کری یا مر
جائے اور امام شافعی کے نزدیک پہلی چوری کا بایان ہاتہ کاٹا جاوے دوسری دفعہ مین سیدہا پاؤن کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا من سرق فاقطعوہ فان عاد فاقطعوہ فان عاد فاقطعوہ

اور ہم مذہب ماثور علی رضی اللہ عنہ کے موافق ہین الخ اور رحمۃ الامۃ
مین کہتا ہے جس نے چوری کی اوسکا داہنا ہاتھ کاٹا جاے پہر دوسری
مرتبہ کی تو اولٹا پاؤن کاٹا جاسے بالاتفاق پہر تیسری دفعہ چوری کی تو
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالے نے اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالے نے اپنی دو
روایتون سے ایک روایت مین یون کہا ہے ایک ہاتھ اور ایک
پاؤن سے زیادہ قطع نہین بلکہ چور قید کیا جاے امام مالک و امام شافعی
رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین تیسری مرتبہ چوری کرنے مین بایان ہاتھ
کاٹا جاسے اور چوتھی مرتبہ چوری کرنے مین داہنا پاؤن امام احمد کی
بہی دوسری روایت یہی ہے انتہی اور بہی شرح وقایہ کے باب
سجود التلاوۃ مین ہے ختم السجدہ کے موضع سجدہ مین اختلاف ہے
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک آیتہ ان کنتم ایاہ تعبدون
ہے امام شافعی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ
عنہ کے نزدیک آیۃ وہم لا یسئمون ہے اور احتیاط کے لئے ہمنے
اسی کو اختیار کیا ہے اسلئے کہ سجدہ کی تاخیر تو جایز ہے تقدیم
جایز نہین انتہی اور چونکہ امام شافعی اور امام مالک و امام احمد
کی ایک روایت پر حضرت امیر کے ساتھ پہلے مسئلہ مین اور حنفیہ
کے دوسرے مسئلہ مین مخالفت کرنا جو امور فرعیہ ہین دلیل پر مبنی
ہے جیسا کہ امام شافعی و امام مالک و امام احمد کی ایک روایت پر
قطع سارق مین تیسری مرتبہ پر یہہ حدیث فان سرق فاقطعوہ الخ
دلیل ہے اور موضع سجود حم السجدہ مین حنفیہ کی دلیل تاخیر سجدہ کا
جواز ہے جیسا کہ شرح وقایہ سے لکہا گیا لہذا ائمہ اربعہ پر الیسئی الخ

سے کوئی طعن نہین ہو سکتا ہان چارون فقہا کے مذہب اور حضرت
امیر کے مذہب مین جزوی مخالفت ثابت ہوتی ہے اور تیسرے مقدمہ
سے یہہ بات ثابت ہو چکی کہ مجتہد کا مذہب مختار و مرضی وہی ہوتا ہے
جو موردی باجتہاد ہو پس جو امر حضرت امیر کے اجتہاد کے خلاف ہے
اونکی مرضی کے خلاف ہوگا اور دوسرے مقولہ سے معلوم ہوا کہ مجتہد
سابق کے نزدیک مجتہد لاحق کے مذہب کے غیر مختار ہونے سے
یہہ بات لازم نہین آتی کہ اوسکے تمام مسائل اس سے غیر مختار ہون ہان
بعض مسائل کے غیر مختار ہونے سے مذہب کو غیر مختار کہو تو کہو اور
پہلے مقدمہ سے معلوم ہوا کہ غیر مختار دوسری چیز ہے اور باطل
دوسری چیز ہے تو باعتبار نقص اجتہادی اختلاف سے حضرت امیر کی نزدیک مذاہب فقہاء اربعہ کے
غیر مختار ہونے سے کوئی اختلاف ائمہ بھی دلیل پر مبنی ہے اور اربعہ کے مذاہب کا
باطل ہونا لازم نہین آتا اور خلاف مذہب حضرت امیر مجتہد کا
کسی مسئلہ کو ترجیح دینا بنظر قاعدہ شرعیہ کے ہوتا ہے جیسے ایک
حدیث کو دوسری پر ترجیح قرائن و آثار کے نظر کرتے ہوتا ہے
جیسے ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دیتے مین کوئی قباحت
نہین ایسا ہی مجتہد کا کسی شرعی دلیل کو جس سے اوس نے اجتہاد
کیا ہے حضرت امیر کے اجتہاد پر ترجیح دینا کہ اوس تک بہت سے
واسطون سے ہوئے اور وسایط کے بہت ہونے سے تنقید و اعمال
قواعد کی احتیاج پڑ گئی کوئی برای کی بات نہین پس بموجب حکم جو تھے
مقدمہ کے فقہاء اربعہ کا اجتہاد مین اجتہاد حضرت امیر سے اختلاف
پڑجانا وہ بھی امور فرعیہ مین اور ادلہ شرعیہ کے ساتھہ ہوگی بطلان

وقباحت کا مستلزم نہین بلکہ موجب رحمت ہے پس حضرت امیر نے
خواب کے اندر مذاہب فقہا مین جو جواب دیا اعمال فکرا ور دینی کتابون کی
تتبع سے انصاف والون کی نظر مین کہلا ہوا حق اور بہت ٹہیک ہی یہہ اوس
شے کا جواب تہا جو نزد جناب حضرت علی رض اس خواب کے اعتبار سے
فقہا کے غیر مرضی لازم ہونے پر ایراد کیا تہا اس جواب سے وہ شبہ بہی
دفع ہو گیا جو وارد ہوا تہا کہ اولیا ر اللہ کے طریقے غیر مرضی ہین اور اسی کا
ایک دوسرا جواب بہی ہے جو شرح خواب سے مستفاد ہوتا ہے وہ یہہ کہ
حضرت امیر طرق اولیا ر سے ناراض اون نئی نئی چیزون کے پیدا ہو جانے
سے ہے جو اونہین پسند نہین جیسا کہ شرح رویا مین کہول دیا ہے تو اولیا ر
اللہ کے طریقون مین بعض ناپسندیدہ امور کا بنا لینا مقلدون کی طرف سے
نہ اس خاص اوسی طریق کی طرف سے اور یہہ تو بہت ظاہر ہے کہ ہر طریقہ
مین بعض قبوین اور رسمین ایسی ہو گئی ہین جو اگلے زمانہ مین نہ تہین
پس اولیا ر اللہ کے طریقون کو امور محدثہ کے سبب سے غیر مرضی کہدینا
ایسا ہے جیسا کوئی طریق اسلام کو کسی کے منہیات اور بدعات کے
مرتکب ہونے سے غیر مرضی کہدے پس عدم رضا منہیات و بدعات
کی طرف راجع ہو گی نہ معاذ اللہ طریق اولیا کی طرف اور جو یہہ لکہا ہے
کہ شیعی اس خواب کے مضمون سے کہل کہلا نہایت خوش ہین اور کہتے ہین
کہ یہہ سچا خواب ہمارے مذہب کے حق ہونے کی کہلی ہوئی دلیل ہے
کہ ہم فقہا ے مذہب اور اہل طریق کے پیرو ہین اور نماز و تلاوت کے
سوا ہمارا کوئی شغل نہین انتہی۔ پس دیندار عقلا پر مخفی نہین کہ اس رویا
مین بالکل شیعون کو خوشی کا محل نہین بلکہ غالب التفات اور الطاف حضرت

امیر اور خصوصیت شرف خطاب سایل کی طرف اور بیعت کا لینا اور شغل نماز
و قرآن کا بتانا کہ منطوق سے ثابت ہے یہہ اسکے لایق ہے کہ شیعہ اپنے اوپر
غم کہا ئین اور اگر سب سے نظر بچا کر ایک لفظ جو خواب کے مضمون مین سے
اپنی سمجہہ مین آوے اپنے مطلب کے موافق جانین اور باقی سے نگاہ نہ لڑا ئین
تو یہہ بات عقلمندون کی نظر مین ایسی ہے جیسے کوئی شخص جملہ لا تقربوا
الصلوٰۃ سے مطلق نماز نہ پڑہنے پر دلیل لائے بالجملہ اگلی کلام سے معلوم ہوا
کہ اس خواب کے حکم کے موافق نہ ہر فقہا اربعہ کا بطلان لازم الوجود
اور کوئی دلیل شیعہ کے مذہب حق ہونے پر موجود نہین اور انکا یہہ دعوے
کرنا کہ نماز اور تلاوت کے سوا ہم کوئی شغل نہین رکہتے بالکل واقعہ کے
خلاف ہی کیونکہ اداے فرایض نماز مین اہل اسلام کی تمام فرقے برابر ہین
شیعہ کی اوسمین کیا خصوصیت اور اداے سنن و نوافل مین جو قربت
الٰہی کا موجب ہے بہت قاصر ہین کہ سنت کو چہوڑتے ہین اور نفل کو بالکل
کہو دیا لہذا السنن و نوافل کا ترک انکا شیوہ ٹہیرا ہوا ہے اور انکو تلاوت
قرآن کی عادت نہونا اسلئے ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی
کا جمع کیا اور توریت و انجیل کیطرح انکے زعم مین تحریف کیا ہوا ہے انکے
مذہب کے جاننے والون پر بخوبی ظاہر ہے پس شغل نماز و تلاوت کا ادعا
سوا محض خیال کے کچہہ نہین اور اس کے قطع نظر مین کہتا ہون شغل نماز
اور تلاوت قرآن یعنے اوقات کا ان دونون فعل شریف مین مصروف
رکہنا دوسری بات ہی اور نماز کو دوسرے اشغال کی طرح شغل کرنا جو صوفیہ
کرام سے مشہور ہے وہ اور چیز ہے پس بالغرض اگر نماز و تلاوت قرآن
مین مشغول ہون اس رویا کے مصداق مین داخل ہونگی کیونکہ رویا مین

نماز و تلاوت کو شغل کرنا مذکور ہے نہ نماز و تلاوت مین مشغول ہونا اور
چونکہ شیعہ طریقت کے منکر ہین تو بالضرور انکے اشغال سے بہی بیزار ہونگے
پس جو شغل رو یا مذکور ہے مذہب شیعہ کے منافی ہوگا نہ موید جیسے
کہ ظاہر ہے اور بعض مسائل فقہا حضرت علی مرتضی کے بعض آثار سے
مخالفت ہے اس سے اگر شیعہ بحکم رویا اہل سنت پر طعنہ کرین تو اوسکی
کوئی وجہ وجیہ نہین کسلئے کہ کوئی مجتہد بغیر دلیل شرعی کے کوئی حکم نہین
کرتا اور دلیل کے ہوتے ہوئے آثار صحابہ کی اضطراری مخالفت لازم
آنے مین اعمال قواعد مقررہ اصولیہ سے بہہ مضایقہ نہین اور خود شیعہ
بہت سی جگہہ حضرت امیر اور دوسرے ائمہ اطہار کی مخالفت کرتے ہین
اس بنا پر کہ وہ آثار اہل سنت کے موافق ہین اگرچہ یہہ امر شیعہ مذہب
کے موافقین پر چہپا ہوا نہین لیکن ناسمجہ لوگون کے خبردار کرنے کو
لکہا جاتا ہے کہ اس دعوے پر شیعہ کی دو معتبر کتابین دو شاہد عادل
ہین کہ مصنف نے موافقت اہل سنت پر نظر کرکے بہت سی حدیثین حضرت
امیر المومنین اور ائمہ طاہرین کی چہوڑ دین جو جا ہے اوسکتاب کو دیکہہ لے
اور چونکہ شیعہ کے طریقہ حضرت امیر سے مخالفت عقاید کی بڑے بڑے
مسایل مین ہر جاننے والے اور تحفہ اثنا عشریہ دیکہنے والے پر بہت
ظاہر ہوگی یہہ بات مذاہب شیعہ کے ظہور بطلان کا موجب ہے اور اہل
مذاہب کے بطلان کی وجہ سے سایل کو بطلان امر کے معلوم کرنے
کی حاجت نہ تہی اور غالب گمان یہہ ہے کہ اگر شیعہ کی طرف سے
کوئی سوال واقع ہوتا تو حضرت امیر اوسکے جواب مین لفظ غیر مرضی و
ناپسندیدہ پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ انکے طریقہ کے اپنے بیزار اور دور

کے الفاظ ارشاد فرماتے چنانچہ اپنی زندگی کے حال مین فرمایا ہے
ان قوماً ینحلون من النحلۃ الخ سند صحیح اور وہ جو شیعہ سے بطور نقول کے لکہا ہے
کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے بعض لوگون کی سیادت کی نفی کی وہ جو ہے لوگ
ہین جنکے معتقد ہین اور سنی لوگ اونہین کو سادات مین شمار کرتے ہین
انتہی طرفہ علم الغیب کا اظہار ۔ اور دلی باتون کے جاننے کا ادعا ہے جو
واقعہ کے منافی اور نفس الامر کے مباین ہے اسکی تفصیل یہہ کہ وہ
جماعت جو اپنے کو سیادت کی طرف منسوب کرتی ہے خاص انہین دیار کے
رہنے والے ہین جو تشیع مین نہایت درجہ پکے ہین پس اونکی نسبت کی نفی
یا بطور حقیقت ہی یا بطریق مجاز بحکم اس بات کے کہ انہ لیس من
اھلک انہ عمل غیر صالح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال ۔ تحفہ اثنا عشریہ مین مستقل طور سے صلوۃ و سلام ائمہ اثنا عشر
پر لکہا ہے حالانکہ یہہ اطلاق اہل سنت کی نزدیک جائز نہین کیونکہ اسمین
اہل بدعت کے ساتھہ تشبیہ لازم آتی ہے اور اہل بدعت کے ساتھہ تشبیہ سے
بچنے کو اہل سنت نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے تو اس اطلاق کے جواز
کیلئے سنیون کی معتبر کتابون سے سند چاہیئے ۔
جواب شاہ عبد العزیز صاحب کی طرف سے تحفہ اثنا عشریہ مین کہین
بالاستقلال صلوۃ غیر انبیا پر واقع نہین ہے ہان علیہ السلام حضرت
امیر المومنین اور حضرت سیدۃ النسا اور جناب حسنین اور دوسرے ائمہ
کے حق مین مذکور ہے لیکن اہل سنت کا یہی مذہب بالاستقلال صلوۃ کا

٭ نہی النسبۃ بالباطل شیعۃ لنا منہم ولیسوا منا رواہ الدار قطنی بسند صحیح ۱۲

انبیاء کے سوا دوسرون کے لئے درست نہین اور غیر انبیا پر سلام کہہ سکتے ہین
اوسکی سند یہہ ہے جو اہل سنت کی حدیث کی پرانی کتابون مین خصوصاً ابوداؤد
صحیح بخاری مین بعد ذکر حضرت علی وحضرت حسنین وحضرت فاطمہ وحضرت خدیجہ
وحضرت عباس کے لفظ علیہ السلام مذکور ہے ہان سے جلی بخارے والے علماء
ماوراء النہر نے شیعہ کے ساتھہ تشبیہہ ہونے کی وجہ سے اس کو نہی منع کیا ہے
مگر بڑے لوگون کے ساتہہ امر خیر مین تشبیہہ ممنوع نہین ہو سکتی اور ان لوگون
کے الزام کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ اصول حنفیہ کی پہلی کتاب شاشی مین خطبہ
کے اندر بعد وصلوۃ کے بعد والسلام علی ابی حنیفہ واحبابہ موجود ہے اور ظاہر
ہے کہ ان حضرات کا رتبہ جنکے نام سابق مین لکھے گئے امام اعظم کے رتبہ سے کم تھا
تو انکی نزدیک بھی لفظ سلام کا اطلاق ان بزرگوارون پر جایز ہے سوائے
اسکے حدیث شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر انبیا پر بھی تجویز
فرمائے ہین اور فرمائے ہین کہ بحسب موتی بے تخصیص بانبیاء اور یہہ
حدیث مشکات شریف مین ہے اور قران مین بھی آیا ہے وسلام علی
عباد اللہ اصطفی یہہ بھی بغیر تخصیص انبیاء کے ہے پس بلا شبہہ جایز ہے
بندہ خلیل الرحمن برہان پوری کہتا ہے کہ صواعق محرقہ لایا ہے اور
تیسرا قولہ تعالے سلام علی ال یسین بیان کئے ہین اکثر جماعت مفسرین
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد اس سلام سے آل محمد ہین
صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کلبی نے کہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بطریق اولے داخل ہین اور ایسی ہی نص ہے اللہم صل علی ال
ابی اوفی مین اور بغوی بھی معالم التنزیل مین اسکا ذکر کیا ہے اور کہا کہ
فرمایا ہے خدا نے عزوجل نے سورہ طہ مین اور سلام ہے اوپر اوسکے

جو پیروی ہدایت کی کرتی ہے یہہ ہی بلا تخصیص ہے انبیا کے ۔

بیان ہمراہیان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ واقعہ کربلامین

حضرت امام حسین ؓ جب کربلا مین تشریف لاے آپ کے ساتھہ تین فرزند تھے علی اوسط امام زین العابدین جو بیمار تھے دوسرے علی اکبر ۲۲ سال کی عمر تہی کربلاہی مین شہید ہوسے اور تیسرے جنکے نام مین اختلاف ہے بعض عبداللہ اور بعض علی اصغر ہے یہہ ہی شہید ہوے ہین یہہ شیرخوار تھے حضرت نے بہ سبب غلبہ تشنگی کے گود مین لیکر پاس بہجنے کے واسطے اپنی زبان چوساتے تھے کہ ناگاہ ایک تیر بچہ کے حلق مین لگا آپ باپ کے گود مین شہید ہوسے اور ایک دختر آپ کے ساتہہ تہین جنکا نام سکینہ تھا اور حضرت قاسم سے منسوب تہین اوسوقت سات سال کی عمر تہی اور روایت نکاح قاسم کی ان کے ساتہہ غلط ہے اوسوقت ایسے کامون کی فرصت کہان تہی اور یہہ جو مشہور ہے کہ حضرت سکینہ شام کے رستہ مین انتقال کین غلط محض ہے بہت مدت تک زندہ رہی اور مصعب بن زبیر سے آپ کا نکاح ہوا اور زبیر حواری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم وجہہ کے پہوپی کے بیٹے تہے آپ کے بڑی لڑکے کا نام فاطمہ صغرا تھا اپنے شوہر حسن مثنیٰ فرزند امام حسن رضی اللہ عنہا مدینہ شریف مین رہ گئے تھے اور کربلا مین نہین آئین اور امام زین العابدین کے والدہ کا شہربانو اور لقب شاہ زنان یہہ دختر ہین یزدجرد بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کے اور امام علی اکبر کی والدہ کا لیلیٰ ہے یہہ دختر ہین ابی مرہ ابن عروہ بن مسعود کے سردار لیعنی ثقیف کے اور نام علی اصغر کی والدہ کا یاد نہین ہے مگر عرب کے

قوم سے تہے قضاعہ کے نسل سے اور بی بی سکینہ کی والدہ کا نام رباب ہی یہہ دختر ابن
امراء القیس بن عوی کے ہین کلب سے اور حضرت امام حسین رباب کو سب
بیبیون سے زیادہ دوست رکہتے تہے اور حضرت کی پاس اوسکے بہت عزت تہی چنانچہ
اس باب مین آپ ایک شعر فرمائے ہین یعنی قسم ہے اپنی جان کی کہ مین اوس مین
کو بہت دوست رکہتا ہون جہان سکینہ اور رباب ہین اور منزل کرین اور نام والدہ
فاطمہ صغرا جو مدینہ مین اپنے شوہر کے ساتھ رہ گئی تہین ام اسحاق ہی اور حضرت طلحہ عشرہ
مبشرہ سے مشہور ہیں حضرت امام باقر اوسوقت چار سال کے تہے کسواسطے کہ واقعۂ
کربلا جو سنہ ۶۱ ہجری مین ہوا اوس سے آگے چار سال سنہ ستاون مین پیدا ہوئے ہین
حضرت امام علیہ السلام کے ازواج سے جو سات تہے کربلا مین بی بی شہربانو تیسرے
لڑکے شیرخوار کے والدہ ہین اور حال اور دوسرے ازواج کا حال معلوم نہین ہے
کہ اوسوقت زندہ تھے یا مردہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے فرزندون سے
جو شہید ہوے چار آدمی ہین قاسم عبد اللہ عمرو ابوبکر اور فرزندان حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے پانچ کس ساتہہ تہے حضرت عباس بن علی حضرت جعفر بن علی حضرت عثمان
بن علی حضرت محمد بن علی وعبد اللہ بن علی شہید ہوے عباس بن علی علمدار تہے
اور قبر شریف آنکی امام حسین علیہ السلام کی قبر سے دو تین تیر کی زد پر علیحدہ ہے
اور دوسرے شہدائے کربلا حضرت امام علیہ السلام کے روضہ مین مدفون ہین اور
حضرت مسلم کی اولاد حضرت عقیل سے بیشتر از واقعہ کربلا ۲ ذیحجہ سنہ ساٹھ مین کوفہ
مین شہید ہوے ہین انکو حضرت امام رحمۃ اللہ سے اپنے آگے روانہ فرمائے تہے
کہ کوفہ کے لوگون سے بیعت وقول قرار مستحکم کرکر اطلاع کرین انکے دو لڑکے بہی
ان کے ساتھ شہید ہوئے ہین جنکے نام محمد اور ابراہیم تہے اور عبد اللہ اور عبد الرحمن
اور جعفر فرزندان حضرت عقیل بن ابی طالب ساتھ تھے شہید ہوے ہین

جیسے امام عون اور محمد تھے اور یہہ حضرت امام کے حقیقی ہمشیرہ زادہ تھے انکی والدہ بی بی زینب دختر ہین حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی بطن حضرت بتول سے یہہ حضرت امام کی حقیقی ہمشیرہ ہین اور عبد اللہ بن جعفر طیار سے نکاح ہوا تہا حضرت امام زین العابدین و عمر بن الحسن و محمد پسر عمر بن علی اور دوسرے صاحبزادہ صغیر السن قید مین گئے تہے اور حضرت بی بی زینب ہمشیرہ حقیقی حضرت امام اور حضرت بی بی شہر بانو زوجہ امام و حضرت بی بی سکینہ دختر حضرت امام اور دوسرے زنان اہل بیت جو ہمراہ تہے شام کے ملک مین گئے تہے فقط

نقل خط حضرت غلام علی صاحب

حضرت سلامت سلمکم اللہ علی رؤس الفقرا و باغنا رفقر علی الغنا - بعد تسلیمات کثیرہ معروضہ ہے کہ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ ہم فقرا کے مدرسہ مین انگریزون کی نوکری کا خدمت فتوی قبول کرنیکا ذکر ہوتا ہے خدا آگاہ ہے کہ فقیر کو شرف علم کا اور علم کو شرف بنی آدم کا کیا ہے اس خبر سے فقیر کو نہایت افسوس ہوا خاک نشینی فقرا کی صدر نشینی سے دولتمندون کے بہتر ہے ہرگز مولوی عبد الحی صاحب اس امر نا مبارک کا قصد نکرین ایک روٹی کے ٹکڑہ پر قناعت کر کر فی اللہ طالب علمون کو درس دیا کرین اور اپنے اوقات کو ذکر اور مراقبہ مین معمور رکھین اور اس جائے مین ہرگز متعلق ساتہہ علاقہ کے نہووین اور ترک و تجرد قبول کرین اور ہر نفس کو نفس آخرین تصور کرین اللہ کے واسطے مہیا رہین جیسا کہ اپنے بزرگان سلف و صالح رہے ہین زیادہ امید معافی گستاخی ہے وہان کی نیک خبر سننے سے دل خوش ہوتا ہے بر چیز یکہ در رولیشی کے لایق نہین ہے اوسکو چہوڑ دین زیادہ

جواب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی طرف سے شاہ صاحب صاحب عرفان سلامت سلمکم اللہ بعد از سلام مسنون ظاہر ہو کہ آپکا خط پہونچا آپ کی خاطر شریف مین

فرنگیون کی نوکری اور فتوے کی خدمت قبول کرنے سے جو تردد پیدا ہوا ہی معلوم
ہوا اس مدرسہ مین فرنگیون کی نوکری اور خدمت فتوے کا جو ذکر ہوا ہے بعض
اسکا البتہ صحیح ہے اور بعض دروغ ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ مولوی رعایت علیخان
مختار سکار فرنگی بہت مستعد ہین اور مکرر مجھے لکھتے ہین ایک ایسے شخص کو علماے
متدین سے جو رشوت خوار نہو اور مسایل فقہ پورے پورے جانتا ہو میرے پاس
بھیجئے تا بندہ ہر واقعہ اور حادثہ مین روایات فقہ کے موافق عمل کرتا رہے
مین جواب مین لکھا کہ آپ ملازم فرنگیون کے ہین مبادا کہ کسی کام نامشروع کی
تکلیف دیجاوے اور جس شخص کو ہم بھیجتے ہین فرنگیون کی صحبت اور اختلاط ضرور
ہوگا اور وہ امور اسلام مین مذاہب کا سبب ہوا و نہوں نے پھر تاکید کرکے لکھتی
ہین اصلا اوس شخص کو فرنگیون سے اختلاط کرنیکی ضرورت نہ پڑیگی اور نہ اوسکو
کسی نامشروع کام مین تکلیف دیجائیگی بلکہ شہر مین جدا ایک مکان مین رہنا ہوگا
اور جو احکام شرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین بلا دغدغہ بے وسواس بیان کرنا ہوگا
بعد آنے اس قسم کی تحریر کی غور کیا گیا کہ اس قسم کا معاملہ کفار کے ساتھہ کہ اس ترویج
شرع محمدی ہے موافق شرع جایز ہے یا نہین خداے عز وجل اس آیت کو دل مین دالا
(قال الملک ایتونی) بیضاوی کہتے ہین اس مین دلیل ہے جواز طلب تولیت
اور اظہار اوسکا واسطے وغیرہ وغیرہ جو شریعت سے متعلق ہے اور لیکن جو طریقت
سے متعلق ہے پس ترک اور تجرید و اختیار فقر و ترک مطالب اور طریقت مین یہہ
چیزین اوس شخص پر لازم آتی ہین جو اختیار سے التزام اسکا کیا ہو اور کسی شخص
کے ہاتھہ پر عہد کیا ہو تا وقتیکہ التزام اس فقر اور عہد کا اوس شخص پر واقع نہوا ہو
باوجود تعلق علایق قیام خدمت مین اور مشغولی باطن فکر اور مراقبہ اور مشاہدہ
ہوتا ہے بالجملہ کسب اور تعلق کو رخصت ہی محرمات طریقت سے نہین ہی وگرنہ فقد

اور دیگر اہل مطالب کو تلقین طریقت جائز نہوتے حال آنکہ اس فرقہ سے بہت اولیائے
کبار گذرے ہین اور مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہونچے ہین چہ جاے کہ ہنوز مبتدی ہون
ہان ترک اور تجرید طریقت مین عزیمت ہے اور وہ بہی مشروط ہے یعنی عیال نہونا
اور والدین نہونا یا اونکی خدمت چہوٹ جائے یا اقارب دیگر جو احب الشفقت ہون
اور یہہ عذر کیا جاے براے صحبت کفار کی اور مذاہب ہنود و اسلام مین اور موافقت
اونکی رسوم کفر مین تا خوشامد اونکی اور مبالغہ کذب وغیرہ مین اور دیگر مفاسد جو صحبت
اغنیا سے بہم پہونچتے ہین اصلا موجود نہین ہین پس اسکی مباح ہونے مین طریقت
اور شریعت مین کوی شبہ باقی نہین رہا اور رمانند اسکے خلفا اور اصحاب مختارین
اور اولیاؤن کو دیکہے ہین کہ یہودیون کے لڑکونکی استادی کرتے تہے اور
عمدہ بشارات سے بہی مبشر تہے اور ایسے شخص کو کہ ہنوز جسنے ترک اور
تجرید مین ہی قدم نرکہا ہو اسواسطے یہہ امور مرقومہ تجویز کئے گئے کہ مولوی
عبد الحی صاحب یہانسے جاوین اگر مفاسد موہومہ اور مظنونہ نہون تو بہتر ہے
وگرنہ واپس چلے آوین جب یہہ آپکو معلوم ہو گیا تو اب فکر فرمائیے اسقدر اجمالاً
ذہن نشین فرمالین کہ مین بہی ایک عمر انہین کامون مین گنوا یا ہون اور آباؤ اجداد کو
بہی اسی ضلع پر دیکہا اور سنا ہون یکایک بغیر کسی حجت شرعی اور تجویز طریقت
کے ایسے کام مین حرکت نکرونگا کہ دونون طریق مین بری ہو انشاء اللہ تعالی نہ اپنے
واسطے اور نہ اپنے غیر کے واسطے ایسی بیجا تجویز ہوگی والسلام ۔

رقعہ شاہ غلام علیصاحب کا نام سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے
حضرت سلامت معاریج القدس کیا کتاب ہے اور کس سے ہے اوسمین کیا بیان ہے
ایک روز کے واسطے بہیجدیجیے یا اجمالاً اوسکے مطالب کا بیان لکہدیجیے زیادہ چہ

جواب اوسکا ۔ بعد سلام مسنون ظاہر ہو کہ معاریج القدس امام غزالی کی تصنیف ہے

معرفت نفس اور قوایا اور اوسکی تہذیب اخلاق ہین اور اوسکے فساد کی اصلاح مین لیکن
بیان بطور حکمت اور کچہہ تہوڑے قواعد تصوف اور سلوک کی اور کتاب الطاف القدس
فی معرفت النفس تصنیف ولی نعمت مرحوم علیہ الرحمہ معرفت لطایف نفس مین محض اور قوعد
سلوک و تصوف کی بالفعل یہہ طریق ثانی بہت نافع اور سہل ہے اگر مطالعہ کرنیکا ارادہ
ہو تو کتاب الطائف القدس مطالعہ فرمایئے اور معارج القدس اغلاق زیادہ رکہتی ہی
اسواسطے اسکے مطالب مین غور کرنا بڑی صعوبت ہی زیادہ والسلام مرقوم ۲ رجب ۱۲۴۶

سوال - انسان کو بعد موت کی ادراک وشعور باقی رہتا ہے اور اپنے
زایرون کو پہنچانتا ہے اور سلام اور کلام اونکا سنتا ہی یا نہین -

جواب انسان کو بعد موت کے ادراک باقی رہتا ہے اسبات پر شرع شریف اور
قواعد کا اجماع ہے لیکن شرع شریف مین عذاب قبر اور تنعیم قبر تو اتر کے مباتہہ ثابت
ہے تفصیل لکہنا چاہے تو دفتر طویل چاہیئے اور کتاب شرح الصدور فی احوال موتی
والقبور کہ تصنیف سے جلال الدین سیوطی کے ہی اور دوسرے کتب حدیث بہی
دیکہنا چاہیئے اور کتب کلامیہ مین عذاب قبر کا اثبات کرتے ہین حتی کہ اہل کلام منکرون
کو کافر کہتے ہین اور عذاب وتنعیم بغیر ادراک شعور ہو نہین سکتا اور بہی احادیث
صحیحہ مشہورہ زیارت قبور اور موتے پر سلام کرنا اور ہم کلامی اون سے انتم سلفنا
ونحن مالاثرو انا انشاء اللہ لکم لاحقون ثابت ہی اور بخاری ومسلم مین موجود ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شہداے بدر سے خطاب فرماے تہے ایا پاے تم وہ وعدہ جو تمہارے
رب نے کیا تہا لوگ عرض کئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنے روح مردون سے
کلام کرتے ہین آپ فرماے کہ تم اون سے زیادہ نہین سنتے ہو مگر وہ جواب نہین دیسکتے
ہین اور قرآن مجید مین ثابت ہی لاتقولو وغیرہ وغیرہ جو لوگ کہ اللہ کی راہ مین شہید
ہوئے ہین اونکو مردہ نہ سمجہو بلکہ وہ زندہ ہین اپنے رب کی پاس کہاتے اور خوشی کرتے

ہین اوسی چیز سے جو خدا نے دیا ہے اونکو بلکہ پیچہے آنے والون کے حال سے بہی خوشی اور بشارت ثابت ہی آیتہ و یستبشرون وغیرہ وغیرہ اور خوش ہوتے ہین اوس سے جو اونکے پیچہے آنے والے ہین اونکو کچہہ خوف نہین ہے اور وہ غمگین ہونے والے نہین ہین بالجملہ انکار شعور و ادراک موتے اگر کفر نہو تو الحاد تو ضرور ہے لیکن قواعد فلسفیہ پس بقاء روحانی بعد از مفارقت و بقاء شعور و ادراک و لذت روحانی مجمع علیہ فلاسفہ ہے مگر جالینوس اسیواسطے اوسکو فلاسفہ مین نہین گنتے ہین پس ظاہر ہے کہ بدن ہمیشہ گہٹتا ہے اور روح شعور و ادراک مین ہمیشہ ترقی کرتی ہے پس مفارقت بدن سلب ادراک اور شعور مین کیا تاثیر کریگی۔

سوال۔ اگر ادراک اور شعور رہتا ہے بقدر حیات رہتا ہی یا زیادہ اور کم۔

جواب۔ ادراک اور شعور اہل قبور کا بعد موت کے بعض امور مین زیادہ ہوتا ہے اور بعض مین کم جو امور غیب سے تعلق رکہتا ہے ادراک اوسکا زیادہ ہی اور جو دنیوی امور ہین اونکا ادراک کم اسکا سبب یہہ ہی کہ التفات و توجہ اونکی امور غیبیہ مین زیادہ ہے اور امور دنیویہ مین کم پس سبب سے تفاوت واقع ہوتی ہی ورنہ اصل ادراک و شعور یکسان ہے بلکہ اگر تامل کیا جاوے دنیا مین ہی توجہ و التفات اور زیادتی و کمی شعور و ادراک مین واقع ہوتی ہے چنانچہ دقایق علمیہ در بارہ والے لوگ کم سمجہتے ہین اور لذات طعام اور عورتون کی خوبصورتی اور راگ کی نسبت قرار امیر زیادہ خوب سمجہہ سکتے ہین اور علما و فضلا ان چیزون کے سمجہنے سے قاصر ہین اور یہہ سبب کمی توجہ اور التفات کا ہے اور کثرت اوسکی۔

سوال۔ پیغمبرون سے اور اولیاے کرام سے اور شہدا اور صالحین علیہم السلام سے بعد موت اون کے مدد طلب کرنا اسطور سے کہ اے فلان خداے عز و جل سے میری حاجت چاہو اور میرے شفیع ہو اور میرے واسطے دعا کرو درست ہی یا نہین۔

جواب استمداد موتے سے نزدیک قبر کے ہو یا غایب بے شبہ بدعت ہی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانہ مین نہ تہے اسمین اختلاف ہی کہ بدعت سیئہ ہی یا حسنہ اور حکم بہی اسکا مختلف ہوتا ہے مختلف طریقون سے اگر استمداد اسی طریق سے ہو جیسا کہ سوال مین ذکر ہے پس ظاہر ہے کہ جایز ہے کسواسطے کہ اس صورت مین شرک نہین ہوتا ہے اور مانند اوسکے ہی کہ حیات مین صلحا کے دعا والتجا کیجا وے اگر نوعد یگر ہو تو حکم بہی اوسکا نوع دیگر ہوگا اور حدیث مین واسطے رد اسے حاجت کی اسقدر آیا ہے کہ روایت ہی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کہا اونہون نے ایک شخص اندہا آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کیا کہ میرے واسطے دعا فرمایئے کہ تا شفا ہو ارشاد ہوا اگر تو چاہے ہے دعا کرون یا تو صبر کرے تو تیرے واسطے بہتر ہے اوسنے عرض کیا کہ دعا فرمایئے پس ارشاد فرمایا آپنے اوسکو وضو کر پس وضو کیا اوسنے اور دعا کیا اس کلمات سے اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجہت بک الی ربی لیقضی حاجتی ہذہ اللہم شفعہ اور ایسا ہی ذکر ہی ترمذی کی روایت مین اور مشکوۃ مین۔

سوال کسی صاحب باطن یا صاحب کشف سے اونکی قبر پہ مراقبہ کر کر کچہہ فیض اونسے اخذ کر سکتے ہین یا نہین۔ جواب کر سکتے ہین۔

سوال زیارت قبور کے واسطے ایک روز مقرر کرنا اونکا عرس جسروز مقرر ہی زیارت کرنا درست ہی یا نہین۔

جواب زیارت قبور کے واسطے روز مقرر کرنا بدعت ہے اور اصل زیارت جایز ہی اور روز کا تعین کرنا اگلی بزرگون مین نہ تہا اور یہہ بدعت اس قبیل کی ہے کہ اصل اوسکا جایز ہے اور خصوصیت وقت کی بدعت مانند مصافحہ بعد العصر کے ملک توران وغیرہ مین جاری ہے اور عرس کا روز واسطے یاد دلانے دعاے میت کی اگر ہو جایز ہے مضایقہ نہین لیکن التزام کرنا روز کا بہی بدعت ہی یہہ اوسی قبیل سے ہی جو ذکر کیا۔

سوال - قبور پر آب پاشی کرنا اور پہول وغیرہ خوشبو کی چیزین رکہنا جایز ہی یا نہین اور اوس سے میت کو سرور پہونچتا ہی یا نہین -

جواب - آب پاشی کرنا قبر پر بعد دفن کے آیا ہی لیکن بعد طول مدت کی نہین آیا اور قبر کچی ہو اور اوسکے استحکام کے واسطے یا نجاست پاک کرنیکے واسطے ہو تو مضایقہ نہین ہے وگرنہ بدعت ہی اور پہول وغیرہ رکہنا اوسی سے ماخوذ ہے کہ کفن میت کو خوشبو کے ساتہہ مثل کافور وغیرہ اور حنوط وارکچہ حکم آیا ہے حالانکہ میت قبر مین ہے اور یہہ چیزین قبر کے اوپر ہین تا میت تازہ سے مشابہت ہو احتمال ہی کہ اس رکہنے سے میت کو سرور پہونچے اسواسطے اس حالت مین روح بہت متلذذ ہوتی ہی خوشبو کی استعمال سے اور روح باقی ہے ہر چند خوشبو کے پہونچنے کا آلہ کہ زندگی مین قوت شامہ ہی مفقود ہے لیکن قیاساً لذات جو میت کو پہونچتے ہین بعد موت کی شرع شریف مین ثابت ہی یعنے لذتہاے عالم جو احادیث صحیحہ مین آے ہین کہ فیاتیہ من روحہا وغیرہ شہداء کے حق مین جو قرآن مجید مین وارد ہے کہا تے ہین اور خوش رہتے ہین اسے ثابت کر سکتے ہین -

سوال - میت کے واسطے نذر قبول کرنا اور قبر پوشش وغیرہ گزراننا کیا حکم رکہتا ہے

جواب - حکم نذر موتے کا بابت تفصیل رکہتا ہی فتاوے عالمگیری مین کتاب صوم مین ذکر ہے چنانچہ عربی کا ترجمہ بعینہ لکہا جاتا ہے وہ یہہ ہے کہ جو نذر واقع ہوتی ہے اکثر عوام سے اوسکی یہہ صورت ہی کہ لوگ بعض بزرگوارون کی قبر کے پاس آتے ہین اور اونکے قبر کا غلاف کا پردہ پکڑکر کہتے ہین کہ اے فلان اگر میری حاجت روا ہی ہو گی تو اسقدر زر نقد داخل کرونگا مثلاً اسی طرح کی نذر باطل ہے بالاجماع لیکن اگر یہہ کہا جاے کہ یا الٰہی نذر کرتا ہون مین کہ اگر تو شفا دے اس مریض کو یا مانند اوسکے اسقدر فقرا کو کہانا کہلاؤنگا جو اس سید صاحب کے

دروازہ پر مین یا مانند اسکے یا خرید کرونگا بوریا ے مسجد یا روغن روشنی مسجد یا لکید
دونگا مسجد کے خدمت کرنے والون کو جسمین فقرا کو نفع ہے اور نذر اغنیا کے واسطے
اور ذاکر نا شیخ کا سواے اسکے نہین ہے کہ وہ جائے نذر کے خرچ کی ہے اور
مستحقین کے واسطے نذر جائز ہے مگر سواے فقرا کے دوسرے جای صرف
کرنا حلال نہین ہے نہ علما پر بسبب علم اون کے اور نہ حاضرین شیخ کے سواے
جنس فقرا کے جب یہہ معلوم ہو گیا پس جو چیز لی جاتی ہے انکی طرف سے حرام ہے
باجماع جب تک کہ ارادہ نکیا جاوے اوسکے خرچ کا فقرا سے زندہ پر اور تحقیق یہہ ہے
کہ لوگ مبتلا ہو گئے ہین اگر اس نذر ممنوع مین چادر ڈالنا قبر پر حرکت لغو ہے
منع کرنا چاہیئے مثل دیواگیری و چھت پردہ کہ اسکے کچھہ نفع نہین ہے کسواسطے کہ دیواگیری
کے سبب مکڑی وغیرہ جانوران موذی جمع ہو جاتے ہین اور ایسا ہی چھت مین
چڑیون کا اور ابابیلون کا کلحال جمع ہو جاتا ہے اس سے کچھہ حاصل نہین سواے
بیجا زینت کی اور خوشنمائی کے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ منع فرماتے تھے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم پتھرون اور مٹی کے کپڑے پہنانے سے واللہ اعلم۔
سوال۔ مسئلہ وحدۃ الوجود مین کہ جو طریقہ صوفیہ صافیہ کا ہے علماے متکلمین کو
انکار ہے پس اگر ہم لوگ صوفیہ کی تقلید مین اپنے اعتقاد کو موافق صوفیہ کے
درست کرین اس ارادہ سے انکے عقیدہ پر حشر کئے جاین اور پیروی اہل حق
کی کرنا درست ہی یا نہین اور طالب کہ ہنوز مرتبہ صوفیہ کو نہ پہونچا ہو اور نہ عالم
متکلم ہو اس باب جز مین کس فریق کو حق حاصل ہے اگر مسئلہ وحدت الوجود کا
حق ہے مجتہدین جو علما و عرفا ہین کیون ملعتین اور فہمائش اسکی عام کو نہین کرتے
اور اجمالاً کتب مین کیون بیان نکیئے اور عقیدہ حق سے کیون اغماض کئے۔
جواب۔ وحدت الوجود حق ہے اور مطابق واقع ہے کسواسطے کہ دلایل

عقلیہ او سپر ثابت ہیں چنانچہ رسالہ اولہ التوحید شیخ علی مہاجی بہت شرح کے ساتھ لکہا گیا ہے
علماے متکلمین کو اس مسئلہ کے انکار مین سبب دو وجہہ ہین اول یہہ کہ اس مسئلہ بہ
بسبب کمال دقت اور باریکی کے عقلی اور نقلی شبہات بہت وارد ہوتے ہین اونکی نظر
مین اون شبہات کا حل میسر نہین ہوا ناچار انکار کرنا پڑا ایہی حال شطحون کا متکلمین سے
دوسرا یہہ مسئلہ اسرار سے ہے اور طریق ادیان اسکے جاننے پر موقوف نہین ہے
بلکہ عوام کو یہہ مسئلہ سکہانا الحاد کا دروازہ کہولنا ہے اور مباح کرنا ہے شر و فساد کا
پس بیان اس مسئلہ کا کتب عقاید مین بسبب باریکی کے اور دقت اوسکے ممنوع ہے
اور زبان بند رکہنا ہے مناسب ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے جب ذکر کیا جاے
تقدیر کا چپ رہو جب ذکر کیا جاے صحابہ کا چپ رہو اور جب ذکر کیا جاے نجوم کا
پس چپ رہو پس معلوم ہوا کہ تفصیل اور تلاش اور تحقیق ایسے مسئلون کی منجر بہ ضلالت
ہوتی ہے پس یہہ ہے محققان متکلمین اسواسطے یہہ جماعت اپنے تصانیف مین اس مسئلہ کو
مجملاً بیان کئے ہین جیسا امام محمد غزالی امام محمد فخر الدین رازی وغیرہ ائمہ اس فن کے
اگر اسکی تفصیل منظور ہو تو کتاب تنبیہ المحزونین کا مطالعہ کرو بالجملہ انکشاف اس مسئلہ
کا ابتدا مین رسمی دلائل سے نہین ہوتا بلکہ محض موہبت و معرفت انکشاف اس مسئلہ
کا تحصیل کتب پر نہین ہے بلکہ ورود حالات پر رکہنا چاہیئے ہان اگر کسیکو حسن ظن
اولیاء اللہ کے ساتھ جن لوگون نے اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے باقی رکہنا منظور ہو تو
اون بزرگوارون کی جناب مین بد اعتقاد نہووے اور مسئلہ توحید مین نظر کرے تا دلایل بس
عقلیہ و نقلیہ کو سمجھکر اولیاء اللہ کے جناب مین اعتقاد فاسد نرکہے مضائقہ نہین
والا طریق دریافت اس مسئلہ کا فکر عقلی پر نہین ہے اسواسطے کہی ہین کہ وہ طور ہی
سواے طور عقل کے اور یہی کہے ہین قلندر جو کہتا ہے دیکہہ کہ کہتا ہے اور جو
عقابی ابہی اس مرتبہ کو نہ پہنچا ہو اور نہ عالم متکلم مکلف ہوا ہے اجمالاً جانتا ہے کہ صوفیہ

صافیہ جو کچھ کہتے ہین حق کہتے ہین فہم میری اس کو نہین پہونچتی ہے جیسا کہ ایمان
بہ آیات متشابہات قرآن مجید ہے اور یہہ بہی جانتا ہی کہ علمائے متکلمین جنکے
قول پر اعتماد ہے صریح انکار نہین کیئے ہین بلکہ خاموش رہی ہین اور بیان سے
اون لوگون سے الگ رہے ہین اسی سبب سے ہم اوسکا ذکر کرتے ہین ہان مقلدان
علماے متکلمین اونکی سکوت کو انکار سمجہی ہین مثل تفتازانی اور قاضی عضد اور دوسرے
لوگ متاخرین لیکن معلوم ہے کہ اس باب مین پیروان امام غزالی اور امام رازی
اور انہین کے سریکے لوگ ہین نہ متاخرین **سوال** اگر کوئی شخص کلام اللہ یا کسی
آیت کلام مجید کو کھانے پر پڑہے تو کیا حکم ہے - ایک شخص کہتا ہے کہ کلام اللہ کہانے
پر پڑہنا ایسا ہے جیسا جائے ضرور مین پڑہنا نعوذ باللہ منہا - **جواب** اسطرح
کہنا جائز نہین بلکہ بے ادبی ہے اگر یہہ کہا جاوے کہ ایسی جگہ قرآن شریف کا پڑہنا
سوء ادبی ہے تو کچھ مضائقہ نہین مگر یہہ بہی اوسوقت ہی جبکہ وہ پڑہنا بطور وعظ
و پند کے نہو کیونکہ وعظ و پند کے طور پر اور شرک و بدعت سے باز رکہنے کیلئے
قرآن شریف کا پڑہنا جائز ہی - بلکہ دفع بدعت کیلئے کبہی واجب ہوتا ہے **سوال**
اگر کوئی شخص کسی جاندار کو کسی کی منت ٹہراوے تو وہ جانور حرام ہو جاتا ہے یا نہین
بزرگون کی منت کا کھانا اور اولیاء مردگان کی درگاہون مین بہجوایا ہوا کہانا
جائز ہے یا نہین **جواب** جانور اس صورت مین حرام ہو جاتا ہے اور دوسرے
اشیاء بیجان جو بطور منت دنیاز کے ہون اگر اونمین نذر غیر اللہ کی نیت ہی تو اونکا
کہانا قریب حرام ہی - جیسے شیخ سدو کے گلگلے اور بوعلی قلندر کی سمنی وغیرہ -
اور مردون کا نان حلوا جو ایصال ثواب کیلئے کرتے ہین اوسکو اور کہانون کی طرح متبرک
نہین جانتے ہین تو اگر اوسکو محتاجون کو دیدین اور اوسپر کوئی احسان نرکہین نیز
اپنی برادری مین بطور بہاجی بخرہ کے نہ تقسیم کرین اس سے البتہ ثواب کی امید ہے -

اور اہل میت کے گھر تین روز تک کہانا بہیجنا مباح ہے۔ **سوال** اگر کوئی شخص معارف
قبور اولیا اللہ کیلئے زمین مقرر کردے تو اوس زمین کا غلہ خدام قبور اور دوسرے
لوگون کو کہانا جایز ہی یا نہین نیز وہ روپیہ جو قبرون پر رکہہ دیتے ہین اوسکو وہان کے
خدام یا دوسرے لوگون کو کہانا جایز ہے یا نہین **جواب** معارف قبر سے کے تو شرعاً
کوئی بات نہین ہے ہان جسوقت کہ مردہ دفن ہوتا ہے اگر کوئی شخص اپنی خاص ملکی زمینون
کو خادمان قبر کیلئے وقف کردے تو خادمون کو اوسکا کہانا اوسوقت جایز ہے بشرطیکہ وہ
خدمت بجالاوین اور وہ شرط یہ ہے کہ لوگون کو قبر کے طواف اور سجدہ سے باز رکہین
اور وہان برے کام کرنے سے اوسکو منع کرین اور قبر پر نذر و منت مین نقد یا جنس
رکہنے سے اونکو۔ ولیکن اگر یہہ شرط خدمت نہ بجالاکر کہاوین یا کہلاوین تو حرام ہے۔
سوال اراضی کا رہن رکہنا اور اوسکے محاصل سے فائدہ اٹہانا درست ہی یا یہہ سود ہے
اور اگر راہن محاصل اراضی مرتہن کو ہبہ کردے تو جایز ہی یا نہین **جواب** مملوکہ زمینون
کا رہن رکہنا درست ہے اور اونپر اپنا قبضہ رکہنا ضرور ہے اور اونکا محاصل لینا بہی
قبضہ کرنے مین داخل ہے لیکن چاہیئے کہ اوسکے محاصل کا حساب رکہے۔ اور اون محاصل
کو اپنے مبلغ مین جو راہن کو بعوض مرہون کے دیا گیا ہی وصول سمجہین جسوقت راہن سے
اپنا مبلغ واپس لیوین اوسوقت اوسمین سے راہن کو مبلغ محاصل وضع کرکے دیوین۔
اور یہی حال ہے اون حویلی و باغ و مکانات مرہونہ کا کہ جسمین کرایہ جاری ہے یعنی اونکو
کرایہ سے دیکر مبلغ کرایہ کو اپنے مبلغ مین مجرا کردیا کرین۔ اور راہن کا مرتہن کو محصول
اراضی وغیرہ کا ہبہ کردینا صحیح نہین ہے کیونکہ ہبہ مین واہب کو شئی موہوبہ پر موہوب کا
قبضہ کرادینا شرط ہی یعنے واہب کو چاہیئے کہ شئی موہوبہ کو اپنی ملک سے نکالکر موہوب لہ
کی ملک مین کردیوے اور جب وہ شئی موہوب واہب کی ملک ہی مین رہے تو اوسکا
ہبہ کیونکہ صحیح ہوسکتا ہی کیونکہ اوسپر موہوب لہ کا قبضہ نہین کرا سکتا ہے پس اس

صورت مین که راہن اوس شخص کو (یعنی محاصل زمین) جو اوسکے قبضہ اور ملک مین
نہین ہی مرتہن پر ہبہ کیا تو موہوب لہ کا قبضہ نہین ہوا اسلئے یہہ ہبہ صحیح نہین ہوا
اگر یہہ کہا جاوے کہ اس صورت مین ہر سال و ہر ماہ ہبہ ہوا کرتا ہی بایں طور کہ اول
زمین کا محصول پہلی مالک زمین کی ملک مین داخل ہوتا ہے بعد ازان اوسکی ملک سے
نکلکر مرتہن کی ملک مین آتا ہی تو پس مالک اپنی ملک اور مقبوض شئے کا ہر سال
و ہر ماہ مرتہن کو ہبہ کرتا ہی تو پوچھا جائیگا کہ محصول زمین جو مالک سے نکلکر مرتہن
کے قبضہ مین آتا ہے اسکا کون باعث ہی اگر کہا جاے کہ عقد اول ہی اسکا باعث ہی
تو یہہ غلط ہے کیونکہ اوس عقد کے وقت مالک نے اوس شئے موہوب یعنی محصول زمین
پر مرتہن کا قبضہ نہین کرایا ہے اگر کہا جاوے کہ عقد ہر سالہ و ماہ بماہہ اسکا باعث ہے تو
یہہ بھی درست نہین ہے کیونکہ وہ عقد گرو نامہ مین درج نہین ہے پس اراضی و
مکانات مرہونہ کا محصول و کرایہ ہر حال مین ملک مالک مین داخل ہوتا ہے اور مرتہن
نیابتہً اوسکا قابض ہوتا ہی پس جب تک وہ محصول مرتہن کے قبضہ مین ہی گویا وہ راہن
ہی کے قبضہ مین ہی کیونکہ مرتہن منافع مرہون کے حاصل کرنے مین راہن کا نائب ہی
اگر باعتبار عرف اس زمانیون کے مرتہن اون منافع کو راہن کو پہونچا دیوے اور راہن
اون پر قبضہ کر لیکے بعد ازان اون کو مرتہن کو ہبہ کردے تو بسبب واہب اپنی ملکی و مقبوضہ
شئے پر موہوب لہ کو قبضہ کرا دینے کے وہ منافع مرتہن کو حاصل ہوجائینگے مگر یہہ حقیقت
مین سود ہے کیونکہ وہ بیچارہ اون منافع کو مرتہن کو اسلئے ہبہ کیا ہی کہ اگر وہ مرتہن کو
ندیوے تو مرتہن اوس سے خوش نہوگا اور اس معاملہ رہن پر راضی نہوگا بلکہ اوس معاملہ
کو فسخ کردیگا پس اسلئے یہہ ہبہ درحقیقت ہبہ نہین ہے۔ لیکن اہل زمانہ نے جو اس
قسم کی صورت نکالی ہی سو یہہ محض سودخواری کا حیلہ ہے مگر یہہ حیلہ بھی کوئی ایسا
قوی نہین ہے عقل و دانش کے پاس نہایت ناجایز ہے اور سودخواری مین داخل ہے

چونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے ہر حیلہ سے چاہتا ہی کہ اوسکو دوزخ مین جھونکدے فریب
اور تزویر شیطان کا یہی ہے کہ ناقص عقلون کی نظر مین امر غیر جایز کو جایز کر دکھلاتا ہی
کیونکہ وہ اگر اوس امر کو ناجایز سمجھتے تو کیون اوسکے مرتکب ہوتے اور اوسکے دام مین
آپھنستے **سوال** ایام ربیع الاول مین خدا کے لئے کھانا پکوانا اور اوسکا ثواب روح
پرفتوح حضرت سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہونچانا۔ یا ایام
محرم مین کھانا پکوانا اور اوسکا ثواب روح مقدس حضرت امام حسین علیہ السلام اور
دوسرے آل اطہار سید مختار پر پہونچانا جایز ہے یا نہین **جواب** انسان اپنے کام
مین مختار ہے اوسکو ہوسکتا ہے کہ اپنا ثواب عمل بزرگان دین کو پہونچاوے۔ لیکن
اس کام کے لئے کسی وقت یا روز یا مہینے کے تعین کرنی بدعت ہی۔ ہان اگر ایسے
وقت یہہ کام کرے کہ جسمین ثواب زیادہ ہوا کرتا ہے مثلاً ماہ رمضان ہین کہ بندہ مومن کا
عمل اوسمین ستر درجہ اور اوقات سے زیادہ ثواب رکھتا ہی تو کوئی مضایقہ نہین ہے
کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول حضرت امیر المومنین علی مرتضی رض کے اسپر
ترغیب دی ہی۔ اور جو شئی کہ اوسپر شارع کی ترغیب اور تعین وقت نہین ہی وہ
فعل عبث ہی اور مخالف سنت اور مخالفت سنت حرام ہی تو پس اسکا ارتکاب ناجایز
ہی اور اگر اسکا دل چاہتا ہی جس روز چاہے مخفی طور سے خیرات کر لیوے تاظاہر نہووے
سوال اگر کوئی شخص قوم قروی سے یا کسی ایسی دوسری قوم سے کہ جنکی عورتین
پردہ نہین کرتی ہین امامت کرے تو اوسکی اقتدا کرنا جایز ہے یا نہین **جواب**
شریعت مین شرعی پردہ یہی ہے کہ عورت سر سے لیکر قدم تک چادر اوڑھی رہے پس
اگر انکی عورتین بے چادر پھرا کرتی ہین مگر ان عورتون کی زناکاری لوگون مین مشہور
نہین ہے تو اونکی امامت مکروہ ہی اور اگر اونکی زناکاری لوگون مین مشہور رہے تو
اونکی اقتدا حرام ہے۔ اور اس صورت مین ایسی عورتون کے مردون پر یہہ امر

فرض ہے کہ اپنی عورتون کو بدکاری اور بے پردگی سے منع کرین اگر باز نہ آوین تو انکو
طلاق دین ورنہ بیمروت دیوث کہلاوینگے اور انکی اقتدا نماز مین ممنوع ہو جائیگی لیکن اگر
کسی ایسے شخص کی نماز مین اقتدا کر لی ہے تو اوس نماز کی قضا ادا کرنا واجب نہین ہے
کیونکہ ہر فاسق اور فاجر کے پیچھے نماز جایز ہے - سوال عورت کو اوسکی نافرمانی اور خطا
پر طلاق دینا جایز ہے یا جسوقت چاہے اوسکو طلاق دیدے سکتے ہین جواب طلاق دینا
دو قسم پر ہے ایک مسنون دوسری مباح مسنون وہ ہے کہ بغیر کسی سبب کے طلاق نہ دیوے
کیونکہ طلاق خدا تعالی کے پسندیدہ امرون مین سے نہین ہے بلکہ ناچاری سے مباح رکھی گئی
ہے پس چاہیئے کہ بے سبب اوسکو عمل مین نہ لاوے - مباح وہ ہے کہ آدمی اسمین مختار
ہے اگر بے سبب بھی طلاق دیدے تو عورت پر طلاق پڑجاتی ہے اور عورت اوسکی
اطاعت سے باہر ہو جاتی ہے اگر اس صورت مین بھی ثواب نکاح کی زیادتی مقصود ہے
تو یہہ امر قریب سنت ہے بلکہ خلفاے راشدین کی سنت مین داخل ہے چنانچہ حضرت امام حسن رض
عورتون کو نکاح کیا کرتے تھے اور پھر انکو طلاق دیدیتے تھے اور دوسرے عورتون سے
نکاح کر لیتے تھے مگر اسمین آپکو صرف ثواب مقصود تھا پس اسقدر سبب طلاق کے مسنون
ہونے مین کافی ہے - لوگون نے حضرت امام حسن رض سے اس طلاق دینے کا سبب پوچھا تو
آپ نے فرمایا کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ میرے سبب سے بہت سی قوم کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مصاہرت کا رشتہ پیدا ہو جاوے اور وہ محشر کے دن اونکے حق مین کارآمد
ہووے سوال عقاید معتبرہ کی متنون اور اونکی شرحون مین لکھا ہے کہ کفار ہمیشہ
دوزخ مین رہینگے اور مومنین ہمیشہ جنت مین - خواہ پہلی ہی بہل بغیر عذاب جنت مین
داخل ہون یا بعد از عذاب پس اوسمین مشرکین اور اہل کتاب اور وہ اہل بدعت
کہ جنکے خواہشات کفر کو پہونچ گئے ہین اور شیخین (یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رض) وغیرہ کی
تکفیر کرتے ہین اور ضروریات دین سے منکر ہین سو داخل ہین یا نہین - اور آیہ ان اللہ

لایغفر من یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک الخ یعنی اللہ نہین بخشتا ہی مشرکین کو اور بخشدیگا
سواے اونکی کیونکہ کفار غیر مشرکین کو مغفرت پانیکا احتمال ہے اور نیز حدیث سی معلوم
ہوتا ہی کہ سبکی دوزخ سے خلاصی ہوگی الا حبس القرآن یعنی جنکے لئے خلود دوزخ قرآن میں
مذکور ہے اونکی خلاصی نہوگی اور شیخ عبدالحق نے کہا ہی کہ سواے کفار کے تمام لوگ دوزخ
سے نکل آئینگے اور انہون نے کفار کو مشرکین کی قید نہین لگائی ہے بلکہ عام رکہا ہے
اور جو سے دفع جسوقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیہ جہنمیون کی شفاعت
فرمائینگے اور جناب باری سے حکم ہوگا کہ یا محمد تیری شفاعت سے یہلوگ انکو نہین بخشینگے
مگر آخرکار سوائی اوسکی رحمت کاملہ سے بخشی جائینگے سو وہ کونسی فریق ہے یا یہی کفار
غیر مشرک ہین یا وہ مومنین جنکے دل مین ایمان ایک ذرہ برابر ہوا کرتا ہے مفصل معہ
ترجمہ آیت ہمیکو تبیان فرمائیے اور آیۂ مذکورہ مین من یشرک سی کون مراد ہے سو بہی بتلائیے
جواب علما کا اجماع اس بات پر ہے کہ مداومت دوزخ مطلق کفر کا خاصہ ہی خواہ
وہ مشرک ہووے یا انکار نبوت ہووے یا انکار احکام قرآن ہووے کچہہ بہی فرق نہین ہے
اور آیۂ مذکورہ (ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء) مین لفظ
ما دون سے ماسوا مراد نہین ہے بلکہ ادون و اسفل مراد ہے یعنی جو کوئی عمل کہ شرک
سے کمتر ہووے اوسکو وہ بخشدیتا ہی۔ اور اقسام کفر شرک سی کمتر نہین ہین بلکہ شرک
کے مساوی ہین پس کسی قسم کا کفر ہو نہین بخشا جائیگا الغرض علماء اہل سنت کا اجماع
اس بات پر ہی کہ تمامی کفار دوزخ مین ہمیشہ رہنی مین مشرکین کے شریک ہین اسکی
تحقیق علم کلام کی مبسوط کتابون مین ہی۔ ایک جماعت نے لکہا ہے کہ جمیع انواع کفر کے
شرک حسی کی طرف راجع اور اوسکی مستلزم ہوجاتے ہین پس اونکی مغفرت کی امید نہین
رہی اور اوس پر نص صریح یہ آیہ ہے کہ مثلا اہل کتاب جو رسالت کا انکار کرتے تہے
معجزات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جو درحقیقت تصدیق پیغمبری کیلئے وہ افعال الٰہی تہے

افعال غیر خدا سمجھتے تھے تو اس سے اونکی حسب اعتقاد قدرت خلق معجزہ خدا کا
اثبات غیر خدا کے لئے لازم آیا اور یہہ عین شرک ہی - اور علی ہذا القیاس جمیع اقسام
کفر مین تکلفات کئے ہین لیکن محققین کے پاس اس اجماع کی دلیل بہت بہت
سی آیتین ہین جو پچاس سے زیادہ ہونگی اور سب کے سب اسبات پر دال ہین کہ
خدا کے آثار پہ کفر کرنا خلود دوزخ کو مستلزم ہی خواہ وہ شرک ہووے یا غیر شرک
ہووے اور آیۂ ان الذین کفروا بایاتنا سوف نصلیہم نارا کلما نضجت جلودہم
بدلناہم جلودا غیرہا لیذوقوا العذاب الخ اور حدیث مقام محمود الا من
حبسہ القران آئی ہے سو صحیح ہی لیکن قرآن آیۃ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ
ہی مین منحصر نہین ہے بلکہ آیۂ ان الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین بہی
قرآن مجید مین داخل ہے اسوجہ سے شیخ عبد الحق نے کفار کو مطلق بیان کیا مشرکین
کی قید نہین لگائی - اور حدیث شفاعت مین جو آیا ہے کہ چوتھی دفعہ حضرت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ جہنمیون کے باب مین شفاعت فرماکے
اونکو آتش دوزخ سے نجات بخشینگے سو وہی مومنین ہین جنہون نے اپنا ایمان
تہوڑا سا رکہا ہی اور عمل نیک نہین کیا چنانچہ اس حدیث مین واقع ہے لم یعملوا
خیرا قط اور مراد عمل سے عمل جوارح ہے نہ اصل ایمان - اور اہل التفسیر نے مشرکین
کو جمیع انواع کفر مین شامل کردیا ہی اور کفر کا معنے اصطلاحی شرعی شرک ٹہرایا ہے
اسلئے معنی آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کا اونکے پاس لا یغفر ان یکفر بہ
ہے چنانچہ قاضی بیضاوی نے آیۃ ولا تنکحوا المشرکات کے تحت مین نعم الکتابیات
لان اہل الکتاب مشرکون لکہا ہی یعنے مشرکات کا لفظ تمامی اہل کتاب کو
شامل ہی کیونکہ یہہ تمام مشرک ہین حسب فرمودہ تعالی وقالت الیہود عزیر ابن اللہ
وقالت النصاری المسیح ابن اللہ اخیر قول سبحانہ وتعالی عما یشرکون تک

حسن نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تزوجوا نساء اھل الکتاب ولا تزوجوا نساءنا اگر یہ پوچھا جاسے کہ جنہون نے
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کا انکار نہین کیا ہے اور نیز شرک کا لفظ کیون
کہا گیا تو اسکا جواب ابو الحسن ابن الفارس نے یون دیا ہے کہ جو لوگ کہ قرآن کو
کلام غیر اللہ کہتے ہین گویا وہ کلام خدا کو غیر کی طرف منسوب کرتے ہین پس آوے در حقیقت
خدا کے ساتھ شرک کرتے ہین۔ تحقیق وہی ہے جو ہمنے پہلے کہا ہے یعنی بہت سی
آیات قرآن کفار کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے پر دلالت کرتی ہین بلکہ اہل کتاب کے
حق مین بھی تو بجا آتی ہین چنانچہ ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار
جھنم خالدین فیھا۔ وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ اخیر قول فاولئک
اصحاب النار ھم فیھا خالدون تک اور وہ جمیع اہل بدعت وہ ہوا کہ انہون کی
بدعت کفر کو پہونچگئی ہو آیہ ان الذین کفروا من اھل الکتاب مین داخل ہے عموماً
شرک نہین ہین اور ما دون ذلک سے ذنوب و معاصی مراد ہین خواہ وہ کبیرہ
ہون یا صغیرہ **سوال** علم کلام کے تمامی متون مین لکھا ہوا ہے کہ صحابی پر طعن
نہین کرنا چاہیئے حدیث مین ثم یکون ملکا عضوضا آیا ہے تو یقیناً معاویہ فرشتہ
تھا جو تیس برس بعد ہوا ہے پس اگر کوئی شخص بمقتضای اس حدیث کی معاویہ پر بسبب
ظلم وغیرہ کے جو عضوضیت کا لازمہ ہے طعن کرے تو کیا مضایقہ ہے ورنہ حدیث
شریف اور عقاید اہل سنت کی کیا توجیہہ ہوگی اور مسلم شریف وغیرہ مین مذکور ہے
کہ الصحابۃ کلھم عدول پس معاویہ کی مخالفت و عضوضیت کی کیا توجیہہ ہے حالانکہ
انکی بغاوت متفق علیہ ہے اور باغی کی اہانت جایز ہے پس بعض علما جو منع کرتے
ہین کسوجہ سے ہے۔ اور بعض لکھتے مین کہ حضرت معاویہ مجتہد نہین تھے پس اگر وہ
خلافت حضرت علی رض کے اجماع مین شریک نہین ہوسے ہین تو کچھ مضایقہ نہین ہے

اور یہہ قول اسکے منافی ہے جو ابو رافع نے ابن عباس رض سے حکایت کی ہی کہ ایک نماز مین درود پڑہتے تھے اور وہ روایت خلاف حدیث صحیح ہے جواب مین فرمایا انہ فقیہہ ایسا ہی بخاری شریف مین ہی اور مشکوۃ شریف مین بہی مذکور ہے قال ابن عباس انہ فقیہ پس آپکو مجتہد کیون نہین کہنا چاہیئے اور اسکی کیا توجیہہ ہے - جواب جو کچھہ متون عقاید مین لکہا ہوا ہی کہ صحابی کو طعن نکرنا چاہیئے سو نہایت درست ہے لیکن حدیثی روایت جو بعض صحابہ کے باب مین جو ایک قسم کے طعن کی متضمن ہے سو اوس سے کوئی منافات نہین ہے - الغرض اصحاب متون کا مقصود لفظ صحابہ سے تمام صحابہ معصوم ہونا اور ہر قسم کے طعن سے بری ہونا نہین ہے کیونکہ بعض صحابی سے شراب کا پینا ثابت ہوا ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف مین مذکور ہے اور بارہا آنحضرت صلم نے اونپر حدود قایم کئے ہین - اور حسان بن ثابت و مسطح بن اثاثہ سے قذف ثابت ہی اور انپر بہی حد جاری ہوی ہے اور ماعز اسلمی سے زنا ثابت ہوا ہی اور وہ سنگسار کئے گئے ہین بیشک اس قسم کی لغزشین اور گناہین انہون سے باعتبار صحابت اور واجب احترام ہین لیکن تاوقتیکہ انہون سے نفاق و ارتداد یقیناً معلوم نہ ہو جاوے امت انکو مطعون نہین کرسکتی ہے مثلاً ابو ذر غفاری رض کے حق مین صحیح بخاری مین آیا ہی انك امرء فيك جاهلية لیکن اب ہم لوگون کو یہہ جایز نہین کہ کہین ابو ذر رض مرد جاہل تہے اور ایسا ہی ابو جہیم جو عمدہ صحابہ مین سے ہی صحیح بخاری مین آیا ہے لا يضيع عصاه عن عاتقه جو اسکے اپنے خادمون اور عورتون کے ساتھہ ضرب و ستم کرنے کا کنایہ ہی مگر ہم کو یہہ جایز نہین کہ کہدین کہ ابو جہیم مرد ظالم تہا - بلکہ اگر اور ہم غور کرین تو معلوم ہوگا کہ بعض انبیا علیہ السلام پر مقام عذاب مین عتاب آمیز الفاظ وارد ہوے ہین مگر امت کو یہہ جایز نہین کہ اون حضرات کی شان مین بمقتضاے قول تعالی سخت کلام کرین چنانچہ خدا نے کہا ہی عصی آدم ربہ فغوی اگر ہم حضرت آدم

علی نبینا علیہ السلام کو عاصی وغاوی کہین تو کفر ہے اور جیسے لا الہ الا انت سبحانک
انی کنت من الظالمین واذ ابق الی الفلک المشحون فالتقمہ الحوت وھو ملیم آئی
ہے ہم مین سے کسیکو حضرت یونس علیہ السلام کے حق مین آبق اور ظالم اور ملیم کہنا جائز نہین
ہے۔ پس متون عقاید کی عبارت صحابہ کرام کے ادب واجب علی الامت کے نظر کرتی
نہایت درست ہی اور حدیث شریف بھی واقعہ کی نظر کرتے صحیح المعنی ہے۔ اور بھی اہل
سنت کی صحیح عقاید مین آ ور وہ جو کتب اصولیہ مین لکھا ہوا ہی کہ الصحابۃ کلھم عدول
اس سے مراد یہہ ہے کہ صحابہ تمامی روایت حدیث مین امون ومعتبر ہین اور انہون سے
کوی کذب روایات حدیث مین زنہار ثابت نہین ہوا ہے جیسا کہ تجربہ اور تحقیق مین
بھی نہین آیا ہے کہ اور مقدمات مین کوی شخص انہون سے دروغ بیان کیا ہو۔ کیونکہ
ان سے کوی گناہ صادر نہین ہوی ہے اور وہ جو عنقریب گذرا ہی کہ انمین سے بعض
صحابی آنحضرت صلعم کے حضوری مین گناہ کبیرہ کی ارتکاب سی محدود ہوی ہین سو صحیح ہی
مگر صحابہ کرام عمداً گناہ کرنے سے محفوظ ہین۔ انہون کا مجتہد ہونا اور نہونا اب ہرگز
مفید نہین ہے کیونکہ گو مجتہد تھے مگر اس مسئلہ مین یقیناً غلطی کی ہے کیونکہ اجتہاد نص
کے مقابلہ زنہار اعتبار نہین رکھتا ہی اب ہم حال واقعی کی تحقیق مین آتے ہین۔ بعد
تفتیش وتفحص روایات کی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت معاویہ نے اپنی آخر عمر مین اجتہاد کا
مرتبہ حاصل کیا ہی لیکن انکو علمی پایہ کم تہا اور جمیع احادیث پر عبور نہ تہا برخلاف وہ
لوگ جو حضوری مین آنحضرت صلعم کے اجتہاد کامل کے رتبہ کو پہنچے تھی اور آنحضرت
صلعم انہون کی مجتہدی امور کو نہایت صواب پر سمجہتے تھے اور انکو فتوی اور تعلیم کی اجازت
دی تہی امدہ وہ حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل اور
زید بن ثابت اور انکی امثال ہین۔ پس جو شخص حضرت معاویہ سے اجتہاد کی نفی کرتا
ہے صحیح ہے کیونکہ آپ کو آنحضرت صلعم سے اجتہاد کا مرتبہ حاصل نہ تھا۔ اور آنحضرت صلعم

نے کسی مسئلہ مین حضرت معاویہ کے اجتہاد پر حکم نہین فرمایا ہے تاکہ انہون کا اجتہاد
معتبر اور مفتی بہ سمجہا جاوے - اور جسکو انہون نے مجتہد کہا ہے وہ بہی صحیح کہا ہے کیونکہ
آپ اپنی آخر عمر مین صحابہ سے احادیث کثیرہ کے سننے کی وجہ بعض مسائل فقہ مین
دخل دیا کرتے تہے اور قول ابن عباس رض کا جو انہ فقیہ ہے بہی یہی معنے سے ہے -
اور پہر ایک اجماع ہے جو حضرت علی رض کی خلافت پر ہوا تہا انکا خارج ہونا انکی لئے
کوئی مضر نہین ہے کیونکہ اوسوقت ان کے اجتہاد کو وہ رتبہ حاصل نہین تہا کہ انکو
اہل حل وعقد مین شمار کرسکین علاوہ بران یہ سب ہے کہ حضرت علی رض کی خلافت محققین
کے پاس نص سے ثابت ہی پس نص کے مقابلہ مین اجتہاد کا کوئی اعتبار نہین ہے
اور یہی حکم ہے علت متعہ مین جو ابن عباس کیطرف منسوب ہی اور یہی حکم ہے غسل
کے نہ واجب ہونے پر اوس شخص پر کہ جسنے عورت سے جماع کیا ہو اور قبل از
انزال علحدہ ہوگیا جو ابی بن کعب وغیرہ انصاریون کے طرف منسوب ہی سوال
بعض کتابون مین لکہا ہوا ہے کہ عشرۂ مبشرہ مین سے بعض صحابہ ایک روز نماز جمعہ
مین حاضر تہے اور مروان نے خطبہ مین سب حضرت علی رض کے صحابہ مذکور اوسکی
پیچہے نماز پڑہے اور اوسپر تکفیر کا حکم نہین دیا - ہان صرف اوسپر شدت اور تشنیع
کی ہے پس یہہ امر نہایت عجیب ہے کہ علم اور علما کی اہانت تو کفر ہے جیسا کہ
اشباہ اور نظایر مین موجود ہے اور ایسے صحابی اجل کی اہانت کفر نہو اسکی کیا
توجیہ ہے اور سب شیخین رض کفر ہے اور سب حضرت علی رض کفر نہین سو یہ ترجیح
بلا مرجح کسلیئے حالانکہ بزرگی اور علو مرتبہ مین تمام متواتر المعنی ہین - اور ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ کی فضیلت کو بعض قطعی کہتے ہین اور بعض ظنی چنانچہ امام رازی اور آمدی
وسید شریف وعلامہ تفتازانی سے لیکر شاہ عبد الحق رحمہم اللہ تک بہی ظنی کہتے
ہین اس خلاف کی کیا وجہ ہے اور کونسی بات پر عقیدہ رکہنا چاہیئے اور

لعن یزید کے بارہ مین بعض منقولات مین توقف آیا ہے مگر تحقیق اس امر مین کیا ہے
جواب - حضرت ختنین رض نے اپنے سب کرنیوالون کی تکفیر نہین کی ہے چنانچہ
مشکوٰۃ شریف مین مذکور ہے کہ جسوقت حضرت عثمان رض کو خارجیون نے گھیرلیا تھا
تو آپنے اپنی طرف سے ایک امام مسجد نبوی مین مقرر کیا تو اوس امام ملعون نے
سب حضرت عثمان رض کیا کرتا تھا - لوگون نے حضرت عثمان رض سے پوچھا انك امام
عامة وقد نزل بكرما نري ويصلي بنا امام فتنه فما تقول في ظنك حضرت
عثمان رض نے فرمایا الصلواة احسن ما يعمله الناس ماذا احسن الناس فاحسن
معهم فاذا اساء واانا خبث اساتهم پہر آپنے اپنے اون لوگون کو اوس امام
مبتدع کے پیچھے نماز ادا کرنے کی اجازت دی پس اگر حکم کفر کا دیئے ہوتے تو نماز کیونکر
ادا ہوتی تہی - اور دارقطنی اور دوسرے کتب حدیث مین مروی ہے کہ حضرت علی رض سے
لوگون نے بغاوت شامیہ کا حال دریافت کیا اور کہا امشركوهم (   )
تو آپنے فرمایا من الشرك (   ) پہر دوسرے روز پوچھا امنافقوهم
(   ) آپنے فرمایا ان المنافقين لا يذكرون الله الا قليلا
(   ) پہر پوچھا کہ اونکے حق مین کیا اعتبار رکہنا چاہیئے اور انکو
کیا کہنا چاہیئے - آپنے فرمایا اخواننا بغوا علينا یعنے وہ ہمارے بہائی ہین
جنہون نے ہمپر بغاوت کی ہے) یعنی وہ مسلمانان ہین مگر گناہ کبیرہ اور بدعت کے
مرتکب ہوے ہین - پس اسلیئے بمقتضاے کلام حضرت ختنین کے قدما اہل سنت نے
سب ختنین کو بدعت و فسق لکہا ہے لیکن بدعت و فسق عظیم - بخلاف سب شیخین
کے کیونکہ اوسمین اس قسم کے آثار وارد نہوے ہین پس سبات ختنین پر حکم
کفر کا لگانا بطور استحسان ہے جو خلاف قیاس عمل مین لائے ہین جیسا کہ مسئلہ
چاہ و استصناع وغیرہ مین عمل مین لاتے ہین ورنہ قیاس یہی چاہتا ہے کہ ان موقعون

سب کفر ہے اور یہی بات محققین متاخرین کی مختار ہے کیونکہ انمین یہی ہر ایک کی ہزلیا
اور ضرلیت متواتر آتی ہے اور ضروریات دین مین سے ہے اگر کوئی شخص
یہہ شبہہ کرے کہ ختنین نے اپنی تعظیم پر باوجود اقتضاے قیاس اور قیام اولہ
صحیحہ کے اپنے ساب پر حکم کفر نہین لگایا ہے تو ہم کہین گے کہ اوسکی وجہ یہہ ہے
کہ حضرت ختنین رض نے بنظر احتیاط مسلمانون کی تکفیر مین اون ملاعین کے شبہون
کا لحاظ رکھا ہے اور یہہ جان لیا ہے کہ تفسیر سیرت شیخین کی حضرت عثمان رض
اور تہمت قتل حضرت عثمان رض کی حضرت علی رض پر انکی نظر مین اسقدر رسوخیت پیدا
کی ہے کہ ہمارے احادیث و مناقب و علو درجات کو اپنے دل مین نہین گذارتے
اور اسمین غور نہین کرتے اور صرف آیات قرآنی پر متمسک ہین گویا براہ تعصب
دینداری کے ہمارے انتظار مین افراط کرتے ہین اور انکار احکام قرآن اور ضروریات
دین کا دانستہ نہین کرتے ہین گو اسبات پر سب وطعن لازم ہے کیونکہ لزوم کفر
(یعنے کفر کسیپر لازم کرنا) کفر نہین ہے بلکہ التزام کفر (یعنے کفر کو اپنے پر لازم کرلینا)
کفر ہے اسلیے علم و علما کی اہانت کرنی علم و علما کو جانکر کفر ہے اگر ان کے
علم کو جہل اور انکو جاہل جانکر اپنے اعتقاد فاسد سے اونکی اہانت کرے تو کفر نہین ہے
اسی وجہ سے حدیث شریف مین آیا ہے ادرؤ الحدود والقصاص بالشبہات
یعنی حدود و قصاص کو شبہون کی صورت مین چھوڑ دو اسی وجہ سے شبہہ کے مقام مین
اونکی تکفیر سے احتراز کیا ہے۔ سبحان اس مرتبہ کی احتیاط اوس دین مین ہے
جو حضرت ختنین رض سے وقوع مین آیا ہے لیکن متاخرین اہل سنت نے جب دیکھا
کہ اب وہ شبہے تمام زایل ہوگئے اور حق باطل سے جدا ہوگیا اور اون ملعون کی
تہمتین بے اصل ہوگئین اور تتبع سے احادیث صحیحہ کے معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب
صلعم نے حضرات ختنین رض کے منکرین کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا ہے۔ لیکن حضرت

عثمان رض کے باب مین جامع ترمذی مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے روبرو ایک جنازہ لایا گیا تا نماز پڑہے تو آنحضرت صلعم نے نہ خود نماز پڑہی اور نہ دوسرون کو نماز پڑہنے کی اجازت دی تو لوگون نے آنحضرت صلعم سے اسکی وجہ پوچہی تو آپ نے فرمایا انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ (یعنے وہ شخص حضرت عثمان رض سے بغض رکہتا تہا اسلئے خدا اوس سے بغض رکہا -) اور منکران علی رض کے حق مین چونکہ احادیث صحیحہ مین آچکا ہے حب علی آیۃ الایمان وبغض علی آیۃ النفاق اور یہہ بہی آیا ہے لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق اور یہہ بہی آیا ہے اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ اسلئے ناچار سادات حنفیین کی تکفیر پر حکم کیا ہے اور یہہ منصور کا مذہب ہے جو فی زماننا مفتی بہ ہے - اور حضرت صدیق رض کے فضیلتین یقین ہے اور بعضون نے یعنے امام رازی وامدی وغیرہما علماء کلام مین سے جو ظنی لکہا ہے سو وہ بہی درست اور صحیح ہے اسلئے کہ ہر ایک دلیل کے نظر کرتے وہ فضیلت ظنی ہے کیونکہ احاد کی خبر مفید ظن ہوتے ہے اور جو کلام اللہ مین مثل لا یاتل اولو الفضل منکم وسیجنبہا الاتقی الذی وغیر ذلک سے متواترا آیا ہے تو وہ محتمل تاویل ہے پس وہ مفید یقین نہین ہو سکتے ہے لیکن جب مجموعہ ادلہ باعتبار مجموع لحاظ کیا جاوین تو مفید یقین ہوتے مین اور ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ہر ایک دلیل باعتبار افراد مفید ظن ہوتی ہے اور مجموعہ دلائل بحیثیت مجموعی مفید یقین ہوتے ہین کما فی الخبر المتواتر فان الاحاد یفید الظن ومجموعہا اذا بلغت حد التواتر یفید القطع کتاب ازالۃ الخفاء وقرۃ العینین مین یہہ مقام ایسی شرح وبسط سے واقع ہے کہ اوسکے مطالعہ کے بعد حضرت صدیق رض کی فضیلت یقینی ہونے مین کوئی شبہ نہین رہتا ہے - یزید کے لعن مین اسوجہ سے توقف ہے کہ اس لیے سے شہادت امام حسین علیہ السلام کے مقدمے مین مختلف اور متعارض روایتین آتی ہین - بعض روایتون سے اوسکی رضا اور استبشار

اور اہانت اہل بیت و خاندان حضرت رسول خدا صلعم مفہوم ہوتی ہے جیسے کہ تابعین کی
ملاعین مین یہ روایت مرجح ٹھہری ہے انہون نے اوسکی لعن پر حکم دیدیا ہے چنانچہ فقہاے
شافعیہ مین سے احمد بن حنبل اور دوسرے بہت سے علمانے ایسا ہی کیا ہے - اور
بعض روایتون سے اس امر پر اوسکی کراہت اور ابن زیاد اور اوسکے اعوان پر
عتاب کرنا اور اس بات پر کہ یہہ امر اوسکے ناہون سے وقوع مین آویگا چھپانا
معلوم ہوتا ہے پس جنکے پاس یہ روایت مرجح ٹھہری ہے وے اوسکے لعن سے
منع کیا ہے - چنانچہ امام حجۃ الاسلام امام غزالی رح اور دوسرے علماء شافعیہ اور اکثر
علماء حنفیہ نے ایسا ہی منع کیا ہے - اور عالمون سے ایک ایسی جماعت ہے کہ اون کے
پاس ہر دو روایت متخالف پہونچے ہین اور ایک کی دوسری پر کسی نوع کی ترجیح
نہین ہوئی اسلئے انہون نے بنا بر احتیاط توقف کیا ہے اور یہی تعارض کے وقت مین
علماء پر واجب ہے اور یہ ابو حنیفہ رح کا قول ہے اور شمر اور ابن زیاد کے لعن مین چونکہ
اس فعل مین اونکی رضا اور استبشار یقینی ہے بلا تعارض توقف نہین ہے - **سوال**
جواب مین طعن عائشہ رض درباب افشاے راز آنحضرت صلعم اور تحریم ماریہ قبطیہ کے لکھا
ہوا ہے کہ عائشہ صدیقہ رض سے ہرگز افشاے راز نہین ہوا ہے پھر آیہ قولہ تعالی
وان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما ضمیر تثنیہ سے جو عائشہ اور حفصہ رض کی طرف راجع
ہوتی ہے سو اسکا کیا معنی ہے **جواب** عائشہ رض نے ہرچند افشاے راز نہین کیا ہے
لیکن تحریم ماریہ قبطیہ رض کے سننے سے خوش ہوے تھے اور حفصہ کو افشاء راز سے منع
نہین کیا بلکہ اس فعل سے راضی اور بشاش رہے اور یہ تمام ترک اولے اور شوب
نفسانیہ ہے اور من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین کے محل توبہ و استغفار ہے
اور حدیث شریف مین آیا ہے ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الی اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ
اور یہی آیا ہے انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ -

سوال - قرآن شریف مین آیا ہے ما ننسخ من آیۃ الآیہ جسکا حاصل یہہ ہے کہ ہر حکم کی
نسخ کے لئے شرط یہہ ہے کہ دوسرا حکم اوسکے مانند یا اوس سے بہتر جناب کبریا عز اسمہ
سے آنا چاہیئے پس حکم حلت متعہ جو قولہ تعالے فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن
سے بعض کے پاس مقرر ہے جیسا کہ بیضاوی مین ہے سو اس حکم کا نسخ آیت فمن ابتغی
وراء ذلک فاولئک ھم العادون سے ہوا ہے تو متعہ کے عوض اون بعض کے پاس کون
حکم نازل ہوا ہے جواب آیۂ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا الآیہ سے مراد وہ ہے
کہ جو کوئی حکم منسوخ ہوتا ہی سو وہ دوسرے حکم سے منسوخ ہوتا ہے اور وہ حکم ناسخ حق عباد
اور ثواب مین حکم منسوخ سے بہتر ہوتا ہے یا برابر ہوتا ہے پس بدل حلت متعہ تحریم متعہ آیا ہی
اور جیسا کہ حلت احکام الہی سے ایک حکم ہے ایسا ہی تحریم بھی احکام الہی سے ایک حکم ہی
اور تحریم حق عباد مین بہت نافع ہے کیونکہ متعہ کی صورت مین حفظ نسب اور کفایت
محرمیت اور توارث برباد ہو جاتے ہین چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین مفصلاً بیان کیا ہی
حاصل یہہ ہے کہ لازم نہین ہے کہ حکم ناسخ حکم منسوخ کی جنس سے ہووے سوال کیا وجہ
ہی کہ احناف بعض مسائل مین صاحبین کی اقتدا کرتے ہین اور تقلید شافعی کو محظور اور ممنوع
سمجھتے ہین حالانکہ اگر اصول مین اتفاق ملحوظ ہے تو تمام مسایل مین اختلاف چاہیئے اور اگر
فروع مین اختلاف منظور ہے تو تمام مسایل مین اختلاف چاہیئے جواب اسے صاحب جواب
دو طریق پر ہی - اول جمہور حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ امام اعظم رح اپنے مذہب کو اپنے اصحاب
مثل زفر بن الہذیل اور ابو یوسف اور حسن بن زیاد اور ابن سماعہ اور قاضی اسد
اور محمد بن الشیبانی وغیرہم مین مشہور کیا ہے اور کہا ہے کہ ان تامون کا مذہب مذہب ہے
جو کوئی میرے مقلدین سے ہوگا وہ اوس جماعت کی تقلید کریگا چنانچہ بہت سے قصص
جو اس شہرت پر دلالت کرتے ہین طبقات کفوی اور دوسرے طبقات حنفیہ مین مسطور
ہے لہذا احناف ان تامون کے مذاہب کو جو بزرگتر ہین امام اعظم ہی کا مذہب

قرار دیئے ہین اور ان تامون کی تقلید کو بعض مسایل مین امام اعظم رح کی تقلید کہتے ہین
دوم - ارباب تحقیق نے کہا ہے کہ اجتہاد کے مرتبے چہار ہین - اجتہاد استقلالی
اجتہاد انتسابی اجتہاد فی المذہب اجتہاد ترجیح امام اعظم اور امام شافعی رح ہر دو
مستقل مجتہد تہی ایک دوسرے کے ہرگز تابع نہین تھے برخلاف صاحبین اور زفر
اور امثالہم کے کہ یہہ منتسب مجتہد ہے اور مجتہد منتسب مجتہد مستقل کے تابع ہے
اور استقلالاً مجتہد نہین ہے اور مذہب مجتہد مذہب مستقل ہے۔
تفصیل وہ ہے کہ مجتہد مستقل اوسکو کہتے ہین کہ احکامی آیات اور احادیث کو اور آثار صحابہ
اور تابعین کو اپنے خرج و تعدیل کرکے اوسکو اجتہاد بناوے اور پہر قواعد استنباط
کو وضع کرے تاکہ استنباط کے وقت تناقص اور تہافت نہووے اور یہہ درجہ حضرت
امام اعظم اور امام شافعی رح اور اونکے امثال کا ہے برخلاف صاحبین اور زفر اور امثالہم
کے کہ یہہ اونہین احادیث و آثار فقہا اور تابعین کو جنکو امام اعظم رح نے اپنا ماخذ اور بنایہ
الاجتہاد قرار دیا ہے اپنا پیشوا بناتے ہین اور قواعد استنباط کو بہی امام اعظم رح
سے اخذ کرکے بطور امام اعظم کے نسخ کرتے ہین گو فرع مین مخالفت پیدا ہوجاوے اور
اسطرح کی مخالفت مخالفت مذہب نہین ہے یعنی مادہ اجتہاد اور طریق استنباط مین
شریک ہین مثلاً امام اعظم رح نے کہا ہے العام قطعی کالخاص والخاص مبین فلا یلحقہ
البیان ولا عموم للمشترک فی معاینہ ولا یجمع الحقیقۃ والمجاز وخبر الواحد اذا خالف
القیاس یترک ویعمل بالقیاس کحدیث المصراۃ اور بنایۃ الاجتہاد کو احادیث اور آثار حضرت
عمر اور حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود اور جابر وغیرہم رض کے جو فقہا کوفہ سے انکو پہنچے
ہین قرار دیئے ہین اور بلاتفاوت صاحبین اور زفر رح کا یہی مسلک ہے اور امام شافعی رح
ان قواعد استنباط مین امام اعظم رح کی اتباع نہین کرتے ہین اور نہ تقریر ماخذ مین اجتہاد
کرتے ہین - اور اسکو ایک مثال سے ہم واضح بیان کرتے ہین - مثلاً طب مین دو طریق مسلکو

ہین یونانی اور ہندی مثلاً لایصح التنقیۃ قبل التنضیج ولایجوز التحریک فی البحارین ولایجوز استعمال الاقراص فی الحمی الاقبل الرابع عشر ولایجوز انہاک القوۃ بترک الغذاء مدت طویلۃ بسبب حفظہا مہما امکن ولو زاد الغذاء فی المرض اور جالینوس اور بقراط وغیرہما کے اقوال کو اپنے معالجات کے ماخذ ٹھہراتے ہین لیس تمام اطباء یونان مثلاً علویخان اور واصل خان باوجود اختلاف طریق معالجات کے ایک مذہب یونانی مین شریک ہین اور طریق ہندی اس طریق سے کمال مخالفت رکہتے ہین اور اصول قواعد مین بہت فرق ہے۔ اور مذہب حنفی اور شافعی کو باہم طب یونانی اور ہندی کے اور مذہب صاحبین اور مذہب حنفی کو طریق بقراط اور طریق جالینوس سمجہنا چاہیئے یعنے ایک نوع کے دو صنف شمار کرنا چاہیئے اور اس مقام پر تفصیل طویل مطلوب ہو تو رسالہ الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف مین اور عقید الجید فی مسائل الاجتہاد والتقلید مین شرحاً لکہا ہوا ہے مطالعہ فرمائیے واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل۔ تراویح کی نماز مین فقہا سے بعض نے نماز تراویح کو سنت رسول خدا صلعم لکہا ہے اور بعض سنت عمرؓ اور فتاوی مین اس باب مین بہت سے فروع مذکور ہین اور جو نماز کہ آنحضرت صلعم کے عمل سے ثابت ہے سو وہ نماز تہجد ہے کہ آپنے ایک دو دفعہ جماعت سے ادا کی ہے اور بخاری شریف مین تصریحاً مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم رمضان وغیرہ مین گیارہ رکعت سے زیادہ نہین پڑہی ہے۔ مگر ایک حدیث مین آیا ہے کہ رمضان مین بیس رکعت نماز آئی ہے۔ مگر اسکی بیہقی نے تضعیف کردی ہے۔ اور خلفاے راشدین سے بہی اس نماز پر عمل نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت عمرؓ باہر نکلے اور لوگون کو نماز مین دیکہکر فرمایا کہ یہ کیا اچہی بدعت ہے جو لوگ سو رہے ہین اور اس نماز سے غافل ہین وہ ان نماز پڑہنے والون سے بہتر ہے اور حضرت علیؓ نے جب لوگون کو نماز مین دیکہا تو فرمایا کہ خدا حضرت عمرؓ کی قبر روشن کرے جیسا کہ اونہنے مساجد روشن کئے ہین مراد شاگرد آگیا ہے کہ ان دونون امیر کبیر نے خود

نماز نہین پڑہی ہے اور اشعار اسطرح ہے کہ یہہ نماز نماز تہجد ہے اگر اسکو آخر شب
مین اداکرین تو بہت بہتر ہے اور مشکواۃ شریف مین آیا ہے کہ حضرت عمر رض
کے زمانہ مین گیارہ رکعت اداکرتے تھے بس اسکو سنت ٹھیرانا اور اسکو
موکدہ جاننا اور اسپر اس قسم کی تفریعات متفرع کرنا کہ اگر اس طرح
اداکرے تو تراویح ہوتی ہے اور اگر اسطرح ادا نہو تو تراویح نہین ہوتی ہے
وغیرہ لو یہہ کہان سے ہے اگر کوئی شخص گیارہ رکعت پر اکتفا کرے تو وہ تارک
سنت نہین ٹھیرانا چاہیئے اور اگر اصلا ادا نکرے تو وہ گنہگار نہین ہونا چاہیئے
اور اس نماز مین ختم قرآن بھی سنت کہتے ہین یہہ کہان سے ہے حدیث شریف مین
آیا ہے کہ آنحضرت صلعم ہر رمضان مین جبرئیل علیہ السلام سے کلام اللہ کی مدارست
کرتے تھے اور تمام رمضان مین دو بار ختم کرتے تھے اس سے ختم قرآن کا رات
اور دن بغیر از نماز سنت ٹھیرا ہے۔ عجیب تر یہہ ہے کہ بعض کتب فقہ مین مذکور
ہے اگر اہل قریہ ترک تراویح پر اتفاق کرین تو امام کو چاہیئے کہ ان سے قتال
کرے۔ حالانکہ امام ابوحنیفہ رح نماز فرض کے تارک کو بھی مستوجب قتل نہین جانتے
ہین اور یہہ قاتل ترک تراویح سے اہل بلدہ پر حکم قتل کرتے ہین۔ نماز مین
تشہد کے وقت انگشت شہادت کا اٹھانا سنت ہے اور یہہ بات علماء حنفیہ
سے بھی ثابت ہے ملا علی قاری حنفی نے اس باب مین ایک رسالہ لکھا ہے جسمین
جمیع داخل ہے اوسکی عبارت یہہ ہے اَنْ یَکُوْنَ رَفْعَهَا الخ جو چیز کہ کفار سے
مخصوص ہے خواہ وہ لباس مین ہو خواہ اکل و شرب مین ہو اور مسلمان اوسکا
استعمال کرین تو یہہ تشبیہ میں داخل ہے اور ممنوع ہے اور جو چیز کہ کفار سے
مخصوص نہین ہے گو کفار اوسکو اکثر استعمال کرتے ہون اور مسلمان بہت
تو اسکے استعمال مین کوئی مضائقہ نہین ہے اور ایسا ہی اگر [illegible]

مخصوص اون سے آرام یا کسی فائدہ کی نظر کیتی دوا مین استعمال کرین
مگر اس مین اپنے کو کفار کے متشبہ نہ بناوین تو اس استعمال مین کوئی مضائقہ
نہین ہے ۔ صحیح تشبیہ جو ممنوع ہے سو وہ یہہ ہے کہ اپنے کو انکی شمار مین داخل
کرین اور اپنے دلون کو اونکی طرف مائل رکھین ۔ اور ایسا ہی انہون کے
زبان اور خط کا سیکھنا تشبہ کے لئے ممنوع ہے لیکن صرف اطلاع مضامین
یا خطوط کے پڑہنے کے لحاظ سے اگر انکی زبان سیکھے تو کوئی مضائقہ نہین ہے ۔
اور تشبہ عبارات اور اعیاد مین مطلقاً ممنوع ہے اور اس بات پر بہت حدیث
آگئی ہین غرض انہون کے ساتھہ تشبہ کسی قسم کی ہو ممنوع ہے اور ایسا ہی
بدنی کے لیئے انکا لباس کا پہننا جایز ہے ۔ رقعہ خانصاحب عالی
مراتب خوبیون اور الطاف کے مجمع علما کے قدردان خدا آپکو سلامت رکھے
فقیر عبد العزیز کی جانب سے بعد سلام مسنون کے آپکی ضمیر ذکا تخمیر پر واضح
ہووے کہ عنایت نامہ سامی درباب استفسار مرثیہ خوانی وغیرہ دوبارہ پہنچا ۔
مہربان من ۔ فقیر کو عبارت دراز کے سننے کی طاقت نہین چہ جائے کہ جواب
مفصل ادا کرے ۔ اور مرقوم تھا کہ مولوی رشید الدین خانصاحب اور مولوی
محمد اسحاق صاحب کو خدمت سامی مین تحریر جواب کیلئے کہون یہہ دونون صاحب
بہت قلیل الفرصت ہین اور درس اور دوسرے امور کے سبب ایک لحظہ کی
فرصت بہی انہین نہین ملتی ہے لہذا ابتدریج ان دونون صاحبون کو کہونگا لیکن
بالفعل اس فقیر کا جو معمول ہے وہ لکھتا ہے اس سے قیاس کرلیوین ۔ تمام
سال مین فقیر کے گھر دو مجلسین منعقد ہوتے ہین ۔ ایک مجلس ذکر وفات شریف
دوسری مجلس شہادت حسنین رضہ اور عاشورا ایک دو روز اس سے پہلے لوگ
چہار سو یا پانچ سو بلکہ ہزار کے قریب جمع آتے ہین اور پہلے درود پڑہتے ہین

اور جب فقیر اٹھتا ہے تو ذکر فضایل حسنین کا جو حدیث شریف مین آیا ہے بیان ہوتا
ہے اور جو کچھ کہ احادیث مین ان بزرگون کی اخبار شہادت اور بعض حالات کی تفصیل
اور قاتلین کی بدانجامی آئی ہے سو بیان ہوتی ہے اس ضمن مین بعض مرثیہ بھی جو
غیر لوگون سے یعنی جن اور پری سے حضرت ام سلمہ رض اور دوسرے صحابہ نے سُنا ہے
مذکور ہوتے ہین اور وحشتناک خواب جو حضرت ابن عباس رض اور صحابہ وغیرہ نے دیکھا
ہے اور وہ اندوہ حزن پر روح مبارک حضرت رسالتمآب صلعم کے دلالت کرتے ہین
سو بھی بیان ہوتے ہین اور اوسکے بعد ختم قرآن مجید اور پانچ آیہ ما حضر پر پڑھکر فاتحہ
دیجاتی ہے اور اس درمیان مین اگر کوئی شخص خوش الحان سلام یا کوئی مرثیہ شروع
پڑھے ہے اکثر حضار مجلس کو اور اس فقیر کو رقت اور بکا لاحق ہوتی ہے یہی ہے جو کچھ
عمل مین آتا ہے پس اگر یہہ چیزین اس وضع پر اگر فقیر کے پاس جایز نہوتے تو ہرگز اوسیم
یہہ اقدام نہین کرتا تھا اور اس کے بعد جو کچھہ امور غیر شرعی ہین اون کے بیان کرنے کی
کوئی ضرورت نہین ہے اب سواے توفیق دعاے حسنات کے کیا لکھون والسلام

سنہ ۱۲۳۰ ہجری

رقعہ دیگر

فضیلتون کے مرجع کمالاتون کے کسب کرنیوالے
صاحب ذہن روشن اور فہم درست کے اخون زادہ مولوی عبد الرحمن صاحب اوسکو
اللہ سلامت رکھے اور اوس کے علم و عمل کی وسعت کو زیادہ کرے اور اونکو ایک
امید کو پہونچاوے ۔ فقیر عبد العزیز کیجانب سے بعد از پہونچانے سلام مسنون الاسلام
کے جو تعظیم اور اکرام سے مقرون ہے راے شریف اور ذہن لطیف پر واضح ہو کہ رقیمہ
کریمہ دربارہ توثیق نواب صاحب روانہ کیا ہوا پہنچکر شاد شاد کیا خدا ے تعالے
آپ کے علم [illegible] کے مرتبے ہمیشہ ترقی اور تزاید مین رکھے ۔ اور تمامی [illegible]
اور بلیات سے [illegible] کے اپنے امن مین رکھے یہہ فقیر کئی سال
کی ہجوم کی وجہ سے کتاب فقہ کے مطالعہ سے محروم ہے [illegible]

کسی کتاب کا مطالعہ بہی نہین ہوسکتا ہے اسلئے کتابون کا جمع کرنا بیفائدہ سمجہ کر اوس سے یک سو ہو گیا لیکن جو کچہہ دیکہا ہے اور سُنا ہے سو وہ بفضل الہی یاد ہے چونکہ مسئلہ کرگدن مین استفسار ہوا تہا اسلئے نگارش ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام نے کتاب صیدیہ مین اسباب مین دو قول نقل کیا ہے۔ ایک قول یہہ ہے کہ وہ حرام ہے کیونکہ وہ انسان پر اور دوسرے حیوانات پر حملہ کرتا ہے اور اونکو مار ڈالتا ہے اگرچہ اونکا گوشت نہین کہاتا ہے پس اوسمین درندگی کا معنی پیدا ہوچکا اور تمام درندے حرام ہین تو یہہ بہی حرام ہوا اور کتاب حیواۃ الحیوان مین لکہا ہے کہ یہہ انسان کا سخت دشمن ہے جسوقت وہ اوسکی آواز سنتا ہے تو اوسکا پیچہا کرتا ہے یہانتک کہ اوسکو مار ڈالتا ہے مگر اوس سے کچہہ کہاتا نہین ہے مستطرف مین بہی یہی ہے۔ دوسرا قول یہہ ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ وہ گہانس اور نباتات کہاتا ہے پس اسلئے وہ چہارپایون مین محسوب ہے اور درندون مین نہین اسوقت کتاب صیدیہ میرے پاس حاضر نہین ہے ورنہ بعینہ اوسکی نقل کیجاتی تہی لیکن اوس عبارت کا یقیناً یہی مضمون ہے جو لکہا گیا ہے اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کمال الدین موسی اور میرے شافعی کا قول بہی اسکے حرمت پر ہے یہہ کتاب بہی اسوقت میسر نہین ہوئی تا اوسکی عبارت بعینہ نقل کردے مگر یہہ خوب یاد ہے کہ گرگدن کو حمار ہندی کہتے ہین اور کرگدن بہی کہتے ہین لیکن یہہ للہ اس جانور اور ایک دوسرے جانور مین جو اس سے بہت چہوٹا ہوتا ہے اور وہ بہینسے سے مشابہت رکہتا ہے مشترک ہے اور اس جانور کے حق مین ایک روایت صحیح یہہ آئی ہے کہ حضرت علی رض نے کوفہ مین اسکی حلت کا حکم دیا ہے اس وجہ سے بعض علماء المتقدمین کو اسکے باب مین شبہہ گذرا ہے اور اس جانور کی حلیت پر حکم دیدیا ہے ۔۔۔۔۔ اور آپکے ذہن روشن پر یہہ مخفی نہین ہے کہ یہہ جانور

ینی جانور سے مشابہت رکہتا ہے اسکا بدن اور پانون ہاتی کے مشابہ ہے اور وسط بہینس کے مانند ہے اور منہ مین دانت ہین اور سر پر جو سینگہ ہوتی ہے اس سے سور سے مشابہت رکھتا ہے۔ کتب معتبرہ مین مذکور ہے کہ جسوقت حلال اور حرام جانور مین مشابہت واقع ہووے تو اوسکا حکم اوسکی صورت کے تابع ہوتا ہے پس اگر اوسکی صورت حلال جانور سے زیادہ مشابہت رکہتی ہے تو وہ حلال ہے اور اگر حرام جانور کے ساتھہ زیادہ مشابہت رکہتی ہے تو وہ حرام ہے چنانچہ اگر کتہ اور بکری سے درمیان کوئی بچہ پیدا ہووے تو اوسکا یہی حکم ہے پس اس صورت مین کہ اس جانور مین سور اور ہاتی کی مشابہت موجود ہے تو اوسکی حرمت پر حکم اولی اور انسب ہے۔ اور یہہ بات قواعد مقررہ سے ہے کہ جسوقت کسی شئے مین حلال اور حرام جمع ہو جاوے تو اوسپر حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے۔ یہہ فقیر توفیق الہی سے کہتا ہے کہ فتاوی رحمانی مین لکھا ہوا ہے کہ ہاتی اور کرگدن امام اعظم رح اور ابو یوسف رح کے پاس حلال اور امام محمد رح کے پاس حرام اوسنے یہ بات ذخیرہ سے نقل کی ہے اور جانبین کی دلیل قایم کی ہے لیکن یہہ ہدایہ کے خلاف ہے مین سے جو باب بیع فاسد مین لکہا ہوا ہے امام محمد رح ہاتی کو نجس العین کہتے ہین اور اوسکی بیع جایز نہین رکہتے ہین اور کرگدن کا بہی اون کے پاس یہی حال ہے اور امام اعظم رح اور امام ابو یوسف رح کہتے ہین کہ ہاتی درندون سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہاتی اور کرگدن دونون حرام ہین انکا کہانا ناجایز ہے اگرچہ انکی بیع اماممین کے پاس جایز ہے پس جو شخص کہ انکے کہانے پر حکم دیتے ہین وہ ناجایز ہے فافہم واللہ تعالی اعلم

سوال ۔ کتاب فواید الفواد مین قول سلطان المشایخ کی جگہ مذکور ہے کہ ملا قالملا ان کے سامنے سر زمین پہ رکہتے تہے اور جب کسی نے آپ سے اس امر کا استفسار کیا تو فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ لوگون کو اس امر سے منع کرون لیکن چونکہ خولجہ

قطب الدین اور شیخ فریدالدین قدس سرہما کے سامنے بہی لوگ ایسا ہی کیا کرتے تھے
اسلیے منع نہین کرتا ہون اور دوسرے شخص کو فرمایا کہ جو چیز کہ فرض ہوتی ہے جب
اوسکی فرضیت منسوخ ہو جاتی ہے تو اوسکی سنیت باقی رہتی ہے مانند روزۂ ایام
بیض اور عاشورہ اور سجدہ آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ کو حکم کیا گیا تھا اب اوسکی
تاکید منسوخ ہوگئی ہے مگر مباح ہے اور سجدہ کے تجویزان بزرگوار دن سے جو کہ ظاہر
اور باطن رہنما اور پیشوا ہین تعجب ہے ظاہر ہے - **جواب** منتخب فتح العزیز
فارسی شیخ عبداللہ مین لکھتے ہین کہ کچھہ اس مین سے نقل کرکے خدمت سامی مین بھیجا
گیا اور قصہ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مین تحقیق سجدہ لغیر اللہ بوجہ
احسن مرقوم ہے اگر وہ نسخہ کہین سے اسوقت دستیاب ہو جائیگا اوسمین سے چند
سطرین لکھکر بہیجدونگا آمدیم برسر مطلب جاننا چاہیئے کہ ان بزرگون نے سجدہ کو کیون
تجویز فرمائے ہین - غایت توجیہ ان اکابر کی بعد تنقیح و تفتیش بہت اسطرح قرار پایا ہے
کہ انہون نے سجدہ کو دو قسم کئے ہین ایک عبادت دوسرا تحیہ کے سجدۂ عباد کو خود بہی
وہ کفر جانتے ہین اور سجدۂ تحیہ کو البتہ تجویز کرتے ہین فرق درمیان ان دونون سجدون
کے یہہ ہے کہ سجدہ عبادت اور تحیہ مین فرق باعتبار وصف کے ہے کہ جسمین کوئی
تغیر نہین ہے اور تعظیم باطنی دونون مین حسب ظاہر الامر موجود ہے اگر بروقت ملاقات
اور حاضری کے بطریق زاید تعظیم اور تکریم کے سجدۂ تحیہ مسنون واقع ہو وہ سجدہ تحیہ ہے
اور اگر بقصد تقرب الی رجال الغیب اور تحصیل کیفیات نفسانیہ مطلوب ہو تو وہ سجدۂ
عبادت ہی جیسا کہ سجدہ کفار طرف اصنام کے اور سجدہ ملائکہ حضرت آدم علی نبینا علیہ
الصلوٰۃ والسلام از قسم تحیت کے تھا چنانچہ اکثر مفسرین کا یہی مذہب ہے اور بعض کہتے
ہین کہ سجدہ برائے خدا تھا اور آدم علیہ السلام جہت قبلہ متصور کیا گیا تھا بہر حال چونکہ
ملائک مقابلہ مین حق تعلیم اسما کے حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت سجدہ کے لیئے مقصود تھے

اسلیے کہ وہ سجدہ تحیت کا تھا اسی طرح خیال دوسرے معلمان اور مرشدان کے بطریق اولی ساتھ معلمان اور مرشدان اپنے کے مامور ہونا یہہ قیاس جلی ہے دوسرا امر یہہ ہے کہ چونکہ سجدہ شریعت مین منسوخ ہے اسلئے فرضیت سے منتقل کیا گیا ہے طرف معدوب کے لیکن نزدیک صاحب ظاہر بین کے مقام مین اس استدلال کے ایک نوع شبہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ یہہ امور مرقوم ہین دوسرا شبہ اس استدلال سے زیادہ تر یہہ ہے کہ عبد الکریم بہرہ گجراتی نے تفسیر کلالی مین بموافق تصوف کے لکھتے ہین اور اس مضمون کو تفسیر سورۂ یوسف مین لایا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ موافق قاعدہ اصول شرایع ہمارے حجت ہے نا لم نظہیر لنا ناسخ فی شرعنا یعنے اصول شریعت قبل ہمارے کی حجت اس صورت پر نہین کہ جب تک ہمارے نزدیک فسخ اوسکا ظاہر نہوا اور سجدہ تحیت شریعت مین حضرت یوسف کے ساتھ نص کتاب کہ خروا لہ سجدا جایز تھا اور یہہ سجدہ ہماری شریعت مین ناجایز ہے اور منسوخ ہونا اسکا ہمارے نزدیک مین سواے خبر واحد کے نہین ہے وہو قولہ لو کنت امرا الخ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین سجدہ کیلئے کسیکو حکم کرتا تو البتہ حکم کرتا عورتون کو کہ سجدہ کرین اپنے خاوندون کو لیکن نہین لایق ہے کسی بشر کو سجدہ کرنا سواے اللہ کے اور ناسخ ہونا نص کتاب کا چاہیئے کہ خبر متواتر سے ہو نہ ساتھ خبر واحد کے باوجود یہہ خبر واحد محتمل ہے کہ نظر ساتھ اشتباہ سجدۂ تحیت ساتھ سجدہ عبادت کے مشتبہ ہی اسواسطے اسوقت لوگ قریب عہد کفر کے تھے اور عبادت غیر اللہ کے عادی اور خوگر تھے اسوقت منع مطلق فرمانا مثل منع حنتم اور مزفت کے ۔

جواب اس شبہ کا یہہ ہے کہ اس تقریر مین سراسر غلطت ہے اجماع قطعی سے حرام ہونے سجدہ کے اور ذہول ہونا ذکر ناسخ سے کیفیت نواصب اور خوارج نواصب ایک فرقہ جدا ہے سواے خوارج کے ملک مغرب اور شام مین بہت سے ہین

متوکل عباسی اور وزیر اُسکا علی ابن جہم بھی جملہ نواصب سے ہے خوارج ایک جماعت مقاتلین کو صحابہ سے مثل طلحہ و زبیر و امیر المومنین علی مرتضی اور معاویہ و عمرو بن عاص وغیرہ کی تکفیر کرتے ہین اور نواصب محض عداوت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہ اور اون کے ذریات طاہرہ سے رکھتے ہین اور متاخرین سے حافظ مغربی بھی ناصبی ہے۔ **بیان محبت کفار اور اونکی نوکری کا** موالات یعنی دوستی کفار سے جسطرح فقہا نے لکہا ہے اوسکی تفصیل کیلئے ایک دفتر چاہیئے لیکن حاصل اوسکی یہہ ہے کہ اگر دوستی دین کے لحاظ سے ہو تو اس قسم کی دوستی بالاجماع کفر ہے اور اگر محض طبعی ہے مثل محبت کافرون کے بچے وغیرہ سے ہوا کرتی ہے اس قسم کی دوستی حرام نہین ہی مگر حتی الامکان اسکی تذلیل مین کوشش کرنی چاہیئے تطبیق آیات اور احادیث مین وارد ہے اس بارے کی تفصیل ہین چند ان منعقد نہین ہے مثل قوله تعالی لا تجد قوما یومنون الخ یعنے جو لوگ خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہین وہ لوگ سوائے مومنین کے کافرون سے دوستی اور محبت نہین رکھتے ہین اور اہل اسلام سے جو کوئی کافرون سے دوستی رکھتا ہے تو وہ بھی اُنہیں مین سے ہے۔

اما حکم موالات یعنی معاونت اور نصرت مبنی ہے اوپر ایک قاعدہ مقررہ کے وہ یہہ ہے کہ اعانت کفر اور معصیت پر معصیت ہے بقوله تعالی ولا تعاونوا الخ یعنی نہ معاونت کرو گناہ اور عدوان پر اور یہہ معاونت کبہی ساتھ اجرت کے ہوتی ہے اس قسم کی معاونت [illegible] دیتے ہین اور کبہی بغیر اجرت کے بھی ہوتی ہے اسکو مدد [illegible] لیکن حکم دونون قسم کا واحد ہے یعنی گر کفار قصد کرین مسلمانون [illegible] یکا یا مسلمان کسی ملک اور شہر پر تصرف کرنا چاہین تو اس صورت مین اونکی نوکری حرام ہے اور مدد اور کمک بھی حرام ہے

بلکہ سخت گناہ ہے اور اگر کفار آپس مین قتل و قتال کرین یا واسطے جمع کرنے
مال یا بند و بست کرنے کسی ملک کے جو پہلے اون کے قبضہ اور تصرف مین تھا اس
حالت مین اگر مسلمان اونکی نوکری کرین تو نظر ظاہر شرع سے اباحت اوسکی
سمجھی جاتی ہے اور یہ قیاس اجارات کے جیساکہ خیاطت اور تجارت وغیرہ کے
اور کیونکر اباحت نہ سمجھی جائیگی حالانکہ اکثر اکابر نے نوکری مشرکین کی کی ہے
لیکن بنظر تعمق اگر دیکھا جاوے تو وہ بھی حرمت سے خالی نہوگا خاص کر اس
زمانہ مین اسلئے کہ انکی نوکری مین اکثر موجب مفاسد دینی ہوا کرتا ہے کچھہ نہین تو
مفاسد مداہنت کم نہین ہے جیساکہ انکار افعال منکرہ اور مناصحت اور خیرخواہی
اونکی اور ہمیشہ بڑہانا اور تقویت و شوکت و زیادتی تعظیم اونکی اور خداوند
اور صاحب اور قبلہ کہنا اونکو اور زیادہ اظہار محبت کا کرنا اون سے یہہ سب
امور مفاسدہ دینی سے خالی نہین ہان البتہ اگر اس قسم کا اجارہ ہو کہ سا ہوکار ان
راہ خطرناک مین مسلمانون کی ایک جماعت کو بطریق بدرقہ کے پکڑین لیکن بغیر اسبابت
کے کہ طول صحبت اور دیگر مفاسد کہ اس رفاقت مین متحقق ہون تو بلا شبہ
اس قسم کی نوکری جائز ہے اور مراد فقہا کی باجازت نوکری کفار اس قسم سے
ہے اس صورت مین اگر کوئی مسلمان انکے ہمراہ مارا جاوے تو مثل من مات
علی الفراش کے ہے لا لہ و لا علیہ یعنی اس قسم کی موت مین نہ فائدہ ہے اور
نہ نقصان کسیکو اسی طرح اعانت بغیر اجرت مقام مکافات ساتھہ کفار کے
کہ جسکو پہلے سے اونکی ساتھہ رواج اعانت کی ہو تو ایسی اعانت بہی درست
ہے بقولہ تعالی یعنی خداوند تعالی منع نہین کرتا ہے اون لوگون سے کہ جن
لوگون نے تمسے نہین لڑائی کی اور نہ تمہارے گھرون سے تمکو نکالے نیکی اور
بھلائی کرنی اون سے اور انصاف کرنے انپر اسلئے کہ اللہ دوست رکھتا ہے

انصاف کرنے والیکو۔ اور یہہ امر صحاح مین ثابت ہے کہ قوم خزاعتہ قبل اسلام لانے آئی شقیف پر اور اسوقت آپسمین انکے لڑائی تھی اس قسم مین بھی فرق چاہیے کرنا طاعت مین اون کفارون کے جو کہ معاندین ہین اور طاعت مین مغل فرنگی اور سکہہ وغیرہ مثل برہٹہ کے واللہ اعلم **سوال** سود لینا کافرون سے دار الحرب مین نزدیک ابو حنیفہ رہ کے ہدایہ مین جایز لکہا ہے حالانکہ یہہ خلاف ہے نزدیک صاحبین اور امام شافعی رحمہم اللہ کے اور اسباب مین نظر تنقیح شارع کی کتاب اور سنت سے بہی واقع ہے یہہ مسئلہ ظاہرا بہت ہی مستبعد معلوم ہوتا ہے اور معمولہ انگریز اور مثل ان کے دار الحرب ہے یا نہین بیان شافی فرمایئن۔ **جواب** یعنی ظاہر المحمول ہے کہ ربوا دار الحرب مین درمیان مسلم اور حربی کے نہین ہے اور یہہ موافق قاعدہ فقہہ کے بہی ہے اور اس قسم کے مسایل بہت ہین چنانچہ یعنی ربوا نہین ہے درمیان مالک اور مملوک کے اور اصل قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جہان کہین بلا شرط معاوضہ مال لینا درست ہووے وہان یہہ ربوا حرام نہین مگر جس جگہہ مسلم مستامن ہوکر دار الحرب مین سکونت کرے وہان حربی سے مال زبردستی لینا درست نہین اور اگر خوشی سے دیوے اگرچہ ضمن عقد فاسد اوسکے شرط فاسد ہے تو وہ درست ہے۔ اسواسطے اصل مین اوسکی حق مین یہہ مال مباح ہے اور وجہ حرمت مال حربی کی فقط بسبب نقض عہد کے ہے اور جس حال مین وہ خوشی اور رضا سے دیتا ہے تو اس صورت مین کوئی وجہ حرمت کی نہین ہے۔ سایل کے سوال الصدر مین جو یہہ مرقوم ہے کہ معمولہ انگریز اور مثل اوسکے دار الحرب ہے یا نہین۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین کہ دار الاسلام دار الحرب کبہی نہین ہوتا ہے یہہ قول مرجح ہے اصل قول یہہ ہے کہ دار الاسلام دار الحرب ہو جاتا ہے البتہ اس بات مین

خلاف ہے کہ ... صورت مین ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ اگر ایک چیز بھی شعار اسلام
سے ممنوع ہو مثل اذان وغیرہ کے تو وہ دار الحرب ہے اور بعض کہتے ہین کہ دار الاسلام
کے دار الحرب ہونا صرف ممنوعیت شعائر اسلام نہین ہے بلکہ جسوقت شعائر یعنے احکام
کفر سب ... علانیہ رواج ہو وہ دار الحرب ہے گو شعائر اسلام برقرار اور جاری
ہون ... فرقہ نے اس سے بھی ترقی کرکے کہا ہے کہ حد دار الحرب
کی ... یعنی ... جگہ مین کوئی مسلم یا ذی امان سابق سے باقی نرہے برابر ہے
کہ ... شعائر اسلام ترک ہو یا نہو اور برابر ہے کہ خواہ احکام کفار اوسمین جاری
ہون یا نہون - اسی ... قول کو محققین نے بھی ترجیح دیا ہے اس تقدیر پر معمولہ
انگریز اور مثل اون کے بلا شبہ دار الحرب ہے واللہ اعلم **سوال** بعضے از علماء
امامیہ یورپ یعنے ربوا کے انگریزون سے فتوی جواز کا دیتے ہین حالانکہ ایک
روایت مختلف پر واسطے جر یعنی حصول نفع کے عمل کرنا اور دوسرے نصوص سے
جو کہ عدم جواز موالات کفار کے حکم رکھتے ہین گناہ کرنا اور کفارون کے ساتھ
مصاحبت اور ... فانت رکھنا گویا حکم مین اس امر کے ہے کہ **افتؤمنون ببعض
الکتاب وتکفرون ببعض** کے ہے باوجود اس امر کے کہ اگر اس امر پر فتوے
دیا جائے تو یہ ... بھا ... ہو جائیگا اور رفتہ رفتہ کفار ہند سے بلکہ مابین مسلمین کے
بھی لینے ربوا کے کچھ مضائقہ نرہیگا **جواب** جو مفاسد کہ ربوا کے لینے مین جریان
سے لکھے گئے ہین وہ واضح اور روشن ہین کہ اباحت اس معاملہ کا امر دیگر ہے
با وجود یکہ یہہ مفاسد جو کہ مرقوم ہین اکثر انکے مفقود ہین جہاد کفار سے اور نہیے
اس مین شامل ہے قتل رجال اور نہب اموال اور گرفتاری زن یارت اور تخریب
عمارت اور ... اشجار ... زراعت اونکی کے اور یہہ امر ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ
ساتھ مسلمانون کے کرنا بہت قبیح ... یعنی شامل ہو جانا اس معاملہ کا دوسرے

مفاسد کو یہہ امر دیگر ہے کلام اس مین نہین ہے بلکہ بر تقدیر خلو ان مفاسد کے
ہے ورنہ بہت سے مباح اور مستحب اور مندوب بسبب مجاورت مفاسد کے
لباس حرمت مین یعنی وہ بھی قریب حرام کے ہو جاتے ہین چہ جائے کہ یہہ مسئلہ
خاص کہ علماء حنفیہ کا اتفاق بھی اسکی اباحت پر نہین ہے تجویز علماء امامیہ کا اس
مقام پر کوئی قابل اعتبار نہین ہے کیونکہ اون کے نزدیک سنی اور ذمیون سے
سود لینا بھی جایز ہے صرف یہانتک نزدیک علماء حنفیہ کے ہے اور عمل کرنا اکثر انکا
کا اوپر اوسکے ایات کے جو کہ دلالت کرتی ہے بہلائی کفار پر یہہ مخفی اونکی تدین
پر طعن ہے لیکن ایمان اور پر بعض کتاب کے اگرچہ جو منتج کے ہو اوس قبیل
سے نہین ہو سکتا ہے اسلئے کہ کلام حسب ظاہر کے متوجہ ہوتا ہے اور نہین تولی یعنی
مناسب حساب باطن کے **سوال** سنن نماز تب جو کہ نماز پنجگانہ کے معمول ہین خیال
مین اکثر عوام کے ایسے ہین کہ مجموعہ ان رکعتون سنت اور فرض کے داخل ہین اصل
نماز مین حالانکہ اسقدر تاکید سوائے سنت فجر کے احادیث سے نہین پائی جاتی ہے
اور اکثر مسلمان خواہ مرد ہے یا عورت مواظبت کرنا اوپر رکعتون پر دشوار جانتے
ہین اگر سترہ رکعت فرض کے علاوہ حکم کئے جائین تو مواظبت اونپر آسان ہو جائے
جواب سنتون کے بارہ مین علماء ماوراء النہر نے بہت مبالغہ کیا ہے جو اہل عوام
کے ذہن مین قریب فرض کے بٹھا دیئے ہین اسقدر احادیث سے ثابت نہین ہوتا
ہے اور یہی مذہب حضرت والد مرحوم کے اس مسئلہ مین ہے اور اسی پر احادیث
اور آثار صحیحہ مؤید ہین علماء ماوراء النہر نے تشدد اور تاکید ان نمازون کو اقبا
فرمایا ہے یہانتک مثل فرایض کے ہو گئے بلکہ حضرت والد مرحوم نے اس مسئلہ کو بارہا
فرمایا ہے کہ ہرچند ان لوگون نے بہ نیت نیک ان نمازون کے بارے مین تشدد
اور تاکید لکھا ہے کہ جس سے اداے سنت سے تساہل نکرین لیکن اس سے بہت

لوگونکو نماز سے محروم رکھا ہے اسلئے کہ ہر وقت بہت سی رکعت کے جہت سے
اور اونہونے فوت ہوتے اصل نماز کو بھی ترک کر دیا کرتے ہین اور فرماتے تھے کہ اس
قسم کی تشدید ابداع ایک نوع تحریف شریعت ہے - یعنی بیع ایک مدت مقررہ تک میعاد زیادہ
نرخ یعنی قیمت کے بلاشبہہ جائز ہے بلکہ موجب برکت ہے اسلئے کہ حدیث شریف
مین وارد ہے یعنی برکت ثلث مین شرکت کی ہے اور بیع اجل مقررہ مین اور ملانا
گیہون ساتھ جو کے کہانے مین برکت ہے نہ نفس بیع کی اور نیز مقابلہ مین زیادہ نرخ
کے ایک مدت تک کوئی ضرر بھی نہین ہے اسلئے کہ تفاضل اور اجل مین اوس صورت
مین حرام ہے کہ دو جنس باہم متقابل ہون یا حکم مین دو جنس مثل نقدین کے ہو
مصرمان مین تصرف جنس اور شیاطین کے آدمی کے بدن یعنی روح ہوائی اور نسمہ اوسکے
کے جو کہ حامل قوی ہے جسکو عرف عرب مین صرع الجن کہتے ہین اور بعرف عام مین آسیب
اور خبط سے تعبیر کرتے ہین نزد اہل سنت بلکہ اکثر فرقۂ اہل اسلام کے مسلم ہے چنانچہ تفسیر
نیشاپوری وغیرہ مین درتحت آیت یتخبطه الشیطان من المس مین مذکور ہے یعنی
مس شیاطین سے انسان مخبوط العقل ہو جاتا ہے اور اتفاق اکثر مسلمانون کا اسپر
ہے کہ شیاطین قادر ہین صرع اور قتل اور ایذا پر بتقدیر اللہ تعالے کے اور اس
مسئلہ مین اختلاف سوائے فرقہ معتزلہ کے کسی کو نہین ہے معتزلہ آیت مذکورہ کے
توجیہات رکیک کرتے ہین جیسا کہ یہہ امر اونکی تفاسیر مین مذکور ہے اوسکی نقل کرنا دانستہ
بے اصل سے خالی نہین - اور اناجیل اربعہ یوحنا اور متی وغیرہ مین اور پانزدہ قصے
آسیب جن اور اخراج اوسکا بدن مصروع سے دم عیسوی سے مذکور ہے اور احادیث
مین بھی کسیقدر اسکا ذکر آیا ہے اس سے ہرگز کسیکو جائے انکار نہین ہے آمدیم برسر مطلب
وہ یہہ ہے کہ انسان بصورت سحر بھی یہہ کام کر سکتا ہے یا نہین اس مسئلہ مین علما
اہل اسلام کا اختلاف ہے اکثر محققین اسکے قایل ہین اور بعض امتناع کے قایل ہین

دلیل منع کرنے والے کی اس بارے مین یہہ ہے کہ اگر انسان بعد موت کے بھی یہہ
کام کرے تو چاہیئے کہ حقیقت اوسکی مقلوب ساتھہ حقیقت جن کے ہوا درحالانکہ یہہ امر
مسلم ہے کہ انقلاب حقایق محال ہے اور نیز یہہ امر واضح ہے کہ اگر انسان صالح ہے
تو اس قسم کے ظلم اور ایذا اوس سے کیونکر وقوع مین آسکتا ہے یہہ امر خلاف اصلاح
ہے اور اگر یہہ کہا جاوے کہ وہ فاسق اور کافر ہے تو بات سے ہو کلان عذاب سے
خلاص ہوکر وہ کام وہ کیونکر کرسکتا ہے بہرحال اس باب مین مجوزین کے دو گروہ
ہین ایک گروہ اس بات کا قایل ہے کہ یہہ امر باب انقلاب سے نہین ہے بلکہ وہ کہتے
ہین کہ یہہ ایک نوع مسخ سے ہے کہ اصل اوسکی آخرت مین اور بعد موت کے بہت سے
احادیث سے ثابت ہے جامع صغیر سیوطی مین کتب متعددہ تتمہ حدیث معراج مناسی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے یعنی کہتے ہین دیکھا مین نے رویت موت کی
اخنوستہ الشیاطین کی چمڑا ہگیا پس غسل دینے کو آئے اوسکے پاس پس کہینچا گیا وہ
چمڑا اون کے ہاتھہ سے اس حدیث سے کسیقدر ثبوت انقلاب پایا جاتا ہے پس جبکہ
یہہ امر باب مسخ اخروی سے ثابت ہوا تو خلاصی فاسق کی عذاب سے کیونکر لازم آوے بلکہ
یہہ بھی ایک نوع عذاب سے ہے جو کہ وہ اس عذاب مین گرفتار ہے علماء حنفیہ کا یہی مسلک ہے
ملا معین شرح برزخ مین کہتے ہین ترجمہ یعنی انسان کبھی ہوجاتا ہے جن عالم برزخ
مین بسبب مسخ کے اور تعذیب اور غضب اللہ کے جانب سے جسکو چاہتا ہے اسپر
ایسا عذاب کرتا ہے جیسا کہ بسبب مسخ کے بندر اور سور ہونا امم سابقہ اور قرون
ماضیہ مین ثابت ہے مگر اٹھا دیا گیا یہہ عذاب اس امت مرحومہ سے عالم شہادت مین
ببرکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن یہہ امر قیامت کبری مین البتہ ظاہر ہوگا جیسے
کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ ہوگا اس امت مین مسخ اور خسف اور قذف دن
قیامت مین اور یہہ مسخ ہوگا عالم برزخ مین غالباً کفار اور ظالم مومنین اور موتع

اور زنا کرنے والے اور اغلام کرنیوالے مین خاص کر جو کہ مارے گئے یا مرے حالت
جنابت مین ویسا ہی مرتد بے تائب لیکن نہین ہوگا یہہ مسخ عام طور سے بلکہ خدا
جسکو مسخ اور عذاب کرنے چاہیگا وہی اس عذاب مین مبتلا ہوگا اور یہہ مسخ بھی
صلحاء اور اولیاء مین اصلا نہوگا اگرچہ وہ مرے ہون جنابت کی حالت مین اور
یہہ عذاب مسخ ہوگا دن قیامت مین جیسا کہ آیا ہے کہ کتہ اصحاب کہف قیامت کے دن
ہو جائیگا بلعم کی صورت مین اور بلعم کتہ کی صورت مین اور داخل کیا جائے گا یہہ کلب
اصحاب کہف صورت مین بلعم کے جنت مین اور بلعم صورت مین کتہ کے دوزخ مین
اسی قبیل سے اون لوگون کا سر مثل حمار کے مسخ ہو جائیگا کہ جن لوگون نے نماز مین
امام سے پہلے سجدہ مین یا رکوع مین سر اوٹھایا یا رکھا ہے یہہ مسخ زیادہ تر رشوت
خوار اور موضوع حدیث بنانے والے مین ہوگا انتہی - اور ایک جماعت اس امر کی
قائل ہے کہ یہہ امر نہ از باب مسخ ہے بلکہ یہہ ایک نوع سے ہے مشابہ اون افعال اور
حرکات کی کہ جنکی اصناف مختلفہ اسمین ملے ہوے ہین اوسکی مثال اسطرح سے ہے
کہ زمانہ مین روہیلے کے ہندوستان کی ایک جماعت نے دستار کج باندھکر اور زلفین لٹکاکر
اور چند لفظ پشتو کے بولکر اپنے کو روہیلے قرار دیئے اور مثل اون کے برتاؤ مین
معاملہ نشونت اور ضرب اور شلاق کے برتے یہہ امر بہی ویسا ہی ہے دیگر بحکم من تشبہ
قوم فہو منھم یعنی جو کوئی کسی قوم کی مشابہت کرے وہ اوسی مین سے ہے
اور جو انسان کہ کام جنون کا کرتا ہے عرف مین اوسکو خبیث کہتے ہین اور ہندی مین
اوسے بھوت کہتے ہین اور اسی بات کو علماء عراق اور عرب نے پسند کیا ہے
او[illegible] بنا[illegible]ی اور ا[illegible] ہے اور اسی کو اثنا بحث مین اس مسئلہ کے جیسا کہ چند
[illegible] ہوا ہے جناب [illegible] الدقدس سرہ نے اختیار فرمایا ہے سنہ ۱۲[illegible] ہجری مین مسئلہ
بروز و تناسخ جو کہ کتاب سے منقول ہے وہ مسئلہ درست ہے اور جو فرق کہ درمیان بروز

اور تناسخ سے لکھا ہے وہ بھی واضح ہے بلکہ نزدیک صوفیہ کرام کے تصرف یعنی بیدنا
روح روح حی یا سیت مین اصل مین خواص حقیقت حقایق تعالے تقدس سے ہے
اور چونکہ نسبت باری تعالی کی ساتھ مخلوق کے صوفیہ کرام کے نزدیک نسبت کرنا ظاہر
طریق مظہر اور قیومیت کے سبب ہے تو مخلوق مین بہی اس قسم کا تصرف ثابت ہی ہان البتہ
صادر ہونا اس قسم کے تصرف بعض مخلوقات مین تو وہ ملائکہ یا جنات ہو یہہ امر
عادی اور خوگیر سے ہے اور بعض دوسرے مخلوقات کہ ارواح بنی آدم سے
خرق عادت ہے چنانچہ قصص انبیا علیہم السلام مین یہہ امر بہت منقول ہے
اور شیخ اکبر نے اس باب مین کچھ حالات بیان کئے ہین اور مشارکت ارواح بنی آدم
کے ساتھ ارواح جنات کے مثل شیخ سدو وغیرہ کے اس باب مین کوئی سبب
نقصان اور قدح کے نہین ہوسکتا ہے اسلیئے کہ مشارکت محل تمثیل اور تشکیک
کے ساتھ اشکال مختلفہ فیما بین ملائکہ اور شیاطین کے ثابت ہی اور اولیاء کرام
سے بہی یہہ امر بہت منقول ہے چنانچہ قصہ چہل غزل سید علی ہمدانی قدس سرہ وغیرہ کے
اس باب مین واضح ہے اس سے موجب مدح اور نقصان ملائک اور اولیاء کرام نہین
ہوسکتا ہے اگر شیاطین کو بسبب اقتضاے نشاط اپنے اس قدر مشابہت ساتھ
ملائک اور اولیاء سے حاصل ہو تو کیا مضایقہ ہے کیونکہ نیک اور بد ہر جنس کے
آپسمین اکثر امور مین شریک رہا کرتے ہین چنانچہ مثل مشہور ہے ع آنچہ آدم میکند بوزینہ ہم
اسمین فرق واضح ہے کہ شیاطین مثل شیخ سدو وغیرہ کے اس تصرف کو واسطے اغواے
بنی آدم کے ساتھ قصد عبادت اور نذر اور قربانی کے اپنے لئے کرتے ہین اور ارواح
مقدسہ ساتھ ابقاے ایک عالم اصداث ایک کیفیت محمودہ کرتے ہین اور مدار فرق
نیک اور بد مین ساتھ قصد اور عزایم ملائکہ صالحہ اور خبیثہ کے ہوا کرتا ہے نہ صورت
عمل شہدا اور کافرون کے استعمال سلاح واجرا سیف اور سنان اور قواعد شناسی مین

نہین جاتاہے بعض لوگ انہین لوگون مین سے ارشاد وتعلیم کے پردے مین خوگرکرکے آدمیون کواپنی طرف رجوع کرنیکا قصد کرتے ہین اور اسی تلبیس سے خاص لوگون مین بھی مثل عام لوگون کے اشتباہ کا رنگ پیدا ہوجاتا ہے اسیلیے کسی بزرگ اور اکابر کا نام لیتے ہین بلکہ زمانہ جاہلیت مین بعض لوگونپر شیاطین کا آنا مثل سنق وسطیح اور اوسوقت کے دوسرے کاہونکے قریب تبواتر پہونچکر محل انکار نہین رہتا واللہ اعلم بالصواب۔

اور علماء ظاہر کا وہ دعویٰ ہے کہ اس قسم کا تصرف پاک انبیاء واولیا یا ملائکہ یا حضرت سے واقع ہے حالانکہ بالیقین شیاطین وارواح خبیثہ سے واقع ہی اس سے تلبیس عظیم لازم آئیگا اور قوی شبہہ ظاہر ہوگا دوجا جلہ کو ممکن ہوکہ دلمین ایک پاک روح کواپنے مین بلائے اور اوسکے اقوال وافعال مین محل انکار نہو۔ اور افحام اہل حق کو لازم آئے بلکہ دجال اکبر کو کہ دلمین حضرت حق کا اپنے مین ادعا کریگا جس سے سکوت والزام ممکن ہی نہین ایک قصہ کسی اولیا کا اسباب مین منقول ہے۔

جیسا کہ نفحات مین احدالدین کرمانی کے ذکر مین ہے اور ایسا ہی فتوحات شیخ اکبر مین پس ہر اولیا کا قصہ زندگی مین ہے کہ بروح زندہ دیگر تصرف کرکے اوسکو معطل کرین اور بجاے اوسکے نطق وتکلم کرے اموات مین البتہ جاے اشتباہ نہین ہے کیونکہ حالت حیات مین اگر کوئی شخص ایک روح کو ارواح زندون مین سے ادعا کرے اور کوئی قول وفعل اوس سے صادر ہو تو اوس زندہ سے رجوع کرکے حل اشتباہ ہو سکتا ہے بخلاف اون ارواح کے کہ جو برزخ مین ہین یا ملائکہ یا حضرت حق جل وعلا۔ اور اہل مشرب تصوف تجویز مین بروز ارواح اولیا کے مطلقاً خواہ زندہ

اور خواہ مردہ کرتے ہین اس دلیل سے ایسا جواب دیتے ہین کہ اشتباہ تلبیس جو سریع
الا نقطاع اور قریب الزوال ہو اوس سے کوئی دہشت نہین ہے اور یہ تلبیس و اشتباہ
اسی قبیل سے ہے کہ ادنی سے رجوع بدلائل کتاب وسنت اور احکام شرعیہ اوٹھ
جائین گے اوس آدمی کی باتون کامون کو معیار شریعہ پر محمول کرنا چاہیے اگر اوسکے
موافق ہیں تو روح پاک کا بروز ہے اگر اسکے خلاف ہو روح خبیث کا بروز ہے۔
ونیز کہتے ہین کہ اسی قسم کی تلبیس اور ایسا اشتباہ حرفات ابلیسی اور بعثت ملکہ ذوق
الہی دمنی شیطانی اور الہام ملکی اور وسوسہ شیطانی اور تخیل بشری مین جو فرشتون
اور جن اور شیطانون سے ہوا کرتا ہے واقع ہوتا ہے۔ اور وہ جو بطریق رفع
تلبیس واشتباہ وہان کام مین لایا جاتا ہے یہان بھی جاری ہوگا باوجود اسکے
باذل ہونا وہ کثرت حاصل کلام یہ کہ طریق اسلم یہی ہے کہ امکان کو تصوف
کے قاعدہ پر انکار نہ کرنا چاہیے اور وقوع کو کہ اشتباہ کی جگہ ہے اسلم نہ رکھنا
چاہیے کہ ہو سپر بجز ان دو تین نقل کے کوئی دلیل قایم نہین اور بروز کشوفی کہ مجمع علیہ
صوفیہ کا ہے اس نوع کے مشابہت سی صورتین رکھی ہین جو تصوف کی کتابون سے
بیان کی گئی ہین اور اسی بروز کے شواہد مین سے حدیث کی کتابون مین زید بن خارجہ
کا قصہ ہے ابو بکر بن ابی الدنیا کتاب سے عاش بعد الموت مین اور قاضی ابو بکر بن
نجلہ اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے کہ موت کے بعد دفن کے پہلے اونکی
روح نے بدن سے متعلق ہوکر آواز دیا جسکا مضمون یہ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلی الہ وسلم النبی الامی خاتم النبیین لانبی بعدہ کان الکرنی الکتاب الاول
پھر اوسکی زبانی کسی کہنے والے نے کہا صدق پھر آواز دیا ابو بکر خلیفۃ رسول اللہ
الصدیق الامین الذی کان ضعیفا فی بدنہ قویا فی امر اللہ کان الکرنی الکتاب الاول
پھر کہنے والے نے اوسی کی زبانی صدق صدق پھر آواز دیا الاوسطا جلد القوم

الذی ۔ کان انجاف فی اللہ لوست لائم الذی کان یمنع الناس ان یاکل قوتہم
نصیبہ ہم عبد اللہ۔ عمر امیر المومنین کان ذلک فی الکتاب اول۔ پھر کسی کہنے والے
نے اوس کی زبان پر کہا صدق صدق پھر آواز دیہ عثمان امیر المومنین وہوا
نبیہ مومنین : ہولیا فی الناس من ذنوب کثیرۃ قلت لیلتان خلت السنان
بن ربیع سنین ولا نظام لہم وانتحت الاحبار ودنت الساعۃ واکل الناس
بعضہم بعضا ۔ عوی المومنین۔ آخر قصہ تک جو بہت بڑا ہے اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہاں دو روح کا بروز ہوا ایک اون مین سے زید بن خارجہ کی روح کی تھی جو اپنے
بدن سے متعلق ہو کر بات کرتی تھی اور دوسری روح اور کی تھی کہ ہر کلام کے بعد
اوسکا تصدیق کرتی تھی اوسی کی زبان پر پس وہ بروز جسمی جھگڑا اٹھا ثابت ہو گیا
اور حدیث کی کتابوں مین دوسرا قصہ بھی اسی طور سے آیا ہے جسکے الفاظ یاد ہین
واللہ تعالے اعلم سوال آیہ لتنذر قوما ما اتہم من نذیر من قبلک۔ ابیات کی صراحت
کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کی قوم فترۃ کے زمانہ مین
نذیر سے غافل تھی اور یہ آیۃ سورہ قصص مین آئی ہے اور اس آیۃ کا
سیاق ۔۔۔ موافق ہے کیونکہ اوسمین ہے۔ ولولا ان تصیبہم مصیبۃ بما قدمت
ایدیہم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک ونکون من المومنین۔ اور
یہ آیۃ لتنذر قوما ما انذر آباءہم فہم غافلون۔ پس اس معنی مین نص ہین کیونکہ کلمہ ما
تین احتمال رکھتا ہے۔ پہلے یہ کہ نافیہ ہونا دوسرے مصدریہ ہونا تیسرے موصولہ
ہونا پہلے احتمال سے ذرا سے کی نفی حاصل ہو گی دو باقی ہین۔ اور تفسیر نیشا پوری مین
ہے ۔۔۔ ان ما نافیۃ او موصولۃ او مصدریۃ ای ارسلت تنذر انذار آبائہم
۔۔۔ آباءہم او ما انذرہ اباءہم فانہم فی غفلۃ فعلی ہذا کونہم غافلین بسبب باعث
۔۔۔ الاول عدم الانذار بسبب غفلتہم انتہی

ترجمہ کبھی کہا جاتا ہے کہ ما نافیہ ہے یا موصولہ یا مصدریہ یعنی تو اسلیے بھیجا گیا کہ
اون کو ڈرائے جیسے اون کے باپ دادے ڈرائے گئے یا اونہین جنکے
باپ دادے ڈرائے نہ گئے یا وہ جنکے باپ دادے ڈرائے گئے یا اون کے
باپ دادون کا ڈرایا جانا۔ اس تقدیر پر اون کا غافل ہونا اوس سبب سے ہوگا
جو باعث انذار پر ہے اور پہلی تقدیر پر عدم انذار سبب اونکی غفلت کا انتہی۔
بالجملہ اس آیۃ کو آیۂ سورہ قصص سے یا آیہ و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا مبہم کرین
زمانہ فترت والون کی نجات موافق قاعدہ اہل سنت جماعۃ کی ثابت ہوتی ہے کہ
یہ حسن و قبح شرعی کے قائل اور وجوب عقلی کے منکر ہین۔ کلام تو اسمین ہے کہ انذار
رسول کے بھیجنے سے ملا ہوا ہے جیسے بعث رسول ہین ہوتی اور جس زمانہ مین کہ فترت
ہوتی ہے اوس وقت انذار نہونے سے فترت کا حکم نہین ہوتا۔ پس حضرت عیسی
اور آنحضرت علیہما الصلوۃ والسلام کے درمیان کہ پانسو ساٹھ سال کی مدت تھی
زمانہ فترت نہ تھا کہ اوس زمانہ کے لوگ غیر مکلفین بچون اور مجنونون کی طرح
فترت کا حکم پیدا کرین اور اون کو عقاب نہو اسواسطے کہ اگلے نبیون کا جان لینا
خاصکر حضرت موسی و عیسی کا لوگون کو معلوم ہونا اوس بلاد مین تھا اور اون کی
کتابون کے جاننے والے بھی تھے اگرچہ بہت سے امور مین تحریف کر لی تھی
اثبات نبوت و معاد کہ دین کے اصول ہین اسمین قدم [illegible] اسواسطے
تفسیر نیشاپوری مین آیہ سورہ قصص کے نیچے کہتا ہے۔ قبل کانت حجۃ الانبیاء
قائمۃ علیہم و لکن ما بعث الیہم من بعدہ تلک الحجۃ علیہم فبعث اللہ تعالے لتقریر
التنبیہ للتکلیفات وازالۃ لتلک الغفلۃ انتہی
ترجمہ اس سے پہلے نبیون کی حجۃ لوگون پر قایم لیکن اون پر کوئی انسان بھیجا گیا جو اس
حجۃ کو نئے سرے سے قایم کرتا پھر اللہ تعالے نے لیے ان تکلیفات کے ثابت کرنے

اور اس فترت کے دور کرنے کے لیے بھیجا۔ انتہی۔
پس انذار کی نفی آنحضرت کی قوم پر اور رسول کا بھیجنا دونون تحقیق ہو گئے اور ماکنا معذبین
نے نبعث رسولاً مین۔ بعث رسول سے مراد یہ ہے کہ رسول اوسی قوم سے ہو بلکہ
یہ مراد ہے کہ عالم مین کوئی رسول ہو جسکی خبر جسکے لائے ہوے حکم اگرچہ اجمالی ہون۔
مکلفین تک پہونچ جائین اور اوس رسول کا علم مکلفین کو ہو جاے تو ہماری
ہدایت کے سوا عالم مین دوسرا طریقہ ہے جسے سچ اور واقع کے مطابق جانتے ہین
اسلیئے کہ اسی طور بحث اور تفتیش اور سوال اور تحقیق دین کی بس کرنی ہے۔ ہان
زمان فترت حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان عاد و ثمود
کے گذرنے کے بعد جو ہوا مسلم ہے اگر فترۃ کے زمانہ مین فقط رسول کا اوسی قوم
سے نہ آیا کفایت کرے تو لازم آئیگا کہ اکثر زمانے اہل زمین مین فترت کے
زمانے ہون اور ایسا نہین تو وہ بھی نہین ہو سکتا۔ صحیح حدیثون مین سوچنا چاہیے
کہ اہل زمان سے اپنی کسقدر نکو شکش کی ہے جیسے ان اللہ نظر الی اہل الارض
فمقتہم عربہم وعجمہم الا بقایا من اہل الکتاب۔ اور اللہ تعالے نے زمین
والون کو دیکھا اور سبکے عرب اور عجم والون سے خفا ہوا بجز اہل کتاب کے باقی
لوگون کے۔ اور قرآن کی آیتون مین خوب غور کرنا چاہیے فرمایا کنتم علے شفا حفرۃ
من النار فانقذکم منہا۔ اور اسکی مثل آیتین کیا مطلب رکہتی ہین۔ پس جاہلیت
کا زمانہ جو حضرت کے وجود باجود کے پہلے تہا اصطلاحی فترت کا زمانہ نہین ہو سکتا
اگر یہ لغوی فترۃ ہے اور اسی لغوی معنی سے اس آیۃ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا
یبین لکم علے فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر مین آیا ہے۔
اسواسطے کہ خطاب دین اہل کتاب سے ہے اور ان کے حق مین اصطلاحی فترۃ
متصور نہین ہو سکتی اسیواسطے حدیث شریف مین جا بجا اوس وقت کے مردون

کے تعذیب کا حکم آیا ہے جیسے ابی وابوک فی النار ترجمہ میرا اور تیرا باپ دوزخ مین ہے۔ یہ اوس شخص کے جواب مین کہا گیا تہا جسنے پوچہا من ابی۔ میرا باپ کون تہا اور جیسے لینتہین اقوام من فخرہم بآبائہم الذین ہم فحم من فحم النار اولیکونین اہون علی اللہ من الجعل الذی یدہدہ الخرہ بانفہ ترجمہ وہ قومین اپنی باپ دادون پر فخر کرنے سے البتہ باز رہین گی جو۔ یا اللہ کے آگے جعل سے بہی زیادہ خوار ہون گے جو اسیٔے ہان حضرت کی قوم کے پاس کوئی ڈرانے والا نہین آیا تہا جو کفر اور گناہون سے انہین ڈراتا اور ہرچند کہ ایسے ڈرانے والے کا نہ آنا عذاب سے دور کرنے کی حجت نہین ہوتا امر اللہ تعالی کی عنایت سے انکے اس عذر کو بہی کہو دیا اور ایک ہدیہ اون کے واسطے منتخب کیا اگر آیہ سولا ان تصیبہم مصیبۃ بما قدمت ایدیہم کے مضمون مین خوب غور کیا جاے تو ظاہر ہوتا ہے کہ مصیبت کا ان کے اعمال کے عوض مین ہونا یہ عذاب سے ہے۔ پہونچنا جو کنایہ عذاب سے ہے خواہ دنیوی ہو یا دینی مقدر اور ہونے ہی والا تہا انپر انکو اوس گفتگو کی جگہہ تہی کہ ہماری طرف رسول بہیجنے سے اور انذار کے پہلے عذاب کیون ہوا اسواسطے ہم نے تجکو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہیجا چنانچہ لولا ارسلت الینا رسولا مین الینا کی قید اسی کا اشارہ کرتی ہے اور اسی دوسری آیۃ۔ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءہم نذیر لیکونن اہدی من احدی الامم مین اسی معنی کی تصریح ہے اسیطرح اس آیۃ ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستہم لغافلین او تقولوا لو انا انزل علینا الکتاب لکنا اہدی منہم الی آخرہ۔ مین اسی سے معلوم ہوتا ہے وہ طائفین اہل کتاب کے اوتر نے کا اعتقاد رکہتے تہے ان دونون طائفہ کا حال اونہین معلوم تہا کہ کیسے ہین اور توحید و نبوت و معاد کے باب مین کیا اعتقاد رکہتے ہین

بلکہ ورقہ بن نوفل کے حق مین شروع صحیح بخاری مین ہے فکتب من الانجیل بالعربیۃ ما شاء۔ ان لکتب من الانجیل مین سے جو لکھنا چاہا وہ عربی زبان مین اوسے لکھ لیا اس سے معلوم ہوتا ہے ان لوگون تین دعوت عیسوی پہونچ چکی تہی اور انجیل کا ترجمہ بنا کرتے تھے پس ایسی حالت مین زمان فترت کے احکام کیسے جاری ہون پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مان باپ کے ایمان مین اختلاف کس وجہ سے ہے کہ فقہ اکبر مین اون کے کفر کی ہے تصریح کی ہے اور سیوطی اور دوسرے علمانے اون کے ایمان مین رسالے لکہے ہین **جواب** مہربانمن جب معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونے کا زمانہ زمان فترت نہ تہا بلکہ زمانہ جاہلیت کا تہا تو اشکال جاتا رہا اور جس تقدیر پر کہ وہ زمانہ فترت کا ہی لیا جاے اس تقدیر کو اوسین گنجایش ہے کیونکہ ایمان وکفر دوسری چیز ہے اور عذاب و نجات دوسری شے نہایۃ کار یہ کہ زمان فترۃ کے کافی نجات پاوینگے اب رہا ان کا ایمان وہ ثابت نہین بحث ایمان مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وصحبہ وسلم کے والدین شریفین فترت کے زمانہ مین مشرک و کافر تھے کہ زمانہ فترۃ کے سبب سے اونہین عذاب نہ دیا جایگا یا موحد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکا انتظار کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم کی فرمان برداری کا پختہ ارادہ کر لیا تہا پس فقہ اکبر مین جو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم کے والدین کفر پر مرے ان کی نجات کے اثبات سے کوئی تناقض نہین رکھتا ہان اگر اون کی توحید اور شرک سے بیزاری ثابت ہو جاے تو البتہ دونو مناقض ہوگا مثبتین ایمان والدین کی نہایت کا یہ ہے کہ والدین کی نجات ثابت کرتے ہین اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

لنجات نجات سے علما کی تین مسلک ہین ایک یہ کہ باوجود اوس کفر و شرک کے جو رکھتے تھے وہ معذب نہ ہونگے مثل بچون اور مجنونون کے اس سبب سے کہ زمان فترت مین تھے اور کسی نبی کے پیچھے چلنے سے پہلے بمقتضا ے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا بعثت سے پہلے معذب نہون گے نہ اسکے مستحق اس مسلک مین جو منافاة ہے وہ پہلے بیان ہو چکی اس مسلک پر بھی فقہ اکبر کی عبارت صحیح ہے اسواسطے کہ اوسکی عبارت جسپر دلالة کرتی ہے وہ یہی ہے دونون کفر پر مرے اونکی تعذیب سے کوئی تعرض اس عبارت مین نہین۔ مسلک دوسرا یہ ہے کہ آنحضرت کے والدین کو حضرت کی خاطر زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے اور یہہ مسلک بھی باعتبار فقہ اکبر کے منازعت نہین رکھتا اسواسطے شمس الدین کردری جو اجلہ علماے حنفیہ ماوراء النہر سے ہے اپنی فقہ مین کہتا ہے دیجوز لعن من مات علی الکفر الا والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم انہ تعالی احیاہما لہ حتی آمنا بہ انتہی۔

ترجمہ۔ جو کفر پر مرگیا اوسکو لعنت کرنا جایز ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کہ اونکی نسبت ثابت ہے کہ اللہ تعالے لائے تھے اونہین حضرت کے لیے زندہ کیا یہان تک کہ ہمارا آئین پر ایمان۔ ہے مسلک تیسرا یہہ کہ اونہون نے ملت ابراہیمی سنکر اپنی عقل سے شرک کا برا ہونا معلوم کرلیا تھا اور اوسے چھوڑکر توحید سے معتقد ہوگئے تھے اور بتون کی تعظیم نکرتے تھے اور برابر اپنے بڑون سے سنتے چلے آتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونگے اور اسکے منتظر رہتے تھے اور دل مین مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جب مبعوث منصہ ظہور پہ جلوہ گر ہوگا ہم دل و جان سے اوسکی فرمان برداری کرینگے چنانچہ وہ نور حضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم کے عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا

اور آونکے بزرگون سے یون ہی چلا آتا تھا اسکا قصہ اس مدعا کا شاہد ہے بنشیر
مختار سیوطی کا اپنے رسالہ مین یہی مسلک ہے پس اس صورت مین اونکی
نجات بھی ثابت ہوتی ہے اور ایمان بھی اسواسطے کہ اوس وقت مین اتنا ہی
اجمالی ایمان پایا جا سکتا تھا جیسے ورقہ بن نوفل کے حق مین اسی قدر ثابت
ہے اس مسلک پر فقہ اکبر کی عبارت بھی بجاے خود قایم ہے اسلیے کہ شاید عدم
ایمان تفصیلی اور عدم وقوع ایمان معزوم علیہ کو کفر سے تعبیر کیا ہو۔ اب رہا ابی
وابوک فی النار اور ثم یوزن بی باشفاعة فیما جو ان کے حق مین ارشاد ہوا
ان تینون مسلک سے کلی ابا اور منافرت رکھتا ہے تو اس قسم کے مسائل مین
چپ رہنا اولی ہے۔ منہ تراویح کے باب مین جیسے یہ حدیث آئی ہے ماکان یزید فی
رمضان ولا فی غیرہ علی احد عشرۃ رکعۃ۔ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ
رکعت سے زیادہ نہ رمضان مین پڑھاتے تھے نہ غیر رمضان مین اسیطرح یہ صحیح حدیثین
بھی وارد ہین۔ قالت عائشہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان
مالا یجتہد فی غیرہ۔ رواہ مسلم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رمضان عبادت کی ایسی کوشش فرماتے جو دوسرے
مہینون مین نہ فرماتے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔ ومنہا کان اذا
دخل العشرۃ الآخرہ من رمضان احیا لیلۃ وایقظ اہلہ وجہد۔ رواہ البخاری ومسلم
وابوداود والنسائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا جب رمضان
کا پچھلا دہا آتا اوسکی رات مین عبادت کرتے اور اپنے اہل کو بیدار رکھتے اور بڑی
کوشش کرتے اسی بخاری ومسلم وابوداود ونسائی نے روایت کیا ہے وعن
النعمان بن بشیر قال قمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم فی شہر
رمضان لیلۃ ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معہ لیلۃ خمس وعشرین

الی نصف اللیل ثم قمنا معہ لیل سبع وعشرین

حتی ظننا ان لا تدرک الفلاح ای السحور۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان مین تیئیسوین رات کو اول کی تہائی رات تک قیام کیا پھر پچیسوین کو آدہی رات تک پھر ستائیسوین رات کو اتنا قیام کیا کہ ہمین گمان ہوا کہ ہم فلاح یعنی سحری نکر سکینگے انتہی۔ پس یہ روایات صریح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان وغیر رمضان پر نماز کی زیادتی بکیف وکم پر دلالت کرتی ہین اور جس روایت مین کہ زیادہ کی نفی ہے وہ تہجد کی نماز پر محمول ہے کہ رمضان غیر رمضان دونون مین یکسان ہے کہ غالبا و ترسمیت اوسکی تعداد گیارہ تک پہونچتی ہے اس عمل کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کا راوی ابو سلمہ ہے روایت کے تتمہ پر کہتا ہے۔ قالت عائشہ رضی اللہ عنہا قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم اتنام قبل ان توتر قال یا عائشہ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی رواہ البخاری ومسلم۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم کیا آپ وتر سے پہلے سو رہتے ہین فرمایا اے عائشہ میری آنکھین سو رہتی ہین دل نہین سوتا۔ اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وتر سے پہلے سونا تہجد کی نماز مین متصور ہوتا ہے نہ اوسکے غیر مین اور زیادہ کی روایتین نماز تراویح پر محمول ہین کہ اوس وقت کے عرف مین قیام رمضان سے اوسکو تعبیر کرتے تھے۔

اب ہم اس بیان پر آئے کہ قیام رمضان کتنی رکعتون سے ادا کرتے تھے۔ روایات صحیحہ مرقومہ ہین یعنی عدد کہین نہین آیا کہ اتنی ہوا کرتی تھین لیکن الفاظ مذکورہ سے درجہ اور اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کا معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے بہت عدد تھے مصنف ابن ابی شیبہ بن ادریس

بیہقی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے وارد ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ بعشرین رکعۃ والوتر ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی رمضان مین بغیر جماعت بیس رکعتین پڑہتے اور اوسکے بعد وتر بیہقی نے اس روایت کی تضعیف کی ہے باوجودیکہ اس حدیث کا راوی جد ابو بکر بن ابی شیبہ ہے حالانکہ ابو شیبہ جد ابو بکر بن ابی شیبہ اسقدر ضعیف نہین رکہتا کہ اوسکی روایت کو بالکل نظرانداز کرین اگر صحیح حدیث اوسکی معارض ہو البتہ ساقط ہو جاتی اور گزر چکا کہ جو بیدہم ہوتا ہے کہ حدیث ابو سلمہ کی جو عایشہ صدیقہ رضی اللہ سے مروی ہے اوپر مذکور ہو چکی اوسکے معارض ہے دقیقہ مین معارض نہین تو سالم رہی اور کیسی نہ ہو۔ فعل صحابہ اسکا موید ہے چنانچہ بیہقی نے اپنے سنن مین باسناد صحیح ثابت بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب سنے شہر رمضان بعشرین رکعۃ درروی المالک فی الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی ابن عمر بثلثۃ و عشرین وفی روایۃ باحدی عشر تہکا لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین رمضان مین بیس رکعتین پڑہا کرتے تہے اور امام مالک نے موطا مین یزید بن رومان سے روایت کی عمر کے زمانہ مین لوگ تیئیس رکعتین پڑہتی تہی اور ایک روایت مین گیارہ ہے انتہی۔ اور بیہقی نے ان دونون روایت مین اسیطرح جمع کی ہے کہ پہلے صحابہ نے زیادہ کے عدد کو اختیار کیا جو حضرت کے تہجد کے عدد مشہور یہی ہین اوس علۃ کے سبب جو دونون مین شریک ہے وہ یہ کہ دونون مین ہر ایک رات کی نماز ہے اور جب صحابہ کو یہ ثابت ہوا کہ رمضان مین قیام لیل مین زیادتی فرماتے تہے تو گنتی بیس تک پہونچاتے تہے اوسکے

بیس کے عدد کو اختیار کیا اسپر اجماع ہو گیا اجماع محقق ہونے کے بعد اس عدد
کی رعایت کرنا متاخرین کے حق مین ضروریات دین سے ہو گیا اسی جہت سے
فقہا اسمین تشدد کرتے ہین اور اجماع کے بعد بہت چیزین تاکید شدید پیدا کر لی
جنمین پہلے اتنی تاکید نہ تھی خاصکر جو امر مجمع علیہ اہل حق کا شعار اور اہل بدعت
سے مابہ الامتیاز روایت پیچو قتی مین بھی جو تاکید قرن صحابہ کے بعد ہو گئی پہلے
نہ تھی چنانچہ اسباب مین جو روایات ہین اون کی تلاش و جستجو سے ظاہر ہوتا
ہے اور اس عدد کے اختیار کرنے مین اور وجوہ بھی ترجیح کا سبب ہین منجملہ
اوسکے ایک یہ کہ غیر رمضان مین صلوۃ اللیل کہ عبارت تہجد سے ہے گیارہ
کے عدد سے وارد ہوئی ہے اوسکو رمضان مین کہ بڑی کوشش و عبادت
کا وقت ہے دوگونہ کر لیا اور پیچوقتی روایت کا عدد بھی اکثر شافعیہ کے
نزدیک دس تک ہین اوسکا دوگونہ بیس ہوا تین رکعت وتر کی اوس سے
ملائین تیئیس ۲۳ ہوئین۔ بہر حال یہان قاعدہ کلیہ کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ کسی امر شرعی
پر اجماع اور اہل حل و عقد کے اتفاق کے وقت اوسکے دلائل اور ماخذ متعدد
طریقون سے اہل عصر کے قلوب پر وارد ہوتے ہین اور اونکی مجموعی ہیئت
سے اوسکے موجب یقین یا ظن غالب کا رہو جاتا ہے جو اوس وقت مین موجود
ہین اگر وہ ہر دلیل کو علحدہ علحدہ دیکھین تو اوسکے ظن یقین کو غلبہ نہو گا مگر ان
لوگون کے حق مین اگلے زمانہ کے اجماع منعقد سے کرتا ہے اس قاعدہ سے
بہت سے مسایل بنتے ہین اگر پچھلے زمانہ والے اجماع کے سوا کوئی دوسری
دلیل تلاش کرین تو متحیر ہونگے اور دوسرون کو ہرگز یقین میسر نہ ہوگا اسلیے کہ
دلائل اجماعیہ کی طرح اونکے ذہن مین جمع نہین آتے۔ اور امام مالک سے
جو منقول ہے کہ چھتیس ۳۶ رکعت پڑھنا چاہیے سواے وتر کے اور کہتے ہین اہل

مدینہ منورہ کا اسی پر عمل تھا۔ پس تاریخ والون نے اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ مکہ والے
دو تراویحون کے درمیان طواف کے ساتھ پھیرے کیا کرتے تھے مدینہ والون
کو وہان طواف کا موقع نہ تھا تو اونھون نے دو ترویحون کے درمیان چار چار
رکعت پڑہنا اختیار کین اس جہت سے اونکی مجموعہ نماز اس عدد کو پہونچی۔ وفی مصنف
ابن ابی شیبۃ عن داود بن قیس قال ادرکت الناس بالمدینۃ فی زمن عمر بن عبد العزیز
وابان بن عثمان یصلون ستا وثلثین رکعۃ ویوترون بثلاث مصنف ابن ابی شیبۃ
بن داود بن قیس سے روایت ہے کہا مین نے لوگون کو مدینہ مین عمر بن عبد العزیز
اور ابان بن عثمان کے زمانہ مین چھتیس رکعتین پڑہتے پایا اور تین رکعت سے
وتر کرتے انتہی۔ ظاہرا یہ زیادتی جو نوافل کے سبب سے واقع ہوئی عمر بن عبد العزیز
کے مدینہ مین امیر ہونے کے زمانہ مین پہونچی کیونکہ اوسوقت لوگون کو عبادت کی
کمال رغبت تھی قدر ماسوا منقول سے سیری نہوتی تھی واللہ تعالی اعلم منہ۔
اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب القبور۔ حدیث نہین کسی بزرگ کا قول ہے
اسکے کئی معنی ہین۔ ایک تو یہ کسی چیز کے حلال حرام ہونیکی چیزون مین ادلہ کے
تعارض واقع ہونے سے تمکو تحیر ہو تو اپنے اجتہاد کو چھوڑ دو اور جو مر گئے اونکی تقلید
کرو اور یہ قول اشہر ہے عبد اللہ بن مسعودؓ اور شعبان ثوریؒ سے منقول ہے۔
ایک یہ کہ جب تم دنیوی امور مین متحیر ہو اور اوس سے دل تنگ ہو جاؤ تو اصحاب
قبور کی طرف نظر کرو اونھون نے کیسا دنیا کو چھوڑا اور آخرۃ کی طرف منہ موڑا اور
یہ جان رکھو جہان وہ چلے گئے تم بھی وہین جانیوالے ہو اور اس سے تمہاری دنیا
کی تکلیفین اور تشویشین سہل ہو جاینگی۔ بالجملہ معنی استمداد مین کوئی نفی نہین منہ
چیلے مطلق مکروہ نہین۔ اس سے راست کا انکار نہین لازم آتا کیونکہ بہت سے
مسائل مین احادیث مشہورہ مین عمل باطیل آیا ہے منہا فی الصحیحین یلعب الجمع

بالدراہم واقع بالدراہم جنساً چنانچہ بخاری مسلم مین ہے جمع کرو دراہم سے بیچ اور
دراہم کے ایک جنس فانہ صریح فی مفاضلتہ الربوا یات بتوسط غیر الجنس آلی
غیر ذلک پس یہ حیلہ ربا کے مفاصلہ کے حکم کو غیر جنس سے بچین ڈالنی نے
صراحت کرتی ہے ہان شافعیہ مالکیہ حنبلیہ کے نزدیک استعمال حیل کا ضرورت
کے وقت جائز ہے مراد یہ ہے کہ تنگی اور اپنے سے ضرر دفع کرنیکے وقت اور
حنفیہ کے نزدیک معتد بہ نفع حاصل کرنے کے لیے بے ضرورت بھی جائز ہے
تاوقتیکہ اوس اللہ تعالےٰ کے حق واجب یا کسی بیوہ کے حق کا اتلاف نہ ہو
اور متاخرین نے اسمین بہت تعمق کیا اور اسکے استعمال کو منع وجوب حق
کے لیے بھی جائز رکھا ہے اور اس حیل کے حرام ہونے کو اوس صورت
مین خاص کیا ہے جو حق واجب شدہ کا ابطال کرے اور اسمین ایک بعد ہے
جو مخفی نہین منہ استعانت ارواح ست اس امت مین بہت واقع ہوسے
جاہل اور عام لوگ جو کرتے ہین کہ ارواح کو ہر عمل مین مستقبل جانتے ہین یہ تو
بے شبہہ شرک جلی ہے اور نذر اولیا جو حاجت براری کے لیے معمول اور مرسوم
ہے اوسکی حقیقت کو اکثر فقہا نہ سمجھے اوسے نذر پر قیاس کرنے ردہ کا حکم
کرگئے کہ اگر نذر بالاستقلال ولی کے لیے ہے باطل اور اگر خدا کے لیے ہے
اور ولی کا ذکر مصرف کے لیے ہے تو صحیح۔ لیکن حقیقت نذر اسکی یہ ہے کہ
کھانے کا ثواب پہونچانا اور خرچ کرنا مال کا واسطے روح میت کے امر مسنون
ہے صحیح حدیثون سے ثابت جیسے بخاری مسلم مین ام سعد وغیرہ کا حال آیا ہے
یہ نذر مستلزم ہوتی ہے پس اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ بہ نسبت مثلاً یون
کہنا کہ اسکا ثواب فلان شخص کی روح کو پہونچے لہذا ولی کا ذکر تعین محل نذر
کے لیے ہے نہ مصرف کے لیے۔ اور مصرف اس نذر کا ان لوگون کے

نزدیک اوس ولی کے متوسل لوگ ہوتے ہین جیسے قرابتدار اور خادم اور رفقا وغیرہ نذر کرنے والون کا مقصود بلاشبہہ یہی ہوتا ہے اور اسکا حکم یہ کہ یہہ صحیح ہے اسکی وفا واجب اسواسطے کہ یہہ ایک قرینہ ہی جسکا شرع مین اعتبار ہے ہان اگر اوس ولی کو حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد کرین تو اونکا یہہ عقیدہ منجر بہ شرک و فساد ہو جائیگا لیکن یہہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز منہ رسالہ سرخ کپڑا پہننے مین اصل مین ردم کے ایک عالم نے تصنیف کیا تہا حضرت شیخ ابو طاہر کردی رح نے ہماری حضرت ولی نعمت کو فرمایا کہ اسے دیکہکر اسپر کچہہ لکہہ دین اونہون نے دیکہنے کے بعد حاشیہ کے طریق پر کچہہ لکہہ دیا یہی حاشیہ اونکی مولفات کی فہرست مین داخل ہے۔ اس باب مین مختار یہہ ہے کہ احمر حرام نہین بلکہ وہ صرف فقط اور وہ مشکل مسور اور مفرح اور احمر قانی کے ہوتا ہے اور جو مرتبہ کہ مسورد گلابی سے کم ہین جیسے شنجرفی پیازی وغیرہ یہہ مباح ہین اور بانات سرخ کہ اوسے عرب لوگ جوخ احمر کہتے ہین بالاجماع جائز ہے اسی طرح کما اوہ اور سین سے معلوم ہوگیا کہ مدار رنگ کی شوخی پر ہے نہ سرخی پر منہ لزوم کفر اور التزام مین فرق یہہ ہے کہ نص کسی مقدمہ مین وارد ہوئی کوئی شخص اوسکی تاویل اور انکار نکرنا چاہیے باعتبار جو قواعد عربیہ واصول راست نہ آوے اوسکے مدلول ظاہر کا انکار کرے پس لزوم کفر متحقق ہوا لیکن التزام اونسے متحقق ہوتا ہے مدلول نص کو مدلول نص اعتقاد کرنے کے قائل اوسکا انکار کرے اور کہے کہ ہر چند نص آچکی ہے مگر مین اس بات کو نہین قبول کرتا پس لزوم کفر واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے ہے اور التزام باعتبار اعتقاد منکر کے اور لزوم کفر کے یہہ معنی ہین کہ یہہ عقیدہ حقیقت مین کفر ہے اور مجہول لازم آتا ہے اوسکے کہنے والے پر جو اوسے مجہولہ و

وکفر نہین جانتا منہ لولاک لما خلقت الافلاک کسی کتاب مین نظر نہین پڑا منہ
احادیث سے سود لینے اور دینے کی حرمت مطلقاً معلوم ہوتی ہے مگر اوس
ضرورت کے وقت جو مخمصہ اور اوسکی مثل ہو جاے کہ وہ تو نص قرآنی آجانے
سے مستثنیٰ ہے جو حرمت میت وغیرہ مین واقع ہے اور عموم بلوی کو اس حرمت
کے مخصص ٹہرانے کے جیسا ہندوستان مین واقع ہے بات نہین
ہوتی عموم بلوی طہارت ونجاست مین البتہ اثر کرتا ہے نہ حل و نہ حرمت مین
اجارہ کا قاعدہ یہہ ہے کہ شے واجب و مندوب پر منعقد نہین ہوتا اور تعلیم قرآن
فرض کفایہ ہے اور مندوب علی التعین پس محل اجارہ کا نہین ہان کسی کے
گھر جانا اور صبح سے شام تک بیٹھنا اور صاحب خانہ کے اطفال کی نگرانی کرنا
تعلیم سے الگ ایک کام ہے اوسپر اجارہ منعقد ہو سکتا ہے اور رقیہ قرآن
سے کرنا مباح ہے اسپر اجارہ منعقد ہو سکتا ہے رقیہ کو تعلیم پر قیاس نکرنا چاہیے
اس سے تعارض دفع ہو جائیگا۔ اور وہ جو ترجمہ مین لکھا ہے کہ اجرت نہ لینا
عزیمت اور لینا رخصت ہے یہہ اس معنی کر ہے کہ اگر تعلیم کے وقت شرط
نہ کر لیا تہا اور تعلیم کے بعد اوس نعمت کی کسی چیز سے مکافات کرے اوس
چیز کا قبول نکر لینا رخصت ہے کہ بظاہر اجرت نہین اور اوسکا عزیمت کا نہ لینا
کہ طمع اور کبھی اجر کی جگہہ ہے احتیاطاً اسکی مقتضی ہے اور رقی اور عزائم پر اجرت
لینا بالاجماع جائز ہے کچھہ مضایقہ نہین۔ اور قرآن کی تعلیم کہ اجرت سے
متاخرین نے جائز رکہا ہے تو اوس تعلیم سے وہ تعلیم مراد ہے جسمین اعمال
و تعلیم لڑکے کی تعلیم مشروط ہو تا کہ اجارہ کا محل ہو سکے نفس تعلیم
مثلاً ایک شخص ایک شخص کے سامنے ... اور کہے مجھے فلان آیتہ سکہلا دو
وہ یہہ کہے کہ اس سکہانے پر مین مزدوری لونگا تو یہہ اجرت متاخرین و متقدمین

دونون کے اجماع سے حرام ہے منجملہ اصحاب کہف کے حق مین مذہب مشہور
اور مجمع علیہ یہی ہے کہ یہ لوگ زندہ ہین امام مہدی کے ہمراہ اوٹھینگے اور
اونکی مدد مین مشغول ہونگے اوسکے بعد مر جائینگے ولیکن صحیح الماخذ
اور قوی الدلالہ دلیلون سے یہ امر ازروے روایات پایا نہین جاتا۔ اور
تفسیر در منثور مین اور دوسری تفسیرون مین جو روایات ضعیفہ ہین اونسے
اس قسم کی بو آتی ہے نظم قرآنی مین بھی اسکا اشارہ ہے اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو انکی دعوت کے لیے تین آدمیون کے ہمراہ بھیجنا موضوع ہے
جیسا یاد ہے صاحب تنزیہۃ الشریعۃ اور دوسرے محدثین نے اوسپر وضع
کا حکم کیا ہے اسیطرح بعض ضعیف طریقون مین وارد ہے کہ شب اسرا مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جماعت پر گذرے اور دعوت فرمائی انہون
نے دعوت قبول کی پھر سوگئے واللہ اعلم منہ مسلم اور ترمذی مین یہ حدیث ہے
کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص سے کہا ما منعک ان تسب ابا تراب
یعنی کسنے ابوتراب کو گالی دینے سے منع کیا ہے بعض جانبداران معاویہ
بن ابی سفیان کے اس لفظ کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین مراد اس سے
تھی کہ کسواسطے علی مرتضیٰ ع کے ساتھ کلام مین درشتی نہین کرتا اور کیون نہین
کہتا تا کہ قاتلان عثمان سے ہاتھ اوٹھالے اور مقام قصاص مین ہمارے سپرد
کرے لیکن اسی توجیہ مین دو خدشہ گذرتے ہین اول یہ کہ اس تقدیر پر چاہیے
تھا کہ یہ کہنا سنا خلافت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین ہوا ہوگا۔ اور
تاریخ کی روسے ملاقات سعد کی معاویہ سے ٹھیک نہین اسواسطے کہ سعد ابتدائی
فتنہ سے موضع عقیق مین جا رہے تھے جو مدینہ کے باہر ہے اور اوس زمانہ مین
معاویہ کو مدینہ مین آنیکا اتفاق نہ پڑا بلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد

حج کے لیے آئے اور مدینہ والون سے ملے۔ دوسرا خدشہ یہہ کہ جواب سعد کا ما ایما
ذکرت الا اخرہ اس توجہ سے خلاف ہے اسواسطے کہ کسی شخص کے فضائل کا ثابت
ہونا اوسکی نصیحت اور پند گوئی کا مانع نہین بلکہ بہتر یہی ہے کہ اس لفظ کو ظاہر پر جاری رکھے
نہایت کار یہہ کہ اس فعل ناپسندیدہ کا ارتکاب یعنی سب یا امر سب معاویہ بن
ابی سفیان سے لازم آئیگا ولیس ہذا باول قارورۃ کسرت فی الاسلام کیونکہ گالی
کا مرتبہ قتل وقتال سے کم رتبہ ہے کیونکہ صحیح حدیث مین وارد ہے سباب المومن
فسق وقتالہ کفر مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور مسلمان کا مارڈالنا کفر اور جبکہ
قتال وامر قتال کا صدور یقینی جس سے چارہ نہین بالجملہ اصلح یہی ہے کہ اوسکو کبیرہ
کا مرتکب سمجھنا چاہیے اور طعن ولعن سے زبان روکنا چاہیے اور نہین تو کیا یا جا
اور [illegible] شخص کے باب مین جیسے صحابہ کرام مین سے [illegible] بہا تھی اور یہہ ہر جگہہ خطا اجتہادی
کو دخل دینا سماحت سے خالی نہین جواب سوال حافظ صدر الدین حیدرآبادی کا
مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود مین شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ العزیز سے
اول یہہ کہ معنی ان دونون [illegible] کلام کے سمجھنا چاہیے پھر اونکی حقیقت سنا چاہیے وحدۃ الوجود
سے یہہ معنی ہین کہ وجود حقیقی یعنی ما بہ الموجودیۃ معنی مقصود سے ایک چیز ہے کہ واجب
مین واجب اور ممکن مین ممکن ہے اور جوہر مین جوہر اور عرض مین عرض اور یہہ اختلافات
ذات مین نہین ہوتے جیسے آفتاب کی شعاع کے پاک اور ناپاک پر پڑتی ہے اور
فی ذاتہ پاک سے ناپاک نہین ہوتی اور یہہ مسئلہ فی نفسہ حق ہے کسیطرح شرع کے مخالف
نہین اسواسطے کہ مرتبہ ان وجود کے مراتب سے ایک حقیقت اور حکم جداگانہ رکھتا
ہے اور شرع شریف اس مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے بعض کو ہادی بعض کو مضل
بعض کو واجب الاطاعت بعض واجب الاہانت بعض کو حلال بعض کو حرام اور بعض
کو پاک بعض کو ناپاک کہتی ہے اور کوتہ بین لوگ جانتے ہین کہ یہہ اختلافات ذات

ہے واللہ تعالے اعلم وعلمہ اتم واحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال مرزا حسن علی صاحب کیطرف سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ
العزیز کی خدمت مین مذاہب اہل حق مین قول بداء باطل ہے چنانچہ تفصیل تمام دلائل
عقلیہ اور براہین نقلیہ کی حدیث اور تفسیر کی کتابون مین درج ہے اور حضرت فخر
المحدثین امام المتصوفین جناب شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے کلام مین
کتاب ہمعات مین ثبوت بدا کا جو مذکور ہوا ہے کس معنی سے سمجھنا چاہیے اور کون سے
محمل صحیح پر اوسے محمول کرین کہ کتاب وسنت کے مخالف نہو ہمعات کی عبارت
یہ ہے۔ ارادہ اور قوہناے حوادث اوس تجلی سے فوارہ کی طرح جوش مارتے ہین
اور اون حوادث کا میرا وہی ارادہ ہے اور اوس ارادہ کے دوسرے اسباب
ہین بعضے چھپے ہوے ہین جیسے قواے کوکبیہ اور افلاک اور طبعہ کلیہ کہ مدبر شخص
اکبر ہے اور بعضے ظاہر جیسے ملاء اعلی کی دعائین۔ اور جب حوادث نیچے آتے ہین متشخص
ہو جاتے ہین اور اسی سے متوطن محو واثبات اور سوانح مین واقع ہوتے ہین اور یہی
تجلی ہے کہ اولاد آدم کو سعادت لکھے گی اما ما قال اور امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل
مین بحث آیہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب مین نقل فرمایا اور محو واثبات
سے جو موہم بدا کا ہے کیا ہوگا اور اوسکی عبارت یہ ہے عن عمر ابن مسعود رضی اللہ
عنہما انہما قالا یمحو السعادۃ والسعادۃ ایضا فی محو الرزق والاجل ویثبت ما یشاء عن
عمر رضی اللہ عنہ انہ کان یطوف بالبیت وہو یبکی ویقول اللہم ان کنت کتبتنی
فی اہل السعادۃ فاثبتنی فیہا وان کنت کتبت علی الشقاوۃ فامحنی واثبتنی فی اہل
السعادۃ والمغفرۃ فانک تمحو ما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب ومثلہ ابن مسعود
فی بعض الآثار ان الرجل یکون قد بقی لہ من عمرہ ثلثون سنۃ فیقطع رحمہ فیرد الے

ثلثة ايام والرجل قد يكون بقي بن عمره ثلثة ايام فيصل رحمه فيرد الى ثلثين سنة انتهى
حضرت عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ نیک بختی بدبختی کو بھی
جانتا ہے پھر روزی اور اجل کو اور جو چاہتا ہے رکھتا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرتے اور روتے جاتے اور فرماتے اے اللہ
اگر تو نے نیک بختی والون مین لکھا ہے تو اوسمین مجھے ثابت رکھ اور اگر بدبختون
مین لکھا ہے تو اوسمین سے مجھے مٹا دے اور نیک بختون اور مغفرت والون مین
لکھدے تو جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے رکھتا ہے اور تیرے ہی پاس ام الکتاب
ہے اور اوسکی مثل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بعض تفاسیر مین آیا ہے کہ آدمی کی
عمر ۳۳ سال رہجاتی ہے پھر وہ رحم کرتا ہے تو تین سال کو تین دن کرایا جاتا ہے
اور کسی آدمی کی عمر مین سے تین دن رہجاتے ہین پھر وہ صلہ رحم کرتا ہے تو
اوسکی تیس سال کردیے جاتے ہین انتہی. پس مجموع روایات سے جو یہ امر
موہم ہے پہلی حدیثون مین اور زیادتی صلہ رحم کی وجہ سے اور کوتاہی قطع رحم
کی وجہ سے دوسری حدیث مین کیا ہے اگر اسکو قضاے معلق [illegible]
کرین تو تکلف سے خالی نہوگا۔ **جواب** مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث
دہلوی بدا کتاب لمعات مین تجدد ارادہ کے معنی سے واقع ہے جو بدا کے معنی
ہے اور بخاری مین حدیث مین انہ سے گنجے کوڑہی کے جو آیا ہے اسی معنی سے
ہے اور یہ معنی تجدد ارادہ کے مذاہب حق کے مخالف نہین ہے اسواسطے
کہ اہل سنت ارادہ کو صفات قدیمہ ازلیہ حضرت باری کی جانتے ہین اسلیے
تعلقات کو حادث جانتے ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب کتاب لمعات وغیرہ
کتابون مین ارادہ کو مرتبہ ذات حقہ قدیمہ ازلیہ سے جانتے ہین اور تجلی
اعظم مین اوسے حادث ثابت کرتے ہین پس ارادہ کا قدیم ہونا مرتبہ ذات میں

اور حدوث ارادہ ذات سے متاخر مرتبہ مین ہے کہ مرتبہ تجلی اعظم کا ہے اور
جب کہ حدوث و قدم دو مرتبہ مین واقع ہوے تخالف اوٹھگیا - پچ ہے مرتبہ
تجلی اعظم کو جاننے والا بڑا شخص ہے اور علماء ظاہر نہین جانتے ہین اور ثابت
نہین کرتے ہین پس نزدیک اونہون کے حدوث ارادہ کو کسی مرتبہ مین گنجائش
نہی بلکہ تعلق اوسی ارادہ قدیمہ کو حادث جانا اور یہہ قریب نزاع لفظی کے
ہے اور آیہ کریمہ مین بہی اشارہ اختلاف مراتب کا معلوم ہوتا ہے کسواسطے
کہ فرمایا یمحو اللہ ما یشاء و یثبت یعنے محو کرتا ہے اللہ جس شئ کو چاہتا
ہے اور ثابت رکہتا ہے جس شئ کو چاہتا ہے اور یہہ فرمایا وعندہ
ام الکتاب یعنے نزدیک اللہ تعالی کے ام الکتاب ہے یہہ آیت
صریح دلیل رکہتی ہے اوپر اوسکے کہ محو و اثبات ایک جگہ ہے اور ام الکتاب
دوسرے مرتبہ مین ہے اور ریح دونون اثر حضرت عمر و ابن مسعود رضی اللہ
... بہی رفع تخالف ساتہہ اختلاف دو مرتبون کے سمجہ سکتے ہین علماء
... ساتہہ قضا سے معلق اور مبرم کے دفع تخالف کرتے ہین اور اسمین
یہہ تردد نہین ہے کسواسطے کہ وہ نہین ثابت کرتے ہین کوی مرتبہ سوائے
ذات ... مقامہ الٰہیہ کے لیکن علماء صوفیہ نے جب کہ ثابت کیا تجلیات
... مرتبہ تجلیات کا متاخر ہے مرتبہ ذات سے تو ممکن ہوا اونکو کہنا
... حدوث ارادہ کے اس مرتبہ تجلیات مین اور اسمین کوی قباحت
نہین لازم آتی اور ریح کتاب لمحات اور دوسرے اور دوسرے تصانیف
... ثبات ارادہ قدیمہ اس مرتبہ مین مفصلاً مذکور ہے چنانچہ بعد از
... واضح ہوگا -

... مرزا ... صاحب کا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے نزدیک اہل حق

یعنے اہل سنت وجماعت کے صحیح وثابت ہوا ہے دلایل نقلی او رعقلی سے کہ ما سوی انبیا و رسل و ملائکہ علیہم السلام کے معصوم ہونا کسی ایک مین ثابت نہین ہے یہانتک کہ اگر کسی کو معصوم کہین تو درست نہین ہے اور اسی واسطے علما اہل اسلام اور علما رحمہم اللہ کسی کو معصوم کہنا سوا انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کے جایز نہین رکہتے ہین پس وہ جو کچہہ جناب فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز نے تفہیمات الہیہ وغیرہ مین صفات اربعہ کہ عصمت اور حکمت و ذہانت وفطنت باطنہ ہین اسواسطے حضرت ایمہ اثنا عشر علیہم السلام کے ثابت کیا ہے اور آپنے بہی ان ان چہار گانہ کو اوس رسالہ مین کہ بیچ بیان اعتقادات کے ایمہ اثنا عشرہ کے ساتہہ تالیف فرمایا ہے لکہا ہے اوسکو کون سے محل پر صحیح جاننا چاہیئے کرنا اور کونسی دلیل کتاب او رسنت اور اجماع سے ہے اوپر اسکے ہے او جواب مخالف اس قول کا کہ مذہب اہل سنت اور جماعت مین ہے کیا ہوگا اور باوجود اسکے خلاف فضیلت خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم خصوصًا حضرات شیخین کے ہوگا حالانکہ یہہ مسئلہ تفضیل مجمع علیہ اہل سنت کا ہے نزدیک شخص معتمد کے اور علاوہ اسکے خود جناب افادت مآب پدر جناب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ساتہہ ہزار ضبط اور ربط اور طمطراق تمام کے اس مسئلہ تفضیل خلفا ثلثہ خاصکر شیخین رضی اللہ عنہم کو ساتہہ دلایل نقلی اور عقلی اور کشف اور الہامات کے ساتہہ تقریر وافی او شافی اور ترتیب سے تحریر فرمایا ہے پس جواب مخالف او تعارض اس مسئلہ ثانیہ متعلق علیہا کا ساتہہ اوس مسئلہ عزیزیہ ثانیہ کے نزدیک اہل حق یعنے اہل سنت اور جماعت کے کیا ہوگا۔ بیان کرو۔

جواب اجرباد - جواب از مولانا ممدوح یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے
عصمت اور حکمت اور وجاہت نزدیک صوفیہ کرام کے کس معنی پر اطلاق
کہتے ہین خصوصاً در کتب مصنفہ حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ مین
مفصل مذکور ہین اسوقت بسبب شدت بیماریون کے ممکن نہین کہ ساتھ
تمہید مقدمات کے لکہا جاوے اگر کتب مصنفہ انہون کے موجود ہون
مطالعہ کرین معلوم ہوگا اور شرح اعتصام تصانیف شاہ محمد عاشق پہلتی قدس اللہ
سرہ اگر ملے اوس سے تشفی ہو جائیگی حاصل کلام موافق علماء ظاہر کے اسوقت
مین جواب لکہا جاتا ہے عصمت دو معنی رکہتی ہے اول ممتنع ہونا صدور
گناہ کا باوجود قدرت کے اوپر اوسکے اور یہہ معنی باجماع اہل سنت کے
خاص حضرات انبیاء اور ملائکہ علویہ کے ساتھہ ہے - دوسرے نہ صادر
ہونا گناہ کا مع جواز صدور اوسکے کے غیر لازم ہونے کسی قباحت سے کے
اور اس معنی کو نزدیک صوفیہ کرام کے محفوظیت کہتے ہین اور ساتھہ اسی معنی کے
کلام صوفیہ مین سوال عصمت کا واسطے اپنے آیا چنانچہ در اول دعائے حزب البحر
مین واقع ہوا ہے یعنے سوال کرتا ہون مین تجہی عصمت کا حرکات اور سکنات اور
ارادات اور خطرات مین آخر عبارت تک یہہ معنی خاص ساتھہ انبیا علیہم السلام کے
نہین ہے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ واسطے اہلبیت اپنی کے خدا
سے چاہا ہے ساتہہ قول اپنے کے یعنے اے اللہ دور کر اہل بیت سے
گناہونکو اور پاک کر اونکو پاک کرنا کرکے ساتہہ اس معنی کے ہے - اور بیچ
حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وارد ہوا ہے یعنے شیطان بہاگتا ہے عمر
سے اور بہی وارد ہوا تحقیق حق جاری ہوتا ہے اوپر زبان اور قلب عمر
کے اور بیچ حق صہیب رومی رضی عنہ کے واقع ہوا اگر خوف خدا نکرتا نافرمانی

معصوم رہتا پس کچھہ اسمین اشکال نہین ہے اور حکمت عملی علم نافع کے ہے اگر کتاب سے حاصل ہوا ور اصطلاح صوفیہ کرام کی اوسکو حکمت نہین کہتے ہین بلکہ علم اور فضیلت نام رکہتے ہین اور اگر علم بطریق وہبیت فیض یعنے باطنی کے اوپر دل کسی شخص کے واقع ہووے اوسکو حکمت کہتے ہین - یعنے دی ہمنے اوسکو حکمت اور تصفیہ مقدمہ اور ہر پیغمبر کو دی ہمنے حکمت اور علم خواہ ہو وہ علم متعلق ساتہہ عقاید کے ہو یا اعمال یا اخلاق کے اور یہہ معنی بہی مخصوص ساتہہ انبیا علیہم السلام کے نہین ہے یعنی تحقیق دی ہمنے لقمان کو حکمت یہہ کہ شکر کرے تو اللہ کا بجا لاسکے - بیان بعض حکمت اونہون سے ہے بیچ ہے جو کہے اس موقع سے ساتہہ وحی کے آئی وہ مخصوص ساتہہ انبیا علیہم السلام کے ہے و ہب یعنی فیض باطنی اہم ہے نبی اور غیر نبی اوسمین شریک ہین اور اسیواسطے حدیث شریف مین وارد ہے یعنے مین مکان حکمت کا ہون اور علیؓ دروازہ اوسکا ہے اور بیچ روایت مشہور کے یعنی مین شہر علم کا ہون اور علیؓ دروازہ اوسکا واقع ہوا مراد علم سے اس مقام مین یہی معنی ہین اور وجاہت کے یہہ معنی ہین کہ بعض بندون اپنے کو حق تعالی ساتہہ کسی وجہہ معاملہ کے ظاہر کرتا ہے واسطے دفع طعن معاندین اور تہمتین معیوب کے اور نگہبانی بیچ راہ پانے پادشاہون اور امرا کے بیچ حق محبوبون اور معزز لوگون کے - اور یہہ معنی بیچ حق دو شخصون کے انبیا علیہم السلام اولی العزم کے نص قرآنی سے ثابت ہے پہلے بیچ حق حضرت موسی علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے جبکہ اونکو بنی اسرائیل تہمت برے لگانے ہونے اور بہ د میں ہونیکی کی فرمایا اللہ تعالی نے اے ایمان والو مت ہو تم مثل ان لوگون کے جنہون نے تکلیف دی موسی کو پس پاک کیا اللہ نے اونکو اوس عیب سے جو موسی کے

حق مین کہتے تہے اور تہا موسی وجیہہ حق تعالی راضی ہوا تہمت کرنے بنی
اسرائیل سے موسی علیہ السلام پر اگرچہ وہ تہمت کوئی قباحت شرعی نہین رکہتی
تہی ۔ دوسرے بیچ حق عیسی علیہ السلام کے کہ یہود دیوان نے بیچ حق انہون
کے تہمت زنازادگی کی زبان پر لاے اور کلام کرنے اونکے نے مین شیرخوارگی
مین اوس تہمت کو دور کر دیا یعنے وجیہہ ہو کا دنیا و آخرۃ مین اور ہو کا مقربین
درگاہ ایزدی سے اور کلام کرے آدمیون سے جسوقت گود مین ہوگا اور
دعوت اسلام کریگا حالت کہولت مین آخر عبارت تک اور یہہ معنی بیچ حق
اکثر اولیا کے ثابت ہوا اول بیچ حق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ ناپسند فرماتا ہے اوپر ساتون
آسمان کے کہ خطا کرے ابو بکر زمین پر دوم بیچ حق علی مرتضی رضی اللہ عنہ
کے کہ دعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی اے اللہ راہ دے
حق کو جس راستے علی چلے اور یہہ فرمایا چلا اوسکو اوس راستے مین جہان حق ہو
و معنی فطنت باطنیہ کے یہہ ہین کہ حق تعالی بعض بندوان اپنے کو مخصوص کرے
کہ مورد فیض الہی اولا بالذات وہ ہوان اور اون سے دوسرون کی طرف
وہ فیض منتقل ہوے گو ظاہر مین کسی نے اون سے سیکہا ہو مثل شعاع آفتاب کے
کہ روزن سے گہر مین جاوے پس اولا وہ روزن روشن ہوا اور بواسطہ اوسکے
تمام چیزین گہر کی روشن ہوین اور اوسکو (قطب ارشاد) کہتے ہین بخلاف
قطب مدار کے حاصل کلام اثبات صفات اربعہ کا وقت تحقیق کے یہہ مخالف
مذہب اہل سنت کے ہے گو ظاہر مین اطلاق ان لفظون سے دوری اختیار کرین
ورنہ مخالف تفضیل شیخین کہ مجمع علیہ جمیع اہل حق کے ہے کسواسطے کہ مدار
اوس تفضیل کا اوپر زیادہ ہونے ثواب کے ہے نزدیک حکما و اہل شریعت کے

اور ہو سکتا ہے کہ خدا تعالی بعض بندون اپنے کو خاص ساتھہ ثواب زیادہ دے
کرے ہر چند فضایل دوسرے اور صفات کمال دوسرون مین اس سے زیادہ ہون
و مصنف کتاب لمعات قدس سرہ نے مدار تفضیل شیخین کا بوجہ مشابہ ہونے اونکے
انبیا علیہ السلام سے سیاست امت اور رفع شبہات اور ترویج دین اور نگاہ
رکھنا آدمیونکا بدعت اور جاری کرنا جہاد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
مین اور ظاہر ہے کہ زیادتی نہین کی ان امور مین اوضح من الشمس اور ابین من
الامس ہے اور اسیواسطے کہا اکثر متکلمین نے تفضیل نزدیک ہمارے ساتھہ توفیق
کے ہے نہ ساتھہ فضایل کے **سوال** مرزا حسن علیصاحب کا۔ کتاب صواعق
موبقہ جو رد روافض مین ذلیل کرے اللہ تعالی اونکو تالیف نصر اللہ کابلی کی ہے
ملاحظہ شریف مین آئی یا نہین اور بعد اوسکے کہ ملحوظ نظر فیض اثر کے ہوسے ہو
فرق بیچ تصنیف اوسکے اور تصنیف جناب افادت مآب کے تحفہ اثنا عشریہ
سے کیا ہے اور معاندین اس ملک کے خصوصا روافض ذلیل کرے اللہ اونکو
بطریق بیہودہ گوئی کے بہت شور وشغب کرتے ہین کہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ
ترجمہ صواعق موبقہ کا ہے ہر چند سوال اس معنی کا ہم فدایان مخلص کو لاطائل
اور بیہودہ معلوم ہوتا ہے اور ظاہر باطل دکہائی دیتا ہے اور جو کہ علم سے
آگہی رکہتا ہوگا اس خبر کو حضرت سے مخالف جانیگا لیکن بعض اشخاص نے
مجکو بہت تنگ کیا ہے اسواسطے اس امر ناپسندیدہ کو باعث تصدیع خاطر
جناب عالی کا جانا گیا۔ **جواب** - از شاہ صاحب
تصنیف تحفہ اثنا عشریہ کے کتابون اہل سنت سے کہ بیچ رد مذہب شیعہ
کے اور کتابون شیعہ سے بیچ رد مذہب اہل سنت کے تالیف ہوئین بہت قسم
کی ملین - قسم پہلی بیچ مجادلہ اس مسئلہ خاص یعنی اثبات خلافت

خلفاء ثلثہ اور اوسکے رد کے مثل نواقض الروافض و مرافض الرافض و صواعق محرقہ و شرح تجرید طرف سے اہل سنت کے - اور مصائب النواصب اور رد شبہات الدعور و اظہار الحق و سفینۃ النجاۃ طرف سے شیعہ کے قسم دوم وہ کتابین ہین کہ بیچ مسئلہ امامت اور شروط اوسکے اور موافق اوسکے ساتھ تفضیل کے تصنیف ہوے ہین مثل بحث امامت کے بیچ شرح مقاصد و شرح مواقف و طوالع الانوار و اربعین کیطرف سے اہل سنت کے - اور تصانیف علامہ حلی و حدائق موبقہ بیچ رد صواعق محرقہ اور معتقداد طرف سے شیعہ کے قسم تیسری وہ ہین کہ تمام مذہب شیعہ کو یعنی الٰہیات اور یہی معاد اور یہی امامت اور یہی روایت احادیث اور یہی اصول مین رد کیا ہے مثل ابطال الباطل و صواقع موبقہ تالیف نصر اللہ کابلی کی طرف سے اہل سنت کے - و منہج الحق علامہ حلی و احقاق الحق قاضی نور اللہ شوشتری کی طرف سے امامیہ کے یہہ تین قسم کی کتابین وقت تالیف تحفہ اثنا عشریہ کے موجود اور منحصر تہین اوسوقت مین ترتیب صواقع کی بہت پسند ہوی اوس ترتیب سے اس کتاب مین کلام واقع ہوا اور احقاق الحق اور ابطال الباطل بہی یہی ترتیب رکہتی ہین لیکن صواقع بہت مختصر اور خوشنما دیکہی گئی لہذا اوسکو اختیار کیا گیا مگر بحث تولا و تبرا اوسمین نہ تہی اور شرح حدیث الثقلین بہی نہتہی اور مسئلہ انکار نبوت و اتحاد کہ لازمہ مذہب شیعہ کا ہے شرح اور بسط سے اوسمین تہا یہہ ابواب زیادہ کئے گئے اور باب مطاعن اور جواب اسکا ہر چند اوس کتاب مین مذکور نہین اور یہی صواقع من اکتفا او پر دلایل کلامیہ کے کیا اور روایات کو کتابون سے بہت کم لایا بیچ تحفہ اثنا عشریہ کے اولت دلائل کلامیہ کو رد کیا اور بکثرت سے روایات کتب امامیہ سے لائے گئے پس اس کتاب کو صرف ترتیب کے لحاظ سے ہمین کہہ سکتے ہین نہ بلحاظ کتاب کا مثل ہے

کہ موافق کو طوالع و مسلم کو مختصر الاصول ابن حاجب سے ماخوذ سمجھین اب
فرق واقع ہوا دونون کتابون مین نظر تامل سے دیکھین تا یہہ خیال بالکلیہ
دور ہووے اور با وجود اسکے طعن معاندین اور حاسدین اوسوقت فقیر پر متوجہ
ہوسکتے ہین کہ اس فقیر نے دعوے تصنیف اس کتاب کو موجب فخر اپنے
کا جانکر از روے تقریر یا تحریر کے کیا ہو معلوم ہے کہ اس کتاب کو تصنیف
حافظ غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد ابن شیخ ابو الفیض کو کی لکہا ہے سنیئا
اگر منظور دعوے نسبت اس کتاب کا ساتہہ اپنے ہوتا کسواسطے اخفا سا
نامون غیر معروف سے کرتا مین بلکہ اب بہی ہرگز اپنے ساتہہ اس کتاب کی نسبت
کرنے سے مین خوش نہین ہون سچ ہے اگر تفسیر فتح العزیز اور مثل اسکے
تصانیف کو اگر فقیر کے ساتہہ نسبت کرین باعث شادمانی دل کا ہوتا ہے
غرض کہ منظور رد اس مذہب کا تہا کہ آدمی اس کتاب کے دیکہنے سے اوس
اعتقاد مین سست ہو جاوین یا ترک کرین الحمد للہ کہ یہہ معنی حاصل ہوا اور بہی
اگر تامل کرین رافضی کو ہرگز موقع نہ ملیگا کسواسطے اگر یہہ کتاب ترجمہ صواعق
کا آخر اثبات مذہب اہل سنت کا کرتے ہین اور رد مذہب روا فض اثنا عشریہ کو کیا کام
اس امر کی تفتیش سے کہ کہنے والا کون ہے جواب چاہیئے لکہنا اس طعن سے
جواب نہین ہوسکتا ہے سچ ہے بعض اہل سنت کہ انہون کو میری نسبت کے
ساتہہ اس کتاب کے مشہور ہوتے بے حد سے ہوش مارا ہے چاہیئے ہین
کہ کتاب کی نسبت اس فقیر کے ساتہہ نہ سے اونکی بات کا جواب پہلی گذر چکا کہ
فقیر دعوے اس کتاب کا نہین کرتا ہے اور فخر نہین چاہتا ہے منظور فقیر
غرض ان مقدمات سے گذرنا اس سنئے طریقہ کا ذہنون عقلمندون اور طالبان
صواب پر تہا الحمد للہ کہ حاصل ہوا سوال منشی ذو الفقار علی خان سلمہ اللہ

شاہ عبد العزیز صاحب سے پہنچنا رسول الثقلین کا واسطے ہدایت عالم اور دعوت اسلام کے ہے اور نازل ہونا قرآن کا زبان عربی مین واسطے سہولت فہم اور سمجھنے اہل عرب کے باریکیون اوسکے کو پس یہہ قرآن واسطے بآسانی دریافت کرنے اہل عجم و فرنگ و ہند و سند و بنگالہ وغیرہ اقالیم و جزائر دنیا ورکے کہ زبان متغایر اور لغات مختلفہ رکہتے ہین یہہ کافی نہین ہے بلکہ اصلا فہم اونہون کا ساتہہ عبارت اور معانی اوسکے نہین پہونچتا ہے اور زبان اکثر اقوام اطراف اور کوہستانیون سے باوصف سعی اور کوشش سیکہنے کے تلفظ کلام اللہ کا صحت کے ساتہہ ادا نہین ہوتا ہے اور بہی دعوت اسلام ہیچ وقت پیغمبر خدا و خلفاے برحق اوانکے کے اکثر ساکنان اقالیم اور اطراف عالم مثل ہنیو و نیپال وغیرہ کے نہ پہونچے اور اوسکے بعد بہی سلسلہ جنبانی دعوت اسلام کی انہون کو نہوی پس اتمام حجت مثل ساکنان دیار عرب کے ان اقوام پر نہین پائی جاتی ہے خداے تعالے اوپر تمام بندوان اپنے کے رحیم اور منصف ہے اور کسیکو زیادہ طاقت اوسکے سے تکلیف نہین دیتا ہے اس صورت مین دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین کی انکو نہین پہونچی اور کتاب احکامی جہت سہولت فہم اونہون کے نازل نہین ہوئی مواخذہ مین ضیا کہ مروی ہے داخل ہون یا نہون اگر ہون - **جواب** وہ شبہے کہ اوپر اسکے لازم آتے ہین مخفی نہین ہے - ہر چند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے واسطے ارشاد اور ہدایت ساکنان جمیع اطراف اور شہرون اور جزایر اور کوہستان کے لیکن بعثت پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جن اور اہل عرب کے تہی اور بواسطہ عرب کے طرف دو سرون یعنی فارس اور روم کے اور بواسطہ ان کے طرف سند اور ہند کے اور اسی طرح ساکنان جزایر و کوہستان

کی طرف پس نازل ہوا قرآن کا زبان اور لغت اور طرف کلام عرب مین اور عاجز کرنا انکا
معارضہ قرآن سے اختیار فرمانا منظور ہوا تا عرب بخوبی دقایق اس کلام اور معانی کو
ساکنان عراق اور عجم اور خراسان کو سمجھا دین اور روہ سندہ اور ہند اور ترکستان
کو سیطرح پر ایک دوسرے کو سمجھا دین اور اگر برعایت ہر قوم کے قرآن کو بلغت
ہر قوم کے نازل ہوتا اختلاف درمیان مین ہوتا اور بل دروازہ تحریف اور زیادت
اور نقصان کا کھل جاتا اول وہ ذات کہ قرآن اوسپر نازل ہوتا یعنی ذات منظم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز معانی اور لغات مختلفہ دوسرے قومون کو بلکہ مخارج حروف
ولہجہ کلام ہر فرقہ کو نہ جانتے پس تبلیغ اوس کلام مجہول اللفظ والمعنی کی کسطرح
متصور ہوتی مثلاً اگر ایک شخص عربی نژاد کو کتاب پدماوت تعلیم کرین اور
کہین کہ فلان آدمی کو سمجھا ممکن نہووے کہ سمجھا سکے اور اگر برسون مشق کرے
ہرگز مخارج اور لہجہ لغت اس کتاب کا دریافت نکرسکیگا اگر کوئی کہوے کہ جیسے تعلیم
الٰہی کی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہوئی پس یہہ تعلیم جو رسول اللہ کو
کیگئی خرق عادت تھی اسی قسم سے تعلیم مخارج اور لہجہ اور الفاظ ہر لغت کے ساتھ
آنحضرت بطریق خرق عادت کے ہوتی ۔ کہتا ہون مین کہ آنحضرت کو اتفاق ملاقات کا ساتھ
قوم دوسری کی مدت العمر نہوا اور یہہ معنی بیچ علم الٰہی کے ثابت تہا پس بطریق خرق عادت کے
تعلیم ہر لغت کی ضایع اور بیکار ہوتی غرض کہ حکمت الٰہی نے اسی طریقہ کو اختیار فرمایا کہ ظاہر ہوا آگے ہم
اور پر اس امر کے کہ اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر فاسق زمانے کے یعنے
جو کہ اوس وقت مین موجود نہ تھے اور اوپر غائبین مکان غیر واقفین یعنے جنکو
نبی اور حالات نبی سے خبر نہ تھی مثل اعجاز قرآن کے کسطرح پر ہوگا ۔

جواب ۔ اوس کا یہہ کہ امام رازی اور دوسرے علمائے کلام
نے لکھا ہے کہ اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچ اسوقت کے

کہ تکلیف بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہوئی اعجاز قرآن نہین ہے بلکہ
اب دو طریقے ہین واسطے اثبات نبوت کے اول یہہ کہ طریق تواتر سے
ہر قرن مین کروڑہا نقل کرنے والون نے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مثل اعجاز قرآن وشق القمر وتسلیم حجر ومدر واطاعت احجار واشجار وزیادتی
طعام وشراب وبسخن آمدن آہو وشتر وگرگ وسوسمار کے کہ سب وہ
بیچ کتابون حدیث کے تین ہزار سواے اعجاز قرآن کے پہنچے ہین بیان کئے
ہین نزدیک ہر قوم کے ثابت کئے جاوین اور فائدہ تواترات کا کہ علم
بدیہی قبیل متفق علیہ سے ہے پس نزدیک اونہون کے بطریق ہدایت
کے وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعثت آنجناب کے بلکہ احکام شرعیہ
متواترہ بھی ثابت ہون گے بالاتفاق اور امور ماضیہ مین طریق ثبوت علم کا یہی
ہے اور ہونا نوشیروان اور حاتم طائی وسکندر وخلافت بنی عباس اور آنا سلطان
محمود غزنوی کا ہند مین نزدیک ہندؤن کے کسطرح ثابت ہو اسواے
اس طریق کے اور کوئی طریق نہین ہے دوم وہ کہ اب حاجت اثبات نبوت
کی نہین کسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے اور لاکہون آدمی
رہنمای اور صحبت آنحضرت سے خدا کی طرف متوجہ اور مشغول عبادت
اور اطاعت الٰہی مین ہوے اور گناہون سے پرہیز کیا تقوی کو امر لازم
سمجہا ۔ اور طہارت اور اخلاق نیک اور آداب مستحسن کو حاصل کیا ۔ اور عبادت
اور طاعت اور گناہون سے اور ظلم سے پرہیز اور لزوم تقوے اور طہارت
اور اخلاق نیک اور اداب مستحسن اور رعایت حقوق نزدیک ہر قوم کے
مستحسن اور پسندیدہ ہے اور اونکو ہدایت جانتے ہین پس جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوے ہدایت خلق اللہ کا فرمایا

وہ ظاہر ہوا پس حاجت اثبات نبوت کی نرہی کہ معنی نبوت کے یہی ہین پس
شئی موجود کے واسطے حاجت بیان نہین ہے اور یہہ دونون طریقے
نزدیک ساکنان جزائر وجبال وپیگو ونیپال کے متحقق ہے اگر بالفرض کوئی
اہنون سے ان دونون طریقون سے محروم رہے حکم اوسکا حکم اہل فطرت کا ہوگا
اختلاف مذاہب پر جیسا کہ بیچ کتب اصول مثل مسلم وعصدی کے
مشروح اور مبسوط ہے -

سوال - از روے اخبار و تواتر وآثار کے بخوبی ثابت ہے کہ بیچ ہندوستان کے
اوتار کثیر کہ قوم ہنود اونکو خالق اور بعضون کو مقتدی اپنا جانتے ہین لڑکے
اور راجی باشوکت وقوت اور خلعت بہت ہوئے ابتداے پیدائش سے
کون پیمبر اس قوم پر بہیجا گیا اور کونسی کتاب واسطے ہدایت اونکی زبان ہندی
یا دوسری زبان مین نازل ہوئی ہی یا نہین اور بیچ صورت نہ ہونے کے سبب
اسکا کیا ہے - **جواب** - آیۃ قرآنی اور نہین ہے کوئی قوم مگر گذرا بیچ
اوسکے ڈرانیوالا وہ ہے کہ بیچ ہر امت کے ڈرانے والا گذرا ہو کہ برے
کام اور حقوق کے تلف کرنے سے ڈراے عام اس سے کہ ڈرانیوالا انبیا
سے ہو یا علما یا واعظین یا اولیا وخدا شناسین سے اور اگر احوال مختلفہ
مثل روم وحبش وترکستان وخطا وختن سے جستجو کیجئے جادین ہر گز نشان
کسی پیمبر کا نہین دیتے ہین کہ بیچ اون بلاد کے گذرا ہو بلکہ معنی نبی کو یہی نبیا
سمجھتے ہین اعتقاد وعظمت وبزرگی عبادت وزہاد و وتارکان دنیا وخلوت
نشینون کی انکی طبیعت مین مضبوط ہے اور معاملہ حضرت حق کا ہر فرقہ کے
ساتھ مختلف ہے اختلاف استعدادات کے اور اختلاف علوم مخزونہ اہنون
کے بیچ ملک عرب کے یمن سے لیکر شام ومصر تک ایک رنگ ہدایت

الہی سے نے ظہور فرمایا انبیا اور رسول کو مبعوث فرمایا اور اونکے ہاتھ پر معجزے پیدا کئے
اور کتابین نازل فرمائیں کسواسطے کہ اہل اس ملک علم غیب کے آنیکو اگرچہ بعض بشر سے طرف بعض
کے ہوئے بسبب بعد مکانی یا بعد زمانی کے ساتھ اسی طریقہ کے جانتے تھے کہ کوئی قاصد
آئے اور پیغام زبانی پہونچا یا کوئی خط ہمراہ اپنے لائے یہان نشان صدق اوس قاصد سے
طلب کرتے تھے جیسا کہ امرا اور ملوک اور سلاطین مین اب بھی مروج ہے کہ کوئی فرمان یا رقعہ
کسی معتمد علیہ اپنے کے ساتھ بھیجتے ہین اور واسطے تصدیق اوسکے بعض چیزین مخصوص مثل
پالکی اور ساق اور فوج کے ہمراہ اوسکے دیتے تھے پس واسطے اہل اس دیار کے طریقہ ہدایت کا اسطرح
مقرر ہوا اور ہنود کو جو یہ طریقہ معتمد علیہ تھا بلکہ ظہور حضرت حق کا بیچ بعض چیزون کے اور کلام کرنا
ساتھ زبان حق کے ساتھ اون افعال کے کہ مخصوص ساتھ مرتبہ الوہیت کے ہین خوارق عادات اور
حکمرانی سے مخلوقات مین نیابت حق جانتے تھے لہذا ہنود کیلئے اس وضع کا معاملہ ظاہر ہوا اور
نصائح لکھوائے مدت دراز تک قیام انہون کا ساتھ اسی طریقہ کے رہا جیسا کہ کتاب جوگ
بسشٹ و راماین و بھاگوت سے معلوم ہوتا ہے یہانتک یہان نام ایک شخص پیدا ہوا اور ساتھ
اغوائے شیطانی کے تمام مذہب اونکے برباد کیا اور شرک اور بت پرستی کو رائج کیا بعد
اوسکے تمام ہنود مشرک ہوئے اور صورت پرستی کو منظور کیا۔ سچ ہے اختلاف شرائع بوجہ اختلاف
اقوام کے اشکال کایت احد کتری اور مہاجن کے قدیم سے اونمین تھا اور یہہ معنی ہمارے
شرائع قدیمہ مین اصل رکھتا ہے کسواسطے کہ ہر فرقہ قومون بنی اسرائیل سے مخصوص ساتھ
چند احکام کے تھے بلکہ بیچ شریعت ہماری کے بنی ہاشم ساتھ معرفت خمس اور حرمت
زکوۃ اور حرمت تنفیل کے مخصوص ہین یعنے پانچوان حصہ غنیمت کا بنی ہاشم کو دیا
جاوے اور زکوۃ اور تنفیل یعنے زیادہ مال غنیمت جو مخصوص کردیوین اونپر حرام ہے
اور تمام قریش ساتھ اختلاف خلافت کی ممتاز ہین اور مشرکین عرب پر جزیہ نہیں ہے
یعنے مقبول نہوگا اون سے مگر اسلام یا قتل اوپر ہنود۔ مظاہر حق گذرے ہوں خواہ افراد بشر سے

ہون خواہ شیر اور ماہی سے مثل عصا کے حضرت موسیٰ اور ناقہ حضرت صالح علیہما السلام کے
لیکن عوام اس فرقہ ہنود نے بسبب قصور فہم کے درمیان ظاہر اور مظہر کے
فرق نکر کے سب کو معبود کہا اور گمراہ ہوگئے ۔ اور یہی حال ہے بہت سے فرقون
مسلمانون کا مثل تعزیہ بنانے والون اور مجاورین قبور اور جلالیون اور مداریون
کا اور اللہ جاننے والا ہے حقیقت حال کو فقط **سوال** غلام علی شاہ صاحب کا
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے ۔ حضرت سلامت ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔
نماز طرف قبر اور تصویر کے اگرچہ انبیا کی ہو حرام ہے پس استقبال دیوارون
کعبہ اور حجر اسود اور مقام ابراہیم علیہ السلام کہ مشابہت ساتھ اطراف
قبور کے رکھتے ہین کس واسطے واجب کیا ہے اور حجر اسود کی جگہ چومنے انبیا
علیہم السلام کی ہے نسبت ساتھ اونہون کے رکھتا ہے اور مقام ابراہیم نے کہ
مناسبت ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے پیدا کی ہے اور ہوسکتا ہے کہ انوار خلت
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہرہ رکھتا ہو دیوارین کعبہ کی کہ جاے طواف انبیاء
اور ملائکہ علیہم السلام کی ہین اور محل ورود برکات حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کا پس ساتھ
ان وجوہ کے استقبال اونہون کا واجب کیا ہے لیکن خدشہ ہمارا باقی ہے کہ سواے
خدا کے آگے کسی کے سجدہ کیونکر کیا جائز ہے بیان کرا جاے **جواب** اصل حقیقت
یہہ ہے کہ تمام کعبہ قبلہ حضرت حق کا ہے اسواسطے کہ بیت اللہ منسوب بجناب الٰہی
ہے ملاحظہ انبیاء سابقین اور بنا کنندہ کا کچھہ نہین ہے (لہذا) اگر دیوارین اوسکی
گرجاوین نعوذ باللہ منہ جیسا کہ بیچ وقت حجاج کے ظاہر ہوا یا حجر اسود دور ہوجاوے جیسا کہ
بیچ زمانہ قرامطہ کے پیدا ہوا یا مقام ابراہیم کو کوئی دور کرے تو بھی کعبہ قبلہ سے قبلہ ہونا
لکڑی پتھر پہ موقوف نہین ہے ساتھ اسوجہ کے شرک اونمین جاری نہین ہوتا ہے بخلاف
قبور انبیاء اور اولیاء اور تصاویر بزرگون کو گو اونہون مین نسبت اصلی بزرگون کا

صریح ہے اور ایسیہی انہون کو مستقل اور مسجود الیہ جانتے تھے پس فرق
واضح ہوا اور جاے اشکال نرہی اور بیچ مقام ابراہیم کے کوئی چیز دوسری
بجز امامت ابراہیم علیہ السلام کے دیکھی نہین جاتی ہے امام ہونا دوسری
شی ہے اور مسجود ہونا شی دوسری ہے اور وہ بہی مستحب ہے نہ واجب
یہانتک اگر کسینے نماز پڑہی جس مقام مین چاہا مسجد حرام سے کافی ہے اوسکو
اور یہہ مذہب اصح ہے جیسا کہ بیچ حق کعبہ کے آیا ہے کہ بیت اللہ ہے ایسیہی
بیچ حق حجر اسود کے خاصکر چومنا اوسکا گویا خدا کا ہاتھ چومنا ہے اور تعظیم اوسکی
اسیوجہ سے ہے جو منسوب ساتھ خدا کے ہوا کعبہ کے واسطے وجہ مسجود
الیہ ہونیکی پہونچائی بیچ ہے اس نسبت کو نص صریح متواتر چاہیئے اور وہ
سوائے کعبہ اور بیت المقدس کے مفقود ہے اور اسی وجہ سے کہا تہا بنی
اسرائیل نے کہ واسطے ہمارے معبود وان کو جسطرح واسطے اون کے معبود
ہین اب کوئی چیز عالم مین منسوب ساتھ حضرت کے بلا واسطہ نہین ہے
مگر قضائے کعبہ یا قفا سے حجر معلق اور منسوخ ہی اور یہہ جو ثابت ہونا منسوبات
دوسرے مسجود الیہ قسم تصاویر یا قدیمی عبادت خانون سے واقع ہے
تمام منسوب سوائے خدا کے ہے بالجملہ فرق بہت ہے ساتھ تھوڑے سے تامل کے
ظاہر ہوتا ہے تفسیر فتح العزیز مین بیچ آخر سیپارہ الم کے بیچ تفسیر آیت
اور بیچ سیپارہ سیقول بیچ تفسیر مین ملاحظہ کرین اسرار عجیبہ ظاہر ہون گے
اور اسقدر تامل بیچ دور ہونے اس مسئلہ مشکل کے کافی اور شافی ہے کہ جب
انبیا نے طرف اس گہر کے سجدہ کیا ہے اور اس پتہر کو بوسہ دیا ہے
پس نزدیک انہون کے بزرگی ان دو چیزون کی کسوجہ سے تہی اگر اس سبب سے
بعد والا بوسہ دین اور سجدہ کرین پہلے نبی کو ملاحظہ کرنا تہا پس

تسلسل انبیا مین اور قدیم ہونا اوس مکان کا لازم آتا ہے اور اگر اس سبب سے منتہی محض نسبت خدا کے ساتھ ہونے سے تھی تو وہ سبب اب بھی موجود ہے جو آگے انبیاء سابقین کرتے تھے یا سجدہ سنت تھا تو وہ بھی اس سنت مین شریک ہوے یا امتثال امر پس امتثال امر مین لحاظ سنت درمیان نہین ہے اور اسلام اور بزرگی ہوے۔ **سوال**۔ بیچ واقعہ باغ فدک کے۔ روایت کی مسلم نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی رسول اللہ علیہ السلام نے آدمی بھیجا طرف ابی بکر رضی اللہ عنہما کے مانگتی تھین میراث اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آخر حدیث تک بخاری مین ہے پس غصہ ہوین فاطمہ رضی اللہ عنہا او نکلین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے اور نہین کلام کیا دم مرگ تک اور بھی بخاری مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی جسنے غصہ کیا فاطمہ کو پس تحقیق غصہ کیا مجکو۔ روایت کی مسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہا اونہون نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ حدیث طویل کے پس دیکھا تمنے اوسکو یعنے ابا بکر جہوٹا اور گناہگار اور عہد شکن اور خاین فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور اللہ جانتا ہے تحقیق وہ سچا ہے اور نیکوکار ہے اور راہ یابندہ ہے اور حق کا تابع ہے پہر وفات پائی ابو بکر نے اور مین ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی ابو بکر ہون پس دیکھا تمنے مجکو جہوٹا اور گناہگار اور عہد شکن اور خائن اور اللہ جانتا ہے کہ تحقیق مین سچا ہون اور نیکوکار ہون اور راہ یابندہ ہون اور حق کا تابع ہون اور بیچ معارج النبوت کے یہہ روایت کہ وقف کیا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف نے اس قریۂ معلومہ کو اوسکی حدود سمیت ساتھ اوپر فاطمہ علیہا السلام کے

ایسا وقف جو حرام ہے اور پھیرا اوسکے کی بہشت کو اور پھرا اوسکے بعد اوسکے اوپر اولاد اوسکے کے پیچھے بدلا اوسکو بعد سننے اوسکے پس تحقیق گناہ اوسکا اوپر اون لوگون بدلنے والون پر تحقیق اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ **جواب** روایت اول صحیح مسلم مین ہے اور اس سے کوئی تقصیر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ثابت نہین ہوتی ہی کسواسطے کہ اونہون نے سنکر یہ بیان کرنے حدیث کی کہ خود آنحضرت سے سنی تھی اور حضرت علی اور حضرت عباس اور حضرت عمر و عثمان اور دوسرے عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم نے بھی سنی تھی جیسا کہ روایت آیندہ سے معلوم ہوتا ہی کچھ نہین کہا اور بیان کرنا مسئلہ شرعی کوئی قباحت نہین رکھتا ہے اور الفاظ خشونت اور خصومت اور بے ادبی اس روایت سے معلوم نہین ہین اور غصہ مین آنا حضرت خاتون رضی اللہ عنہا کا اور ترک کرنا کلام اور ملاقات کا کتنے روز تک اسمین تقصیر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ثابت نہین ہوتی ہی کسواسطے کہ حضرت معصومین بعض اوقات بے تقصیر بھی غصہ مین آتے ہین چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام اوپر حضرت ہارون علیہ السلام کے بوجہ پرستش کرنے بنی اسرائیل گوسالہ کی بہت غصہ مین آئے چنانچہ کلام اللہ مین منصوص ہے اور اسی قیاس پر غصہ حضرت خاتون کا اوپر حضرت صدیق کے سمجھنا چاہیئے علاوہ اسکے روایت ہر چند واقع ہوئی اور دوسرے روایات اہل سنت و امامیہ سے رضامندی حضرت خاتون کی حضرت صدیق سے ثابت ہوئی اور قاعدہ اصول کا ہی یعنی اثبات کنندہ کو ترجیح ہے اور نفی کنندہ کو روایات اہل سنت بیچ مدارج النبوۃ اور کتاب الوفا اور بیہقی اور شرح مشکوۃ مین موجود ہین بلکہ بیچ شرح مشکوۃ کے شیخ عبد الحق نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق بعد اس قصہ کے گھر پر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گئے اور بیچ گرمی آفتاب کے اوپر دروازہ اسکے کھڑے ہوئے اور عذر چاہا اور حضرت زہرا رضی اللہ عنہا اون سے راضی ہوئین اور ریاض النضرۃ کے بیچ بھی یہی قصہ تفصیل کے ساتھ مروی ہے اور بیچ فصل الخطاب کے ساتھ روایت بیہقی کے شعبی سے بھی یہی قصہ مروی ہے کہ ابن السمان نے بیچ کتاب الموافقت کے اوزاعی سے روایت کی کہ کہا باہر آئے ابو بکر اوپر دروازہ فاطمہ کے بیچ روز گرم کے

اور کہا نہین جاتا ہون یہان سے جبتک راضی نہین ہوتے ہین مجھسے بیٹی پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی آئے حضرت علی حضرت فاطمہ کے پاس اور قسم دی کہ راضی ہوگئین فاطمہ
آیا روایت امامیہ پس صاحب محجاج السالکین اور سوا اوسکے علما نے روایت کی ہے
یعنے تحقیق ابا بکر دیکھا فاطمہ کو کہ منقبض اور جدا ہو ہین اوس سے اور نہین کلام کیا اسکے
بعد امر فدک مین امر عظیم معلوم ہوا نزدیک اون کے سبب ارادہ کیا رضامندی اونکی
کا پس کہا سچے ہو تم اے بیٹی رسول اللہ کی اوس امر مین جسمین تم نے دعوے کیا
ولیکن دیکھا نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تقسیم کرتے تھے آمدنی فدک کو
دینے فقرا اور مساکین اور مسافر کو بعد دینے قوت تمہارے اور پرورش کنندون
فدک کے پس فرمایا کرو تم اسمین جیسا کہ تمہارے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کرتے تھے اسمین پس کہا یہ قسم اللہ کی واجب ہے اوپر میرے یہہ کہ کرون مین اوسمیں
وہ جو کرتے تمہارے باپ پس کہا حضرت فاطمہ نے قسم اللہ کی تحقیق کرو تم یہہ پس
کہا ابو بکر نے اے اللہ گواہ رہو پس راضامند ہوگئین ساتھ اسکے اور لیا عہد اس پر
اور نہین ابو بکر دیتے تھے فدک سے قوت اونکا اور تقسیم کرتے تھے باقی پس دیتے
تھے فقرا اور مساکین اور مسافر کو تمام ہوگئی عبارت مروی محجاج السالکین کی اور
سوا اسکے کتب معتبرہ امامیہ مین اور حدیث بہی صحیح ہے لیکن جو کہ لغت عرب سے تہوڑا سا
وقوف رکہتا ہے جانتا ہے کہ اغضاب لغت عرب مین وہ ہے کہ کسی شخص کو قول
یا فعل سے غصہ مین لانیکا قصد کرے ظاہر تر ہے کہ حضرت صدیق ہرگز قصد ایذا حضرت
فاطمہ کا نہین رکہتے ہین بلکہ روایت اوس حدیث کی کہ تمام عشرہ مبشرہ نے اوسکو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تہی اور بیان مسئلہ شرعی کہ اوس سے
معلوم ہوتا تہا کیا پس معنی (من اغضبہا) کا اوسپر صادق نہین آتا اور وعید (فقد
اغضبنی) کی بہی بیچ حق اونکے متحقق نہوی کسوا سطے کہ جب شرط فوت ہوگئی

تو مشہور طبہی فوت ہوگیا روایت دوسری بہی بیچ صحیح مسلم کے لیکن قصہ کہ بیچ صحیح مسلم کے اور دوسرے کتب صحیحہ مذکور ہے یہہ ہے کہ متروکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ قبضہ حضرت صدیق کے تہا اوس سے حضرت خاتون اور ازواج مطہرات کو خوراک اور پوشاک اور حوائج ضروری دیئے جاتے تہے اوسکے بعد محتاج بنی ہاشم کو اوسمین سے دیا جاتا تہا جبکہ حضرت عمر خلیفہ ہوے حضرت علی و حضرت عباس نزدیک اونکی آئے اور متفق اللفظ والمعنی درخواست کئے کہ متروکہ آنحضرت کو ہمارے قبضہ میں حوالہ کرو تم کہ موافق عمل آنحضرت و عمل حضرت ابوبکر اور عمل تمہارے کے اوسمین عمل کرین ہم حضرت عمر ساتہہ انہین شروط کے اونہون کو دیا کہا کہ اوسکو تقسیم مت کرو تم اور میراث اوسمین جاری کرو بعد موت کے حضرت عباس کو یہہ منظور ہوا کہ اوسکو تقسیم چاہیئے کرنا حضرت علی نے اس امر سے انکار کیا اور بہت جہگڑا ہوا یہانتک کہ حضرت علی نے حضرت عباس کو بیدخل کر دیا حضرت عباس حضرت علی کو واسطے فیصلہ اس جہگڑے کے اور نالش اس امر کے آگے حضرت عمر کے لائے اور کہا۔ یعنے چہوڑ اِمجکو ساتہہ ظالم غدار خیانت کنندہ سے اور دروغگو سے اور ساتہہ انہین لفظون کے ابتدائی اس روایت کے صحیح مسلم موجود ہے حضرت عمر نے جوابدیا واسطے حمایت حضرت علی کے حضرت عباس سے کہا ہرچند کہ خطا دونون شخصونکی طرف ہے لیکن منظور سنانا حضرت عباس کو ہے اگر حضرت علی اس مقدمہ یعنے منع تقسیم مین کہ موہم اجراے میراث ہے ظالم اور خائن اور غادر اور دروغگو ہوئین پس حضرت ابوبکر بہی باعتقاد تمہارے دروغگو اور ظالم اور خائن اور غدار ہوئین اور خدا جانتا ہے کہ وہ سچے اور نیک اور راہ یابندہ اور تابع حق کے تہے اور ایسیہی مین تمہارے اعتقاد مین ظالم اور غدار اور خائن اور دروغگو ہوئین کسواسطے ہم سب یعنے حضرت علی و حضرت ابوبکر اور مین منع تقسیم اور اجراے میراث مین شریک ہین

اور ساتھہ اوس حدیث کے کہ تم سب جانتے ہو دستاویز رکھتا ہون اور وہ حدیث
قابل تاویل اور تحریف کے نہین ہے اور جو نہین حضرت خاتون کسواسطے تاویل
اوسکے نفرمایئن پس معلوم ہوا کہ یہہ کلام حضرت عمرؓ کا محض واسطے ستانے حضرت
عباس کے تھا تا حضرت علیؓ پر نالش اور اون سے جھگڑا کرین چنانچہ یہی واقع ہوا
کہ بعد کو وہ متروکہ سب حضرت علی کے ہاتھہ مین رہا اور حضرت عباس کو اوسمین دخل
نہوا یہانتک کہ مروان نے اوسکو اپنے واسطے خاص کیا اور لغت عرب مین اکثر اوقات
دو شخصون کو ایک کام مین شریک کرتے ہین اور منظور ایک شخص ہوتا ہے کلام
مین واقع ہے (اے گروہ جن اور انس کی آیا نہین آئے تم پر رسول تم مین سے
حالانکہ رسول جنون سے نہین آئے بلکہ انسانون مین سے آئے ہین) اور نیز کلام
اللہ مین واقع ہے (نکلتا ہے اون دونون سے موتی اور مونگا) حالانکہ مروارید
اور مرجان دریاے شور سے نکلتے ہین نہ دریاے شیرین سے اور روایت سوم کہ
معارج النبوۃ مین ہے منسوب بہ کتاب معتبر نہین ہے اور الفاظ اوسکے بہی
خلاف لغت قدیم کے ہین اور اوپر اوس تقدیر کے کہ روایت اوسکی صحیح ہوئی
مخالف مذہب امامیہ کے ہے کسواسطے اوس روایت سے صریح معلوم ہوتا ہے
کہ وہ قریہ نہ میراث تہی نہ ہبہ بلکہ وقف تھا اور یہی ہے مذہب اہل سنت کا نزدیک
اونہون کے متروکہ آنحضرت کا تمام وقف تھا۔ اور وقف کنندہ جب وفات کرے
اور اپنی طرف سے کسیکو اولاد یا عصبات سے متولی وقف نکرے تولیت وقف کی
تعلق حاکم ہوتا ہے نہ موقوف علیہ پر چنانچہ فتاوی عالمگیری مین مذکور ہے۔
(اگر ہووے وقف کرنیوالا میت پس وصی اوسکا اولی ہے قاضی سے پس اگر وصیت
نہین کی کسیکو پس آوے طرف قاضی کے) پس یہہ روایت کہ معارج سے ہے
موید مذہب اہل سنت کی ہے اور مخالف مذہب امامیہ کے فرق اسقدر ہے کہ

نزدیک اہل سنت کے سب اہل بیت پر وقف تہا حضرت خاتون و ازواج مطہرات و تمام آل
بنی ہاشم سب اسمین داخل تھے اگر مصارف انہون سے باقی رہتا دوسرے مساکین
وفقرا پر تقسیم ہوتا چنانچہ سب وقفون مین یہی حال ہے اور اس روایت سے خصوصیت
وقف کی اوپر حضرت خاتون اور ذریت اونکی معلوم ہوتی ہے ہر حال مین جبکہ وقف کے
متولی اوسکے حضرت ابا بکر ہون گے بحکم ولایت الامر کے چنانچہ اسی معنی کو حضرت عمرؓ نے
خود فرمایا ہے کہ مین ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی ابو بکرؓ کا اہلبیت نبوی
علیہم السلام مصارف اس وقف کے ہوے ہین - نہ متولی -

سوال منشی عاشق علی ملازم حکیم محمد مہدی لکہنوی کا کہ بالفعل بسبب عتاب حاکم اوسنے کہ
فرخ آباد مین بیچ سایہ حمایت صاحبان عالیشان کے سکونت قبول کی تہی - اختلاف
اصول دین مین جب کہ مجتہد اربعہ مین ہے پس کسواسطے ایک دوسرے سے آپکو بیگانہ نہین
جانتا ہے بلکہ ہر چہار مذہب مین حق دار فرماتے ہین جب کہ اختلاف بیچ مجتہدین اہل سنت
وجماعت کے روا باشد ہر چند کم مسایل مین پایا جاوے لیکن جو وجہ اختلاف کا موجود ہو
پس اعتراض اختلاف اصول دین کا کہ اوپر مذہب امامیہ کے وارد ہوتا ہے اوٹھہ گیا کیونکہ
وہان بہت اختلاف واقع ہوے - لیکن شیعہ اثنا عشریہ ہمارے زمانے کے اختلاف
اصول دین کے درمیان مجتہدین اثنا عشریہ کے منکر بکمال ہین اور یہی عدم اختلاف اصول
دین کو دلیل اوپر حقیت مذہب اپنے کے لاتے ہین اور دوسرے مذہب کو آپ سے جدا
جانتے ہین اور اپنے مذہب مین شامل نہین کرتے ہین -

جواب کہ اوسی مجلس مین لکہا گیا اور دیکہتی تحریر جواب سے سائل متحیر ہوکے مقر
اس معنی کا ہوا کہ مثل مولانا صاحب کے کوئی عالم اس زمانہ مین نہین ہے علماء اہل سنت
وجماعت اصول دین مین کوئی اختلاف نہین رکہتے ہین مگر بعض فروعات مین اختلاف
لفظی اون کے درمیان واقع ہے اور اس اختلاف سے تین فرقہ ہین اشعریہ ماتریدیہ

کہتی ہے انکی تکفیر اور تقلیل نہ چاہیئے کرنا اشعریہ کہتے ہین کہ حسن و قبح افعال مین
بمعنی ایجاب ثواب و عقاب ذاتی افعال مین نہین ہے اور جو ہین بسبب شرع مین
جانبہ ہوتی ہیں واسطے کہ جو شئی بالذات سے نہ مختلف ہوتی ہے اور نہ تخلف کرتے
ہین۔ اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ افعال کو قبل وجود شرع کے کوئی حکم نہین ہے وجوب
اور حرمت سے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین لیکن نفس فعل مین ایسے ایک جز ہے
کہ مقتضی وجوب کی ہے مثلاً نماز کہ مشتمل اوپر مناجات معبود کے ہے اور ایک جز
نہ مقتضی حرمت کے ہے مثلاً زنا کہ موجب اختلاط انسان کا ہے اور بسکہ شارع حکیم
ہے حکم اوسکا بیفائدہ نہین ہے جو کہ قابل وجوب کے ہے اوسکو واجب کیا اور جو
قابل حرمت کے ہے اوسکو حرام کیا آرے حسن و قبح بعض افعال کا عقول ناقص ہماری
سمجھ مین نہین آتا ہے اس سبب سے اشعریہ نے انکار حسن و قبح ذاتی افعال پر عمل کیا ہے
تا سوا ساتھ عقول ناقصہ اپنے کے بیچ میدان پر خطر کے قدم نرکھین اور جادۂ ایمان سے
باہر نہ جاوین اور اسی کی طرف اشارہ کیا سیدنا مولانا امیرالمومنین علی بن طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر ہوتا دین ساتھ راے کے البتہ ہوتا موزی کی اندر
کی طرف اولیٰ مسح کے ظاہر کی طرف سے پس اشعریہ قایل تکفیر اور تقلیل کے
نہین ہین اور ایسیہی سب متکلمین صفات حق تعالیٰ کو زاید اوپر ذات کے کہتے
ہین اور کہتے ہین کہ اثبات قدیموں مستقلہ یعنے ذاتون متعددہ کا کفر ہے اور اثبات
قدیم ایک ذات کا اور اوسکی تبعیت مین قدم صفات اوس ذات کا ہرگز کفر نہین ہے
اور علماء ماوراء النہر اثبات قدیموں متعددہ اور توصیفات متعددہ سے احتراز
کرکے صفات کو نہین اور نہ غیر جانتے ہین کسواسطے کہ اگر عین کہین ہم نفی انہونکی
لازم آتی ہے مذہب معتزلہ اور فلاسفہ کا ہوتا ہے اور اگر زاید کہین ہم نفی غیر کی
لازم آتی ہے پس طعن و تشنیع مخالفان باثبات قدیمون متعدد کے ہوتی ہے

صدوق کے ابن بابویہ کو انکار اوپر اس قول کے بہت ہے اور شایت سے نفی باوجہی
کی اور مثل قول بحجت الناس کے شیعیا اثنا عشریہ اوسکے ساتھ قایل ہے اور دوسرے
انکار اوسکا کرتے ہین اور اسی وجہ سے اوسکو ثلث عشریہ لقب دیا ہے تاہم بسبب
اس اختلاف کے تکفیر اور تضلیل نہین کرتے ہین کسواسطے کہ ابن بابویہ کے ساتھ عقیدت
تعظیم سے پیش آتے ہین اور ملقب ساتھ صدوق کے کیا ہے پس جو جواب تمہارا ہے
وہی جواب ہمارا ہے سوالات مسٹر فریجر کہ چار سوال واسطے جواب کے
حضرت ممدوح کی خدمت مین بھیجے اپنے خط مین لکہا تھا کہ جواب اس سوالات کے
موافق قرآن شریف کے ارقام کرین سوال نکاح دختر صغیرہ کا مان باپ کو
کر دینا جایز ہے یا نہین جواب یہہ مسئلہ کتنی آیات کلام اللہ سے نکلتا ہے
آیتہ یہہ ہے وانکحوا الایامی الخ طریق اوسکے استخراج کا یہہ ہے کہ لفظ ایامی جمع ایم کی
ہے لغت مین عام صغیر و کبیر و مرد و زن کو کہتے ہین معنی اوسکی وہ شخص ہے کہ جوڑا
نرکہتا ہو اگر مرد ہے تو عورت نہو اور اگر عورت ہے تو شوہر نہو پس معنی کلام اللہ کے
ایسی ہووے مرد بے عورت کے اور عورتین بے شوہر کو اپنے نکاح کر دو مسئلہ لفظ
ایم عام ہے دختر صغیر نابالغ بہی اوسمین داخل ہوئی اور اسطریق کو موافق اصول کے
درج فی العموم کہتے ہین آیتہ دوم ویسئلونک عن الیتامی الخ یعنے سوال کرتے
ہین تجہسے حال یتیمون سے کہ صغیر سن اور بے پدر ہون اور یتیم آدمیون مین وہی ہے
کہ صغیر سن اور بے پدر ہووے جیسا کہ جانورون مین وہ ہے کہ صغیر سن بے مادر کے
ہووے اور صغیر سن اوسمین معتبر ہے اور جو نہین ہر فرد یتیم ہووے اوسکو بعد فرماتے ہین
قل اصلاح لہم خیر یعنے بکہو کہ اصلاح کار انہون کا بہتر ہے پس معلوم ہوا کہ جسمین مصلحت
یتیم کی ہو وہ چاہیئے کرنا اور اکثر اوقات نکاح کر دینا یتیم کا صغر سن مین موافق مصلحت
کے ہوتا ہے خصوصاً عورت یتیمہ کہ بعد نکاح کے نان و نفقہ اور بر ذمہ شوہر کے لازم

اور مہر اوسکے واسطے مقرر ہوتا ہی سراسر نفع ہے جو یتیم مین نکاح کر دینا ثابت ہوا باوجود یکہ
قرابت قریبہ نہ رکھے پس حق دختر مین کہ نہایت قرابت قریبہ رکھتی ہے اصلاح حال
بہم زیادہ معلوم ہوتا ہے البتہ نکاح کر دینا جایز ہوگا اس طریق کو موافق اصول کے
قیاس بالاولے و دلالۃ النص کہتے ہین مسئلہ دوسرا اگر دختر چاہے کہ غیر کفو سے
نکاح اپنا کرے امتناع باپ مان کو اوسکے پہونچتا ہے یا نہین۔ جواب یہ مسئلہ
کتنی آیات کلام اللہ سے مستنبط ہوتا ہے اول بہت جگہ قرآن مجید مین واقع ہوا وبا
الوالدین احسانا یعنے باپ مان کے ساتھ نیکی کرو اور قاعدہ عقل کا مقرر ہے کہ امر کرنا
شئے کا منع کرنا اوسکی ضد سے ہے یعنی جو حاکم امر کرے ساتھ کرنے کسی چیز کے پس ضد
اوس چیز کی ممنوع ہوتی ہے کسواسطے کہ اجتماع دو ضدونکا محال ہے پس اس آیت سے
معلوم ہوا کہ والدین کو ایذا نہ چاہیئے دینا کسواسطے کہ ایذا ضد احسان کی ہے اوس
صورت مین کہ دختر غیر کفو مین اپنا نکاح کرے والدین کو ایذا کلی ہوتی ہے اور عار شدید
لاحق ہوتی ہے پس حرام ہوا۔ آیت دوم پندرہوین سیپارے مین واقع ہے یعنی حکم
کیا ہے پروردگار تیرے نے کہ عبادت مت کرو مگر اوسکی اور مان باپ سے ساتھ
نیکی کرو اگر پہونچے بڑھاپے کو ایک انہون سے یا دونون پس تنگدل ہو کر ان کو کلمہ
اوف مت کہو اور آواز بلند سے انکو مت جھڑکو اور کہو انکو وہ باتین جسمین اونکی
تعظیم ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہانت اور رنج اور ذلیل اونکو کرنا حرام ہے اور جب
کہ دختر غیر کفو سے نکاح کرے اس سے بہی ایذا اور ذلت والدین کو ہوتی ہے پس حرام
ہوے اور والدین کو مخالفت اس کام سے جایز ہوئی مسئلہ سوم اگر کسی شخص
آگے نکاح سے مان باپ عورت سے شرط کی کہ مین تمہارے گھر مین رہونگا اپنی لڑکی
نکاح مجہسے کر دو اوسکے بعد وہ شخص گھر مین مان باپ عورت کے نرہا نکاح باطل ہوتا ہے
یا نہین جواب نکاح باطل نہین ہوتا ہے کسواسطے مدار نکاح کا دو شخصون پر ہے

لیکن کلام اللہ سے حکم اسجگہ کا بہی نکلتا ہے صورت اوسکی یہہ ہی کہ آفتاب جب کہ حرکت
خاصہ اپنے سے بروج شمالیہ یعنے حمل سے لیکر آخر سنبلہ مین آئے پس نزدیک
اوس موضع کے تمام دورہ یوم بلبلہ مین غایب نہین ہوتا ہے اور ساتہہ حرکت فلک الافلاک
ہر روز ایک مدار کو قطع کرتا ہے ہر روزہ کو دو حصہ کرین ایک حصہ کو روز اعتبار کر کے
تین نماز فجر و ظہر و عصر ساتہہ تقسیم اوس نصف مدار کے بمقدار اوقات کے ادا نماز ...
اور نصف دوسرے کو شب اعتبار کرکے اول مغرب ادا کرین یہانتک کہ آفتاب ساتھ
ربع اوس مدار کے پہونچے نماز عشا ادا کرین یہہ ہے حکم نماز کا جب کہ آفتاب مدار شمالیہ
مین ہو اور نظر مین مکان اوس جگہ کے ظاہر ہو اور جب کہ آفتاب بروج جنوبیہ
میزان سے آخر حوت تک داخل ہو پس باندازہ و تقدیر مدارات شمالیہ کے مدارات
جنوبیہ کا حساب کرکے مدار کو اوپر یوم بلبلیہ کے تنصیف کرین نصف کو شب اور نصف کو
روز اعتبار کرین کسواسطے کہ مدار جنوبیہ اور مدارات شمالی متساوی ہین تفاوت انہوں مین
نہین ہے گو نظر باختلاف اوج و حضیض کے تہوڑا سا تفاوت غیر محسوس سا ہو پیدا ہووے
اما صوم ۔ پس حکم اوسکا یہہ ہے کہ تحقیق کرین آنے والون جہازون سے کہ متصل زمین
معمورہ کے آمد و رفت رکہتے ہین کہ شہور قمریہ کا کونسا مہینہ ہے اوس مہینہ کو محفوظ
رکہے تیس دن دوسرے شہور قمریہ کو اعتبار کرین جب کہ اس حساب سے رمضان المبارک
آوے نصف ہر مدار کو روز اعتبار کرکے روزہ رکہین اور نصف اوسکو شب اعتبار
کرکے افطار کرین طریق سہل یہہ ہے اگر آلات نجوم اور تقویم شناسی کے رکہتے
ہون جیسا کہ سنا گیا کہ بلاد روم مین واسطے شناخت مہینے کے گہڑیال بناتے ہین
کہ اوس سے شکلات قمریہ ماہ از اول تا آخر دریافت ہوتی ہین پس اس رو سے اوس
آلہ کے رمضان اعتبار کرکے اور ہر دورہ دوسری گہڑی دن روز و شب کا دریافت کرکے
موافق اوسکے روزہ رکہین اور افطار کرین اگر چاہین منازل قمر کو ابتدا سے

پس معلوم ہوا کہ واسطے ذکر و شکر خدا کے یہی روز و شب کہ تعلق بہ حرکت اولی رکہتے ہین
اور آمد و رفت کرتے ہین مقرر ہین اور روزہ بہی بیچ شکر کے داخل ہے کسواسطے کہ
روزہ دار اپنے بدن کو ترک سے خدا کے لئے کہتا ہے اور صرف کرتا ہے وجہ دوسری
وہ کہ تمام مدت چہہ ماہ مین تین نمازین فرض ہوتی ہین اور بیچ مدت چہہ مہینے دوسری
کے دو نماز ہرگز مقصود فرضیت نماز سے حاصل نہین ہوتا کسواسطے کہ فرضیت نماز کی
اسواسطے ہے کہ بندہ فاصلہ قلیل مین ساعت بساعت متوجہ اپنے خالق کیطرف ہووے
اور عبادت کرے تاکہ رنگ توجہ اور عبادت کا اوپر روح اور نفس اوسکے مستولی ہووے
رنگ غفلت اور نکرت کی دور ہو اور اگر سال بھر مین پانچ بار اس قصہ کا اتفاق ہو
اصلا کوئی اثر اوسکی روح اور نفس مین نہین پہونچاوے بلکہ یاد بہی نرہے اور اگر روزہ
مین چہہ مہینے تک روزہ اور چہہ مہینے تک افطار مقرر ہوتی بیچ حق مکان اس موضع
کے تکلیف مالا یطاق لازم آتی کسواسطے کہ بیچ عادت اتباع کہانے پینے کا اس مدت
دراز مین مہلک ہے اور آیہ قرآنی ساتھ نفی اس تکلیف کے ناطق ہے تیسرے سیپارہ
مین اور دوسرے جگہون مین بہی واقع ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
اور بہی کلام اللہ مین دوسرے سیپارہ مین اوس جگہہ کہ فرضیت روزہ بیان فرمائی واقع
ہے یعنے نبیر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ اوپر اگلے لوگون کے فرض کیا گیا تا تم طریقہ پرہیز
کا سیکہو اور روزے گنے گئے اور ظاہر ہے کہ گنا روزون کا ایک ماہ یا کمتر ایک
ماہ مین ہوتا ہے عرف مین مشہور ہے کہ روزون کو گننے سے ذکر کرتے ہین دوسرا
اور تیسرا اور چوتھا ہرگاہ مہینے سے تجاوز کرے ساتھ مہینون کے شمار کرتے ہین
یک ماہ دو ماہ و سہ ماہ و دو نیم ماہ بس معلوم ہوا کہ روزہ ایک مہینے سے زیادہ فرض
نہین ہے چہہ مہینے کو کب پہونچتے ہین اور بعضے علماؤن کو اسجگہ شبہ دوسرا دلمین پہنچا
ہے بیان اوسکا یہہ کہ کتب اصولی مین لکہے ہین کہ بسبب وجوب نماز روزہ مین وقت ہے

اور ارض تعین جو وقت نماز ہووے یعنے طلوع فجر اور زوال آفتاب و غروب اوسکا ہر روز نہووے پس وجوب کیسے ہووے کسواسطے کہ سبب بدون سبب کے متحقق نہین ہوتا ہے وقت کو کہ سبب وجوب کہتے ہین بمعنے علامت کی ہے دراصل سبب وجوب حکم الٰہی ہے اور حکم الٰہی کو بھی سبب ہے تمام حکمت مقصود ہے پس نماز مین سبب وجوب حقیقت مین تنبیہ بذکر و فکر خالق اور رفع غفلت اوس حساب سے ہے اور روزہ مین کسر نفس ساتھ ترک کہنے مالوف کے مدت دراز تک اور یہہ اسباب لازم وجود نوع انسان کے ہین جہان کہین ہو اور موافق قواعد انسانی کی شرع ہو سکتی ہے حکم نماز روزہ کا دوسرے طور سے نکالنا اور یہہ وہ ہے کہ مدت چھہ مہینے کی دن اور چھے مہینے کی رات ہووے بحکم جبلت کے تمام چھے مہینے بیدار رہنا اور مشغول کاروبار مین رہنا اور ایسی مدت چھے مہینے سوتے رہنا اور بے حس و حرکت رہنا محالات عادی سے ہے ضرور ہے مدت بیچ مدت چھہ مہینے وقت استراحت و خواب کے وقت کسب و تلاش معاش ہی جدا کرینگی تھوڑے بکو واسطے اس کام کے اور تھوڑے کو واسطے اوس کام کے معین کرینگے پس وقت تلاش اور تردد کا انکے حق روزہ قرار چاہیئے دینا اور نمازون کی اوسوقت مین ادا چاہیئے کرنا وقت استراحت اور خواب کو انکے حق مین شب قرار چاہیئے دینا اور نمازین شب کی اول اور اوسط وقت مین چاہیئے ادا کرنا اور ایسی روزہ اور افطار اس [illegible] سے بہت سہل اور موافق قاعدہ فقہ کہ عرف اور عادت کو بعض احکام مین وقت ضرورت معتبر رکھتے ہین آیات کلام اللہ مین بھی اشارہ ساتھہ اصل اس مطلب کے مذکور ہے آخر سیپارہ ساتوین مین فرماتے ہین یعنے وہ تعالےٰ نکالنے والا روشنی دن کا ہے اور پھیرنے والا ہے شب کو وقت سکون اور استراحت کے اور آفتاب اور ماہتاب کو واسطے یادداشت حساب مہینون اور برسون کے اور سیپارہ آٹھوین مین فرماتا ہے یعنی رحمت اور لطف رہنی سے کیا واسطے تمہارے رات دن

واسطے سکون اور استراحت اور واسطے تلاش معاش کے ۔ اور اس عبارت مین لف و نشر ہے یعنی شب کو واسطے سکون کے اور روز کو واسطے کسب و تلاش معاش کے اس آیت سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ شب حقیقت مین ۔ وقت استراحت کا ہے جو کچہہ ہو اور روز وقت تلاش اور تردد کا جو کچہہ ہو موقوف اوپر طلوع و غروب آفتاب اور ماہتاب کے نہین ہے ۔ **سوالات** مولوی جمیل علی کے مچہلی کو کہ شکاری کافر نے شکار کیا ہو کہانے مین اوسکے کیا حکم ہے ۔ **جواب** حلال ہے کتب فقہ مین مسطور ہے نہین پاس کہانے مین وس مچہلی کے کہ اوسکو مجوسی نے شکار کیا ہو اور حاصل یہہ کہ پکڑنا مچہلی کا سب احکام مین حکم ذبح کا نہین رکہتا ہے تا اوسکا ذبح کافر کا گمان کیا جاوے ۔ **سوال** وضو کہ واسطے نماز جنازہ کے کیا ہو ایک نماز پنجگانہ اوس وضو سے ادا کرنا روا ہے یا نہین **جواب** روا ہے کسو واسطے کہ وضو مین نیت شرط نہین ہے پس نیت سے کہ کرے ادا کرنا نماز کا اوس سے جایز ہے ۔ تیمم مین کہ نیت شرط ہے وس ہی نماز روا ہے عالمگیری مین ہے اگر تیمم کیا واسطے صلوۃ جنازہ کے اور سجدہ تلاوت کے جایز ہے اوسے نماز فرضی بلا خلاف ایسہی محیط مین ہے ۔ **سوال** نماز ادا کرنا فرش کلیم اور نمدہ پر اور سجدہ تلاوت سوا ہے یا نہین **جواب** روا ہے بشرط پیشانی اوسپر قرار پکڑ سکے ۔ **سوال** زید مرض ریح مین ایسا گرفتار ہے کہ ایک رکعت بہی ضبط ریح سے ادا نہین کر سکتا پس واسطے ہر نماز کے وضو تازہ کرے اور بعد ادا ے نماز کے وہ جو کچہہ سوا اوسکا ہو منزل کلام اللہ و تلاوت حدیث شریف و صلوات طیبات اوس وضو سے پڑہے یا نئے وضو سے اور بعد ادا ے نوافل مثل تہجد و چاشت و اشراق وغیرہ بہی واسطے اوراد معمولہ کے وضو تازہ کرے **جواب** حاجت تجدید وضو کی نہین ہے اگر دوسرا شکنندہ وضو نہ متحقق ہوا ہو وہی وضو کافی ہے ۔

سوال فوائد محیط مین لایا کہ ایک شخص نے جناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کی کہ زید سفر مین ہے اور قبر ماں باپ کی وطن مسافت بعید
مین یا بیچ مقام غیر معلوم کے ہے اور وہ زیارت کا مشتاق ہی کیا کرے آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خط کھینچکے بخیال ماں باپ کی زیارت اوس خط
کی کرے پس اس صورت مین بنانا تعزیہ کا بہ تمسک اس روایت کے اغلب ہی کہ حکم
جواز کا رکہے **جواب** یہہ روایت کفایہ شعبی مین ہے اتنی معتبر نہین ہے باوجود
اسکے اوس روایت مین ذکر سفر اور بعد مسافت کا نہین ہے صورت مجہول ہوسفر
موضع قبر ماں باپ کی مذکور ہے معلوم کا اوپر مجہول کے قیاس روا نہین ہے کسواسطے
کہ قبلہ مجہول ہو تو تحری جایز ہی جب موقع قبور پر نور حضرت ائمہ مین معلوم ہے زیارت تا بوت مصنوع
جایز نہوی والا بدین نوع زیارت قبر پیغمبر اور حج ادا کرنا واسطے کعبہ مصنوعہ اور عرفات
مصنوعہ کا بہی جایز ہووے **سوال** زیارت تابوت تعزیہ و فاتحہ اور مرثیہ پڑہنا
اوسپر اور سننا اور فریاد اور نوحہ کرنا اور سینہ کوٹنا اور جرح کہانا مانع حضرت امام حسینؑ
مین کیا حکم رکہتا ہے **جواب** یہہ چیزین سب ناجایز ہین کتاب السراج مین روایت
خطیب سے لایا ہے لعنت ہے اوسپر جسنے زیارت کی بلا مزار کے اور لعنت ہی اوسپر
جس نے زیارت کی صورت بلا روح کی اور مرثیہ کہنا اور پڑہنا اور سننا بشرطیکہ
تحقیر اور اہانت اہل بیت یا نسبت ظلم و ستم بجناب الٰہی نہو اپنے گہر مین کوئی باک نہین
رکہتا ہے اور فاتحہ و درود و صدقات بہی اپنے گہر مین بہتر ہے اور فریاد و نوحہ کرنا اور
سینہ کوٹنا اور زخم کہانا تمام حرام ہین اور حدیث مین ہے نہین ہے ہم سے وہ شخص کہ جس نے
زخم کہایا گریہ بآواز اور نوحہ کیا اور گریبان پہاڑا) اور یہہ بہی حدیث مین ہے۔
(نہین ہے ہمسے جس نے منہہ پیٹا اور گریبان پہاڑا اور بیان کیا مثل حالت کفر کے)
یہہ دونون حدیثین مشکوۃ ہین **جواب** سوال مولوی محمد زاہد خان شاہجہانپوری کا

جو حدیث کہ لکہی تہی ملاحظہ مین آئی کتب صحیحہ مین حدیث موجود نہین ہے لیکن تفاسیر محدثین
مثل ابن جریر اور ابن مردویہ کے روایت ضعیف کے ساتھ موجود ہے اور معنی حدیث
کے اوپر مذہب اہل سنت کے کم جانتے ہین بموجب فرمانے سامی کے لکہا جاتا ہے
اول ایک مقدمہ کو خاطرنشین چاہیئے کرنا بعد اوسکے معنی حدیث کے خودبخود سمجھے
جاوینگے۔ مقدمہ یہہ ہے کہ حق دو قسم ہوتا ہے حق دایر اور حق متعین مثلاً
دین اسلام حق متعین ہے اور مذہب حنفی یا شافعی مثلاً حق دایر ہے حاصل وہ کہ
حق دایر وہ ہے کہ خود بہی حق ہووے اور غیر اوسکا بہی حق ہووے مثل صوم و افطار
حق مین مسافر کے کہ دونون حق ہین اور قیام و قعود نماز نفل مین اور جہر و خفا نماز متفرق
مین علی ہذا القیاس اور حق متعین وہ ہے کہ غیر اوسکے حق نہووے مثل نماز فرض
جب یہہ مقدمہ معلوم ہوا پس چاہیئے جاننا کہ مراد حق سے بیچ سوال مرتضی علی کرم اللہ
وجہہ کے لفظ (بالحق) سے مراد حق متعین تہا نہ حق دایر اور اسیواسطے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے جواب مین قرآن اور اسلام کو ذکر فرمایا کہ ہر دو متعین
ہین کتابین اور دوسرے دین منسوخ ہوے ہین اور خلافت حضرت علی کا ذکر
فرمایا اور مقید کیا ساتھ اس قول کے (کہ جب خلافت تجکو پہونچی حق متعین ہووے
کسواسطے کہ اوسوقت مین خلفائے راشدین سے سواذات انکی موجود نہووے بخلاف
خلفاء ثلثہ کے جب خلافت حضرت صدیق کو پہونچی دایر تہی درمیان چار آدمیون نے
کسواسطے امامت مفضول کی باوجود افضل کے جایز ہے اگر اوسوقت مین حضرت
علی یا حضرت عثمان سے بیعت کرتے جایز ہوتا ایسیہی جب کہ حضرت عمر کو خلافت
پہونچی دایر تہی درمیان دو آدمیون کے اور جب کہ حضرت علی کو پہونچی دوسرا شخص
جسپر احتمال خلافت کا ہو موجود نتہا اسیواسطے اونکو خاتم الخلفا کہتے ہین اور یہہ معنی
لفظ (اذا انتہت الیک) سے سمجہا جاتا ہے کسواسطے کہ (ولایتک) نفرمایا اور جو

نہین سمجہا جاتا کہ ولایت سواے ترنے مطلقاً حق نہین ہے اور اس لفظ سے
سمجہا جاتا کہ مطلق ولایت جب تجکو پہونچی منتہی اور تمام ہوی اس لفظمین خوب
غور چاہیئے کرنا اور یہی مقدمہ دوسرا چاہیئے جاننا کہ حق دایر کو لازم نہین ہے
کہ تمام شقین اوسکی برابر ہون بلکہ جایز ہے کہ ایک شق اوسکی افضل ہو دوسری
شق سے اور اصل مین حقیقت مشترک ہو جیسا کہ کفارہ قسم مین کہ حق دایر ہے
درمیان آزاد کرنے اور کہلانے اور لباس دینے کے حالانکہ آزاد کرنا بلاشک افضل ہے
کہلانے اور لباس سے اور لباس افضل ہے کہلانے سے ایسہی یہہ واللہ اعلم بالصواب
سوالات منشی نجم الحق کے نماز حنفی المذہب کے ساتھہ اقتدا ائمہ ثلثہ یعنے شافعی
مالک واحمد حنبل رحمہم کے جایز ہے یا نہین **جواب** نماز حنفی المذہب کے پیچہے
شافعی المذہب و مالکی و حنبلی سب کے جایز ہے کسواسطے کہ اصول مین انکے خلاف
نہین ہے اور کتب احادیث صحیحہ و فقہ صحیحہ سے ثابت ہے لیکن فی زماننا بعض علماء
ما وراء النہر کے لبسبب قصیر الفہمی اپنے کے تعصب کرکے گفتگو کرتے ہین قول اونکا
مردود ہے اور خلاف فقہ اور حدیث مجتہد اپنے کے ہے ہرگز قابل سماعت اور اعتبار
کے نہین ہے اور کعبۃ اللہ مین ابتک بہی یہی طور جاری ہے اور جو نہین مذہب اہل
سنت اور فرقہ خلافہ مین کیا فرق معلوم ہوتا نزدیک اہل سنن و جمیع فقہا محققین
کے سب چارو مذہب کے حق دایر ہے اور اس مسئلہ کو کتب اصول معتبرہ سے دیکہہ لینا
چاہیئے تاکہ اطمینان کلی ہو لکہا اوسکو عبد العزیز معاف کرے اللہ اوس سے اور درگذرے
گناہون اوسکے سے **سوال** دوسرا غنی کو روٹی وقف کی کہانا کیا حکم رکہتا ہے
جواب جایز ہے **سوال** جو کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال جانے نزد الشرع
حکم اوسکا کیا ہے **جواب** اگر وہ شخص جانتا ہے کہ فلان چیز شرع مین حرام ہے
پہر محض اتباع نفس سے اوسکو حلال کہتا ہے یا بالعکس پس وہ شخص کافر ہوتا ہے

اور اگر نہین جانتا ہے کافر نہین ہوتا سوال زید معنی حدیث شریف مین توجیہات

واہیہ و رکیکہ کہ طرف انکار کو پہونچاتی ہین کرتا ہے جو کچہہ بموجب فقہ کے اوسپر

گناہ لازم آتا ہے بیان فرماوین جواب تفسیر قرآن و حدیث کیلئے پہلے علم صرف

و نحو و اشتقاق و لغت و معانی و بیان و علم فقہ و اصول فقہ و عقاید یعنے کلام

و علم حدیث و آثار و تواریخ ضرور ہے سبب پہچاننے ان علوم کے معانی قرآن اور

حدیث کے لازم رکہنا ہرگز جایز نہین اور بعد ازین ہر صاحب مذہب کا تمسک قرآن

حدیث سے کرتا ہے اور بیچ رفع شبہات مخالفین کے محتاج تاویل کا ہوتا ہے

اور تاویل قرآن و حدیث موافق مذہب اپنے کے حق جانتا ہے اور مخالف

مذہب اپنے کے باطل اور تروازپہچان حق و باطل کی فہم صحابہ اور تابعین سے

ہے وہ جو کچہہ اس جماعت نے تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرائن حالی

و مقالی سے سمجہا ہے اسمین خطا ظاہر نکرکے واجب القبول ہے بس ان صاحب

کو توجیہات رکیکہ سے اگر قسم اول سے ہین تہدید اور وعید اونکے حق مین بہت

ہے جس نے تفسیر کی قرآن کی اپنی راے سے تحقیق کافر ہوا ۔ اور جس نے تفسیر کی

قرآن کی اپنی راے سے بس چاہیئے کہ جگہ کرے دوزخ مین اور حال قرآن اور

حدیث کا یکسان ہے کہ دونون بنای دین کے ہین اور لغت عرب ملا ہوا ہے

حقیقت و مجاز و ظاہر و ماول و ناسخ و منسوخ کے ہے اور اگر فرقہ ثانی سے ہے

بدعتی ہے اور اگر برخلاف قرآن اول عمل کرتا ہے تو بدعت مین اوسکے ملاحظہ

چاہیئے کرنا اگر مخالف اور قطعیہ کے ہے یعنی نصوص متواترہ و اجماع قطعی کے ہے

اوسکو کافر چاہیئے گننا اور اگر مخالف اور ظنیہ قریبہ العمن کے ہے مانند اخبار مشہور

و اجماع عرفی کے گمراہ چاہیئے سمجہنا نہ کافر اور جو نہین باب اختلاف امتی رحمۃ کے سے

چاہیئے جاننا جو غیران مراتب کے بہت علم سے تعلق رکہتی ہے ظاہر وہ ہے کہ آخر

کرنیوالا ان توجیہات کا قبیل جاہلون سے ہے اوسکو لزوم استحقاق دوزخ اور زجر
اور تشدید امر معروف اور نہی منکر کس قول سے ہے اس امر برے سے بہی باز چاہیئے
رکہنا اور عام لوگون کو تاکید چاہیئے کرنا کہ اوس سے صحبت نرکہین اور اوسکی باتین
نہ سنین اور اگر فرقہ سے ثانی ہے کوئی ہووے کہ مذہب معلوم ہے مانند روافض
وخوارج ومعتزلہ ومجتہدہ کے برائی مذہب اوسکے کی اوپر آدمیون کے ظاہر چاہیئے کرنا
اور اگر گمراہی اپنی کو بیچ پردہ اہل حق کے ظاہر کرتا ہے توجیہات اوسکے مجکو چاہیئے
لکہنا تا حکم اوسکا لکہا جاوے اور سلام - **سوال** ایک شخص دعوت ایک شخص کی
کرتا ہے اور دعوت کرنیوالا کا دنیوی کام بہی درپیش ہے عوض اوسکی اس دعوت سے
یہی ہے کہ اس حیلہ سے مدعو کو اپنے گھر مین لیجا کے کہانا کہلا کے تملق اور چاپلوسی سے
پیش آکے سفارش کروا کے کار مرجوعہ کو انصرام کو پہونچاوے جب مدعو نے یہ باتین
دریافت کین دعوت قبول نہین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کونسی کتاب اور کونسے
مذہب مین جائز ہے کہ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمان رد کرین اور اوسکی
پیروی نکرین لہذا عرض رکہتا ہون کہ قبول کرنا دعوت ایسے آدمی یا اوسکے مانند کا
کہ وہ اس حیلہ سے قصد مرید ہونیکا یا تعویذ اور عملیات سیکہنیکا رکہتا ہے شریعت مین
کیا حکم ہے **جواب** اگر وہ دنیا کا کام اوپر شخص مدعو کے واجب ہو خواہ واجب
کرنے خدا کے مثل فیصلہ خصومات کا حق قاضی پر اور پڑہنا عرضیون کا حق منشی پر اور
لکہنا شقہ وپروانہ کا اور فیصلہ معاملات دیوانی وفوجداری حق اہلکاران متعین امور
خدمات پر پس قبول کرنا دعوت کا نہ چاہیئے کہ ظاہر مین دعوت ہے اور باطن مین رشوت
حرام ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفے کامو نکے رشوت ہین -
اور اگر وہ کام دینی یا دنیوی اس شخص مدعو کے ذمہ واجب نہو نہ واجب کرنے خدا
اور نہ واجب کرنے بندہ سے مثل حاکم وسلطان ومثل مرید کرنے اور تحقیق اشغال -

واذکار کرنا اور دم کرنا مریض پر اور تعویذ لکہنا اور نوکر کرنا سرکار کسی امیر مین
کہ آشنا اس مدعو کا ہے بے اوسکے کہ یہ مدعو اوس امیر کی طرف سے اس کام پر
مقرر ہوے جیسا کہ بخشی وجمعدار و رسالہ دار ہوتے ہین بلکہ بمجرد آشنائی و دوستی
ومصاحبت سے کرے اور مانند حاجت روائے حاجتمندون کے اور دلوانا صدقات اور
خیرات اور مانند ان چیزون کی اسمین کچہہ مضایقہ نہین ہے مدعو کو قبول کرنا اور کہانا جائز ہے
رسول اللہ کے فرمانے سے حق فقرہ مین ساتہہ الحمد کے کہ تحقیق حق ہے وہ کہ تمنے مزدوری کتاب
اللہ پر بہی یہہ وہی کہ مطابق ہے کتب فقہ کے اور اللہ خوب جاننے والا ہے۔ سوال
ایک شخص حالت نیند اور بیخبری مین رات کو اپنے بستر پر سوتا تہا اور بہی اوسجگہ عورت اوسکی
بستر پر علحدہ خواب مین تہی اتفاقاً بے اطلاع اوس شخص کے عورت کی مان بہی اوسجگہ ہمراہ
اپنی بیٹی کے آکے سو رہی مرد اوسحالت مین ہرگز خبر نہین رکہتا تہا حالت مستی اور شہوت
مین اپنی جگہ سے اوٹہکر ہاتہہ بستر عورت اپنی پر ڈہونڈنیکے واسطے لیگیا پاؤن کو یکبارہ
پاؤن خوشدامن اوسکی کا تہا کہ ہمراہ دختر اپنی کی سوئی تہی اوس شخص نے نادانستہ زن اپنی سمجہی
تہی بمجرد احساس کے پا دست اور آواز اوس عورت کا پہچانا کہ یہہ پاؤن عورت کی مان
کا ہے ہاتہہ اوٹہا کے پاؤن اوسکا چہوڑ دیا اور اپنے بستر پر لوٹ آیا اب عوام اوسکو
کہتے ہین کہ عورت اوسکی اوسپر حرام ہوئی وہ شخص مفلس اور محتاج اور مضطر بیقدر
ہے صد خرابی سے کے ساتہہ عورت ملی تہی اور سب نے گہر کو آباد کیا تہا اب ایسی حرکت
ناگہانی بدون اختیار کے کہ اوپر لکہدیگئی اوس سے ظاہر ہوئی گہر اوسکا برباد جاتا ہے
مذہب حنفی پر اس واقعہ کا کچہہ علاج ممکن نہین ہے عورت اوسکی اس سبب سے کہ اوسکی پاؤن پر
ہاتہہ شہوت کی ساتہہ پہونچا یا حرام ابدی ہوئی ایسہی کتب فقہ مین ہے لیکن اوپر
مذہب شافعی کے ہاتہہ پہونچانا عورت کی مان پر اس شبہہ سے کہ اوسکی عورت ہی
عورت حرام نہین ہے ہان اگر صحبت مان عورت کے ساتہہ کرتا البتہ عورت حرام

ہوتی ایسیہی کتب فقہ مین ہے واللہ اعلم **فائدہ** مخارج حروف اور ضروریات قرأت
مین ابتداے اسلام مین معمول تھا کہ بیچ رکوع و سجود کے کہتے تھے (سبوح قدوس
ذوالجبروت والملکوت والکبریاء والعظمتہ) بعدازان سورۂ واقعہ مین نازل ہوا۔
(فسبح باسم ربک العظیم) حکم ہوا کہ رکوع مین سبحان ربی الاعلی کہا جاوے اگر کسی کی
زبان پر حرف طاغوب جاری نہو اور قصد و کوشش ادا مین کرے پس کچھ مضایقہ نہین ہے
کسواسطے حدیث صحیح بخاری و مسلم مین واقع ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو کہ ماہر ہو قرآن سے یعنی الفاظ قرآن اوسکی زبان پر بسہولت جاری ہون اور راستے
مخرج سے نکلین ثواب اوسکا لکہا جاے و ہمراہ فرشتون بزرگ نیکوکار کے اور جو کہ قرآن
پڑہتا ہے اور زبان اوسکی لغزش کرتی ہے پڑہنے مین باوجودیکہ اوس شخص نے
کوشش کی ہو اداے حروف مین اور اوس شخص پر ادا مشکل ہوتی ہے اوسکو دو ثواب
ہین کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ماہر قرآن ہمراہ فرشتون بزرگ نیک
کے ہے اور جو کہ پڑہتا ہے اور عاجز رہتا ہے اور وہ اوسپر شاق ہے اوسکو دو ثواب
ہین) مشکوٰۃ شریف مین لکہا ہے اور فرمایا اللہ تعالی (ورتل القرآن ترتیلا) ترتیل جسکے معنی
مین روشن اور واضح پڑہنے کو کہتے ہین اور شرع مین چند چیزین قرآن پڑہنے مین
ضرور ہین تا ترتیل حاصل ہوے اول تصحیح حروف کو بجاے ضاد ظا و بجاے طا تا
نہ نکلے دوسرے وقف اچہی ہون وصل اور قطع کلام بے محل نہون اور صورت کلام آلہی
کی بدل نجاوے سوم اشباع حرکات یعنی ضمہ و فتح و کسرہ کو باہم امتیاز دینا کہ ایک دوسرے
مشتبہ نہوے چوتھے آواز فی الجملہ بلند کرنا تا الفاظ قرآن کے زبان سے سننے والے کو
معلوم ہوون اور اوسجگہ سے دل مین پہونچین اور ایک کیفیت کیفیات مطلوبہ سے
دلمین پیدا کرین مثل شوق و ذوق و خوف و تبسم پانچوین اچہی آواز جیسے ملاحظہ
شد و مد کا اوسکے موقع پر کہ بسبب رعایت شد و مد کے عظمت کلام و جلالت

اوسکی معلوم ہوتی ہے اور تاثیرمین مدد کرتا ہے اگر قرآن مین امر ڈرانے والا خوفناک سنے
تیرے اور خدا سے پناہ پکڑے اور اگر مطلوب اور مقصود سنے تیرے اور خدا سے اوس
مطلوب کو اپنے واسطے مانگے اور جو قرآن مین تعلیم دعا اور ذکر کی فرمائی ہے ہاتیرے اور
اوس دعا اور ذکر کو دل سے یکبارزبان پر ملائے مقصود چیزون سے تدبر اور فہم ہے
اور بدون رعایت ان چیزون کے مثل شعر خوانیکی کہ ہوتا ہے ہمیشہ فکر کرتا ہے کہ آخر
سورۃ کب ہوگی تا جلد تمام کرے۔ **خط بنام امام شاہی صاحب گرامی منزلت**
امام شاہ جیو سلمہ اللہ تعالی فقیر عبد العزیز اور فقیر رفیع الدین سے بعد سلام مسنون کے
واضح ہو کہ رقیمہ کریمہ پہونچا مطالب چند لکھے ہوے تھے جواب اوسکے لکھے جاتے مین
ایک یہ کہ فقہاے حنفیہ کے نزدیک مسح ربع داڑہی کا فرض ہے نیچے ٹھوڑی کے تر کرنا
کچھ ضرور نہین ہے **جواب** مسح ربع ڈاڑہی کا فرض ہے اور تر کرنا تہوڑی کے نیچے
سنت ہے کہ اتبہ اوسکا اکتفاے فرض سے زیادہ ہے نیچے تہوڑی کے منہ سے
خارج ہے دہونا اوسکا بالضرور فرض سے خارج ہے ایسی گہنی داڑہی والے کو دہونا
جلد پوشیدہ کا سنت ہے پس فرضیت مسح ربع داڑہی اور دہونے زیر زنخ مین تعارض
نہین ہے۔ **سوال دوم** دن قیامت کے دیدار باری جل شانہ کا ہوگا تو کسطور کا
ہوگا تجلی ذات با صفات سے **جواب** یہ تقریر رسالہ مین دراز تفصیل کے ساتھ
پوری اسباب مین لکہی گئی ہے کہ اظہار اوسکا اس مقام مین طول رکہتا ہے لیکن
بات مختصر یہ ہے کہ متفق علیہ اہل سنت وجماعت کا ہے دیدار الٰہی جنت مین بے کیف
ہوگا یعنے بغیر لون و شکل و عدد و جہت کے تصویر اس مقام کی محققان اہل عقل و کشف نے
کئی وجہ سے بیان کی ہے حکیم ابو نصر فارابی نے کتاب فصوص اپنے مین کہتا ہے
کہ انکشاف شئی کا کبہی اوپر وجہ جزئی شخصی کے ہوتا ہے اور کبہی وجوہ کلیہ کے
کہ عنوان ایک شخص کا ساتہ اشخاص کثیر کے ہو اول کو رویت اور ثانی کو معرفت

اور ثالث کو علم کہتے ہین حاصل وقت تعلق بدن کے اللہ تعالی سے قسم دوسری ہی اور بعد منع
بدن ... معرفت ترقی کرکے درجہ اول کو ہوجاتی ہی اسکو تعبیر رویت کی ساتھ کئی جاتی ہے
ساتھ قدرت الہی جل شانہ کے بہ نسبت اوس ذات مقدسہ کے ویسہی جرم اور لذات
دیکھنے والے اور نگاہ مین پیدا ہوگی اور اوسکو بجز ابصار اور رویت کے تعبیر سکئیے کرنا
کہ عبارت دوسری مشعر اوپر کمال انکشاف کے نہین ہے اور اس نقل مین بہی تہوڑا سا تغیر اور
اصلاح کیگئی یعنے کلام شریف مین اونکو حصول جرم و لذات باصرہ مین ہنوگا اور اتفاق علما کا آخر
کہ نام رویت ہی ادراک ہی کہ بتوسط حلبہ کے ہو نہ بجز ادراک قلبی کے اور جو نہین یہ قول
موافق تاویل معتزلہ کے ہوتا ہے اسواسطے دو تین حرف اسمین زیادہ کئی گئے اور بعضون
کے کلام سے مستفاد ہوتا ہی کہ رویت مشاہدہ مین متحقق ہوتی ہے ساتھہ حاصل ہونے
ظل مرئی کے جلیدیہ مین اور اوس جگہ سے مجمع النور مین اور اوس جگہ سے حس مشترک مین
اور اوس جگہ سے نفس ناطقہ صورت خیالیہ و وہمیہ وعقلیہ مین [illegible] کرتا ہے اور اسی رستے
نزول کرتا ہی کہ علم عقلی بواسطہ وہم وخیال کے حس مشترک نزول کرتا ہے اور شبیہ مثل دیکھنے کی
حاصل ہوتی ہے لیکن جب تک نزول جلیدیہ مین نہین ہے ابصار حقیقی کسلئے کہنا اور
اوس جہان نہین کہ نفوس مقدسہ اور مطمئنہ ہوا کمال اتصال جناب مبدء کے ساتھ پیدا کرتا؟
اور بسبب ظہور فضل الہی کے قوت مدرکہ انسانی مین رفع موانع [illegible]م اور تعطل حواس
مجمع النور اور جلیدیہ مین بہی ریزش کریگا - اور جیسا کہ خیالات اس جہان مین جہت
اور مکان مین نہین ہین و معائنہ حقیقت بہی جہت اور مکان مین ہنوگا اور دوسرے نے
کہا ہے کہ حدیث شریف جو باب رویت مین وارد ہوی اوپر نفی جہت اور سلب جسمیت کے
ایما دیتی ہے اسقدر ہی کہ وہ تجلی عبارتی صورتی سایر مظاہر سے دو وجہ سے امتیاز رکھتا ہی
لیکن سایر مخلوقات کہ یہی مظاہر صفات اوس جناب کی ہین پس باوجودیکہ ظہور ذات کا اوس مقام
مین بعنوان الوہیت ہی اور سایر مظاہر مین بعنوان خلیفہ اور انواع کائنات کے جیسا کہ آگ سے

حضرت موسی کو اواز تحقیق مین اللہ ہون نہین ہی کوئی معبود برحق مگر مین ظاہر ہوتی تھی اور لیکن
سب تجلیات صوری اور خیالی وحتی اس جہان کی اس صورت سی ہے کہ ظہور ذات مقدسہ کا اوس
مقام مین بیچ کسی صورت کے صور کائنات معلومہ سے اور نزدیک ساتھ اوس حد کے
عظمت اور کبریائی اور نور اور روشنی اور جمال اور صفا اور شمول کمالات ذاتی و اسمائی کے ہوگا کہ
حوصلہ دیکھنے والے اکمل اور اشرف کا اس سے بیچ وہم اور عقل اپنی کے گنجایش نہ رکھے اور اکثر
اوس سے تصور مین نہین آسکتا اور وہ جو کچھ اہل سنت نے کہا ہی کہ رویت اوس جہان کی
بے کیف ہی واسطے دفع اشکالات معتزلہ کے کہ ثبوت لوازم حقیقت کا کہا ہی جو حقیقت تجلی کی دنیا
ہوی سب اشکالات جاتے رہتے ہین اور باوجود اسکے بعض اکابر فرماتے ہین کہ نفس کو
بسبب استغراق قوی کے بیچ شہود حق کے ادراک کسیکا سوای زمانہ اور مکان اور جہت اور وجود
اپنے اور غیر کے نہوگا اسیکو معاینہ بے جہت و شکل و لوازم حقیقت کی کہہ سکتے ہین حاصل کلام
جیسا کہ کہا جاتا ہی کہ زید و عمر کو صریحاً ہمنے دیکھا حالانکہ سوای بعض اعراض انکی نہین دیکھا ہی ہمنے
ہرگاہ کہ یہ عبارت آسان تعبیر شاہد مین کہ موضوع لہ لغوی لفظ رویت کا ہی جاری ہوے
بیچ غایب کے ساتھ دفع اوسکے کے کسواسطے کوشش کرنا چاہیے اور کسواسطے التزام ہیچمہ
کرنا کہ کنہ ذات صرف کا تعلق فہم اور ادراک سے معرا ہی بیچ قید احساس اور ابصار کے اقتداری کے
یہ رویت حق خواص و عوام مین ساتھہ وجہ کے مختلف ہوتی ہے ایک بسبب قرب و بعد کے
دوسرے بسبب قلت و کثرت حجابونکے اور دوسرے بسبب زیادتی معرفت و صفات کے
اور کمی اوسکی کہ دنیا مین مکتسب ہوے اور تائید یہ ہی کہ بدن ارضی کو بہ نسبت روح حیوانی کے
دلمین ذات مقدسہ سے حجاب زیادہ تر ہی اور روح حیوانی کو ایسی ہی بہ نسبت عالم مثال سفلی کے مقام
جن و شیاطین کا ہی اور عالم مثال سفلی کو بہ نسبت عالم مثال علوی کے کہ مقام ملائکہ مقربین کا ہی
جو عالم مثال سے ترقی کرے صورت اوس عالم کی حاصل کرے اور بدن اوسکا حکم روح
ملکوتیہ کا پیدا کرے سو جو کچھ اس جگہ غیب ہی اوس جگہ مشاہدہ ہووے اور زمین روشن ہووے اور

بہشتی و حقایق اعمال و ہیاکل ملایک و احوال جنیت و تارمعاینہ ہوے تا جرم اعظم تجلیات
الٰہی کو کہ کارخانہ تدبیر و فیضان قضا و قدر اور نزول تراتیب کا دنیا پر اور اوتر نا امر و نہی
ملائکہ کا اوسجگہ سے بحسب مراتب اتصال نفس کے ظاہر ہووے اور روشن کرے اور ہاتھ
پاؤں کل اعضا بہ تبعیت قواے روح مطلقہ اور ارادت اوسکی کے ہون یقین ہے
کہ حالت معاینہ بصری کی حاصل کریگا واللہ اعلم بالصواب **سوال سوم** وہ جو کچھ لکھا ہے
کہ ذات حق الآن کما کان ہی اور اکثر دماؤ نمین آتا ہے پاک ہے وہ کہ نہین متغیر ہوتا ہے
اپنی ذات و صفات مین باتبہ پیدا ہونے مخلوقات کے اور حق تعالی ساتھ اسقدر
ظہور مخلوقات کے اپنی ذات و صفات مین تغیر نہ پاوے سمجھہ مین نہین آتا ہے **جواب**
مثال ظہور کائنات کی حق سبحانہ تعالی سے بڑی مثل ہے جس سے سمجھا جاتا ہے مثل
صورت کے آئینہ مین آئینہ کی ایک ذات ہی کہ جسم معین ہے اور صفات خارجیہ لازمہ
ہین مثل قدر و شکل و رنگ و شفافی و نشیب و فراز سطح مین اور موٹاپن کے اور مانند
اوسکے اور دوسرے صفات مین خارجیہ عارضیہ مانند ہیر تا سدنکا غرب سے جانب شرق کے
اور زمین سے آسمان پر پس تغیر دو قسم صفات کا ہی بیچ ظرف حصول جوہر آئینہ کے حاصل ہی
لیکن صورت منتشرہ آئینہ کی مطلقا بیچ اوس طرف کی حاصل نہین ہے و نہ ظہور و خفا اوسکا ہونے
سے ذات و صفات آئینہ تغیر آتا ہے اگرچہ ہزارون صورت نیک و بد پاک و ناپاک
اوسمین دیکھین **سوال چہارم** کافرون نے اپنے زور سے ملک پر تصرف پایا اور مدت مدید
ملک مذکور تصرف مین اون کے رہا پس ملک مذکور کے کون سے وقت اور کتنے عرصہ
مین مالک ہوتے ہین اور کونسی شرطین ہین کہ دینے زمینون کا اوس ملک سے ہبہ کرنا
اوسے بیچ حق کسیکے حلال ہووے اور اگر اسی صورت سے مسلمان متصرف ہووین اور
کسیکو دیوین لینا اوسکا روا ہووے یا نہین **سوال پنجم** اگر کفار اوپر اشیا منقولہ کے متصرف
ہووین اور کسیکو دیوین لینا اوسکا روا ہووے یا نہین **جواب** اگر کفار اوپر اشیا منقولہ

کے متصرف ہوویں جب اپنے ملک میں بیجا ویں مالک ہوئیں لیکن جو اوپر ملک کے متسلط ہوویں پس
کہ یہ ملک دار الحرب کب ہوتا ہے اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ دار الاسلام کبھی دار الحرب نہیں ہوتا اگر
ساتھ دار الحرب کے ملی وے دار الحرب ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر ایک بھی آئین اسلام سے
بوجہ اعلان کے ظاہر ہونے دار الحرب نہیں ہوتا ہے اور جو سب شعایر اسلام موقوف ہوئیں دار الحرب ہوتا ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر شعایر اسلام سے موقوف کریں دار الحرب ہوتا ہے لیکن صحیح اور راجح یہ ہے
کہ جب تک کہ لڑائی قایم ہے اور مسلمان چھڑانے اوس ملک سے عاجز نہوکے تابعدار نہووے ہیں
اور غلبہ کفار کا اوس حد تک نہو کہ جس چیز کو چاہیں شعائر اسلام سے موقوف کریں اور مسلمان بے امن
بعضے کے کفار سے اقامت کرتے ہیں اور اوپر املاک اپنی کے بے اذن اون کی تصرف ہیں
وہ ملک دار الاسلام ہے اور دار الحرب نہوا اور تصرفات عارضی اونہو کا معتبر نہیں ہے وبعد
تسلط اسلام کے وہ تصرفات اعتبار نرکھی اور جو مسلمان جنگ لڑائی سے عاجز ہون اور
تابعدار ہوویں گو کہ فکر جمع کرنے اسباب کی دلمیں رکھتے ہون لیکن مقابلہ سے عاجز ہون کافرون کی امن
میں ہون اور تصرف املاک اپنی ساتھہ اذن اہنون کی کریں اور جاری ہونا طریقون اسلام کا
از راہ بے تعصبی کافرون کے ہونہ از روی قوت مسلمانون کی وہ ملک دار الحرب ہوتا ہے اور تصرفات لوگون کے
جائز ہیں از جہہ اونکا جاری لیکن غلبہ اور تسلط مسلمانونکا اوپر شہرون کفار کے پس تصرف اوہنون کا
اوس ملک میں جائز ہے اوس امر میں جو موافق شرع کے ہے اور غصب کی اموال مسلمانون سے نہیں ہے

سوال ششم صلوۃ الوسطیٰ کون ہے اور فرضاً اگر ایک وسطیٰ ہوتی ہے چار نماز باقی رہتے
ہیں اور تصدیق کمال کی اونہون سے اٹھتی ہے **جواب** صلوۃ الوسطیٰ میں سات قول ہیں
تعین کرنا ہر ایک کا پانچ نمازون میں سے اور مجموع نمازون کا ما قول چھٹا اور مبہم ہونا بدستور ساعت جمعہ و لیلۃ القدر
اور اسم اعظم کی قول ساتوان صحیح و ارجح یہی ہے کہ صلوۃ وسطیٰ صلوۃ عصر ہے اور چار نماز باقی سے قید کمال کی وسطیٰ
نہیں ہے کسو وسطیٰ او قید صلوۃ وسطیٰ بیچ ذات اوسکی کے نہیں ہے بلکہ بیچ محافظت اداب زایدہ کے ہے
جیسے وقت مستحب و جماعت مسجد اور اسباغ وضو و مسواک اور اذان و اقامت و مزید اطمینان و کثرت

انکار اور زیادتی تاکید کی ان امور مین قبیل زیادتی افضل کے ہی اوپر فاضل کے نہ فاضل کی اوپر ناقص کے اوپر بیچ ثبوت اسقدر تفاوت کی تحقیق شبہ نہین ہے واللہ اعلم **سوال ہفتم** شریعت معلوم نہین کہ احکام ظاہری کو کہتے ہین اور اوسکے ساتھ مامور ہین و طریقت و حقیقت و معرفت کہ ذکر اونکا بیچ رسایل کے آتا ہی سمجھہ نہین آتا ہی کہ کیا چیز ہے **جواب** لفظ شریعت کے دو معنی ہین عام اور خاص معنی اول وہ ہین کہ لاے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امور دینیکے اعتقاد و عمل و خلق و حال و نیت و رخصت و عزیمت و امر و نہی و معنی دوم وہ جو کچہہ تعلق ساتھ عمل جوارح کے رکھے عبادت مالی و بدنی و معاملات مالی و بدنی اوربیان اوسکا ذمہ فقیہ کے ہے اور کتب فقہ مین مذکور ہوتا ہی اور سیالیسے کو مقابل طریقت اور اخوات اوسکا کرتے ہین پس وہ جو کچہہ تعلق ساتھ اخلاق و دینیات و اداب عبادت کے اوپر وجہ تقید کے رکھے طریقت ہی اور وہ جو کچہہ ساتھ اخلاص و عین الیقین و تحصیل مشاہدہ و استغراق کے تعلق رکھے حقیقت ہے اور وہ جو کچہہ تعلق ساتھ مکاشفہ اسرار اعتقاد کے رکھے کیفیت توحید و معیت و قربیت و اسرار محبت و ولا و مراتب ولایت و اولیا و مانند اوسکے اوسکو معرفت کہتے ہین اور یہہ سب بیچ معنی اول شریعت کے داخل ہین بیچ ہے بیچ ہر فن کے کاملان اوس فن نے غیر منصوص کو استنباط کر کے ساتھ منصوص ملا کر کے شرح اور بسط و دیکرکے ساتھ بیان کر کے علم جداگانہ استخراج کیا ہی اور یہی نام کے ساتھ نام رکھدیا ہے **سوال ہشتم** معرفت کمال ہر شی کی سطح سے ہوتی ہی کسو اوسکی کو دیکھنے اور سننے اور کہلنیسے معرفت کامل حاصل نہین ہوتی ہی **جواب** حقایق اشیا اللہ تعالی کی صفتونکا پرتو ہی اور ظہور اونکا خارج مین چار علتون سے ہی علت فاعلی و غائی و مادی و صوری اور ظہور کمال ان حقایق کا ساتھہ ترتیب آثار مختصر اونکی کے ہی کہ حصول ثمرات ذاتیہ و نیز معرفت کمال ہر چیز کی بابا بمال ساتھہ تجلی ذات حق کے ہے اور یہا تک کہ ضمن ہر شی مین اوسکی تجلی بعد و مشاہدہ کثرت کے وحدت مین مقام سیر الیہ مین اشیا مین حاصل ہوتی ہی اور تفصیل اوسکی ساتھہ احاطہ مبادی اور خواص اوسکی سے ہی قوانین حکمیہ سے متعہ تشخیص مبدء تعین کے اور مراتب تنزل اوسکی قوامین کنفیہ اہکار محسوسات سے ہوے ادراک ساتھہ حواس کے ہی بیچ تمام بجز معرفت حقیقت اوسکی کے داخل ہے واللہ اعلم

سوال نہم قصۂ ابلیس کا جو کلام اللہ مین وارد ہی معلوم نہین کہ سوال جواب اوسکا کسطرح
ہوا یعنے بطور الہام کے یا بطور دیگر جواب یہہ کلام نقلیات مین وارد نہین لیکن ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ شقی ندا ہاتف غیب سے سنتا تہا اور جانتا تہا کہ یہ ندائے الٰہی ہے یعنی
ایک ملائکہ سے کلام قہر الٰہی کو ادا کرتا تہا جسکو یہہ نہ دیکہہ سکتا تہا نہ پہچان سکتا تھا
لیکن جاننا چاہیے کہ کفر اس ملعون کا از روے نادانی و جہل نہین ہے بلکہ کفر اسکا از
روے بغاوت و عناد کے ہے اور آگے لعنت سے تو قوت ملکیہ حاصل تہی غیب
سے القا ہوا کرتا تھا بعد لعنت بہی قوت اسکی زایل نہین ہوئی یعنے ہر کسیکو راہ حق سے
بہلانے کی سعی کرتا ہے نعوذ باللہ منہ واللہ اعلم سوال دہم بزر میثاق سجدہ ارواح
کا مشہور ہے اور کلام اللہ سے اسیقدر معلوم ہوا کہ الست بربکم۔ قالوا بلا۔ یعنے خلقت
جملہ ارواح کو حکم حق ہوا کہ الست بربکم یعنے آیا مین تمہارا رب نہین ہون قالوا بلا
یعنے سب ارواحین کہین کہ ہان بیشک تو ہمارا رب ہے اور تعبیر کسطرح پر ہے
نہین کہ بعد اقرار ارواحین ایک سجدہ کین یا دو یا کوئی تارک سجدہ بہی ہوا جواب
سجدہ تو اس مقام پر مروی نہین ہے بلکہ مومنین نے جنکا خاتمہ ایمان پر ہے جواب حکم
الٰہی کا بے توقف دیا اور کافرون نے توقف کے بعد البتہ بعض فقہا کہتے ہین کہ انبیا
نے دو سجدہ کئے ہین اور عوام مومنین نے ایک سجدہ اور کافرون نے سجدہ نہین کیا
سند اس قول کی معلوم نہین ہوتی ہے لیکن احادیث اور آیات سے چار شخصون سے
قرار لینا معلوم ہوتا ہے اول پانچ پیغمبر اولو العزم سے دوسرے سب پیغمبرون سے تیسرے
علما چہارم عام سے اللہ تعالی نے فرمایا (اور جسوقت لیا ہمنے پیغمبرون سے
اقرار اونکا اور تجہسے اور نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسی بن مریم سے اقرار مضبوط)
اور دوسری جگہ فرمایا (جسوقت لیا اللہ نے اقرار پیغمبرون سے اوس چیز کا کہ دی تمکو
کتاب اور حکمت پہر آیا تمہیں رسول تصدیق کرنیوالا اوس ہے لیے کہ جو تمہارے پاس ہے

کہ تحقیق ایمان لاؤ تم اور مدد کرو تم اوسکی) اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ (اور جسوقت
لیا اللہ تعالی نے اقرار اون لوگون سے جنکو دیگئی تہی کتاب تحقیق بیان کرو تم اوسکو
لوگون سے اور نہ چہپاؤ تم اوسکو) اور دوسرے مقام پر فرمایا (اور جسوقت لیا رب
تیرے نے بنی آدم کی پشت سے اونکی ذریت کو اور گواہ کر لیا اونکو اونکی نفسون پر
کہ کیا نہین ہون مین رب تمہارا کہا ہان) واللہ اعلم **سوال گیارہوان** حالت
برہنگی مین کلام حرام ہے اور جو عورت و مرد جمع ہون ذکر اللہ کا ضرور ہے یہہ دوام
باہم مخالف ہین **جواب** حالت برہنگی مین کلام حرام نہین ہے بلکہ مکروہ ہے
اور مکروہ بہی کلام کرنا ایک کا دوسرے کے ساتہ ہے نہ فقط تلفظ زبان سے اور
اللہ کا ذکر بلیت جگہ نجاست کے منع ہے اور بیچ شغل جماع کے نہین اور باوجود
اسکے علماء نے لکہا ہے کہ ذکر اللہ بیت الخلاء اور بہی وقت جماع مین آگے آنے اور
کشف ستر سے کرنا مسنون ہے مبائن اور منافات نہین ہے واللہ اعلم
سوال بارہوان دیکہنا جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت نوم فرقہ سنیہ اور شیعیہ
دونون کو میسر ہوتا ہے اور ہر ایک خوبیان جناب کی بیان کرتے ہین اور احکام موافق
اپنے نقل کرتے ہین اغلب کہ دونون فرقون کو زیادہ کرنا اوس جناب مین خوش نہین
آتا ہے اور خطرات شیطانی کو وہان دخل نہین ہے اسکو کیا تصور کرین **جواب**
مضمون حدیث (جسنے دیکہا مجہے خواب مین پس تحقیق دیکہا) گو اکثر علماء تحقیق
بصورت مدفونہ روضہ منورہ کے کی ہے اور بعضے تو تفہیم کی جمیع صورت کی کہ
انجناب ابتداے نبوت سے وفات تک جوانی اور بڑی عمر اور سفر اور حضر اور صحت
اور مرض مین اوسپر رہے ہین تو اور سنی او شیعی کا اوسپر احتمال سے زیادہ نہین ہے
اور واقع ہونا اوسکا ثابت نہین ہوا اور نہین اعتراضات وضعیات پر لیکن تحقیق یہ
ہے کہ دیکہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مین اوپر چار قسم کے ہو سکیگا

ایک رویای آلہی کہ اتصال تعین کا ساتھہ اوس جناب کے ہے اور دوسرے ملکی یعنی اوس
کہ دیکھنا متعلقات آنجناب کے ہے دین وسنت و ورثہ ولنسبہ حضرت سے
اور درجہ سالک بیچ متابعت ومحبت حضرت کے اور مانند اوسکے بیچ صورت
اوس جناب مقدس کے پردہ مناسبات مین کہ فن تعبیر معتبر ہین اور تیسرے
نفسانی کہ ظہور صورت اعتقاد پر اپنے کا ہے کہ اوپر لوح خیال منقوش ہے مثل انطباع
صورت کے اوپر کاغذ کے یہہ تین قسم رویا کی بیچ حق اوس جناب کے جایز ہے
اور قسم چہارم کہ شیطانی ہے یعنے تمثل شیطان کا صورت مین آنجناب کے بہی ممنوع
ہے لیکن بیچ قسم تیسری کے شیطان کبہی آواز اور کلام تلبیس کرتا ہے اور وسوسہ
ڈالتا ہے جیسا کہ ساتہہ شہادت بعض روایات کے بیچ وقت قراءت سورۂ نجم کے وقت
سکوت آنجناب کے شیطان نے حروف وسوسہ کا کہا بعض سامعین مشرکین کو
مشتبہ کیا وقت حیات مین یہہ معنی ممکن ہوے خواب مین کسطرح ممکن نہین ہے (لہذا
شریعت غرا مین احکام خواب کو صحیح نہین گنتے ہین اور احادیث مشہورہ مین سے نہین
جانتے ہین احیانا اگر اہل بدعت نے دیکھنا آنجناب کا ساتہہ صحت کے ہو یہ بہی
اس قسم سے ہوگا واللہ اعلم ہمیشہ خطون سے خوش کرتے ہوین - **جواب**
شہادت مشرکین درباب مشیت آلہی قولہ تعالی (قریب ہی کہ کہین گے مشرکین اگر چاہتا
اللہ نہ شرک کرتے ہم -) اور قول اللہ تعالی کا (اور نہ رد کیا جاویگا خوف اوسکا مجرمین
سے) اس مقام پر ایک شبہہ مشرکین کو ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ رد عذاب قوم مجرمین
سے جاننا ہی کیا ولا مستحقین عذاب یہہ قوم مجرمین ہون گے بیان اوسکا یہہ ہے کہ
مسلمان کہتے ہین کہ ہر چیز مشیت آلہی سے ہے پس شرک کہ اعلی قسم کفر کا ہے
اور تحریم حلال کہ ادنی قسم اقسام کفر کا ہے سب مشیت آلہی سے ہے کہ سوا اسکے
کہ اگر مشیت اللہ تعالی کی متعلق اوسکے خلاف مین ہوتی البتہ وہی ہوتا مان باپ

چاہتے کیا قسم شرک اور کیا تحریم حلال اور ہم کر سکتے تھے اور جو نہیں مشیت
چاہتے غالب اوپر مشیت خدا کے ہوتی اور جو شرک اور تحریم حلال ساتھ مشیت
اللہ تعالی کے ہوے عذاب اوسپر کسطرح متصور ہو گا کہ خلاق اوسکا مقدور خلق کا نہین
ہے اللہ تعالی نے اس شبہ کا تین طریقون سے جواب فرمایا موافق ترتیب مناظرہ کے
اول نقض دوم حل سوم قول بالموجب نقض یہہ ہے کہ حق تعالی نے باجماع مسلمانون
اور کافرون کے بعض امم سابقہ کو برشرک وتحریم حلال کے عذاب فرمایا ہی اگر یہہ عذر واقعی ہوتا
یہہ کیون معذب ہوتے مثل عاد وثمود وقوم مدین وفرعون وہامان اور کفار اوس
زمانہ نے احوال این امم کا تواتر کے ساتھہ سنا تہا بلکہ آثار عذاب کے دیکہے تھے اور
حل یہہ ہے کہ مشیت دفع عذاب کا نہین کرتی ہے بہت چیزین ہین کہ مشیت الٰہی سے
واقع ہوتی ہین مثل زنا وسرقہ ولواطت وقتل وظلم اور اوسپر عذاب ہوا اور ہوتا ہے
کسواسطے کہ یہہ مشیت تابع ارادہ اور مشیت بندون کے ہے تا جو کچہہ ارادہ کرین موافق
اوسکے حق تعالی پیدا کرے سچ ہے مشیت قاہرہ کہ خلاف ارادہ اور مشیت بندہ کے
ہووے دافع عذاب کی ہے کسواسطے بندہ اوسمین مثل پتہر اور بے عقل کے ہے اور فرق
درمیان اوس شخص کے آپ کو کوٹہے کے اوپر سے گرائے یا کوئین مین ڈالے اور
اوسکے کہ بے اختیار پاؤن کی لغزش سے کوٹہی کے اوپر سے گرے یا کوئی مین جاوے
اوپر ہی ہوا اسواسطے فرمایا کہ (آیا ہے نزدیک تمہارے علم پس نکالو اوسکے واسطے ہمارے
آخر تک اور قول بالموجب وہ ہے کہ مسلم رکہا ہمنے کہ شرک کافرون اور اون کے
بڑون کا مشیت الٰہی سے ہے لیکن عذاب دینا اونکا بہی مشیت آلٰہی سے ہے پہر
دفع اوسکا نہین ہو سکتا ہے جیسا کہ دفع کفر وشرک کا نہین ہو سکتا ہے پس اپنے
کہنے پر الزام کہایا اور یہی ہین معنی قول بالموجب کے بیچ اصطلاح اہل مناظرہ کے کہ دعوے
دشمن کو مسلم رکہین اور اوسکے کہے پر اوسکو الزام دیوین۔ اور یہی ہین معنے

(کہو واسطے اللہ کے ہے دلیل بڑی) آخر تک لیکن قول اللہ تعالی کا ہے (لاؤ گواہ اپنے
ایسے جو گواہی دین کہ تحقیق اللہ نے حرام کیا اوسکو) پس یہہ آیت یہود یون کے جواب
مین واقع ہے اور متعلق ساتھ قول اوسکے کے (یہ جزا دی ہمنے بسبب گمراہی اون
کے) اور قول اللہ تعالی کا دن قیامت کے حاضر کرین لوین سب کو اور یہہ کہا جاوے
کہ اے گواہ جنکی بہت تابع کی تمنے انسانون سے سابق مذکور ہوا کہ (دور کیا ہمنے ہر قریہ مین
بڑے مجرمین اوسکی تا مکر کرین اوسمین اور نہین مکر کرتے ہین مگر اپنے نفسون کے ساتھ اور
جانتے نہین ہین اوسکے بعد تھوڑے کلمہ اون کے مذکور ہوئے قول اللہ تعالی کا جب اونپر
آیتہ کہا اونہون نے ہرگز ایمان نہ لاوین گے ہم وعید واقع ہوی مکر کرنیوالونکو ساتھ
ذلت اور رسوائی اور قتل اور قید کے دنیا مین اب مذکور فرماتے ہین کہ دن قیامت کے
سب مکر کرنیوالون کو یکجا حاضر کرین اور فرقہ جن کو اصل الاصول مکر کے ہین خطاب فرمایا
تحقیق بہت تابع کیا تمنے فرقہ انسان کو اپنے مکر و حیلہ سے او مطیع اور فرمان بردار اپنا
کیا تا کہ شہوت مین غرق رہین اور اصلا خدا کیطرف توجہ نکرین۔ اور فکر آخرت اونکی دلون
مین نہو جب آدمی اس خطاب سے بوئی عتاب کی سونگھین گے عذر اپنا بیچ تابع ہونے
خیالون کے بیان کرینگے اور حاصل عذر یہہ ہے کہ ہم نے جن اور شیاطین سے اسوجہ سے
فریب کھایا کہ ہمکو تنبیہ قریب اور مواخذہ جلد کی اوپر شرک اور گناہ کے تمہاری طرف سے
واقع نہوے بلکہ مہلت درازی تمنے اور باعث اتباع بہرہ مندیکا ہوا خیالون کو کہ نذریہ
آگ کی نذرین اور قربانی اونہون کیطرف سے اونکو پہونچتے تہین اور پورا ہونا مطلب
خزینہ کا مثل دینے فرزند و مال اور خبرون کو دور پہونچانا اور احوال نمائین سے اطلاع دینا
اور دشمن کا دفع کرنا اور حاضر ہونا وقت ندا اور دعا کے جنا تون کی طرف آدمیون کو
پہونچاتا ہے اور جلد مواخذہ واقع نہوا یہانتک کہ عمر کو تمام کیا ہمنے اور اپنے اجل کو ہم پہونچے
اور اگر فی الفور شرک و ہر گناہ پہ تنبیہ اور تعذیب ہوتی ہے متنبہ ہوکے اتباع جن نہ

دست بردار ہوتے اور توبہ کرتے ہم اور نادم ہوتے ہم اللہ تعالی فرماویگا (آگ تمہاری جگہ ہے ہمیشہ کے واسطے) یعنے جب تمنے دنیا اپنی اتباع جناتون اور تبو وسوسون شیاطین مین گزرانی آخرت مین بہی آگ کہ اصل مادہ جن اور شیاطین ہے مقام تمہارا ہے لیکن وہ جو چاہے اللہ تعالی یعنی جیسا کہ بعض اوقات مین دنیا مین بہی خالی اتباع جن وشیاطین سے تہے تم اسجگہ بہی بعض اوقات مین خالی اتباع جن سے آگ سے طبقہ زمہریر مین پہونچگئے تم اور جب کہ جزا کا کمال موافقت عمل کے ساتھ بیداکی ثابت ہوا کہ تحقیق رب تیرا حکیم اور علیم ہے اور یہہ امر بخصوص ساتھہ فرقہ جن وانس کے نہین ہے بلکہ (ایسہی دلیر کرتے ہین ہم بعض ظالمین کے بعض کو) یعنے ایسہی مسلط اور والی کرینگے ہم بعض ظالمین کو بعض پر اگرچہ ایک جنس سے ہون مثل آدمیون کے کہ گمراہ کرنے والے ایک دوسرے کے ہین ایسی قسم کی جزا پاوینگے اور گمراہ ہونے والے اون سے بیزار ہونگے اور ایسہی بعض جن بعض سے بلکہ بعض عرب بعض عرب سے اور بعض ہنود بعض ہنود سے **جواب مسئلہ مس مصحف** مسئلہ چہونے قرآن کا بے وضو اور بے غسل اور حائض اور نفساء کا مختلف فیہ ہے اور اون صاحب نے مذاہب مختلفہ حنفیہ وشافعیہ اور بخاریکو لکہا ہے حاجت اعادہ کی نہین ہے لیکن عدم جواز پکڑنے مہار اوس شتر کی جسپر قرآن ہو نسبت ساتھہ شافعیہ کے کی ہے کتب شافعیہ مین موجود نہین ہے ظاہرا کسی شخص نے بطریق مبالغہ کے لکہا ہی سمجہ بے محل ہے صندوق قرآن اور تہیلا کہ بیچ اوسکے قرآن ہو نزدیک اونکے درست نہین ہے اور مذہب بخاریکا کہ لکہا ہے اپنی کتاب مین اوسکی تصریح نہین کی مگر ذکر مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ قراءت قرآن کی خاص بے غسل کو جایز رکہی ہے استنباط کرسکتے ہین کہ مس قرآن کا بہی اوسکو جایز ہوے حالا اصل ان سب مذاہب کی سمجہنا چاہیئے انشاءاللہ تعالی سب عقدے کہل جاوینگے اور استعداد سب اوٹہہ جاوینگے حقیقت

یہہ ہے کہ احادیث صحیحہ مین بہی وارد ہے کہ مس کرنے قرآن کو مگر طاہر مس مین ہی
اصل ہے اور قرارت مین یہہ حدیث ہی نہین احلال قرآن خالص اور جنب کو اور حل
مین کوئی حدیث وارد نہین ہوی دوسرے وہ کہ کتابت مستلزم مس کی ہے بس حکم کتابت
حکم مس کا ہووے یعنے حرمت بخلاف نظر کے کہ مستلزم مس کا نہین ہے اور واسطے
ملزوم کے ہے حکم لازم کا بنا بر قاعدہ عقلیہ کے اب چاہیئے سننا کہ مراد قرآن سے اس
عبارت مین (لا یمس القرآن الا الطاہر) حقیقت کہ کلام نفی ہے اور دوال اوسپر کلام لفظی
سے مراد نہین ہے اسواسطے کہ نہین ممکن مس کرنا اون دونون کا کسواسطے کہ اول
صفات باری جل جلالہ سے ہے اور ثانی کیفیت قائمہ ہواس لیس مراد نہین ہے
مگر نقوش والہ اوسپر یعنے مکتوب اور ساتھہ اس معنی کے اشارہ کیا ہے مفسرین مثل
کشاف و مدارک کہ ایک جگہ پر کہا ہے مراد مس سے مکتوب ہی بس یہہ عبارت
توجیہہ ہے بیان مذہب کیکا نہین ہے آئے ہم اسپر کہ اختلاف درمیان حنفی اور شافعی
کے کسطرح پڑا بیان اوسکا یہہ ہے کہ مراد قرآن سے اسجگہ مصحف ہی بالاجماع اور مس
کرنا مصحف بالنص حرام ہے تفتیش چاہیئے کرنا کہ مصحف کسکو کہتے ہین ظاہر ہے کہ
مصحف بلکہ جمیع اسمائے کتب جسقدر لکہا ہوا اون کتب مین سو عرف محصور نہین ہے
بلکہ حواشی اس کتاب کے اور بیاض السطور و جلد متصل و غلاف کہ ساتہہ جلد کے متصل
ہے سب کو مصحف اور کتاب کہتے ہین لیس مس کرنا ان چیزونکا حرام ہوا اور ان چیزون
کو تبعاً حکم مکتوب کا دیا واسطے فرق کے درمیان متصل و منفصل کے کہ مقرر ہے جیسے
کہ بیع زمین مین کہ وہ متصل اوس زمین کے ساتھہ ہووے داخل ہوتا ہے بلا ذکر کے اور
وہ معرض انفصال ہو داخل نہین ہوتا ہے مثل کنجی اور ہر تن رکہی ہووے اور چارپایان
بخلاف درختون اور عمارات کے کہ بلا خلاف داخل ہوتے ہین لیس مذہب حنفیہ درست
ہوا اور مس غلاف علیحدہ خواہ بعلاقہ یا بغیر علاقہ کے ہو اور جزدان کہ اوسمین قرآن

بلا تکلف جایز ہوا کہ مس ان چیزونکا مس اون چیزون کا سا نہین ہے نہ عرفاً اور
نہ حقیقتاً اور شافعیہ نے کہا ہے کہ عرف مین جو غور کیجاوے اور باریک نظر سے
دیکھا جاوے اور رعایت احتیاط کی منظور ہووے اوس شئی کو گو منفصل ہو
حکم شئی کا دیتے ہین پس محل ہی حرام ہوا اسواسطے کہ مستلزم ہی مظروف کو اور حکم
ظرف کا حکم مظروف کا ہے اور اسی واسطے مس اوس برتن کا جسمین کوئی چیز
بزرگ ہو جایز نہین رکھتے ہین اور مقام ادب کا بلند تر اس سے سمجھے ہین بعد اوسکے
قیاس مساوات درست کرتے ہین ہم کہ ظرف الشئی اور ایسہی ظرف ظرف الشئی واسطے
اوسکے حکم ماتحت اوسکے کا اور قیاس مساوات اسجگہہ صحیح ہے کہ مقدمہ اجنبیہ صادق آتا
ہے اسواسطے کہ ظرف الظرف ظرف ہی لیکن اسجگہ کہ مغالطہ وارد ہوتا ہے اور شافعیہ
کے اوپر وہ یہہ ہے کہ مس دیوارون اوس گہر کا کہ جسمین صندوق مین مصحف رکہا ہو
جایز نہووے جواب اوسکا یہہ ہے کہ ظرف شئی کا دو قسم کا ہوتا ہے اول وہ کہ
نقل شئی سے ظرف منتقل ہووے عرفاً اور وہ ظرف مخصوص ہے اور ثانی ظرف
وہ ہے کہ نہ منتقل ہو شئی کی نقل سے جیسے گہر پس تحقیق نہین کہا جاتا ہے موتی
ڈبیہ مین ہین اور ڈبیہ گہر مین تو موتی گہر مین ہوے لیکن گہر نہین منتقل ہوتا ہے
ساتہہ نقل موتیون کے بخلاف ڈبہ پس اس قسم کا ظرف مختص ساتہہ اوس شئی کے
نہین ہوا اور یہی چاہیئے جاننا کہ فرق ہے بالاجماع بیچ بیان اوسکے کہ الفاظ قرآن
اوسمین لکہے ہون ساتہہ وجہ قرآن ہونے کے یہانتک کہ اوسکو مصحف کہہ سکتے ہین
پس چہونا اوسکا حرام ہے جیسا کہ ایک پرچہ کاغذ پر ایک قرآن کہ لکہی ہو یا وہ تعویذ
کہ اوسمین آیت قرآن لکہی ہو یا روپیہ کہ اوپر آیت قرآنی نقش کئے ہو پس مس ان
کل چیزون کا حرام ہے نزدیک حنفیہ کے ہی اور ایسہی نزدیک شافعیہ کے کسواسطے
اور مین مرقوم ہے اور نہین حرام ہے محل اوسکا سامان اور ظرف مین جب کہ نہو

مقصود بالحمل اگرچہ جانا ہو بخلاف صندوق کے کہ اوسمین محض مصحف رکہا ہوا اور
منشاء اس فرق کا یہی ہے کہ ظرف بشی مختص ہو ساتھہ اس شی کے بخلاف
مشترک فیہ کے اور مذہب بخاری اور ابن ماجہ وغیرہ اصحاب حاجت توجیہ کی نہی
ورابتک کوئی چیز صاف کتاب اوسکی سے معلوم نہین ہوتی ہے بیچہہ سے
استدلال اوسکی ساتھہ بھیجی کتاب کے طرف قیصر کے کہ اوسمین دو آیت قرآن
لکہی ہوئی تہین اور جواز مس جنب یا محدث کے درست نہین ہے کسواسطے کہ کہنا
دو آیت کا خط مین یا کتاب کے بوجہ قرآن ہونیکے نتہی ورجو نہین مس کتاب گلستان
کہ اوسمین آیت اعملوا آل داؤد شکرا الخ و دیگر آیات قرآن ہین جایز نہوی اور
ایسیہی مس خطوط کہ مقام تعزیت مین انا للہ وانا الیہ راجعون لکھتے ہین اور مقام
شکر مین الحمد للہ رب العالمین لکھتے ہین کسیکو درست نہووے اور اسیواسطے
تفاسیر کا بشرطیکہ زیادہ قرآن اوسمین نہووے جایز رکھا ہے یہہ ہے توجیہ مذاہب
متنوعہ کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **سوال** رنگ نوروز کیا معنی رکہتا ہے **جواب**
نوروز کہ عبارت تحویل الشمس ہے برج حمل مین ہر سال منجمین رنگ کیا درمیان آدمیون
کے اور کیا فلزات ونباتات وحیوانات وطلوع وایام وساعات کے پس ایسہی رنگ
واسطے ہر ایک خاص کے ہین اور کہتے ہین کہ تصدیق اوسکی یہہ ہے کہ جب رنگ کسی
جنس کا ساتھہ اس قاعدہ کے استخراج کرین ہم مطابق پڑتا ہے پس اس مناسبت سے
رنگ نوروز مقرر کرتے ہین نہ وہ کہ فی نفسہ رکہتا ہووے اور ثانیا وہ کہ وقت
نوروز کے ساتھہ رنگ صاحب ساعت وصاحب طالع کے ترتیب دیکر بیان کرتے
ہین اور ان رنگون کی اون ستارون مین کوئی حقیقت نہین ہے لیکن نسبت کرنا
ساتھہ نوروز کے اسناد مجازی ہے بعلاقہ ظرفیت زمانہ کے **سوال** ترکون نے
کہ بارہ سال کو ساتھہ جانورون کے قرار دیا ہے کسوجہ سے ہے اور عوام کہ اوسکو

سواری نوروز کہتے ہین کیا معنی رکہتا ہے ترکون نے باریک مناسب خفیہ ان اسامی
مقرر کی ہے لیکن ظاہر وہ ہے کہ بمجرد اصطلاح کے ہے و یا باستقرار ناقص کے
کہ وقت تسمیہ کے حاصل ہوا مثل تولد ان حیوانات کے کہ اوس سال مین زیادہ
ہوا ہو یا آدمیون کو رغبت ساتھ صفات مالوفہ ان حیوانات کے زیادہ ہوے ہوا اور
تسمیہ آدمیونکا اوس دن کو ساتھ سواری نوروز کے محض توہم واہی ہے سوال
تقسیم بروج بارہ کا اور نام اون کے واسطے اجزاے سطح فلک کے ہے یا واسطے
جثہ کواکب کے کہ اوپر صورت مسمیات ان اسمار کے واقع ہوے جواب اہل یونان
نے اسامی بروج کو واسطے اجزاء فلک کی مقرر کئے ہین کہ ساتھ تہای کرنے ہر ایک
چار ربعون منطقۃ البروج کے کہ مابین نقطہ اعتدال و انقلاب کے حاصل ہوا اور بیچ
خطوط کواکب اور احکام کے سعادت اور نحوست جہان کو کام مین لیجاتی ہین اور تسمیہ
ساتھہ ان اسامی کے اس واسطے تہا کہ اعتقاد نام رکہنے والون کا عدم انتقال او صورت
سے تہا اور متاخرین سے اونکا اتباع کیا لیکن اہل ہند بروج کی راس کہتے ہین اور
دو طریقے سے اعتبار کرتے ہین ایک بیچ ضبط ایام اور فصول اور سالون کے باعث
تقطیعون کے اور دوسرے بیچ ضبط خطوط کے اور احکام سعادت اور نحوست کے
بحسب صورت کے اور اول کو حساب سائن نام رکہتے ہین اور ثانی کو حساب نرین اور
یہہ تفریق حساب فلک و اختلاف کی فلک ہشتم سے زیادہ مناسب ہے اگرچہ اہل ہند
موافق اہل فرنگ کی اعتقاد وجود فلک کا نہین رکہتے ہین بلکہ خلاف جانتے ہین
بساطت اور ترکیب کیا پہونچی واللہ اعلم سوال کیا شیخ محی الدین بن العربی نے
فضائل سوال مین بہر ذیقعدہ مین بہر محرم مین اور متعدد تفضیل بیان کین اور کہا کہ
منتہی ہوا علم ہے اوس کو فضیلت مین میرے ظن غالب مین پس تحقیق نہین تحقیق لی
بیچ اس مین فضیلت کی اور نہین مراد اونکو کہون وہ کہ مین نہین جانتا ہون ا ر کہا

ا۔ سنکرات ۔

دوسرے مقام مین کہ اختیار کیا اللہ نے مہینون مین سے رمضان کو بسبب مشارکت
اوسکے کے ساتھہ اسم اللہ تعالی کے پس تحقیق وارد ہوا کہ البتہ رمضان بعض اسماء اللہ
تعالی سے ہے پس متعلق واسطے اوسکے عظمت فخر کرتا ہے جسکی وجہ سے تمام مہینون
پر انتہی العکس جاری ہونا احکام شریعت کا اوپر مہینون قمریہ کا ہے نہ شمسیہ کے
اور سوال اس کلام سے کئے امر ہین آیا فضایل مہینون کے ایسہی ہے آیا رمضان
ہے بعض اسماء الہی سے پس کیا معنی ہین اور کیا سر ہے بیچ اجراے احکام الشریعت
اور مہینون قمریہ کے نہ شمسیہ کے جواب نہین پوشیدہ ہے کہ تحقیق نظر تفضیل
کی درمیان اشیاء کے مختلف ہوتی ہے اختلاف مقاصد کے ساتھہ پس نزدیک
امیرون کے ہاتہی افضل ہے گہوڑے سے اور نزدیک غازیون کے بالعکس ہے
اور نزدیک دہقان کے اونٹ افضل ہے ان دونون سے اور نزدیک بیکار لوگون
کے بیکاری بہتر ان سب سے یقینا جب کہ یہہ بیان کردیا گیا پس کہتے ہین ہم برکت قرآن
کی اس آیتہ مین البتہ الذی انزل فیہ القرآن اور اوسمین قایم ہوی فرضیت
روزے کی اور اسمین لیلۃ القدر سات برکات علوم کے اور برکت ربیع الاول کی
ساتھہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوسمین ابتدا ہے اور ساتھہ پہلنے برکات صلی اللہ
علیہ وسلم کے امت پر اسقدر جتنے پہونچے اون سے حضرت پیدا یا درود شریف
اور خیرات طعام سے اور برکت عامہ نبویہ ہے اور نبویہ بعد الہی کے ہی اور برکت
رجب کی خاص واسطے اللہ کے ہے اور برکت شعبان کی خاصہ نبویہ ہے واسطے اہل
مجاہدہ کے اور واسطے ملازمت نوافل کے اسواسطے کہ وہ مہینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے اور برکات خاصہ بعد عامہ کے ہوتے ہین اور برکت ذی الحجہ برکت خاصہ
الہی ہے مکان مخصوص مین لیکن وہ مقصود ہے اور برکت شوال وذی القعدہ بہی
ایسہی ہے لیکن تحقیق وہ وسیلہ طرف حج مقصود کے لیکن ہوتے ہین شوال مین

تھا یا برکات رمضان کے نہ ذیقعدہ مین اسواسطے مقدم کیا اوپر ذیقعدہ کے اور برکت محرم اکثر تہی اوپر اسمہ سابقہ کے اور وہ جو ہوتا سیدالشہدا کو ارتفاع درجات شہادت سے بیچ صورت بلا او بسبب اسکے اسواسطے موخر ہوئی فضیلت اوسکی اور نہین باقی مہینہ مین زیادہ برکتین اور نہ مہینے بیچ برکت شعبان کی پس جبت لیلۃ البرات اور اوسمین ہونے تقدیر است ہوا دسے سال بہر کے اور برکت ذی الحجہ کی موافق اوس کے ہے جو دلالت کرتا ہے اوپر قول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے کوئی دن کہ عمل صالح احب ہو اللہ کے نزدیک عشرذی الحجہ سے ہوتا ہر روزہ اوسکے ہر دن کا برابر سال بہر کے روزہ کے اور تہجد ہر رات اوسمین برابر ہے لیلۃ القدر کے اور برکت یوم عرفہ کی پس تحقیق روزہ اوسکا کفارہ ہے گناہون سنین ماضیہ کا اور برسون آنے والون کا اور برکت محرم کی اسمین ثابت ہے کہ تحقیق شروع مہینہ سال کا ہے پس شیخ محی الدین عربی نے نہین التفات کیا طرف اسکے اور باوجود اسکے پس شیخ مذکور نے جب کہ بیان کی یہہ ترتیب انہون نے خود نہین حاجت ہے ہمکو تعرض کی لیکن تحقیق ہمنے اشارہ کردیا طرف مواضع خلاف کے اوسکے ساتھ پس سمجہو اور فکر کرو لیکن تسمیہ حق سبحانہ کا رمضان کے ساتھہ پس قول مجاہد کا ہے اور امید ہے کہ ہو سماعت اوسکی شفقت سے اسواسطے کہ اعادۃ الہی تو فیقیہ ہین اور شاید سبب تسمیہ کا یہہ ہو کہ تحقیق یہہ لفظ مشعر ہے گرم کرنے اور سوزش اور کہلنے کا اور یہہ ایک شان ہے شانون نور اعظم الہی سے جیسا کہ وارد ہوا حدیث صحیح مین حجاب نور اگر کہولا جاوے البتہ جلادے انوار وجہ اوسکی کے ہر چیز منتہی ہووے طرف اوسکے بصر مخلوق اوسکی کے اور کافی وہ جو اشارہ کیا جبرئیل علیہ السلام نے اگر قریب ہوتا مین ایک چوٹی برابر البتہ جلتا مین اور کافی وہ جو روایت کیا گیا ہے کہ طور جیسا سطوت تجلی سے اور انوار حق سبحانہ کرتے ہین آثار حرارت کے پس شاید نام کیا اس سبب سے رمضان ولیکن مشہور و معروف یہہ ہے کہ تحقیق وہ نام مہینہ کا ہے

لیکن وابستہ کرنا حق سبحانہ کا حرف تکلیفون کو اختلاف فصول اور اختلاف ایام اور [illegible]
سایہ ساتھ آفتاب کے اور وابستہ کرنا سلسلۂ شریعت کو حج اور صوم اور عید وغیرہ
چاند کے ساتھ پس یہہ حق ہے نہین شک اسمین اور نہ [illegible] امر مین ظاہر و باطن پس
اور [illegible] شہور قمریہ [illegible] مین ساتھ [illegible] اختلاف کے حس مین اور شہور شمسیہ
باطنیہ انسان نہین خالی ہین ظلمت عین [illegible] ضعیف سے [illegible] اور شعاع اپنے [illegible]
نہین ہین دور کرنے والے آثار اس ظلمت طبعیہ کو جب ہے ضبط کرنا شرع کا نہ ظہور [illegible]
خفیف کا جو محو کرنیوالے ہین حجاب کو پس مناسب ہوا قمر [illegible] شرع مین اور وہ جو ظاہر
ہوتا ہے وقت تامل کے وہ یہہ ہے کہ تحقیق شرایع نصاری اور یہود کی مہینے سے عبادت
اور عیدین اونکے بہی اوپر شہور قمریہ کے لیکن [illegible] کہا جاتا ہے موسم اسمین بالعکس واللہ اعلم
سوال ایک مرد کے مقلد کہ [illegible] ساتھ ایک مجتہد کے کہتا ہے اور اوسکی اقتدا
کرتا ہے تھوڑے احکام شرع مین کہ قول اوسکا کتاب [illegible] سے مخالف ہے اور ایک
گروہ علماء دین کی اسطرف گئی ہے کہ کسطرح [illegible] عمل [illegible] قیامت کے دن [illegible]
احکام اسلام سے کسطرح نکلی کہ کتاب و سنت پر عمل نکیا [illegible] اوسکے قول پر کہ [illegible]
اطاعت کا نتھا عمل کیا اور نص صریح اور حدیث صحیح [illegible] آیات بیچ باب اقتدار
پیغمبر کے فراموش کئے قول اللہ تعالیٰ کا اور اتباع کرو [illegible] تا کہ تم ہدایت پاؤ اور
اتباع کرو تم رسول کی تا کہ تم رحمت کیا جاؤ اور جو دے تمکو رسول لیو اوسکو اور جسکو
منع کرے اوس سے باز رہو پس سوال کرو تم جاننے والون سے اگر تم نہین جانتے
امیدوار جواب شافی کا ہے **جواب** متاخرین مجتہدین [illegible] کے [illegible]
ہین ایک جماعت تھی کہ تھوڑا سا اجتہاد اور ترجیح کرتی [illegible] ایک جماعت تھی [illegible]
دوسرے علوم کی بکمال رکھتی تھی لیکن مزاولت [illegible] قرآن و حدیث [illegible]
کمتر رکھتی تھی وہ خود اجتہاد و استعداد سے عاری [illegible] اول [illegible]

قسم کے تہے کہ مزاولت فقہ کی زیادہ رکہتے تہے اور مزاولت قرآن و حدیث کمتر یہ
جماعت بہی بہرہ اجتہاد سے خالی تہی اور جماعت اولے نے اکثر بلکہ استنباط کا قرآن
و حدیث سے نہ پایا تہا اگرچہ ہیچ فائدہ قبور اور رفع اختلافات کتب تحصیلی کے بلادقت
پہونچایا تہا کہ ایک جماعت نسبت کم کہ قدرت ہیچ ملکہ استنباط اور عبور اوپر کتاب و
سنت و معرفت اختلاف فقہا کے زیادہ رکہتی تہی کسی مصلحت سے اونہون نے
اجتہاد نکیا اور وہ مصلحت یہہ ہے کہ امر جبلی آدمی کا ہے کہ ہر شخص اپنی فہم پر ناز کرتا اور
اوپر مرتبہ کمال دوسرے کے اگرچہ اجمالاً اعتقاد کرے لیکن دل سے باوجود استقرار
کسی امر کے اپنی خاطر مین جب افضل کو اپنے امثال اور اقران سے قبول نہین کرتا ہے
چہ جائے کہ ہم درجہ کی پس اسصورت مین اگر سینے کسی زمانہ مین شرطین اجتہاد کی پائین
اور استنباط احکام خلاف سلف کے کرتا ہر ایک موافق استعداد اپنے کے کیا ناقص کیا
متوسط اسمین قدم رکہتا اور اختلاف اوس حد کو پہونچتا کہ اتحاد شریعت عبادات و معاملا
برہم ہوجاتا اور باب امر معروف اور نہی منکر مسدود ہوتا جیسا کہ جب تک آدمی چار مذہب پر
استوار نہوے اور تقلید اونکی اختیار نکی ستر اور چند فرقہ پیدا ہوے اور انکی بعد تابعان
سب فرقون کے باقی رہے اور مذاہب دوسرے پیدا ہوے اس مصلحت سے ہرگز
شہادت عقل و نقل موافقت فہم و کثرت عبور و صلح صلاح قلب و نور باطن و بے طمعی و
خلوص انہوا ور مزید تقوے جیسا کہ ان مجتہدین سے مروی ہوا اسینے مین نہ پایا اور
باوجود اسکے جرح اور تعدیل مین سواے نقل احوال انہون کے کوئی راہ ندیکہی اور ہیچ سلیقہ
فہم عربیہ کے موافق نقل قدیم کے بہی آپ کو قاصر پایا اور بہت سے امور کہ قرائن مجلس اور
قابل ہی استنباط ہوتے تہے آپ کو محروم دیکہا اسواسطے راہ اجتہاد کی مسدود کی پس عذر
تہا آگے رب العزت کے یہی ہے کہ خداوند ہیچ پیدا کرنے راے اسپے کہ مفسدہ دیکہے
ہنے اور ہیچ اتباع سلف کے احکام دین کا اور اتبار قول اللہ نزدیک زیادہ پاسے بعضے

اسواسطے سمجھنا ناسخ اور منسوخ اور ظاہر اور ماول اور مطلق اور مقید کا اوپر ذمہ اونکی کے
چھوڑا ہے کہ مثل اونہون کے ان امورون مین قوت نہین رکھتے ہم اور یہی مصلحت
اب بہی ثابت ہے لیکن باوجود اسکے قایل ہونا ساتھ تحریم اجتہاد کے مذہب کسی کا
نہین ہے مگر ہر فرقہ متعصبین نے بطریق (ہرگز نہین چھوڑینگے ہم اوسکو جسپر پایا ہے
باپ دادا اپنے کو) ورد زبان اپنے کا کیا ہے اور غیر اونہون سے جیسا کہ اکثر فقہای
شافعی سے استدلالات اور تعصبات اوپر امام اپنے کے اور فتوی بر مذہب دوسرے
کے مروی ہے لیکن حنفیہ اور حنابلہ زیادہ زیادہ دوسرون سے متعصب ہین جیسا
کہ صاحب اشباہ والنظائر نے کہا کہ اگر ہمسے پوچہین کہ مذہب تمہارا کیسا ہے اور
مذہب مخالف تمہارے کا کیسا حالانکہ اصول مین کہتے ہین کہ (مجتہد کبہی خطا کرتا ہے
اور کبہی صواب پر پہونچتا ہے) مذہب ہمارا صواب ہے احتمال خطا کا رکہتا ہے اور مذہب
مخالف ہمارے کا خطا ہے اور احتمال صواب کا رکہتا ہے اگر تحقیق باب اجتہاد
مین کوشش کیجاوے وہی خوف موجود ہے کہ لکہی ہوے ہمارے کو آدمی بحث
نہ مانینگے بیچ نکالنے مذاہب کے کیونکہ تعلیل وتحریم سے شریعت مین خلل ڈالین لیکن وہ
شخص کہ حق تعالی نے اوسکو منت اجتہاد واتقی دی ہے ساتھ ضرورت جدائی
کے پابند تقلید کا نہین ہوتا ہے لیکن سب کو دعوت مذہب اپنی کی نہین کرتا ہے
جو ساتھ مذہب محل فتنہ جانتا ہے اس کام کی طرف متوجہ نہین ہوتا ہے) حاصل کلام
اگر کوی اسوقت مین اجتہاد چاہے کتنے چیزون کو اپنے اوپر لازم پکڑے تا روبرو
رب العالمین مالک یوم الدین کے شرمندہ نہوے اول جودت فہم اور ملکہ باریک بینی
استنباط مین کتب عربیہ سے اور قواعد منطق اور ضوابط فہم وتکمیل تحصیل ان کتب مین
دوسرے مزاولت کتاب وسنت بوجہ عبور اور تدقیق سوم تخلیہ نفس از ہوا وتعصب
چہارم اتصال معانی پیدا کرنا جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پنجم تصفیہ نفس

[illegible] نو الی سے فرق سمجھے آپ جیسا کہ وارد ہوا (طلب منوز [illegible] مبایت طلب
[illegible] اگرچہ فتوے دیا ہو تجکو مفتیون نے) جیتی اطلاع اوپر سبب [illegible]
[illegible] آوے اور مذہب رکیک اوپر کسیکے ظاہر نہوے [illegible]
[illegible] اگرچہ یہ سب شرطین میسر ہون سزاوار ہے اوسکو اجتہاد [illegible]
[illegible] کہ نہ چاہے اگر چاہے کہ تہوڑا سا تقلید سے باہر آوے اور دوسرون
کے مذہب پر بعض [illegible] عمل کرے گو قوت اجتہاد نہ رکہتا ہو اوسکو چند چیز لازم
ہین اوران سب مذاہب کو تلفیق کہتے ہین اور اسکی چند صورتین ہین اول وہ کہ
[illegible] دلیل حقیقت کے قول بعضے ائمہ کو باوجود عبور کے اوپر اولہ مخالف اسکے ترجیح
پاتی ہو اس تقدیر پر کچھہ قید نہین ہے اوس مسئلہ مین موافق حدیث صحیح غیر منسوخ
[illegible] الدلالت کے عمل کرے گو کہ مسائل دوسرو مین مقلد ایک شخص کا ہووے دوم
وہ کہ عمل اعمال سے ہووے وضو یا نماز یا صوم یا کوئی باب معاملات مین سے بطور
ایک شخص کے کرے اور باقی مین دوسرون کے طریقے سے اس صورت مین اگر بعضے
شروط بعض [illegible] ہے مانند مسایل حیض اور نواقض وضو کے واسطے نماز کے پس احتیاط
[illegible] اور یہین کہ عمل مذکور ایسا ہو کہ کسے ایک کی نزدیک درست نہو اگرچہ اوپر
مذاہب سب کے درست ہو اسکو اخذ بالاحتیاط کہتے ہین اور اگر اوپر ایک مذہب
کے درست نہووے اوسکو اخذ بالقول کہتے ہین سوم وہ کہ دوسرے باب مین تعلق
[illegible] مانند نماز [illegible] مانند نکاح یا بیع کے اسجگہ مختار ہے اگر چاہے
بعضے ابواب ایک مذہب [illegible] کرے اور بعضی دوسرے اوپر مذہب کسی کے
چہارم وہ کہ مذاہب [illegible] موافق ہوا نفس کے ہر مذہب سے انتخاب کرے اور یہ درست
نہین ہے [illegible] اتباع ہوا سے ہے نہ اتباع امر خدا مین جیسا کہ لکہا گیا ہے اگر
کوئی بیچ آیات [illegible] کے بطور حنفی او مطعومات مین بطور مالکی او ر طہارت

اور نفی تحریم زنا کی بطور شافعی عمل کری اشتقیا سے مقرر ہووے پانچوین وہ کہ جس
مذہب کی عزت نقل کرتا ہے روایت مرجوعہ اوس مذہب اوس مذہب کے علمانے
بھی اوس کو متروک رکہا ہے یہہ بھی درست نہوئی الا بعد ازین خلاصہ کلام یہہ ہے
کہ اگر کسے مسلمان کو بمزاولت علوم عربیہ کے فہم کتاب و سنت کا سلیقہ کے
ساتھہ بے تکلف میسر ہوی ہو اور کوئی حدیث پاوے کہ محققان حدیث نے
حکم اوسکی صحت کیا ہے اور جملہ فقہاے اہل سنت سے ایک جماعت اوسطرف
کی ہے اوس وجہہ پر کہ مخالفت اجماع سے باہر آیا اور استادان معتبر سے شرح
اور حواشی سے معلوم کر لیا ہے نفی منسوخ ہونے اوسکی کی پس اوس مہمان کو
حق اور موکد زیادہ یہی ہے کہ ہر مذہب کہ ہووے اتباع حدیث کرے اور اوس چیز
مین کہ ابھی نص نہ پاوے جسکی ساتھہ کہ حسن ظن رکہتا ہو تقلید اوسکی کرے اور
بیچ اس قسم حکم واضح شارع کے ساتھہ تو ہم اسکے کہ صاحب مذہب اوسکے ترک مین
حجت رکہتا ہوا اوسکو نہ چہوڑے اسقدر مخالفت سے ہرگز اوس مذہب سے خارج
نہین ہوتا ہے جیسا کہ ائمہ اربعہ سے صراحت اور تاکید کے ساتھہ ثابت ہوا ہے
کہ جو کہ حدیث صحیح کو برخلاف قول ہمارے کے پاوے عمل حدیث پر کرے کہ حقیقت
مین مذہب ہمارا بھی ہے اور جو کہ ایسا نہووے بیچ توہم خلاف اونکے سے نسبت
سلب ایمان کی اکابر سے لازم آتی ہے گویا دعوی رسالت مقتدا سے اپنون کا
کرتے ہین اور دیدہ و دانستہ مقتدا کو مجاز مخالف امر رسول اللہ کا جانتے ہین نعوذ
باللہ من ذلک اور اس مین بھی شبہہ نہین ہے کہ صحابات کسی مذہب کے باوجود خلاف
ہونے صاحب مذہب کے اوس مذہب سے خارج نہین ہوتے ہین پس بہ سبب
اقتدا کرنے قول پیغمبر کے کسطرح اوس مذہب سے خارج ہون گے اور آتبعین کہ مسائل
سے اقتدا سے پیغمبر کے باب مین پیش کین اونکا یہی مطلب ہے اور اسمامین اسمی کہ

عذر نہین ہے اور فی الحقیقت اگر مقلدین مذہب دریافت کرین یہہ بات معلوم ہوجاویگی
کہ یہہ آفت تقلید کی اونکو اسدرجہ پر پہنچا چکی ہے کہ قول کو ہر ایک کے مقابل مین حدیث
کے لاتے ہین بلکہ ترجیح دیتے ہین اور یہہ اس قبیل سے ہے کہ علما کو پیغمبر سمجہتے ہین
بلکہ خدا چنانچہ حدیث صحیح ترمذی مین منقول ہے کہ عدی ابن حاتم نے جناب
پیغمبر خدا صلعم سے تفسیر اس آیت کی پوچہی اتخذوا احبارھم ورھبانھم
اربابا من دون اللہ اور عرض کی یارسول آیا ان کو خدا جانتے تھے فرمایا کہ
ہان یہی ہے اور ظاہر ہے کہ نسبت تکلیف شریعت کی اور مقرر کرنا شریعت کا
خدا کیطرف ہے اور بغیر حکم قطعی اوسکے کسی شخص کو یہہ نسبت دینا شرک محض ہے
نعوذ باللہ منہا چنانچہ نص صریح سے ظاہر ہے اطیعوا الرسول ومن یطع
الرسول فقد اطاع اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پس یہہ کسی دوسرے کی شان
مین نہین اور اطاعت اولی الامر کی شروط محصور ہے چنانچہ اس آیت شریف سے
ظاہر ہے فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول لیکن عادت مبارک
جناب پیغمبر صلعم کی ایسی تہی کہ حدیث لا یصلین احدکم الا فی قریظہ اور نیز اختلاف
فتاوای خلفائے اربعہ لفظ حین وغیرہ مین معلوم ہوا ہے کہ غلبہ آرا کو مجتہدین کے
فروع مین جایز رکہتے تھے اگرچہ ایک دوسرے سے بہتر اور حق پر ہو - ایسا ہی
جو شخص کہ تصویب مذاہب کرتا ہے اور یہہ امر چارون مذہبون مین متفق علیہ ہے
کہ حق حقیقی دائر ہے اور بعضے مسائل اقرب ہین دوسرے بطرف جمال حق کے
اور وہ جو کچہہ کہ فقیر رکہتا ہے کہ محروم نرہے اور اولًا باعتبار افضلیت و الوہیت کے
ہے لہذا ترک رفع یدین کرتا ہون نہین - اور عوام کو کیفیت رفع اور اہل حق واہل باطل
کی معلوم نہین خصوص افاغنہ اور تورانیان کہ ہم سے پہلے غالب تھے - اور اختلاف
صحابہ نے بھی ایک ہی کے تعین کو ضعیف کیا ہے سوال حضرت سلامت بعد

تسلیمات کے عرض یہہ ہے کہ ارشاد فرمائے سیر قدمی کیا ہے اور سیر نظری کیا ہے اور
یہہ دو نو لفظ کلام مین حضرت مجدد کے مذکور ہین اور بیان فرمائے کہ طریقہ جذب کی
تلقین کیونکر ہوتی ہے طریقہ سلوک کی تلقین کیونکر ہوتی ہے **جواب** سیر نظری
مشاہدۂ مقام ہے بغیر پانے انوار و آثار کے اپنے مین - اور سیر قدمی داخل ہونا اوس
مقام مین اور پانا انوار و آثار کا اپنے مین - اور لفظ جواب د سلوک کے چار معنے
ہین - **اول** ٹوٹ جانا رشتۂ عقل کا صدمۂ وارد سے اور نہ ٹوٹنا اوس رشتہ کا
دوم ظاہر ہونا اثر مطلوبیت اور محبوبیت کا طالب مین اور ظاہر ہونا آثار محبت کا
اور وارد ہونا طلب کا مطلوب مین اور یہہ معنی بھی مضمون یحبہم و یحبونہ
دوست رکہتا ہے وہ اون کو دوست رکہتے ہین وہ اوسکو کے نہین ہونی ہے
مگر ساتہہ محبوبیت کے لیکن مراد آثار محبوبیت سے سبقت مشاہد کی ہے مجاہدہ پر
اور مراد آثار محبت سے سبقت مجاہد کی ہے مشاہد پر **سوم** - پہاڑنا وجود کے
پردون کو ساتہہ فنا اور بقا کے اور مہذب کرنا باطن کو ساتہہ اخلاق و اقوال صالحہ
کے **چہارم** واقع کرنا سلوک کو ساتہہ نوع مصالحت معاش کے اس طریق پر کہ مصالحت
فوت نہو دے پس ان مراتب کو سمجہکر ایسے شخص سے تلقین کرنا ہو سکتا ہے کہ
قوت باطن رکہتا ہے اور مراتب فنا اور بقا کو وطن کیا ہے پس خدا وند عالم بہتر
جانتا ہے **جواب تین مطلبونکا** عنایت نامہ پہنچا جسمین تین مطلب
لکہے ہوسے تہے **اول** طریقہ سہروردیہ حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی کا ہے
کہ جنہون نے اپنے والد شیخ عبدالاحد سے پایا ہے اور اونہون نے شیخ رکن الدین
گنگوہی سے اور اونہون نے اپنے والد شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے اور اونہون
نے اپنے شیخ شیخ قاسم درویش اودہی سے اور اونہون نے اپنے شیخ بڈہن
سے اور اونہون نے اپنے شیخ سید اجل سے اور اونہون نے اپنے شیخ سید جلال

کہ جو مخدوم جہانیان کے نام سے مشہور ہین اور اونہون نے اپنے والد سید احمد کبیر سے اور اونہون نے اپنے والد سید جلال الدین سے اور اونہون نے شیخ بہاء الدین ذکریاے ثانی سے اور اونہون نے شیخ رکن الدین ابی الفتح سے اور اونہون نے اپنے والد شیخ بہاء الدین ذکریا سے اور اونہون نے صاحب طریقت شیخ شہاب الدین سہروردی سے اور بہی شیخ رفیع الدین امام کہ اجداد سے حضرت مجدد کے ہین پیش امام شیخ بہاؤ الدین ذکریا کے اور خلیفون مین سے اونکے تہے پس گمان کیا جاتا ہے کہ اونکو اپنے اجداد سے اجازت اس طریقہ کی ملی بلکہ شاید یہہ طریقہ اون کے خاندان کا موروثی ہو اور دوسرے طریقہ مثل چشتیہ وقادریہ نقشبندیہ کو صرف اونہون نے اور اون کے والد نے اختیار کیا ہو

مطلب دوم عذر شغل ہمہ اوست کا اور تحقیق اوسکی یہہ ہے کہ قلب کو ایک ایسی حالت حاصل ہو جاے کہ جو لازم حالت اضطراری وہ ہے کہ بلا اختیار کرنے فعل صادر ہو مثلاً آگ جہان رکہی جاوے گی ضرور جلادیگی وہ اس فعل پر مجبور ہے اوس سے یہہ نہین ہو سکتا کہ نہ جلاوے اضطراری ہوا اور اوس کے دفع کرنیکا اختیار باقی نرہے اور یہہ حالت اوس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو وحدت الوجود کی حقیقت کا اعتقاد رکہتا ہو ورنہ یہہ شغل اوسکو ہرگز نفع ندیگا بلکہ دل مین یہہ خیال آئے گا کہ یہہ تمام باتین خلاف واقعہ ہین اور شبہہ نہین کہ ظاہر ہونا اس حالتکا خود بخود تصفیہ قلب سے حاصل ہوتا ہے تصنع اور تکلف کو دخل نہین ہے اور خواجہ سرور رحمتہ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ تاوقتیکہ کوئی شخص معتقد توحید وجودی کا نہین ہے حصول فنا فی اللہ اوس کے وجود کو نہوگا اور اوس منکر کے حق مین تمام فنائین پردہ مین ہے اور غیر حق ہین اور تمام تجلیات انوار کو ظہورات حقتعالی نہ جانیگا۔ اور تحقیق توحید وجودی کی بہت طول ہے لیکن آیات کلام اللہ

اور احادیث رسول اللہ کہ جن سے مثل نحن اقرب وغیرہ معیت اور قربت پائے جاتی ہے
اس بات کو بخوبی ثابت کرتے ہین اور جواب او سکا سبب اس بات کے کہ ظاہر
سے خالی ہین بغیر امتناع اوس کے نہوگا یہہ تمام ہماری عقل کے خلاف کے سبب سے
ہے نہ کتاب اور سنت کے کیونکہ یہہ کونسی انصاف کی بات ہے کہ منصوصات شرع
کو غیر شرعی سمجھین اور اپنی عقل ناقص کے خیالات کو شرعی جانین اور جامع ترمذی
مین حدیث لو ولیتم بحبل الی الارض السابعة السفلی لھبط علی اللہ اور
حدیث ان اللہ یقبل الصدقة من الطیب یعنے اگر تم رسی کو زمین کے
ساتوین طبقہ کے نیچے بھی ڈالو تو وہ خدا ہی کے پاس پہنچے گی پس ان احادیث
سے ثابت ہے کہ مذہب متقدمین اور ظاہر کے تھا اور نفی غیریت کے اور اتحاد
کا ثبوت نص سے بھی ثابت ہے جیسے انی انا اللہ مین ہی ہون خدا۔ کی آگ
سے ولکنت سمعہ وبصرہ تھا مین سماعت اوسکی اور بصارت اوسکی دلیل
واضح ہے یہہ آواز حضرت موسی کو طور پر آئی تھی جب آگ لینے گئے تھے از ترجمہ
پس بشرط انصاف کلام حضرت مجدد سے وحدت الوجود کی نفی مطلق ثابت
نہین ہے بلکہ نفی بعض اقسام کی اوس کے لیکن جو کچھہ ذہن مین آتا ہے
دور کرنا اوسکا جلدی سے مشکل ہے اور مداومت تکرار کی متعذر الطرفین ہے
مطلب سوم حقیقت ذکر جہر آواز سے یا کہ ذکر کرنا۔ حق یہہ ہے
کہ انکار اسکا بے عقلی ہے کیونکہ قران شریف کو بہ آواز پڑھنا ثابت ہے تلبیہ
لبیک تک کہنا حج کے بیان مین آیا ہے کہ افضل الحج العج والثج اسے
رافع الصوت بالتلبیة وارا قتہ الدم یعنے حج بہتر وہی ہے جسمین
لبیک پکار کر کہی جاوے اور قربانی کیجاوے اور اسیطرح دعا و مناجات رسول
مقبول صلعم کے اور بنا طریقہ چشتیہ و اویسیہ و قادریہ کے کہ تمام ہمارے

پیرین اوپر ذکر جہر کے سبب ہے اس حکم پر کہ فعل حرام سبب قرب آلہی کا نہین ہوتا ہے بلکہ ذکر جہر مین دلجمعی ہے کہ اس سے زیادہ جمعیت ہو نہین سکتی جب خواجہ علاء الدین محمد اوئی نے حضرت خواجہ نقشبند سے حج مین ذکر جہر کا سنا اور بعد واپسی اسبات کا عذر کیا کہ آپکو بسبب قوت باطنی کے اسکی حاجت نہ تھی اور ہمکو اس سے بہت نفع ہوا پس حضرت نقشبندیہ نے اس سے انکار نکیا اور جبکہ خود روح سے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کے ذکر خفیہ حاصل کر چکے تاہم خود نہین کرتے تھے پس تمکو اس بات کا تردد بیجا ہے اگرچہ یہہ مذہب ضعیفون کا ہو وے اس مین روایت اگرچہ مشہور ہے لیکن مجکو بعینہ اوس کتاب کے بیان کرنے مین کسیقدر تلاش کی ضرورت ہے - ایکدفعہ خواجہ سراے عالم بعقبہات بادشاہ روم کے طرف سے امیر حج سفر رہوکر مدینہ مین آئے اور شیخ ابراہیم کردی سے ملاقات کی اور کہا کہ اس سفر مین مین نے بڑی بدعت کو دور کیا اونہون نے کہا کونسی بدعت کہا مسجد بیت المقدس سے ذکر جہر کو موقوف کیا شیخ نے یہہ آیت پڑہی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا جس نے کہ منع کیا خدا کی مسجدون مین اوس کا نام لینے کے لئے تو ظلم کیا اور کوشش کی اس بات کی کہ مسجدین خراب ہو جائیں اور چند روایتین جو کہ فتاوی سے لکہی ہین پیش کین اور فرمایا کہ اہل تقلید پر ہے تو تم مقلد دوسرے کے ہوا اور مین مقلد دوسرے کا پس روایتین تمہاری مجہپر حجت نہین ہوسکتی اور اگر عمل تحقیق پر ہے تو بسم اللہ یہی گوی یہی میدان اور بعد اس کے کہ چند رسالے اس کے اثبات مین لکہے جن مین سے بعض میرے پاس بہی ہین والسلام فقط

مجموعۂ رسائل خمسہ شاہ عبد العزیز صاحب

رسالۂ فیض عام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین و نعت سید المرسلین صلوات علیہ و آلہ الطیبین و اصحابہ التابعین
واضح ہو کہ عاصی گنہگار نالائق ساکن موضع بردوان پرگنہ حویلی ڈہاکہ جلال پور
سنہ ١٢٢٩ ہجری مین دار الخلافت شاہجہان آباد مین خدمت فیضدرجت مین جناب
فیض مآب شاہ عبد العزیز صاحب محدث دام فیوضاتہم کے حاضر ہوا اور بعد بیعت
کے چند سوالات کئے کہ جو سالہا سال سے میرے دل مین تھے اور جو جوابات
اوحضرت نے فرمائے ہین ہر ایک انمین کا ہدایت سنت کے طریق مستقیم سے خدا
مجکو توفیق عنایت کرے تاکہ اون جوابات پر عمل کرون نجات پاؤن **سوال**
وہ کونسا کام ہے کہ جس کے کرنے سے منہیات سے نفرت حاصل ہو جاوے
وہ امر کی طرف دل رغبت کرے **جواب** لا حول و لا قوة الا باللہ کا کہنا
اور نفی اور اثبات کلمہ توحید کی اور مارنا اوس کا دل پر شدومد سے اور پڑہنا
معوذتین کا صبح و شام اس بات کے لئے بہت مفید ہے **سوال** صبح کے وقت
دو رکعت سنت ہین اور دو رکعت فرض اور ظہر کو چار سنت اور چار فرض
اور دو سنت اور عصر کو چار رکعت فرض اور مغرب کو تین فرض اور دو سنت
اور عشا کو چار رکعت فرض اور دو سنت اور تین وتر پڑہتا ہون سوال اس کے

کس کس وقت پر کون کونسی نماز پڑہنا ضرور ہے ارشاد ہو **جواب** فرض اور
دائمی تو اسیقدر ہین مگر بشرط فرصت بعد زوال آفتاب کے قبل نماز ظہر چار رکعت
نماز ایک سلام سے پڑہی جاوے سنت ہے اور چار رکعت قبل از نماز عصر مستحب
ہے اور مابین مغرب و عشا کے صلوات الاوابین ہے اور وہ بھی مستحب ہے
شش رکعت بھی کہا گیا ہے اور بیس رکعت بھی بقدر فرصت اور نماز اشراق
بعد طلوع آفتاب کے ایک پہر دن چڑہے تک اور نماز چاشت پہر دن چڑہے
سے لیکر زوال تک اور نماز تہجد بعد آدہی رات کے صبح صادق تک اور نماز
اشراق ہے اور بعضون نے چار رکعت بھی کہا ہے اور نماز چاشت چار رکعت ہی
اور نماز تہجد دو رکعت سے لیکر بارہ رکعت تک بطور تراویح پڑہ سکتے ہین بعد دو رکعت
کے سلام کے ہے اور ہر چار رکعت کے بعد تسبیح و تہلیل پڑہکر دوسرا ترویحہ شروع
کرے **سوال** بعد نماز پنجگانہ کے تسبیح و مناجات کے واسطے کیا ارشاد ہوتا
ہے **جواب** بعد نماز صبح کے لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین سو دفعہ
اور بعد نماز ظہر کے اگر فرصت ہو تو حسبی اللہ نعم الوکیل پانسو دفعہ اور اگر فرصت
نہو پچیس دفعہ اور بعد نماز عصر کے تسبیح فاطمہ جو مشہور و معروف ہے پڑہنا چاہیئے
اور بعد نماز مغرب کے کلمہ تمجید یعنے سبحان اللہ والحمد للہ پانسو دفعہ
اور بعد نماز عشا کے سو دفعہ درود شریف مدینہ منورہ کے طرف متوجہ ہوکر
کے ساتھہ پڑہنا چاہیئے **سوال** مناجات مندرجہ کلام اللہ واحادیث پڑہنا چاہیئے
یا آپکی تصنیف کی ہوئی عربی یا فارسی مین پڑہنا چاہیئے کیا ارشاد ہوتا ہے
جواب مناجات کلام الٰہی بعض بزرگان دین نے جمع کئے ہین جو لفظ
ربنا کے ساتھہ شروع ہوتے ہین اور مناجات احادیث حصن حصین مین
بقید وقت لکھے ہوئے ہین اور مین نے کوئی دعا تصنیف نہین کی ہے البتہ

میری والدنے ایکدعا عربی مین تصنیف کی ہے جسکا نام اعتصام ہے شب وروز مین ایکبار
پڑہا کیجے **سوال** واسطے عفو جرائم اور عاقبت بخیر ہونیکے لئے کیا پڑہنا چاہئے **جواب**
واسطے عفو جرائم کے استغفار بہت کہنا چاہئے اور ذکر کلمۂ طیبہ کا اور تلاوت آیۃ الکرسی
کی بعد نماز کے عاقبت بخیر ہونیکے لئے خوب چیز ہے **سوال** واسطے محفوظ رہنے عذاب
قبر سے کیا پڑھنا چاہئے **جواب** مداومت سورۂ تبارک الذی کی بعد نماز عشا کے
اور سورۂ حم کا بھی یہی حکم ہے **سوال** واسطے بچنے مکر نفس وشیطان کے کیا چاہئے
جواب کلمہ لاحول ولاقوت زیادہ پڑہے اور معوذتین بعد نماز صبح اور مغرب گیارہ گیارہ
مرتبہ **سوال** سواے ماہ رمضان کے کس کس ماہ مین روزہ رکہنا چاہئے **جواب**
سواے ماہ رمضان کے نہم ماہ ذیحجہ کا روزہ بہت ثواب رکہتا ہے اور دو سال کے
گناہونکو معاف کرواتا ہے اور روزہ دسوین محرم کا جو روز عاشور ہے یہہ بھی مسنون
اور سب ایکسال کے گناہون کے کفارہ کا ہے اور سواے ان دو روزون کے ہر مہینے مین
تین روزے رکہنا بڑا ثواب ہے بہتر یہہ ہے تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ اور پندرہ کو رکہین یا اول و آخر
ہر مہینے مین یا ہر عشرہ کے شروع مین اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ مستحب ہے
اور روزہ صبح شب برات کا اور روزہ چہہ عیدونکا اور روزہ عشرہ ذیحجہ کا سواے روز عید کے
جس قدر جس ماہ ہو سکے اور روزہ ماہ رجب کا بھی بہت ثواب رکہتا ہے **سوال**
ہمیشہ کے لئے کون درود اور وظیفہ ورد رکہنا چاہئے **جواب** اس درود کو اگر ہو سکے
ہر شب ورنہ شب جمعہ ہمیشہ پڑہا کرے درود یہہ ہے **اللھم صلی علی سیدنا محمد**
النبی الامی وآلہ وبارک وسلم وبہترین استغفارات **سید الاستغفار** ہے سو اُسکو تحت
معنے سمجہکر پڑھنا چاہئے سید الاستغفار کتاب سبیل الارشاد مین تحریر ہے
اور وہ کتاب نہایت نفیس ہے نقل کرنا چاہئے اور وظائف اور نماز جسطرح اوسمین
لکہا ہوا ہے پڑھنا چاہئے اور وہ کتاب گویا خلاصہ ہمارے خاندان کے طریقہ کا ہے

خصوصاً سلوک کے فائدے جو میرے والد نے طالبونکو ارشاد کئے ہین اوسمین لکھی ہوی
ہین حضرت شاہ محمد عاشق جو میرے والد کے جلیل القدر خلیفہ ہین اونہون نے تالیف
کی ہے قریب چھہ جز کے ہی **سوال** قرآن شریف کے تلاوت کے کیا آداب ہین **جواب**
تلاوت قرآن شریف مین تہذیب اور رو بقبلہ ہونا اور حروف کو بخوبی ادا کرنا اور مد و شد
کو نچھوڑنا اور مقام وقف مین ٹہر جانا یہہ آداب ظاہری ہین اور آداب باطنی یہہ مبتدی
کو چاہئے کہ یہہ تصور کرے گویا روبرو خداوند عالم کے پڑھ رہا ہے اور اللہ تعالے
بجاے استاد کے بیٹکر سن رہا ہے اور منتہی کو چاہئے کہ یہہ تصور کرے کہ یہہ کلام زبان
خدا سے بلا واسطہ سن رہا ہون اور ان دونو صورتون مین فرق یہہ ہے کہ پہلی صورت
زبان اپنی اور کان خدا کے اور دوسری صورت مین کان اپنے اور زبان خدا کی ہے
اور اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین چنانچہ شیخ الشیوخ
اپنے عوارف مین لکہتے ہین انی لاقرء الایۃ حتی اسمعہا من قائلہا یعنے
پڑہتا ہون مین آیت کو تا اینکہ سنتا ہون مین زبان اوسکے کہنے والی سے شیخ الشیوخ
بعد لکھنے اس کلام کے عوارف مین کہتے ہین کہ امام اسوقت بمنزلہ شجرہ موسی کے
ہوئے بحکم انی انا اللہ رب العالمین **سوال** واسطے دفع عذاب موت کے کہ کیا
ارشاد ہوتا ہے **جواب** واسطے سہل ہونے عذاب سکرات کے مداومت آیۃ الکرسی
کی اور سورۂ اخلاص کی اور دفع ہونے عذاب قبر کے مداومت سورہ تبارک کی بعد نماز
عشا کے اور حدیث مین سورۂ دخان کا پڑھنا بھی وارد ہوا ہے **سوال** سوال جواب قبر بدستخط
حضرت پیر و مرشد عنایت فرمایا جاوے **جواب** گو موافق حدیث لکھا جاتا ہے
حاجت مہر کی نہین ہے اس جواب کو ورد زبان رکہنا چاہئے اور پارچہ پر خوشبو سے
لکھکر نزدیک اپنے رکہنا چاہئے جواب یہہ ہے اشھد ان لا الہ و اشھد ان
محمد عبدہ و رسولہ رضیت باللہ و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا و رسولا و بالقرآن

اماما وبالکعبة قبلةً وبالمومنین اخواناً وبالصدیق وبالفاروق وبذی النورین وبالمرتضی ائمة رضوان اللہ علیهم مرحبًا بالملائکین الشاهدین الحاضرین واشهد بان نشهد ان لا الٰه الا اللہ وان محمد رسول اللہ علی هذه الشهادت نحیی وعلیها نموت وعلیها نبعث انشاء اللہ تعالی **ترجمہ** گواہی دیتا ہون مین اسبات کی کہ نہین ہے کوئی خدا سوا اللہ وحدہ لاشریک کے اور گواہی دیتا ہون اسبات کی کہ محمد مصطفی رسول وسکے ہین راضی ہونمین ساتھ خدا کے اور ساتھ اسلام کے ازروی دین سکے اور ساتھ محمدؐ کے ازروی نبی ہونیکے اور ساتھ قرآن کے ازروی امام ہونیکے اور ساتھ کعبہ سکے ازروی قبلہ ہونیکے اور ساتھ مومنین کے ازروی بھائی ہونیکے اور ساتھ چارون اصحاب کے ازروی امام ہونیکے خدا اون سے راضی رہے اور ساتھ ملائکہ کے ازروسے گواہ ہونیکے اور حاضر ہونیکے اور وہ گواہی دیگی اس بات کی کہ ہم گواہی دیتے ہین باین طور کہ کوئی معبود نہین ہے سوای خدا کے وباین طور کہ محمد رسول خدا کے ہین اور اسی گواہی پر ہم زندہ ہون گے اور مرین گے اور اوٹھین گے اگر خدا چاہے **سوال** ایک کپڑا استعمال واسطے کفن کے عنایت کیجئے **جواب** انشاء اللہ تعالی دیا جائیگا **سوال** اگر شجرہ حضرتؐ ساتھ ہی عبارت عربی یا فارسی بین بطور مناجات نظم ہو تو بہت اچھا ہوگا **جواب** فقیر بسبب ضعف بصارت . . . . ہے مجبور ہے شجرہ فارسی اور ہندی مین مع مناجات نظم ہے جو پسند ہو نقل کرلو **سوال** شجرہ قبر مین رکھا جاویگا یا نہین اگر رکھا جاوی تو اوسکی ترکیب عنایت کیجیا وسے **جواب** شجرہ قبر مین رکہنا طریقہ بزرگون کا لیکن اسکے دو طریقہ ہین اول یہہ کہ مردے کے سینہ پر کفن کے یا کفن کے باہر رکھا جاوی اور یہہ طریقہ فقہا پسند نہین کرتے اور کہتے ہین کہ بدن سے مردے کے خون اور پیپ نکلتے ہین بعد یہہ بزرگون کے نام سے بے ادبی کا سبب ہے دوسرا طریقہ یہہ ہے

کہ سر پاس مردے کے طاق کھود کر شجرہ اوسمین رکہا جاوے سوال جناب علی مرتضیٰ
علیہ السلام سے روایت کے باب مین جو طریقہ آپ آپکو ملا ہے وہ عنایت
فرمایا جاوے یا اوسکا خلاصہ مرحمت ہو جواب مین نے رویت سی جناب مرتضیٰ علی
کے مشرف ہو کر بیعت کی حضرت نے فرمایا کہ ہمارے زمانے مین صحابہ نے تین طریق
رکھے تھے جنمین سے دو موقوف ہین یعنے تلاوت قرآن شریف اور نماز تیسرے ذکر جو اسوقت
باقی ہے اور اس طریقہ مین بھی تفاوت بہت ہے بعد اسکے طریقہ نماز اور تلاوت
قرآن شریف کا ارشاد فرماسے طریقہ نماز کا جو بطور شغل کے ادا کیا جاسے طول و تفصیل
بہت رکھتا ہے اسوقت بسبب ذکارات اسبشے علالت مزاج کے اور لڑکی کے بیماری
کے سبب سے نہین لکھہ سکتا اور طریقہ تلاوت کا مبتدی کیلئے یہہ ہے اپنے کو قاری
اور خداوند عالم کو سامع تصور کرے اور اس طرح پڑھے کہ جسطرح شاگرد روبرو استاد
کے پڑھتا ہے اور واسطے منتہی کے یہہ ہے کہ حق تعالی کو قاری اور اپنے کو سامع
قرار دیوے اور اپنی زبان کو نائب تصور کرے اور کانون کو سامع قرار دیوے گویا
حق تعالی میری زبان سے کلام کرتا ہے اور مین سنتا ہون پس یقین ہے کہ اس
تصور مین بسبب غلبہ محبت کے ایسی حالت طاری ہوگی کہ جسطرح عاشق کو اپنے معشوق
کی باتین سنکر ہوتی ہے اور مقصود حاصل ہو جایگا اللہ غنی کرنیوالا ہے سوال
ترکیب زیارت خواجہ خضر اور اون سے مدد لینے کا طریقہ ارشاد کیا جاسے جواب
ترکیب زیارت اسوقت نہین ہے اسکے بعد انشاءاللہ روانہ کیجاویگی - سوال
جسوقت کسی کو حالت مرض مین معلوم ہو جاسے کہ اب امید زندگی کی نہین ہے اور ایک
دور ذر مین موت آنیوالی ہے پس ایسی حالت مین اوسکو اور اوسکے وارثون کو واسطے
نجات کے کیا کرنا چاہئے جواب مریض کو جب ایسی حالت پہنچے کہ زندگی سے
مایوس ہو جاسے اور آثار موت کے ظاہر ہو جاوین تو چاہئے کہ اول غسل یا وضو یا تیمم

اچھی طرح سے کرواکے روبقبلہ کردین اور اوسکے آس پاس کی جگہ بخوبی صاف کردین
اور گلاب وغیرہ چھڑک کر عطر اور خوشبو رکھین بعد اوسکے روبرو ذکر دنیا کا اور باقی ماندگان
کا نکرین رونا پلانا بالکل موقوف رکھین اور جس سے بیمار کو زیادہ تعلق ہے اوسکو سامنے
نہ آنے دین اگر خود بیمار اونکو یاد کرے ایک دو وقت اوسکو سامنے آنے دین اور کلمہ
استغفار باآواز پڑھین تاکہ بیمار کو بھی خیال آجاوے کوئی اوسپر کلمہ استغفار پڑھنے کیلئے
جبر نکرے بلکہ دوسرے لوگ پڑھین تاکہ اوسکو بھی یاد آجاوے اور ہول قبر اور خوف
حساب عاقبت کی سختیون کا ذکر نکرین بلکہ رحمت خدا اور شفاعت پیغمبر اور ارواح صالحین
کا ذکر کرین خصوصاً پیران طریقت کا اور [illegible] جو ان سے زائل ہوئے ہین اور اعمال کے قبول ہونیکا
اوسکے روبرو کرین تاکہ امید اوسکی خوف پر غالب رہے اور جو کچھ کہ اوسوقت وصیت
کرے خوشی سے قبول کرین اور ذمہ لیوین کہ البتہ اس وصیت کو پوری کرین گے تاکہ
دل اوسکا پریشان نہو جاوے اور روبرو اوسکے سورۂ یٰسین اور سورۂ الحمد اور سورۂ اخلاص
پڑھین اور قرآن کے سورون کا ذکر بھی کرتے رہین **سوال** نماز استسقا اور نماز خسوف
وکسوف اور نماز عاشورہ کی ترکیب مرحمت ہو **جواب** واسطے نماز استسقا کے رئیس
ساتھ جماعت مسلمین کے عیدگاہ کو تین روز تک متواتر آوے بلکہ پیدل آوے تو بہتر ہے
اور پرانے کپڑون سے آوے اور زینت مثل عید کے نکرے اور عاجزی اور شرمندگی
سے عیدگاہ مین جا کر دو رکعت نماز نفل آواز سے پڑھے بعد اوسکے خطبہ پڑھے اور
دعاے استغفار بہت پڑھے اور امام کو چاہئے کہ چادر دست بائین بدلتا رہے اور
نہایت عاجزی سے دعا وزاری بجا لاوے اور حدیث مین آیا ہے کہ یہہ دعا پڑھے
اللهم اسقنا غيثاً مغيثاً مريئاً مريعاً نافعاً غير ضار عاجلاً غير اجل اللهم
اسق عبادك وبهائمك وانشر رحمتك واحي بلدك الميت طریق نماز سورج گہن
کا یہہ ہے کہ امام ساتھ جماعت کے دو رکعت نماز نفل مثل دوسری نمازون کی آہستہ پڑھ کر

جسقدر قرات کو طول ہو بہتر ہے دعا اور استغفار مین مشغول رہے تاکہ آفتاب روشن ہو جاسے اور نماز چاندگہن مین جماعت کی ضرورت نہین ہے ہر شخص دو رکعت نماز نفل علیحدہ علیحدہ پڑہے اور دعا مین مشغول رہے جب تک کہ چاند صاف ہوجا ی ترکیب نماز عاشور کی مشایخین کی کتابون مین اسطرح لکہی ہوی ہے کہ روز عاشور جسوقت کہ آفتاب بلند ہووے دو رکعت نماز نفل پڑہے پہلی رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے آیۃ الکرسی یکبار اور دوسری رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے آخر سورہ حشر پڑہے اور بعد سلام کے جسقدر درود شریف ہوسکے پڑہے اور بعض روایت مین مشایخین کی لکہا ہے چہ رکعت نماز پڑہے رکعت اول مین سورہ والشمس اور دوسری رکعت مین انا انزلنا اور رکعت سوم مین اذا زلزلت الارض چہارم مین قل ہو اللہ پنجم مین قل اعوذ برب الفلق ششم مین قل اعوذ برب الناس اور بعد فراغت کے سر سجدہ مین رکہکر حاجت طلب کرے **سوال** اس زمانہ مین وجہ حلال کسطرح میسر ہوتا ہے **جواب** وجہ حلال اس زمانہ مین اور زمانہ سابق مین چار صورتون سے میسر ہوتا ہے اور نوکری بشرطیکہ اعانت کفر اور ظلم کی اوسمین نہووے اور کوئی کام خلاف شرع بہی اوسمین نہووے۔ دوسری زراعت بشرطیکہ موافق شرع کے حق عاملون کا ادا کیا جاوے۔ تیسری تجارت بشرطیکہ مباح چیزون کی ہو اور پیمانہ اور وزن مین فرق نکیا جاوے اور آمیزش نکیجاوے۔ چوتہی صنعت اور حرفہ بہی انہین شروط کے ساتہہ **سوال** ترکیب زیارت قبور کی کیا ہے **جواب** جسوقت کہ عموماً مومنین کی زیارت کو جاوے اور پیٹہہ طرف قبلہ کے اور منہ طرف سینہ میت کے کرکے سورہ فاتحہ ایکبار اور سورہ اخلاص تین بار اور مقبرہ مین آنے کیوقت یہ الفاظ کہے السلام علیکم یا اہل الدیار من المومنین والمسلمین یغفر اللہ لنا ولکم وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اوراگر کسی ولی بزرگ کی قبر ہو تو منہہ طرف سینہ اوس بزرگ کے کرکے

بیٹھہ جاوے اور اکیس مرتبہ سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کہے اور سورۂ
انزلنا تین بار پڑہے اور دلکو خطرات سے خالی کرکے مقابل مین اوس بزرگ کی لاوے
پس برکتین روح کی زیارت کرنے والے کے دلمین پہنچیگی سوال دریافت کرنا
اس امر کا کہ اہل قبر کامل ہے یا نہین کسطورسے ہوسکتا ہے۔ اور جسصورت مین کہ کامل ہی
اوس سے مدد کسطرح لینی چاہیئے جواب بعضے اہل قبر سے کامل ہی ہین اور کامل
ہونا اونکا مشہور ہے۔ اور طریقہ مدد لینے کا یہہ ہے کہ جانب سر قبر ہوکر اونگلیان قبر پر
رکہکر سورۂ بقر تا مفلحون پڑہے اور پہر بائین قبر کیطرف جاکر امن الرسول آخر
سورہ تک پڑہے اور یہہ کہے کہ ایحضرت فلانے کام کے لئے مین درگاہ الہی مین دعا
کرتا ہون آپ بہی دعا اور شفاعت سے میری امداد کیجیئے اسکے بعد رو بقبلہ ہوکر اپنے
مطلب کو اللہ تعالےٰ سو چاہی واضح ہو کہ اہل قبر کامل اور مشہور نہین ہی اونکا کمال دریافت کرنیکا طریقہ یہہ ہی بعد فاتحہ درود کے
ذکر سبوح مین دلکو اپنے مقابل سینۂ اہل قبر کے رکہے۔ اگر اپنے دلمین راحت و تسکین
محسوس ہوجاں سے کہ اہل قبر اہل صلاح و کمال سے ہے لیکن یاد رہے کہ اہل قبور سے جو
اپنے کمال مین زیادہ مشہور ہون اونہین سے مدد لینی چاہیئے سوال ترکیب استخارہ
وغیرہ واسطے دریافت حالات آیندہ کے کسطرح پر ہے جواب ترکیب اسکی کتاب قول جمیل
مین مذکور ہے اور طریقہ سہل یہہ ہے کہ شب چہارشنبہ و پنجشنبہ و جمعہ متواتر نماز عشا کی بعد
بسم اللہ الرحمن الرحیم تین سو بار پڑہکر سورۂ الم نشرح۔ بسم اللہ کے ساتھہ سینہ اور منہ
پر اپنے دم کرے اور جناب باری مین دعا کرے کہ فلانے امر مین جو کچہہ ہونیوالا ہے
خواب مین یا بیداری مین بآواز ہاتف مجکو معلوم ہوجاے بعد اسکے سو بار یہہ درود پڑہے
اللھم صل علی سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک دوسرا طریقہ استخارہ کا جو
حدیث مین مذکور ہے یہہ ہے کہ دعاے استخارہ کو تین دفعہ پڑہکر اپنے قلب کیطرف
متوجہ ہو اگر اوس کام مین ارادہ مصمم ہونے لگے تو اوس کام کا ارادہ کرے اور نہ ہو تو

رکھیے دعاے استخارہ مشکوات مین موجود ہے **سوال** مشکلات دنیوی کیلئے کون سی دعا
پڑھنا چاہئیے **جواب** دعاالکرب باطہارت پڑھنا مجرب ہے لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب
العرش العظیم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم اللھم انی اسالک
موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر وسلامۃ من کل اثم لاتدع
لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا حاجتہ لی من حوائج الدنیا والاخرۃ
الا قضیتھا یا ارحم الراحمین اور اعمال مین مشایخین کے ختم خواجگان بھی مجرب ہے
اور طریقہ اوسکا مشہور ہے اور ختم یا بدیع العجائب بالخیر کا یا بدیع بارہ سو دفع اول و آخر درود
دو سو بار بھی خواہ تنہا خواہ جماعت کے ساتھ پڑہے **سوال** حفظ آبرو اور عزت کیلئے
کیا کرنا چاہئیے **جواب** یا عزیز اکتالیس بار پڑھنا صبح کیوقت یا روبرو حاکم کے جانیکے
وقت پڑھنا مجرب ہے اگر اسی اسم کو چاندی کی انگوٹھی پر کہ جسکا نگینہ بھی چاندی کا ہو
شکل مربع کہدوائین مگر شرف قمر کے وقت کندہ کروانا چاہئیے اور عطر وغیرہ سے خوشبو
کرکے احتیاط سے رکھین اور حاکم کے پاس جانیکے وقت کن اونگلی مین پہن لیوین
شکل مربع یہہ ہے **سوال** فراغت رزق کیلئے
کیا کرنا چاہئیے **جواب** وقت چاشت چار رکعت
نماز پڑہین اور بعد سجدے مین جاکر ایکسو چار دفعہ
یا وہاب پڑہین اگر فرصت نہو بچاس مرتبہ پڑہین

ز	ی	ز	ع
ع	ر	ی	ز
ز	ع	ز	ی
ی	ز	ع	ز

اور سورہ کہف جمعہ کے روز پڑھنا بھی سبب زیادتی رزق کا ہے اور اسیطرح سورۂ واقعہ
ایک رات مین دو وقت پڑھنا بعد مغرب کے اور بعد عشا کے بھی مجرب ہے اور بعد نماز
صبح کے سو بار یا مغنی اگر فرصت ہو گیارہ سو بار اور سورۂ مزمل بعد نماز عشا کے اکیس بار
اگر فرصت نہو سات بار اگر اسقدر بھی فرصت نہو ایکبار لیکن جب اس آیت کے قریب
پہنچے رب المشرق والمغرب لا الہ الا ہو فاتخذہ وکیلا حسبنا اللہ ونعم الوکیل پچیس مرتبہ

پڑہے بعد سورہ کو تمام کرے سوال واسطے ادائی قرض کے کیا کرنا چاہئے جواب
اس دعا کو بعد نماز کے تین دفعہ پڑھنا مجرب ہے دعا یہہ ہے اللھم انی اعوذ بک
من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من
غلبتہ الدین و قہر الرجال اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک اغننی بفضلک عمن سواک سوال
واسطے محفوظ رہنے جمیع بلیات سے اور آفات دنیاوی سے کیا کرنا چاہئے جواب
تینتیس آیتین بعد نماز مغرب پڑہنا چاہئے اگر فرصت نہو آیتہ الکرسی دس دفعہ صبح کے
وقت اور یا حفیظا دو ہزار بار پڑہے اور اس کام کیلئے حزب البحر خوب چیز ہے سوال
وہ جو بلیات سے محفوظ رہنے کیلئے تینتیس آیتین پڑہنے کا حکم ہوا ہے وہ کون سی
آیتین ہین ارشاد ہو جواب وہ آیتین یہہ ہین چار آیتین اول البقر سے مفلحون تک
اور تین آیتہ الکرسی سے خالدون تک اور تین آیتین آخر سورۂ البقر کی للہ ما فی السموات
سے آخر تک اور آیت سورۂ اعراف ان ربکم اللہ سے محسنین تک اور دو آیتین آخر سورۂ
بنی اسرائیل کی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن سے آخر تک اور دس آیتین سورۂ والصافات
کی لازب تک اور تین آیتین سورۂ رحمن کی یا معشر الجن سے فلا تنتصران تک اور تین آیتین
سورۂ حشر کی لو انزلنا ہذا القرآن سے آخر سورہ تک اور دو آیتین سورۂ جن کی قل اوحی الی
سے شططا تک سوال تسخیر حکام کے لئے کیا کرنا چاہئے تاکہ ہمیشہ مہربان رہین اور ایذا
نہ پہنچاوین جواب جب نزدیک حکام کے جاوین تو یہہ دعا پڑہین یا رحمن کل شئی و راحمہ
یا رحمن ستر دفعہ پڑہکر اون کی طرف دم کرین اور اپنے مکان مین حاکم کے مکان کی طرف
متوجہ ہو کر یا مقلب القلوب دو سو بار پڑہے اور دعا کرے حقتعالی دل کو اس کے
مسخر کریگا اور عمل یا عزیز جس کا ذکر ہو چکا ہے بہت مفید ہے۔ سوال اسکا سبب
کیا ارشاد ہوتا ہے کہ بعض وقت خواب مین ایسی باتین نظر آتی ہین جو وہم و گمان مین بھی
نہین ہوتی ہین جس سے طبیعت مکدر ہو جاتی ہے جواب سوتے وقت

معوذتین اور آیۃ الکرسی ایکبار پڑھکر سینہ پر اور منھ پر اپنے دم کرے اگر اس سے بھی نفع نہو تو
اسم یا شدید کو تین بار پڑھکر تمام جسم پر دم کرے بعد سوتے وقت یہہ دعا پڑھے باسمک
اللھم وضعت جنبی وبک ارفعہ انشاء اللہ تعالی احفظنی من نومی وجنبی کما تحفظ بہ عبادک
الصالحین واعوذ بک من ھمزات الشیاطین وان یحضرون **سوال** سفر کرنیکی ترکیب
جس طرح ارشاد ہو عمل کیا جاوے **جواب** جس وقت کہ ارادہ سفر کا ہوا و مستعد کوچ
پر ہو جاوے دو رکعت نماز نفل پڑھکر اس دعا کو پڑھے بسم اللہ خرجنا وبسم اللہ ولجنا وعلی ربنا
توکلنا اللھم انا نسألک خیر المخرج وخیر المولج اللھم ہون علی السفر ہذا واطول لی البعد کن لی صاحبا
فی السفر وخلیفۃ فی الاہل اللھم اعذنی من وعثاء السفر وکآبۃ المنقلب وسوء المنظر فی المال
والاہل والولد اللھم زودنی فی السفر ہذا البر والتقوی ومن العمل ما ترضی بعد ازان کلمہ کی انگلی
کو اطراف سر کے پھراوے اور اطراف مال ومتاع اور جانورا ور رفیقون کے پھراوے اور
کہے بسم اللہ لا الہ الا اللہ حوالینا حصار محمد رسول اللہ قفل وسمار وخلت فی حرز اللہ
وفی کنف اللہ وفی حمایۃ اللہ الذی ہو اعز وجل واکبر مما اخاف واحذر الٰہی ببستم دست وپا
وزبان وگوش وہوش کسانیکہ مارا بد خواہند وبد ارادہ کنند از دزدان وراہزنان وعیاران
وظالمان واشرار خلایق از درندگان وگزندگان وچرندگان وپرندگان بالف الف لاحول
ولاقوۃ الا باللہ العظیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین اور اس حصار کے پڑھنے
کے بعد تین دفعہ دستک دیوے اور روانہ ہوے اور سواری پر سید ہا ہاتھ پہلے دیکھے اور
بسم اللہ کہے اور جسجا خوف ہو اسم یا حفیظ نوسو نود پر آٹھہ بار پڑھے اور جان ومال اور
رفیقون پر دم کرے اور سورہ لایلاف بلا لحاظ طہارت اور قبلہ کے اکثر پڑھتا رہے
سوال واسطے دفع شر دشمنون کے کیا ارشاد ہوتا ہے **جواب** واسطے دفع شر اعدا
کے وقت بیوقت بلا قید طہارت بے گنتی ہمیشہ اس دعا کو پڑھے اور صورت دشمنون کی
خیال مین لاوے اور پھر اون کے سینہ پر مارے دعا یہہ ہے اللھم انا نجعلک فی

نحو ہم و نعوذ بک من شرورہم اور پڑہنا سورہ تبت یدا کا اور سورہ فیل کا بھی دفع اعدا کے لئے مجرب ہے **سوال** حسب و نسب اور شرافت و نجابت کیا ہے **جواب** جب کسی شخص کے خاندان کی بزرگی کو کہتے ہین بشرطیکہ قریب کے آبا مین ہو سات پشت تک مثلاً ایک شخص اولاد سے بادشاہون کی ہو یا امیرون یا شیخ یا عالم مشہور کی اولاد سے ہوا ور نسب بعید کے آبا کی بزرگی کو کہتے ہین مثلاً حسینی ہونا ہاشمی ہونا علوی یا قریشی ہونا یا ابراہیمی ہونا علی ہذا القیاس بعض لوگ ایسے ہین کہ انکو دونو باتین حاصل ہین مثلاً غوث الاعظم کہ سید بھی ہے اور اولاد بزرگون سے ہی اور بعض حسب رکھتے ہین اور نسب نہین رکھتے جیسے تیموریہ اور راجپوت اور اولاد امام اعظم اور بعض نسب رکھتے ہین اور حسب نہین رکھتے۔ فدوایان جاہل اور سادات بارہہ اور شرافت و نجابت عرف عوام مین بزرگی کو کہتے ہین۔

ایضاً ارشادات مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح

مطابق سوال کے شراب نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور ہے سات اس تعریف کے وہو الذی من ماء العنب اذا اشتد وغلا وقذف بالزبد یعنے وہ پانی انگور کا ہے جس وقت کہ کف لاوے جوش کہا کر جس وقت کہ اوسکو تھوڑا پکاوین عربی مین بازق اور فارسی مین باذہ کہتے ہین اور وہ بالاتفاق حرام ہے کیونکہ جوش دینا سبب انقلاب حقیقت کا نہین ہوتا اور خاصیت نشہ کی جو بسبب پتلے ہونیکے اوس مین موجود ہے متغیر نہین ہوتی ہے ہان مگر جس وقت اس قدر جوش دین کہ ایک ثلث جلجاوے اوس کو مثلث کہتے ہین یہ اوپر قاعدہ ابو حنیفہ کے حلال ہے کیونکہ بسبب گاڑہے ہونیکے حد خمر سے نکل گیا اور دوسرے اشربہ سے مل گیا کہ جو بقدر نشہ کے حرام ہے یعنے جسکو اس قدر پینا حرام ہے کہ نشہ لاوے اور اس سے کم پینا مباح ہے مگر دوسرے علما کے نزدیک یہ بھی حرام ہے باین قول۔ لان ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اور اگر اس قدر جلاوین کہ نصف باقی رہے اوسکو منصف کہتے ہین اور جمہوری بھی کہتے ہین۔ کیونکہ جمہور اوس کو حلال جانتے ہین اور اگر اس قدر جلاوین کہ

جس چیز کو بہت پینے سے نشہ ہو تھوڑا اسکا بھی حرام ہے

دو ثلث جلجاسے اوس کو طلا کہتے ہین یہہ وہی شراب ہے کہ جس کو خلیفہ دوم نے واسطے اہل شام کے جایز کیا تھا کہ جو شراب پینے کے بہت عادی ستھے اور بعد اسلام لانے کے اوسکو چھوڑ دینے کے سبب سے امراض مین مبتلا ہو گئے تھے لہذا خلیفہ ثانی نے بمشورت صحابہ تجویز کیا ہے شرح وقایہ وغیرہ مین مثلث کو حد طلا مین تعریف کر کے کہا ہے کہ یہہ بھی مختلف فیہ ہے بلکہ مراد یہہ ہے کہ بعد جلجانے دو ثلث کے پانی ڈال کر رکھین تا اینکہ تند اور غلیان نکل آوے۔ وجہ الحرمتہ کیا ہو عند الجمہور ہو الاسکار و لقلیل والکثیر سوا فیہ ووجہ الحلۃ ہو عند ابی حنیفہ الخروج عن حد الخمر اعبر فقیہان ابو حنیفہ پر جو خمر غیر حقیقی کو بقدر سکر حرام سمجھتے ہین اقوال ذیل کے سبب سے قافیہ تنگ ہوتا ہے وہ اقوال یہہ ہین ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ ما اسکر منہ جرعۃ فمہ عنہ حرام۔ پس ان اقوال کے مقابل مین ضعیف توجیہات کرتے ہین اور مین نہین کہتا ہون کہ یہہ حرمت حرمت حقیقی نہین ہے بلکہ واسطے روکنے کے ہے یعنے کہین ایسا ہو کہ تھوڑے سے بہت کی عادت ہو جاے جیسا کہ جوان روزہ دار کو روزہ کی حالت مین بوسہ لینا منع ہے اور غیر عورت کی طرف نظر کرنا کہ یہہ سب باتین فساد کی جڑ ہین ورنہ حقیقت مین باعث حرمت نشہ ہے اور نجاست کے متعلق یہہ ہے کہ تھوڑا اور بہت دونو نجس ہین یہی مذہب ابو حنیفہ کا ہے اور حق ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین وہی ہے جو نزدیک جمہور کے ہے۔

دس سوالات جو شاہ بخارائی شاہ صاحب سے کئے تھے اور انہون جواب دئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوات والسلام علی خاتم النبیین و سید المرسلین محمد و آلہ اجمعین **سوال اول** فرقہ امامیہ جو ہمارے زمانے مین مذہب اونکا مروج ہے اسلام اور ایمان مین اون کے کیا کہنا چاہئے اور طریق سلام اونکے ملاقات کے وقت بجالانا چاہئے یا نہین **سوال دوم** اگر کوئی شخص بدگوئی عائشہ صدیقہ کی یا اصحاب کبار کی کرے اور کوئی اوسکو قتل کرے تو اوس کے قصاص کا کیا حکم ہے اور علی ہذا القیاس

خوارج اور نواصب کے لئے سوال سوم یہہ کہ تفضیل شیخین کے نزدیک اہل سنت کے ثابت ہے لیکن تفضیل شیخین کی اوپر حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ثابت ہی یا نہین سوال چہارم یہہ کہ امامت تفضیلیہ کی جایز ہے یا نہین اہل سنت اونکے پیچہے نماز پڑہ سکتا ہی یا نہین۔ سوال پنجم یہہ کہ مروان اور معاویہ کو برا کہنا چاہیئے یا نہین۔ سوال ششم یہہ کہ اگر حنفی المذہب نماز وغیرہ مین امام شافعی کی پیروی کر سکتا ہے یا نہین سوال ہفتم یہہ کہ تحصیل علم منطق اور انگریزی سکے کیا حکم ہے کوی شخص اوس مین اشتغال کرے تو کیا حکم ہے اور اسیطرح علم فارسی جو سواے حدیث وقران کے ہے بندہ نے فتاوی سراج المنیر مین چند الفاظ جو اسبارہ مین دیکھے ہین عرض کرتا ہے وہ یہہ ہین تَعَلُّمُ الْعِلْمِ يَكُوْنُ فَرْضُ عَيْنٍ وَهُوَ قَدْرُ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ وَفَرْضُ كِفَايَةٍ وَهُوَ مَا زَادَ عَلَيْهِ لِنَفْعِ غَيْرِهٖ وَمَنْدُوْبٌ وَهُوَ التَّبَحُّرُ فِي الْفِقْهِ - وَحَرَامٌ وَهُوَ الْفَلْسَفَةُ وَالشَّعْبَدَةُ وَالتَّنْجِيْمُ وَالرَّمْلُ وَعِلْمُ الْقَائِفِيْنَ وَالسِّحْرُ وَدَخَلَ فِي الْفَلْسَفَةِ عِلْمُ الْمَنْطِقِ اِنْتَهٰى كَلَامُهٗ - یعنے سیکہنا علم کا جو فرض عین ہے بقدر احتیاج چاہیئے اور اس سے زیادہ سیکہنا دوسرون کو نفع پہنچانے کے لئے فرض کفایہ ہے اور تبحر پیدا کرنا فقہ مین مندوب ہے اور سوا اسکے یعنے علم فلسفہ اور شعبدہ بازی اور نجوم رمل اور قیافہ اور جادو اور داخل فلسفہ علم منطق مین یہہ تمام باتین حرام ہین بس آخر ہوا کلام - اور اسیطرح نوکری نصاری کا کیا حکم ہے سوال ہشتم یہہ کہ راگ کے سننے مین نزدیک امام اعظم کے کیا حکم ہے اور کسی اہل سنت نے اوسکو حلال کہا ہے یا نہین سوال دہم در صورت ثابت ہونے اسباب کے کہ کل قسم کا دہوان ہے حقہ پینے کے باب مین کیا حکم ہوتا ہے اور نیز حدیث ذیل کے باب مین کیا حکم ہوتا ہے کہ آیا یہہ صحیح ہے یا نہین - چنانچہ علاء الدین محمد ابراہیم تبریزی جو کہ اہل امامیہ سے ہے تنبیہ الغافلین مین اسبابت کو تحقیق کیا ہے کہ یہہ قول رسول اللہ صلعم کا ہے اور وہ حدیث ہے مَنْ اَكَلَ التَّنْبَاكُو

فکاَنّمَا زنی بامہ سبعین مرۃ ومن زنی بامہ مرۃ فکانما ہدم الکعبۃ سبعین مرۃ یعنے
جس نے ایک لقمہ بنگ کا کہایا گویا زنا کیا اوسکی اپنی مان سے ستر بارا ور جس نے زنا کیا
مان سے ایکبار گویا گرادیا کعبہ کو ستر بار۔ ایضاً من اکل البنج ومات علی ہذا حشر اللہ
عزوجل فی القیامۃ مکتوباً بین عینیہ ہذا آیس من رحمۃ اللہ یعنے جس نے بنگ پی ایکبار
اور مرگیا اوس پر خداوند عالم اوسکا حشر کریگا دران حالیکہ لکہہ دیگا اوس کی پیشانی پر کہ
یہہ خدا کی رحمت سے مایوس ہے۔

جوابات شاہصاحب علیہ الرحمہ

جواب سوال اول یہہ کہ کچہہ شبہ نہین ہے اسمین کہ فرقہ امامیہ منکر ہین
خلافت سے حضرت صدیق اکبر کی کتب فقہ مین مسطور ہے کہ جو شخص حضرت صدیق کی خلافت
سے انکار کرے اجماع کے نزدیک کافر ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری مین لکہا ہوا ہے
الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنہما العیاذ باللہ فہو کافر وان کان یفضل علیاً
کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ عنہ لا یکون کافراً لکنہ مبتدع ولو قذف عائشۃ رضی اللہ
عنہا بالزنا فقد کفر۔ یعنے رافضی جس وقت برا کہا شیخین کو اور لعنت کی اون دونون پر
پناہ بخدا ایس وہ کافر ہے اور اگر فضیلت دی حضرت علیؓ کو ابو بکرؓ پر کافر نہین ہوتا مگر مبتدع
ہے اور اگر تہمت کی حضرت عائشہؓ پر زنا کی تو کافر ہوتا ہے ایضاً فیہہ من انکر امامۃ ابی بکر
فہو کافر وعلی قول بعضہم ہو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انہ کافر وکذالک من انکر خلافۃ
عمر فی اصح الاقوال ویجب اکفار الروافض فی قولہم برجع الاموات الی الدنیا وتناسخ
الارواح الی ان قال وہوالاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامہم احکام المرتدین
انتہی۔ یعنے اوسی کتاب مین لکہا ہے کہ جو شخص انکار کرے خلافت کا ابو بکرؓ کی پس وہ
کافر ہے اور بعضون کے قول سے مبتدع ہے کافر نہین ہے مگر صحیح یہی ہے کہ کافر
ہے اور اسیطرح جو انکار کرے خلافت عمر کا صحیح اقوال مین اور درست انکار روافض

یا اون کے قول ہین کہ اموات رجوع کرتے ہین طرف دنیا کے اور تناسخ ارواح کو تو ایسی
قوم خارج ہے ملت اسلام سے اور احکام اون کے احکام مرتدین کے ہین آخر ہوا کلا
پس جس وقت بموجب روایات کفر اونکا ثابت ہوا تو ملاقات بھی مثل کفارون کے کرنی
چاہئے یعنے آپ پہلے سلام نہ کرنا چاہئے ہان اگر خوف ضرر ہو تو جائز ہے اور جواب سلام بھی
بقدر ضرورت دینا چاہئے اور دوسرے ابواب تعظیم بھی بقدر شرع بجالانا چاہئے اور
دعوت بھی منظور کرنی چاہئے اور تہنیت اور تعزیت اور عیادت وغیرہ بھی اسیطرح اور
حکم خارج اور نواصب کا بھی یہی ہے **جواب دوم** یہہ کہ بدکہنے والا عائشہ کو بیشک
مرتد ہے اوس کو قاضی کے سامنے لیجاکر بعد شہادت قتل کرنا چاہئے مطابق اس حدیث
کے من بدل دینہ فاقتلوہ - اور یہہ اسلئے ہے تاکہ قاتل پر قصاص نہ آوے ورنہ
جو بدلا دین اپنا پس قتل کرواوسکو
جو شخص اپنے کانون سے اس کلام نافرجام کو سنے چاہئے کہ کہنے والے کو قتل کرڈالے
خدا کے نزدیک کچھ مواخذہ نہین ہے البتہ اگر گواہ نہ رکھتا ہو تو قاضی قصاص لیگا اور
یہی حکم ہے خوارج اور نواصب کا جس وقت بدگوئی کرین **جواب سوم** یہہ کہ حضرت
علی کو شیخین پر بہمہ وجوہ فضیلت نہین ہے بلکہ علمانے لکہا ہے کہ شیخین مین بھی ایک
کو دوسرے پر بہمہ وجوہ فضیلت محال ہے کیونکہ حضرت علی کی جہاد مین اور فن قضیات
مین اور کثرت احادیث اور ہاشمیت وحنفیت نہ خصوصیات زوجیت اور پر صدیق اکبر
کے قلبی ہے بلکہ مراد تفضیل شیخین کی اوپر حضرت مرتضی علی کے اس بات مین ہے کہ
مشابہت ساتہ نبی کے رکہتے تھے سیاست امت مین اور حفاظت دین مین اور
فتنون کے روکنے مین اور جاری کرنے مین اسلام کے پس اس بات مین شیخین کو فضیلت ہے
جواب سوال چہارم یہہ کہ تفضیلیہ دو قسم کے ہین ایک تو یہہ کہ حضرت علی
مرتضی کو شیخین پر فضیلت دیتے ہین اور باوجود اس کے تعظیم اور محبت شیخین کی ہم
رکھتے ہین اور اتباع اون کی مثل اہل سنت کرتے ہین اس قسم کے تفضیلیہ داخل سنت

جماعت مین اور صرف اسی ایک مسئلہ مین خطا پر ہین پس ایسے شخص کی امامت جائز
ہے اور اکثر صوفیہ اور اکثر صوفیہ اور مثل عبد الرزاق محدث کے اور سلمان فارسی
اور حسان بن ثابت وغیرہ بعضے صحابہ اس قسم کے تھے اور دوسری قسم کے وہ ہین
جو کہتے ہین کہ ہم کو اتباع علی اور اولاد کی کافی ہے ہمکو دوسرے صحابیون سے مطلب
نہین دوسرے صحابیون کو برا بھی نہین کہتے اور بھلا بھی نہین کہتے کسی قسم کا سروکار
نہین رکھتے پس اس قسم کے تفضیلیہ داخل مبتدع کے ہین انکی امامت کا حکم مثل
مبتدع کے ہے اور کوی معتبر لوگون نے سنت جماعت کے ایسا نہین ہوا ہے۔
جواب سوال پنجم یہہ کہ مروان علیہ اللعن سے عداوت رکھنا اور اوس کو
برا کہنا خصوصًا اسلئے کہ وہ اہلبیت اور حسنین کا دشمن تھا سنت جماعت کو ضروری ہے
اور لوازم ایمان سے نہ ہے اور حق مین معاویہ کے جنہون نے جناب علی مرتضی رضی اللہ
عنہ سے جنگ کی تھی علماے اہل سنت کو اختلاف ہے علما ماوراء النہر اور اکثر مفسرین
اور فقہا اس کو خطاے اجتہادی کہتے ہین اور اہل حدیث نے روایات صحیحہ سے
دریافت کیا ہے کہ یہہ حرکت خواہش نفسانی کی وجہ سے تھی پس انتہا یہہ ہے کہ
باغی اور مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوے وَالْفَاسِقُ لَیْسَ بِاَہْلِ اللَّعْنِ یعنے فاسق سزاوار
لعنت کا نہین ہے پس مراد برا کہنے سے یہی ہے کہ اوس کے فعل کو برا کہنا چاہیے کیونکہ
صحابی رسول سے تھے معاذ اللہ من ذالک کیونکہ بعض صحابہ زمانے مین رسول اللہ صلعم کے
مرتکب کبیرہ کے ہوے ہین اور حضرت نے اونکو کافر نہین کہا جیسے ماعز اسلمی نے زنا کیا
تھا اور حسان بن ثابت تہمت زناے عایشہ صدیقہ کے شریک تھا حالانکہ اوس زمانے
مین ہنوز اس باب مین عایشہ صدیقہ کی شان مین آیت قرآن نازل نہین ہوی تھی چہ جاے
کہ اس وقت تہمت لگانیوالا بیشک کافر ہے **جواب سوال ششم** یہہ کہ اگر حنفی اور
مذہب شافعی پر عمل کرے تین وجہون مین سے کسی ایک وجہ پر جایز ہے اول یہہ کہ

دلایل کتاب وسنت سے اوسکی نظر مین اوس مسئلہ مین مذہب شافعی کو ترجیح ہو
دوسرے یہہ کہ تنگی وقت ہو کہ بغیر مذہب شافعی کے گزارہ نہوسکے مثل احکام آب وغیرہ
تیسرے یہہ کہ کوئی شخص صاحب تقوی ہو اور مذہب شافعی مین کسی مسئلہ مین تقوی پایا جائے
مثل صدقہ ادا کرنا دو سیر سے زاید یا گوشت سور کا نہ کہانا علی ہذا القیاس لیکن ان تینون
وجوہ مین شرط یہہ ہے کہ ایسا ملاپ نہو جاوے کہ دونو مذہبون مین عمل باطل ہو جاوے
مثلاً فصد کو ناقض وضو سمجھین اور پہر اوس وضو سے نماز پیچھے امام کے بغیر فاتحہ کے
پڑھے ہے پس ایسی صورت مین مذہب حنفی کے رو سے وضو باطل ہوا اور مذہب شافعی کے رو سے
نماز باطل ہوی اور سوا اسے ان تین وجہ کے ایک کی اقتدا چھوڑکر دوسرے کی اقتدا کرنا
قریب حرام کے ہے کیونکہ گویا کہیل کرنا ہے دین سے - **جواب سوال ہفتم** یہہ
تحصیل کرنے مین علم منطق کے کوی نقصان نہین ہے کیونکہ علم منطق مقصود بالذات
نہین ہے بلکہ مثل آلات کے ہے مثل صرف ونحو کے اور حکم آلہ کی حرمت کا ذی الآلہ کے
ساتھ ہے یعنے جس کا یہہ آلہ ہے اگر وہ حرام ہے تو یہہ بھی حرام ہے جیسے توپ اور ہتیار
وغیرہ آلات جنگ کہ اگر دین کی لڑائی کے واسطے یہہ ہتیار استعمال کئے جاوین تو بمنزلہ
عبادت کے ہین اور اگر مسلمانون سے لڑنیکے واسطے یا راہزنی کے واسطے استعمال
کئے جاوین تو حرام ہین حاصل کلام اگر کوی علم منطق اسلئے سیکھے کہ دین مین شکوک پیدا
کرے تو البتہ حرام ہے اب رہی یہہ بات کہ قدما کے کلام مین اس علم کی جو ہجو واقع ہوی ہے
اور انہون نے اس علم کے حاصل کرنے سے منع کیا ہے اسکا سبب یہی ہے کہ اشتغال
اس علم مین حرام ہے تاکہ مقصود فوت نہو جاوے اور صرف ونحو وغیرہ کل علوم کا یہی حکم ہے
یا یہہ کہ اوس زمانے مین یہہ علم واسطے تائید مذاہب باطلہ کے استعمال کیا جاتا تہا اب
یہہ بات علم منطق بالکل جاتی رہی بلکہ ایک جزو علم کلام کا ہوگیا ہے جو علوم دینیہ کا رئیس ہے
اور جو فتاوے مین اور سراج منیر مین لکہا ہوا ہے اوس سے مراد بھی ملحوظ ہے کہ جو

علوم فلسفہ کا ایک جز ہے نہ منطق کہ علم کلام کا ایک جز ہے واللہ اعلم بالصواب
و انگریزی یعنے خط وکتابت اس زبان مین کرنا مضایقہ نہین اگر نیت نیک سے ہو
کیونکہ حدیث مین وارد ہے کہ زید بن ثابت حکم سے آنحضرت کے خط وکتابت کو
یہود اور نصاری کی سیکہا تہا تاکہ جو خط اوس زبان مین حضرت کے واسطے آئے
تو جواب لکہہ سکے اگر اسلئے سیکہے کہ وہ بہلا معلوم ہوتا ہی یا اس کے ذریعہ سے
دوستی حاصل ہو تو البتہ حرام اور مکروہ ہے جیسا کہ گزرا کہ حکم آلہ کا ذی الآلہ
کے ساتہ ہے ۔ اور نوکری نصاری کی بلکہ تمام کفار کی چند قسم پر ہے بعض مباح
اور بعض مستحب اور بعض حرام اور بعض کبیرہ قریب کفر تفصیل یہہ کہ اگر کوئی کافر
اس شخص کو واسطے کار نیک کے نوکر رکہے مثل مفتی وعادل کے یا واسطے بنانے
پل یا مہمانسرا یا گرفتاری راہزنان وغیرہ کے تو جایز ہے بلکہ مستحب ہی بدلیل انکہ
حضرت یوسف نے پادشاہ مصر سے خزانوں کی دارونگی لی تاکہ عدل سے تقسیم کیا وے
اور والدہ حضرت موسے نے موسی علیہ السلام کو دودہ دینے کیلئے فرعون کی
نوکری قبول کی اور اگر دوسرے کاموں کے لئے نوکری کیجاوے کہ جس مین اختلاط
اور مدد کفر کی پائی جاوے مثل منشی گری اور خدمتگاری اور سپاہ گری وغیرہ تو حرام
ہے اور اگر واسطے قتل مسلمان یا رواج کفر کے نوکری کرے تو گناہ کبیرہ اور قریب
سرحد کفر کے ہے ۔ جواب سوال ہشتم یہہ کہ ستار اگ کا بغیر مزامیر
کے اور بطور کہیل کے ہو اس مین نزدیک ابو حنیفہ کے روایتین مختلف ہین صحیح یہہ
ہے کہ جایز ہے اور دف بہی جایز ہے اور بہت سی حدیثون سے یہہ بات ثابت
ہے قال شیخ الاسلام تا آخر ۔ یعنے کہا شیخ الاسلام نے حرمت راگ کی اسوقت
کہ صفت معشوق کی یا شراب کی ہو یا ہجو مسلمانکی یا کافر ذمی کی ہو نہ یہہ کہ اشعار
واسطے فصاحت کے یا بلاغت کے ہو اور یہہ بہی بطور لہو لعب کے ہو اگرچہ ضعیت

اور حکمت کی باتین ہون اور گانا وقت ولادت یا ولیمہ یا غائب کے آنے کے بعد
ایسا نہین ہے وقال فی الزیلعی تا آخر - یعنے زیلعی مین کہا ہے کہ اختلاف ہے
گانے مین یعنے بعضون نے کہا ہے کہ حرام مطلق ہے اور بعضون نے کہا ہے
کہ اگر بطور فصاحت کے ہو اور بعضون نے کہا کہ واسطے دفع وحشت کے اگر
اکیلا ہو تو جائز ہے مگر بطور کہیل کے نہو - وقال السرخس فی البدایع تا آخر - یعنے
کہا سرخس نے کتاب بدایع مین کہ راگ ایسی خوشی کے وقت جائز ہے کہ وہ
خوشی شرعاً جائز ہے جیسے عید و عرس و نکاح و ولادت وغیرہ **جواب
سوال نہم** یہہ کہ خنثا سے مشکل کو دونو شہوتین بمرتبہ نہین ہوتین بلکہ غالب
مغلوب ہوتی ہین پس چاہیئے کہ اگر شہوت مردی غالب ہو عورت کے ساتھہ
نکاح کردین اور اگر شہوت زنی غالب ہو تو مرد کے ساتھہ نکاح کردین **جواب
سوال دہم** یہہ کہ حقہ مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے بسبب
بدبو کے جو منہہ سے حقہ پینے والے کے آتی ہے مثل پیاز اور کچے لہسن کے اور
بسبب تشبیہ ہونے دوزخیون کے کہ اون کے منہہ سے دہوان نکلیگا اور
کل من اکل التنبخ ہرگز حدیث مین نہین آیا ہے بلکہ الفاظ رکیک سے معلوم ہوتا
ہے کہ یہہ حدیث موضوعی ہے اور لکہنا علاء الدین تبریزی کا اعتبار کے لایق
نہین ہے لیکن واعظین واسطے ڈرانے کے ایسی حدیثین بیان کیا کرتے ہین
اور اصلیت سے حدیثون کی واقف نہین ہوتے ہین اور تحقیق تماکو کی یہہ ہے
کہ اسکی حرمت ثابت نہین ہے کیونکہ نباتات کی حرمت دو سبب سے ہوتی ہے یا
زہر ہونا یا نشہ کرنا اور تماکو ان دونو باتون سے خالی ہے لیکن اس مین تین باتین
کراہیت کی اول یہہ کہ منہہ سے بدبو آتی ہے دوسری یہہ کہ تشبیہ اہل نار سے
ہوتی ہے جیسا کہ انگوٹھی سے لوہے کی شرع مین ممانعت ہے تیسرا یہہ کہ

استعمال آگ سے قربت کرنا ہے اور یہہ مکروہ ہے کیونکہ یہہ صورت عذاب خدا کی ہے
جیساکہ داغ دینا مکروہ ہے اگرچہ یہہ تینون مکروہ تنزیہی ہین مگر بسبب اجتماع قریب تحریمی
کے ہوگئے ہین اور بعض معقولین کہتے ہین کہ اگرچہ گل و دخان حرام حدیث نہو مگر تاہم دہوان
مرکب ہے ارضیت اور ناریت سے اور یہہ دونو حرام ہین پس جو چیز انسے مرکب ہوگی
حرام ہوگی جواب اسکا یہہ ہے کہ مٹی پن اور آگ پن بوجہ سمیت کے حرام ہے پس جب
سبب دور ہوا تو حرمت بھی دور ہوگئی جیسے استعمال چوسنے کا پان کے ساتھہ اور اب
ہی گل ارمنی اور گل مختوم کا دوا مین استعمال پس دہوان تماکو کا دوا کے طور پر استعمال
کیا جاوے مثلاً واسطے رفع تحلیل ریاح کے یا واسطے رفع قبض کے تو حرام نہوگا اور بعض
کہتے ہین کہ دہوان آلہ عذاب ہے اور آلہ عذاب کا استعمال کرنا حرام ہے اور یہہ آیت پیش
کرتے ہین تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ہذا عذاب الیم جواب اسکا یہہ ہے
کہ صغری اور کبری دونون ممنوع ہین کیونکہ دہوان جیساکہ آلہ عذاب ہے اسیطرح آلہ رحمت
بھی ہے جیساکہ دہوان عود کا حدیث مین آیا ہے کہ واسطے بہشتیون کے عود کو جلاینگے
اور دوم یہہ کہ پانی قوم نوح کے لئے آلہ عذاب ہوا تھا اور حالانکہ پانی حرام نہین ہے

تتمہ دلائل شیعہ و بیان حدیث ثقلین

(منقول از تحفہ عشری باب ہفتم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاننا چاہئے کہ اقسام دلایل نزدیک شیعون کے چار ہین اول کتاب دوم خبر سوم اجماع
چہارم عقل - پس کتاب یعنے قرآن شریف اور یہہ اون کے زعم مین قابل اعتبار نہین ہے
تا وقتیکہ امام کے واسطے سے نہ پہنچے اور جو قرآن کہ امام کا ہے وہ اون کے پاس
نہین ہے اور اس قرآن کو امامون نے اون کے زعم مین پسند نہین کیا ہی چنانچہ کلینی
وغیرہ اونکی معتبر کتابون سے ثابت ہے اور یہہ مطلب کئی وجہ سے ہے اول یہہ کہ

ایک جماعت نے اپنے اماموں مین سے روایت کی ہے کہ قرآن جو نازل ہوا تھا
اوس مین تغیر و تبدل ہو گیا ہے اور اب جو قرآن موجود ہے یہہ جمع کیا ہوا عثمان کا ہے
جو سات نسخہ لکھکر تمام عالم مین مشہور کر دئے اور جو اصل قرآن پڑہتا تھا اوس کو سزا دیجاتی
تھی۔ وجہ دوم یہہ کہ نقل کرنیوالے اس قرآن کے مثل نقل کرنیوالون توریت انجیل کے تھے
جو اکثر دنیا طلب اور دین فروش تھے کہ طمع دنیا سے پیروی اپنے رئیسون کی کرتے تھے
اور خاندان نبی سے دشمنی رکھتے تھے اور اکثر جا سے قران مین تحریف کر دی جیسے بعوض
مِنَ الْمَرَافِق کے اِلَی الْمَرَافِق وغیرہ اور اسیطرح دعاے ضمی قریش مین کہ جسکو قنوت
امیر المومنین کہتے ہین اور وہ دعا باب دوم مین گذری پس ان وجوہ سے یہہ قرآن عثمانی
کے قابل نہین ہے سوم یہہ کہ ثبوت نزول قرآن کا ناقلین کے اعتبار پر ہے اور یہہ
لوگ ایسے بے اعتبار ہین کہ جس آیت کو پیغمبر نے ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیون
کے روبرو بیان کیا تھا اس کو تغیر اور تبدل کر ڈالے اور حق امامت کو تلف کر ڈالے
پس کیا عجب ہے کہ نبی کو فرض کر لئے ہون کہ دراصل نبی کوئی چیز نہون بلکہ صرف توطیہ
باندہے ہون کہ فلان شخص نبی تھا۔ اب رہی خبر پس حال اسکا اس باب مین تفصیل
سے لکھا جا چکا ہے اوس کے علاوہ یہہ ہے کہ خبر کو چاہئے کہ کوئی ناقل ہو پس وہ ناقل
یا شیعہ ہوگا یا غیر شیعہ اور غیر شیعہ کا تو مطلق اعتبار نہین کیونکہ انکے بزرگون نے قرآن
کو بگاڑا ہے تو یہہ لوگ کب اعتبار کے قابل ہین اور ناقل شیعہ ہے تو یہہ بھی اعتبار کے
قابل نہین کیونکہ خود شیعون مین امام کے معین کرنے مین جھگڑا واقع ہے اور اختلاف
ہے۔ اور خبر امام سے پہنچنا چاہئے یا نبی سے اور امام معصوم ہونا چاہئے اور عصمت امام
کی اور نبوت نبی موقوف خبر پر ہے پس اس صورت مین دور لازم آتا ہے حاصل کلام یہہ
کہ خبر بھی بقول شیعون کے قابل اعتبار نہین۔ اب رہی اجماع اسکا حال بھی ظاہر ہے
کیونکہ اجماع بعد ثبوت نبی کے ہے جب نبوت ثابت نہین تو اجماع کہان سے ثابت

ہوسکتا ہے اور نیز اجماع قابل اعتبار نہین کیونکہ خلافت ابوبکر اور عمر پر اجماع
ہوا تھا اور حرمت متعہ اور منع میراث پیغمبر اور امام برحق کو اپنے حق سے روکنا اور سوا اسکے
اجماع ہر مسئلہ مین ہونا دشوار ہے کیونکہ خود شیعون مین بلکہ اثنا عشریون مین اکثر
مسائل مین اختلاف ہے پس تمام امت کیونکر اتفاق کر سکتی ہے ثبوت اس کا
ان مثالون سے ظاہر ہے چنانچہ صاحب سبیل الاسلام جو معتبر علماے شیعہ سے ہے
شرح مین حدیث عقل کی کہتا ہے کہ کہا شیخ ابو الفتح کراجی نے کنز الفوائد مین دلالت کرتی ہے
اوپر اجماع کے امت بطور غلبہ آرا کے اور خصائص سے اسکی ہے اور انکار کیا اوس کا
اوس کو تمام فرقون نے اور کلام علامہ حلی کا دلالت کرتا ہے اور ہر اصحاب سرا رانکار کی
جناب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ فلان شخص نے ایک کتاب زبان پشتو مین ہماری
مذمت لکھی ہے اور نام اوسکے باپ کا و مقام سکونت و نام کتاب بھی ظاہر فرمایا - آپ نے عرض کیا کہ مین
زبان پشتو نہین جانتا ہون حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ کچھہ مضایقہ نہین ہے آپ خواب سے
بیدار ہونے بعد تلاش کتاب دستیاب ہوئی آپنے اوسکا جواب زبان پشتو مین لکھکر مشتہر کیا
ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ صاحب یہہ طوائف یعنے کسبی عورتین مرتی ہین اون کے
جنازہ کی نماز پڑہنی درست ہے یا نہین اوس نے عرض کیا ہان پڑہتے ہین حضرت نے
فرمایا کہ تو اونکی بھی جنازے کی نماز پڑہو -
ایک سوداگر صاحب دل کو اپنی زوجہ سے نہایت محبت تھی بوقت روانگی سفر زوجہ سے کہا کہ اگر تم
اپنے باپکے گہر جاوگے تو میرے طرف سے تم کو طلاق ہے بعد واپسی معلوم ہوا کہ زوجہ مذکور
اپنے باپ کے گئی تھی علمائے وقت سے جو فتوی طلب کیا سب نے کہا کہ طلاق ہوگئی وہ بیچارے
مایوس ہوکر رہ گئے مولانا صاحب نے کہ اوسوقت بھی دوازدہ سالہ تھے سوداگر موصوف سے
فرمایا کہ اگر شیرینی کھلاؤ تو تمھارا نکاح پھیر پہرا دین اونہون نے اقرار کیا آپ نے فتوی لکھا
کہ جب باپ اوس عورت کا مرگیا تو وہ گئی اس صورت مین وہ گھر اوسکے باپکا نرہا بلکہ وہ گھر

عورت کا ہوگیا پس وہ گھر اپنی عورت کا ہوگیا پس وہ اپنے گھر گئی نہ باپکے سب علمانے
پسند وقبول کرلیا۔
ایک رسالدار ساکن لکھنو نے حضرت کے مرید تھے۔ ملازمت کے واسطے آئے اور
عند التذکرہ عرض کیا کہ حضرت مین نے ایک گھوڑا چھہ سو روپیہ کو مول لیا ہے حضرت نے فرمایا
منگاؤ ہم بھی دیکھین حالانکہ بصارت آپ کی بہت برسون سے بالکل جاتی رہی تھی جب گھوڑا
حضرت نے فرمایا کہ سمند سیہ زانو ہے۔ رسالدار نے کہا کہ درست ہے آپ نے فرمایا
کہ اوسکو پھیرو پھیرنے لگے آپنے فرمایا کہ ذرا تیز کرو جب تیز کیا تو رسالدار سے پوچھا کہ قیمت اسکی
دیدی عرض کیا کہ ہان دیدی حضرت نے فرمایا کہ یہہ گھوڑا لنگڑا ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا
ایک روز حضرت مولانا صاحب نے ایک طالبعلم سے ارشاد فرمایا کہ تم شاہ صاحب نظام الدین اولیا
قدس سرہ کے مزار پر جاؤ اور وضو تازہ کرکے اول نماز مغرب ادا کرو بعدہ دو رکعت نماز اور
پڑھو اور فلان فلان سورہ پڑھنا ایک بلی لپٹنے کو آویگی لیکن تم نماز اپنی پوری کرلیجیو بعد سلام
پھیرنے کے اوس بلی کو پکڑکر ذبح کرکے کپڑے مین لپیٹ کر ہمارے پاس لے آنا چنانچہ طالبعلم نے
موجب ارشاد آپکے عمل کیا جب بلی کو حضرت کے روبرو کپڑے سے کھولا دیکھا تو کہ وہ تمام
طلا ہے۔ دوسرے روز اوس طالبعلم نے پھر ایسا ہی کیا اوس روز کچھہ نہ ہوا۔
حضرت وعظ حدیث شریف کا فرما رہے تھے اس مین ایک شخص آئے اپنی انگشت سے اشارہ
کیا اپنی پشت کے طرف یعنے ادہر آؤ۔ جب درس تمام ہوا اوس شخص نے عرض کیا رات خواب
مین دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین اور آپ سامنے
جناب سید المرسلین کے بیٹھے ہوئے وعظ حدیث شریف کا فرما رہے ہین اور مین حاضر ہوا
تو آپنے اسیطرح انگشت سے اشارہ پس پشت بیٹھنے کا فرمایا تھا اور اب جو مین حاضر
ہوا تو بھی ایسا ہی ہوا اسکا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ تم حقہ بہت پیتے ہو تمھارے منھہ سے
بو آتی ہے اور حضور مین ناپسند ہے اس واسطے فقیر نے کہا تھا۔

ایک شخص متوطن آذربائیجان جو ملک عرب مین ہے جناب مولانا صاحب کی خدمت مین آئے
اور بیٹا اون کے ساتھ تھا حضرت نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو اگر میرے پاس چھوڑ دو تو
اچھا ہے اوسنے قبول کیا اور لڑکے کو چھوڑ کر چلا گیا - یہ لڑکا علم تحصیل کرکے ہوشیار ہوا
ایک روز عرض کیا کہ مین نے کچھہ بات نہین دیکھی حضرت نے فرمایا کہ اچھا تم آٹھہ روز تک سورۂ
انا فتحنا شریف اس ترکیب سے پڑھو نوین دن جہان چاہو چلے جاؤ اس طالبعلم نے آٹھہ روز
پڑھکر نوین دن جنگل کا راستہ لیا طرح طرح کے جنگل اور دریا پیش آئے ایک جنگل مین گیا
وہان ایک بھیڑیا اسکی طرف آیا اور آٹھہ وار اس پر کئے آخرش اسکو چھری اپنے باپ کی کہ کمر
مین موجود تھی یاد آئی نکال کر بھیڑئیے کے ماری چھری زخم مین رہی بھیڑیا بھاگ
گیا - پھر یہ شخص ایک جنگل مین پہنچا کہ زمین اسکی نئی طرح کی تھی بعدہ ایک شہر دیکھا کہ عمارت
اسکی عمدہ طرز کی اور بہت تحفہ تھی شہر مین جاکر دیکھا کہ باشندے وہانکے بہت شکیل
اور بزرگ وضع تھے اس مین ایک بہت بزرگ اسکو ملے اور حال پوچھا اسنے بیان کیا انھون نے
فرمایا کہ میرے گھر مہمان رہو آخرش اپنے گھر لیگئے بہت خاطر و تواضع کی اور طعام عمدہ کھلایا
صاحب خانہ کی غیبت مین اوسنے دیکھا کہ وہ چھری اسکی کہ جو بھیڑئیے کے ماری تھی
اور زخم مین رہگئی تھی ایک طاق مین رکھی ہے ہر چند اسنے چاہا کہ اوٹھالے لیکن ہاتھہ مین
نہ آئی پھر صاحبخانہ تشریف لائے اور کھانا روبرو رکھا اسکی نظر اس چھری پر تھی صاحبخانہ
نے پوچھا کہ کیسا ہے اوس نے کہا کچھہ نہین بعد گفتگو وہ شخص بولے کہ ہم نہ انسان مین نہ
جن نہ فرشتہ ہماری خلقت اللہ جلشانہ نے علیحدہ کی ہے اور یہہ شہر ہمارے رہنے
کے واسطے ہے اور ہم سے کام اسیطرح کے لئے جاتے ہین اور وہ بھیڑیا مین ہی تھا
جس کے تونے چھری ماری تھی اور یہہ زخم اسی چھری کا ہے اور مین تجکو فوراً مار ڈالتا
لیکن یہ سبب شاہ عبدالعزیز کا ہے اب تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا کہ مین پھر حضرت کی
خدمت مین پہنچ جاؤن تو خوب ہے اونہون نے کہا کہ آنکھہ بند کرو پھر آواز آئی کہ آنکھہ کھولدے

آنکھ کھولی تو دیکھا کہ مسجد جامع شاہجہان آباد کے پاس کھڑا ہے فوراً جا کر جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے قدمون پر گرا اور مدت تک رہا اور کمالات باطنی حاصل کئے۔

ایکبار امساک بارش ہوکر آثار قحط نمود ہوے تمام زراعت خشک اور گھر برباد ہوے چارون طرفسے آدمی بغرض حصول تدبیر دفع اس بلا کے جناب مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت دعا کیجئے کہ بہ برکت دعا آپکی ہم لوگ اس بلا سے خلاص پاوین یا تدبیر فرمائے کہ اوسکی پیروی مین سرگرم ہون حضرت نے فرمایا کہ تمہاری جماعت سے چند آدمی منتخب ہوکر پرانے شہر مین جاو اور تلاش کرو ایک گروہ ہیجڑون کا ملیگا اُن مین سے جو شخص لشواز وغیرہ سامان رقص پہنے ہو اس کو علیحدہ سلے جا کر فقیر کے طرفسے سلام کہنا اور دعا دولی عرض کرنا جو وہ حضرت تدبیر فرماوین اسپر عمل کرنا چنانچہ چند آدمی اسیوقت مولانا صاحب کی خدمت سے اٹھ کر گئے اور گروہ مخنثون سے ملاقات کی اور حسب الارشاد جناب مولانا صاحب کے رقاص کو علیحدہ لیجا کر التجائے نزول باران رحمت مین مبالغہ کیا تو وہ صاحب یون سہل کیا ہاتھ آنے سے تھے لہذا حسب عادت اپنے ہم پیشون کے ساتھ تالیان بجاکر فرمایا کہ تم اور تمہارا بھیجنے والا دونو احمق ہو مولوی صاحب نے تم سے ہنسی کی ہے ورنہ مجھسے اور اس قسم کی التجا سے کیا مناسبت اور اور بھی بہت اڑائین اڑے لیکن اُن سبھون نے بھی جو بڑے کامل سے کے مرسلہ تھے ایک نسنی وہ اپنا راگ گاتے بسبب اپنی رام کہانی کہتے ساتھ ہوے جب اون بزرگوار نے دیکھا کہ بدون انجام ان لوگون سے عہدہ برآئے محال ہے اور نشان ہادہ ایک کامل کے ہین تو فرمایا کہ خیر صاحبو مولانا صاحب کے فرمودے سے مجبور ہون آج شب کو مین اور میرے ہمراہی اس باغ مین جو جانب راست درگاہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جمع ہون گے تم جا کر جناب مولانا صاحب سے میرا سلام عرض کر کے گزارش کرو کہ مین انجام دہی ایسی خدمت کے لایق نہ تھا جو مجھے تفویض فرمایا ہان اب جو میری نسبت اسقسم کا ارشاد ہوا تو البتہ ببرکت ارشاد حضرت یہ مرتبہ ہمکو حاصل

ہوا لیکن تا وقتیکہ آپکے دست مبارک مدپناہ انہون سے یہ بلا سرسے نجاویگی پس یہہ
واپس آئے اور جیسا کہ پہلے تھا عرض کیا آپنے فرمایا کہ اگرچہ فقیر مین بوجہ فقدان طاقت
رفتار اور باعث ضعف قوی گنجایش طے کرنے کسیقدر مسافت کی بھی نہین رہی ۔
جس طرح ممکن ہوگا بعد نماز عشا تمہارے ہمراہ چلونگا جب وہ دن باقیماندہ گذر گیا اور رات
ہوی تو جناب مولانا صاحب کے سب لوگ دوزانون باادب ہو بیٹھے اور خود حضرت مراقب
ہوے اس قدر کہ نصف رات سے متجاوز ہوگئی جب آپنے مراقبہ سے سر اوٹھا کر فرمایا
کہ لو صاحبو وقت اجابت ہی جس شخص کی جو آرزو ہو خدا سے مانگے فقیر کو امید ہے کہ کوئی شخص
محروم نرہیگا چنانچہ جملہ دست بدعا ہوے اور علاوہ خواہش باران رحمت کے جو جس نے
چاہا فوراً اجابت کا اثر پایا اور جناب مولانا صاحب نے طرف آب رحمت کے لئے ہاتھ اوٹھایا تھا
اون بزرگوار نے بھی معہ اپنی جماعت مخلصون کے صدا آمین بلند کی کہ یک بیک غبار آندہی
کا سر پر چھا گیا جب ہوا کسیقدر کم ہوگئی ابر تیرہ کا آثار نظر آیا ترشح ہونی لگی جناب شاہ صاحب نے
ہاتھ دعا سے کھینچا اور فرمایا کہ صاحبو جلد یہانسے شہر کا رستہ لو ورنہ پھر بکثرت بارش
شہر کا پہنچنا دشوار ہوگا پس اسیوقت لوگ چلدئے اور شہر مین آکر پناہ سے لئے اور اس قدر
بارش کی شدت ہوی کہ ندی اور نالے بڑھ گئے کسی کو ہوس پانی کی نرہی خلقت کی جان
مین جان آگئی اور تمام مخلوق بہ برکت دعاے جناب مولانا صاحب اس بلاء جانستان
سے رہائی حاصل ہوگئی ۔
ایک درویش تشریف لائے اور سلام علیک کر کے بیٹھ گئے اور پوچھا کہ بھلا یا مولوی تم نے
کس قدر کتابین دیکھی ہونگی مولوی صاحب نے جو اس وقت حاضر تھے کہا کہ اس کلان محل
کی جسقدر اینٹین ہونگی آپنے فرمایا کہ فی الحقیقت درویش نے فرمایا کہ حاصل اس کا
پھر حضرت آبدیدہ ہوے اور وہ درویش بھی ۔ بعد اس کے درویش بزرگ نے فرمایا کہ اللہ تم سے
راضی رہے اور تم اللہ سے راضی رہو ۔ بعد اسکے تشریف لے گئے ۔

حضرت کے ہان ایک طالب علم تھا اوس پر ایک پری عاشق تھی ایک روز اوس نے
طالبعلم سے کہا کہ تیرا اور میرا راز افشا ہوگیا اس پر ایک جن جو بڑا عامل ہے تجویز ہوا
ہے کسواسطے کہ یہہ مکان شاہ عبد العزیز کا ہے اور وہ اگر تم کو مار ڈالین گے
اس طالبعلم نے مولوی رفیع الدین صاحب سے جو مولانا صاحب کے بھائی تھے عرض کیا
انہون نے فرمایا کہ تم کلام مجید کھول کر تلاوت کرو وہ گیا اور حجرہ مین چراغ
جلاکر بیٹھا اسمین ایک جھوکا ہوا کا آیا اور چراغ گل ہوگیا اور اس نے غل مچانا
شروع کیا کہ کوئی میرا گلا گھونٹتا ہے اور طالب علم دوڑے اور چراغ سے دیکھا تو
کلام مجید ایک طاق مین رکھا ہے اور طالبعلم پڑا ہے بعد تھوڑی دیر کے وہ پری پھر
آئی اور بیان کیا کہ آج تو وہ چھوڑکر چلا گیا لیکن کل ضرور مار ڈالیگا دوسرے روز وہ
پھر اسیطرح بیٹھا اور ایک دفعہ اوس پر زور شور ہوا العماس کے افاقت ہوئی پھر اس
پری نے بیان کیا کہ فی الحقیقت تیرے مار ڈالنے کو آیا تھا لیکن وہ جن بادشاہ کی طرف سے
تعینات ہین بروز جمعہ و منگل جناب مولانا صاحب کا وعظ سنکر رات کو بادشاہ کے
سامنے عرض کیا کرتے ہین آج وہ بادشاہ کے سامنے گئے عرض کیا کہ فلان مین جو بڑا
عامل ہے شاہ عبد العزیز صاحب کے مقابلہ کو گیا ہے بادشاہ نے سنکر دو جن کو
حکم دیا کہ اسکو پکڑ لاؤ چنانچہ بموجب حکم بادشاہ وہ گرفتار ہوکر قید ہوگیا۔

ایک شخص نے جناب مولانا صاحب کیخدمت مین عرض کیا کہ فیمابین میرے اور میری
زوجہ کے کمال محبت تھی بوقت شب اوس کو پیشاب کی حاجت ہوئی اوس نے مجھ سے
کہا کہ ذرا تم میرے ساتھ چلو مین پیشاب کرلون مین اس کے ساتھ گیا اور وہ پاخانہ
مین گئی مین دروازہ پر رہا تھوڑی دیر کے بعد مین نے کہا ارے جلد اسکو لیجا چہ دیر ہوئی
تو مینے اندر پاخانہ کے اندر جاکر دیکھا تو کچھہ اسکا پتہ نہ چلا لاچار ہوکر تڑپنے لگا
الغرض نہایت مضطرب ہوکر آپ کیخدمت مین حاضر ہوا ہون طاقت الیدم سے صبر کی

ہین جناب مولانا صاحب سے نے فرمایا رات ہونے دو جب رات ہوی تو آپ سے نے فرمایا کہ فلان محلہ مین مجلس سرور کی ہے تم جا کر وہان بیٹھہ رہو جب مجلس برخاست ہو گی تو سب خلقت چلے گی بعد اس کے طوائف آوین گے اور سب سے پیچھے ایک شخص بہت ضعیف اسباب طوائفان لئے ہوے آوین گے یہہ رقعہ جو مین تمکو دیتا ہون اُن کو دینا اُس سے نے ایسا ہی کیا بعد آدھی رات کے وہ بزرگ تشریف لائے اور رقعہ اُس سے نے دیا وہ بہت خفا ہوے بعد اس کے وہ رقعہ اپنے سر پر رکھا اور دو خزف ریزہ منگا کر اُن پر کچھہ لکیرین کھینچین اور فرمایا کہ یہہ دونون ٹھیکریان یہان ڈال دو تم کو طرح طرح کی شکلون کی خلقت نظر آوے گی تم کچھہ خوف مت کیجیو آخر ایک شخص تخت نشین آوے گا یہہ ٹھیکری اُسکو دور سے دکھانا اُسنے ایسا ہی کیا اُس تخت نشین سے نے ایک شخص کو بھیجکر اسکو بلا لیا اور حال پوچھا اور بہت خوش ہوا کہ تیرے سبب سے یہہ حکم حضرت کا میرے نام آیا بعد اس کے بادشاہ سے نے حکم دیا کہ دیکھو کوئی شخص غیر حاضر ہے ملازمان حضوری و بحری و بری سے صرف ایک شخص غیر حاضر تھا بموجب حکم وہ بُلا گیا اسنے عرض کیا کہ فی الحقیقت مین اُڑا ہوا چلا جاتا تھا اس شخص سے نے میرا نام لے کر کہا کہ اسکو لیجا جب مین اُس عورت کو لے گیا مگر وہ میری مان کی برابر ہے مین سے نے سوا اُس کی خدمت کے اور کچھہ نہین کیا اور جو جو مذکور سقہ تھا اُس شخص مدعی سے نے اُس کے کلام کی تصدیق کی جب بادشاہ سے نے اُس عورت کو بُلا کر اُسکے شوہر کے حوالہ کیا اور بہت سا مال اس کو دیا اور جو جو کا قصور معاف کیا۔

ایک خواجہ صاحب متوطن دہلی دوست راقم بیان کرتے تھے کہ مین دوپہر دن کو سوتا تھا ایک خواب دیکھا اور گھبرایا ہوا حضرت عالی مین حاضر ہوا اور خواب عرض کیا حضرت سے نے فرمایا کہ تمہارے گھر مین حمل کی عورت ہی خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ ٹھیک ہی حضرت سے نے فرمایا کہ وہ ساقط ہو گیا۔

عشرہ محرم الحرام کو حضرت مولانا صاحب درس فرمایا کرتے تھے ہزارہا آدمی جمع ہوتا تھا
اور اہل تشیع کے ہان بھی اوس وقت کتاب اور مرثیہ کا پڑھنا ہوجاتا تھا ایک شخص نے
سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور یزید کا مقابلہ تھا حق تبارک وتعالی کس طرف
تھے حضرت نے فرمایا کہ میزان عدل پر تولتے تھے کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا
اوس مردود کے ظلم پر غالب آیا ۔

ایک شخص کسی ملک کا رہنے والا حاضر ہوا اور اس نے کئی کلمے ایسے بیان کئے کہ جو
کسی کے فہم مین نہ آوے اور عرض کیا کہ مین اس مین سے کچھ بھول گیا ہون کئی ہزار کوس
پھرا جس کو کامل سنا اوس سے پوچھا لیکن کچھ کسی نے نہ کہا آپ نے فرمایا کہ یہہ فلانی
چیز کا منتر ہے اور فلانی زبان مین اور یہہ پانچ کلمے جو تجھکو یاد ہین اس مین دو غلط ہین اور
وہ اس طرح پر ہین کہ تین کلمے جو تو بھول گیا ہے وہ یہہ ہین اس مین وہ شخص
بہت خوش ہوا اور قدمون پر گر کے رخصت ہوا ۔

ایک شخص نے ایک تصویر پیش کی اور کہا یہہ تصویر جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ہے اس تصویر کو کیا کرنا چاہئے آپنے فرمایا کہ حضرت پیغمبر صاحب نے غسل فرمایا
ہے اس تصویر کو بھی غسل دینا چاہئے ۔

ایک منشی ذی علم کسی انگریزی کے نوکر حضرت کیخدمت مین آئے اور کہا کہ بزرگی قبلہ آپنے
فرمایا کہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ داڑھی رکھتے تھے یا نہین اوس شخص نے کہا کہ
ہان رکھتے تھے پھر حضرت نے فرمایا کہ تمھارا کیا نام اوس نے کہا کہ شیعہ حضرت علی
نے فرمایا کہ تمہاری ریش نہین اور فقیر کی ہے اوس نے کہا کہ صاحب ہم دنیا دار ہین ۔
آپنے فرمایا کہ حضرت کے سر پر گرد اور بھری تھی اوس نے کہا کہ نہین آپ نے فرمایا
کہ حضرت کے دندان مبارک پر مسی بھی لگی ہوتی تھی اوس نے جوابدیا کہ نہین مین نے
دندان کی مضبوطی کے واسطے لگائی ہے آپنے فرمایا کہ حضرت بھی انگشتان مبارک مین

پهله اور انگوٹهی پهنتے اور هاتهه اور پاؤن مین مهندی لگاتے تهے اوس نے عرض کیا که نهین
مین نے یون هی لگائی هے اس نے کها مین سُستی هوتا هون آپنے فرمایا که کچهه شک
هو تو رفع کر لو اوس نے کها که اون چارون مین شک هے آپنے فرمایا که کچهه شک هو تو
رفع کر لو اوس نے کها که اون چارون مین شک هی آپنے فرمایا که الله جل شانه وحدهٗ
لاشریک لهٗ اوسکے چار فرشتے مقرب هین ایسے هی جناب محمد رسول الله صلی الله
علیه وآله واصحابه وسلم آپ کے چار یار اور دو هاتهه دو پاؤن یهه چار کے چار اور
خاک آب آتش باد چار ارکان سے تمام خلق الله پیدا هوی یهه چار کے چار غرض
هعنا دمثال چار کے دین اوس نے توبه کی اور سُنّی هو گیا۔
مولوی مدن صاحب بڑے فاضل متوطن شاه جهانپور عندالورود دهلی واسطے ملاقات
جناب مولانا صاحب کے مدرسه مین آئے مدرسه بڑا مکان اور فرش شطرنجی کا بچها هوا
تها اور ایک پلنگ ایک طرف کو پڑا رهتا تها اکثر حضرت چهل قدمی فرمایا کرتے تهے
پهر اوس پلنگ پر لیٹ جاتے اور سب آدمی جو آتے تهے فرش پر بیٹهتے۔ مولوی مدن
نے کها که مین تو فرش پر نهین بیٹهونگا حضرت نے فرمایا که ان کے واسطے اچها
پلنگ لاؤ فوراً پلنگ نواڑی لاکر سوزنی و تکیه سے آراسته کر دیا مولوی مدن نے
اوس پر بیٹهے اور کها که مین آپ کی ملاقات کا بهت مشتاق تها اور آپسے گفتگو کرنے
کا اراده هے آپنے پوچها که کس علم مین مولوی مدن نے کها که علم معقول مین حضرت نے
فرمایا که ان کو مولوی رفیع الدین صاحب کے پاس (که چهوٹے بهائی جناب مولانا
شاه عبدالعزیز صاحب کے اور فاضل متبحر تهے) لیجاو مولوی مدن نے کها که مین تو آپسے
گفتگو کرنے کا عزم رکهتا هون حضرت نے فرمایا که نهین اون هی سے کیجئے بعد اسکے
مولوی مدن نے کها که بس معلوم هوا آپنے فرمایا کیا معلوم هوا اونهون نے کها که هماری
مجلس مین ایکدفعه ذکر تها که شاه عبدالعزیز منقولی و معقولی دونون هین۔

مولوی کہتا تھا کہ فقط منقولی ہین حضرت نے فرمایا کہ فقیر سوائے قال اللہ والرسول کے
اور گفتگو کرنی برا جانتا ہے اب بہت اچھا شروع کیجئے مولوی مدن بھی بڑے
فاضل اور معقولی تھے اون کے نزدیک جو مسئلہ ناحل تھا بیان کیا جناب مولانا
صاحب نے ایسا عمدہ جواب دیا کہ مولوی مدن صاحب پلنگ پر سے کود کر دور جا کر
کھڑے ہوئے اور کہا مجھہ سے گستاخی ہوئی اور اس بدن کی عاقبت بگڑ گئی آپنے
آپنے فرمایا کہ مولویصاحب آئیے تشریف لائیے اونہون نے کہا کہ مولوی کون ہے میرا
رتبہ یہہ بھی نہین ہے کہ جو لوگ آپکے ہان آتے ہین اونکی جوتیان اوتارنے کی جگہہ پر
کھڑا رہون آپ میرا قصور للہ معاف فرمائیے غرض بعد معافی قصور فرش پر بیٹھے
صاحب رزیڈنٹ دہلی حضرت کی ملاقات کو آئے اور اثنائے تذکرہ بیان کیا کہ ایک
بات مین پوچھتا ہون کوئی جواب اوسکا نہین دیتا مثلاً ایک شخص مسافر جاتا ہے
اور رستہ بھول گیا اوس نے دیکھا کہ ایک آدمی سوتا ہے اور ایک بیٹھا ہے پس
یہہ راستہ کس سے دریافت کرے آپنے فرمایا کہ رستہ واسطے چلنے کے ہے
نہ واسطے بیٹھنے کے اس تیسرے کو چاہئے کہ وہان بیٹھے جب سونے والا جاگے
جب دونون راستہ پوچھکر چلے جاوین ۔
ایک پادری صاحب دہلی مین واسطے مباحثہ کے آئے مسٹر مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ گورنر نے پادری صاحب سے کہا کہ شرط مقرر کرلی چاہئے جو کوئی دونون مین
سے ہار جائیگا اوس سے دو ہزار روپیہ لئے جاوینگے اگر مولویصاحب ہار گئے
تو مین دونگا کس واسطے کہ وہ فقیر ہین اور پادری صاحب کو مولویصاحب کی خدمت مین
لائے اور سب حال بیان کیا بعدہ پادری صاحب نے کہا کہ ہم سوال کرتے ہین اور جواب
اوسکا معقول چاہتے ہین منقول نہ ہو جب یہہ بات ٹھہر گئی تو پادری صاحب نے
سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہین آپ نے فرمایا ہان ۔ پادری صاحب نے کہا

تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین فریاد نہ کی حالانکہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے خدا تعالےٰ ضرور توجہ فرماتا جناب مولانا صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے پردہ غیب سے آواز آئی کہ ہمارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا لیکن ہمکو اس وقت اپنے بیٹے عیسی کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے اس سبب سے پیغمبر صاحب خاموش ہو رہے پادری صاحب معقول ہوے اور دو ہزار روپیہ بابت شرط کے ادا کئے۔

بخشی محمد محمود خان رئیس شاہجہان آباد کی شادی تھے اونہون نے رقعے طلب میں سب صاحبون کے لکھے ایک جناب مولانا صاحب کے نام بھی آیا حضرت نے فرمایا کہ اسی رقعہ کی پشت پر یہ شعر لکھکر واپس کرو سب آدمی دیکھکر محظوظ ہوئے بیت

درمحفل خود راہ مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + -

ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یا حضرت مین نے آج شب کو خواب مین دیکھا ہے کہ میری زوجہ سے مجھ کتے مباشرت کرتے ہین یا حضرت جیسے کہ خواب دیکھا ہے کچھ عرض نہین کرسکتا کہ مجھیر کیا صدمہ ہے۔ آپنے فرمایا کہ اس قدر کچھ پریشانی کی بات نہین ہے۔ شاید تمہاری زوجہ موئے زہار معراض سے کترتی ہے اوس کو منع کردو کہ بار دگر ایسا نہ کرے پس جو دریافت کیا گیا تو واقعی ایسا ہی تھا۔

ایک شخص نہایت پُرملال کہ آثار غم اوس کے بُشرہ سے ظاہر تھے حاضر حضور ہوکر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت آج کی شب مین نے اپنے تئین اپنی والدہ سے ہم بستر ہوتے دیکھا اوس وقت سے گویا مین زندہ درگور ہون غور کر رہا ہون لیکن یہہ بات خیال مین نہین آتی کہ آیا مجھسے ایسا کوئی گناہ عظیم واقع ہوا جو واقعہ جو کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے مجھے نظر آیا جناب مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ دریافت کرو شاید تمہاری بی بی نے کلام اللہ گرو کر کے مہاجن کو سود دیا ہو بعد دریافت انفکاک کلام اللہ شریف کا کرا کے آیندہ ایسے امور سے محترز رہو بالآخر دریافت کیا تو ایسا ہی واقع ہوا تھا۔

اب رہی عقل پس یا تو اوس سے تمسک شرع مین ہوگا یا غیر شرع مین لیکن شیعہ کے نزدیک
شرع مین تمسک بعقل ہرگز جائز نہین کیونکہ یہہ فرقہ سرے سے قیاس کا منکر ہے اور اوسکو حجت نہین خیال
کرتا اور تمسک عقل کے ساتھہ غیر شرع مین تو یہہ اس بات پر موقوف ہے کہ جب عقل وہمی شائبون
اور الف عادت وغیرہ اشکال کے ترتیب اور صورت کی خطا سے بچی رہے اور یہہ تمام باتین بغیر امام
کے حاصل نہین ہوسکتی ہین کیونکہ ایک گروہ انسانی تو ایک بات کو ثابت کرتا ہے اور دوسرا
بات کا منکر ہے اور باہمدیگر اصول و فروع مین اختلاف بہی کرتے مین اور عقل سے کسی
بات کو ترجیح نہین دیسکتی کیونکہ دلیل ترجیح مین بہی وہی خلاف و مزاحمت پیش آتی ہے پس ضرور ہوا کہ
عقل کے سوا اور کوئی حاکم اور ترجیح دینے والا ہو کہ کسی جانب کو صحیح اور کسی کو غلط ٹہراوے
ایسا حاکم سوا نبی اور امام کے دوسرا کوئی نہین ہوسکتا اور جب کہ امامت ثبوت جسپر کہ عقل
موقوف ہے (کیونکہ ہمنے پہلے کہا ہے کہ عقل کی غلطی اور صحت بتلانیوالا امام ہی ہوا کرتا ہے
تو عقل کا دار و مدار امامت پر ہے) محل کلام مین ہے تو پس استدلال عقل کے ساتھہ غیر
شرع مین بہی اعتماد کے قابل نہین رہا علاوہ برین ہم کو بحث شرعی دلیلون مین ہی اور شرعی
امور کو ہم صرف عقل ہی سے نہین کیونکہ عقل اونکی تفصیل علم سے باتفاق شیعہ و سنی
عاجز ہے ہان جس عقل نے کہ شریعت سے مدد لی ہو اور کسی حکم کی اصل کو شارع علیہ السلام سے
اخذ کیا ہو تو اوسکو یہہ طاقت ہے کہ دوسرے کسی شے کا قیاس کرے جب شیعہ کے نزدیک
قیاس سرے سے باطل ہے تو عقل کو مطلق امور شرعیہ مین دخل نہوگا علی الخصوص جبکہ
اصول و قواعد شرع مین اضطراب ہے تو پہر عقل کو کہان استعمال کرینگے (ثبت العرش
ثم النقش) پہلے تخت فی یوم بنالو پہر نقش و نگار کرنا **فائدہ جلیلہ** جاننا چاہیے کہ تمام
عقلی دلائل کا قایم ہونا سب تحقیقات کے اعتقاد پر موقوف ہے پس اگر کوئی گروہ ظاہر و
باتون کا انکار کرے جیسے سوفسطائی کہ ایک دو کا آدہا حصہ ہوتا ہے اور نفی و اثبات
یکجا جمع ہوتے اور نہ اوٹہہ جاتے ہین - یا ایک ہی جسم ایک ہی نقطہ مین دو جا سے مین

ہوسکتا - یا جو شے کہ جو اس سے غائب ہو اوسکو حاضر کا حکم نہو گا - کسی شے کا ہمنام
بعینہ وہی شے نہو گا - وغیرہ بدیہی باتونکا انکار کرتا ہے تو ایسے گروہ کے نزدیک کوی بات
عقلی دلائل سے ثابت نہو گی اور علی ہذا القیاس تمام شرعی دلائل اور دینی مقدمات جو واصل
دین حنفی کے ثبوت پر موقوف ہین کہ جو ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ
تک برابر تمام مومنین مسلم چلا آتا ہے اور وہ اصول جو تمام مذہبون مین متفقہ ہے یہہ ہین کہ
اللہ جل شانہ ایک ہے اور وہ انبیا کو مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجتا ہے اور اونسے معجزے
ظاہر کرواتا ہے فرشتے اللہ کے پیام بر ہین مخلوقات کیطرف اور وہ پیام بری مین جھوٹ
اور خیانت سے پاک ہین اللہ تعالے نے اپنے بندون کو بعض احکام کی بجا آوری کی
تکلیف دیا ہے کہ جنکا نیک و بد لا قیامت کے دن جنت و دوزخ سے دیگا - دین حنفیہ
کے ان اصول کا اثبات شیعہ کے طور پر بالکل ممکن نہین کسی دلیل کا دلائل شرعیہ سے
اثبات اونکے طور پر ممکن نہو گا تو معلوم ہوا کہ یہہ فرقہ دین اسلام کا سوفسطای ہے - اس کا
تفصیل بیان اسطور پر ہے کہ شیعہ نبوت خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کو جو اشرف امت محمدی
کے تمام اصول و قواعد کا ماخذ و منبع ہے امیر المومنین اور ائمہ اطہار سے روایت کرتے اور
ظاہر ہے کہ یہہ بالواسطہ امیر المومنین اور ائمہ اطہار سے روایت کرتے ہین نہ بلا واسطہ
اور اونکے واسطون کا حال معلوم ہو چکا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو جھوٹا اور متہم بتاتا ہے اور
واقعی یہہ بات ہے کہ اونکے وسائط جیسے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کی روایت کرتے ہین
ویسے ہی خدا تعالے کی صورت و جسم کی بھی روایت کرتے ہین اور صریح جھوٹ بکتے ہین
اور یہی اونکے وسائط امامت ائمہ اور اونکے تعین مین باہدیگر چند سے خلاف کرتے ہین کہ
جنمین بالکل مطابقت نہین ہو سکتی پس بالضرور اون وسائط مین سے بعض کا
جھوٹ بکنا گو وہ معین نہین ثابت ہو چکا پس جھوٹون اور کاذبونکا تواتر جو کسی حصول مطلب
فاسد کے لئے تہمت باندھتے ہون (جیسے کہ خلافت کے مقدمہ مین قرن اول مین

ظاہر ہوا تہا اعتبار کی لایق نہین اور انکے نزدیک پانچ چہہ صحابیون کے سوا اور کوئی راوی قابل
اعتماد نہین اور یقینی طور پر معلوم ہے کہ ان روایتون کا تواتر اول پانچ چہہ سے ہوا ہے
اگر ہمنے مانا کہ تواتر اول سے نہی ہوا ہے تو یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ پانچ چہہ کی خبر ہی ایسی باتون
مین کہ عوام کی عقل اونکو بعید از خیال بلکہ بعض جا اونکو محال ٹہراتی ہے یقین دلواتی ہے اور دوسرے
صحابی اونکے نزدیک مرتد اور خارج از دین اور اغراض فاسدہ والے اور جہوٹے ہین اس لئے شیعہ
ہوسکنے روایت نہین کرتے قیس بن سلیم ہلالی نے کتاب وفات النبی صلعم مین ابن عباس سے
اور اونہون نے امیر المومنین سے روایت کی ہے (اور یہہ حضرت صادق علیہ السلام سے
بہی آئی ہے) کہ تمام صحابہ پانچ کے سوا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد مرتد ہوگئے تہے
حضرت صادق کی روایت مین آیا ہے کہ چہہ کے سوا باقی تمام مرتد ہوگئے تہے پس گروہ
مرتدین (یعنی منافق الصحابہ بوہم شیعہ) جو دعوے رسالت نبی صلعم او ظہور معجزات
مطابق دعوے اور نزول قران اور فصحا اور بلغا کا اسکے معارضے سے عاجز رہنا جنت
و دوزخ کا حال اور شرعی تکالیف اور وحی اور ملائکہ کا نازل ہونا اور گذشتہ انبیا کی نبوت
اور اونکے دعوی نبوت توحید عبادت خدا اور منع شرک کے لئے جو روایت کی ہے مقبول
نہین ہوسکتی کیونکہ یہہ خبر اون لوگون کی روایت کی ہوئی ہے کہ جنہون نے آنحضرت صلعم کی
وصیت کے خلاف اجماع کیا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگون
کے روبرو نہایت تاکید سے فرمایا تہا اور علاوہ برین شیعہ کے نزدیک یہہ روایت ان
لوگون سے بہی بتواتر نہین پہونچی ہے ہان دوسرے فرقونکے نزدیک جو اوس گروہ (یعنی
مخالفین وصیت آنحضرت صلعم) کے ہمرنگ مین تواتر سے پہونچی ہے اگر فقط اس خبر کا قرن
اول و مابعد مین مشہور ہوتا بے تصدیق کے لئے کافی سمجہہ لیا گیا ہے تو دین مین بہت
بے احتیاطی لازم آئیگی کیونکہ قرن اول و مابعد کے لوگ پیغمبر صلعم کے امر و نواہی کے خلاف
کیا کرتے ہوے تہے اور قران کی تحریف کرے اور اوس قرن مین قران شریف کے
احکام کے خلاف باتین ایسی مشہور ہوگئے کہ کہین اصل بعثت کی شہرت سے بہی زیادہ

مثلاً وضو مین پانون کا دہونا کہ ایک نیا امر ہے جسکو بہت سے لوگ کیا کرتے ہین
اور پنجگانہ نماز کے وقتون مین لاکہون ادمیون کو دیکہا ہی اور غلط سلط روایت
کردی ہے - اور علی ہذا القیاس مسح موزہ کا مسئلہ ہی پس ایسی بدعتون کو جنکو اوس
زمانہ کے رئیسون نے ایجاد کرکے رواج دیا ہے لوگون نے اصل شریعت
کے برابر خیال کرلیا ہے - جیسے نماز تراویح اور متعہ وغیرہ کا حرام کرنا پس کیا یہ بعید
نہین ہے کہ یہہ بدین بیباک جماعت (یعنے ذی یقین وصیت پیغمبر صلعم) کہ یہہ لوگونکی
ڈرانے اور شوق دلانیکے لئے نبوت اور ملائکہ اور وحی کے نازل ہونے اور
بہشت و دوزخ کے بیان مین اتفاق کیا ہو - ہان تواتر اوس صورت مین قابل یقین
ہوگا کہ جب تواتر کرنیوالون کی غرض اس تواتر سے کوئی ذاتی بیہودہ مطلب نہو
لیکن یہان توبے انتہا اغراض ہین کیونکہ ممکن ہے کہ اونمین کے کئی لوگ کسی ذاتی
غرض کے لئے دعوۂ نبوت صلعم اور معجزہ لائیکی روایت کئے ہون اور باقی لوگون
نے طمع دنیاوی کے لئے اون سے موافقت کی ہو اور اوس کو شہرت دیا ہو
اور یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ ان لوگون نے اگلے کاہنون اور منجمون سے سنا ہو
کہ ایک شخص قریش مین پیدا ہوگا کہ جس کے ہاتہ تمام دنیا کے خزانہ پڑینگے کہ جو اولاد
عبد مناف سے ہوگا اور اوسکا نام فلان بن فلان ہوگا پس ہر ایک شخص کو فاقہ
کشی کی وجہ سے اوس کی پیروی کا خیال آیا ہے - اور ہر شہوانی شخص کو ایسی عورتین
جو گوری اور نازکبدن ہوا کرتی ہین لذت اٹہانیکا خیال جاگزین ہوا ہو اور ہر
دنیادار کو نوشیروان کی باغون کی سیر اور سردین ورشیر کی گلگشت اور محلات
قیصر اسن کشی مین بسر کرنیکی طمع ہو - اور یہودیون اور بعض یہودیون نے بہی اس کیفیت
کی خبر اپنے کتب قدیمہ و اخبار سے پاکر مدعا کی موافق توراۃ سے دلیل لائی ہون
اور توراۃ کے اخبار و تصیص کو نہایت فصیح و بلیغ عبارت مین بیان کرکے آپ کے

لے دیا ہو (یعنے قرآن شریف ۱۲۰ مترجم) اس کے علاوہ تو آراء اور اوس کے
قصبون کی واقعیت مین بہی گمان ہے تو پہر اوس کے موافق یا ناموافق ہونے
سے (نفع ونقصان کیا ہوگا) حاصل کلام یہہ کہ اوّل اوّل عرب کے جاہلون نے
ان اغراض کی وجہہ سے آپکی پیروی کی ہو اور پہر دوسرے لوگون نے غلط در غلط
بوجہہ طمع دنیوی اور لذت نفسانی ان لوگون کی پیروی لازم کرلی ہو پہر رفتہ رفتہ
وہ ایک دین ومذہب ہوگیا ہو جیسا کہ شیعون کے خیال کے موافق۔ شریعت
مین اکثر ایسے امور واقع ہوے ہین چنانچہ شیعہ نے وضو مین پانون دہونیکی
روایت مین انہی شیعون اور احتمالات سے کام لیا ہے جو اوپر مذکور ہوچکے
بلکہ اس مقام یعنے امر نبوت مین یہہ احتمالات زیادہ قوی ہین۔ کیونکہ پانون کا
دہونا بہ نسبت مسح کرنیکے شاق اور گران بار ہے۔ اور کسی شاق اور سخت شی
کے قبول کرنے اور اوسکو مشہور کرنے مین ظاہرا کوئی دنیا کا فایدہ معلوم نہین
ہوتا۔ بخلاف امر نبوت کے جو سلطنت عامہ کا مقدمہ کہ جو بہجت ودلچسپ
ودل نشین ہے اور لایق حرص وطمع ہے جسکے لئے لاکہون آدمی اپنی جان
دیا کرتے ہین پس اگر تمام لوگ ایک بات یا ایک روایت پر بوجوہ بالا موافقت
کیے ہون تو کیا عجب اور اونکے جہوٹ سوت یہہ ہوا کہ جب کسی نے
اون سے جہگڑا یا لڑائی کی تو کیا وہ خراب ہوا۔ پس عوام خصوصًا اون لوگون
کو جو اونکے پچہلے زمانہ مین پیدا ہوے اگلے لوگون کی روایت کی حق ہونے
کا اعتقاد زیادہ قوی ہوگیا چنانچہ شیعہ خلفاے ثلثہ یعنی (ابوبکرؓ عمرؓ وعثمانؓ)
کے خلافت اور اوسکے اس زمانہ کے لوگون مین شہرت اور متاخرین
اہل سنت کے اعتقاد کے قوی ہونے مین اسی قسم کے احتمالات بیان کئے ہین
اگر اس قسم کے لوگونکا تواتر کامل یقین دلوانے والا ہوتا تو چاہیے تہا کہ

یہودیون کا تو اتنا ہی جنہون نے کتاب خدا کی تحریف کرینہین اور انبیا کی نافرمانی اور
جھٹلانے اور اون کے وعظ ونصائح مین مخالفت مین اس قوم سے بڑھکر نہین تھے
موسیٰ کے دین کی تائید مین مفید یقین ہو کیونکہ یہودی بھی نص صریح موسیٰ سے روایت
کی ہے کہ اپنے فرمایا شعر یعنے سوبدہ ما داست السموات والارض یعنے میری
شریعت جب تک آسمان وزمین رہے ہمیشہ قائم رہینگے - اور فرمایا آپنے دتعظیم السبت
سوبد ما داست السموات والارض یعنے ہفتہ کی تعظیم جب تک آسمان وزمین قائم
رہین ہمیشہ رہیگی اور ایسا ہی نصاری بھی حضرت عیسیٰ سے بدین مضمون روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ مین خدا کا بیٹا ہون - اور آپنے فرمایا کہ میرے بعد رشد
ہونے سے پیشتر ہی ابن آدم کی رسالت ختم ہو چکی اور جو محرف قرآن سے شیعہ
کے ہاتھ مین ہے ویسا تورات وانجیل محرف جیسا ہے کہ جس مین بہت سورے
اور آیتین نکال ڈالے گئے ہین اور الفاظ بدل دیے گئے ہین اور ترتیب بھی غیر
مرتب کہا گئی ہے - پس اگر اس قرآن سے تمسک جائز ہے تو انجیل کیساتھ بھی جائز ہوگا
آنجا دیتیں (مارکوس) یعنے انجیل دوئم مین جو انکے صحیح کتابون مین سے ہی یہہ روایت
لکھی ہوئی ہے - اور انجیل اربعہ اونکے نزدیک متواترات سے ہے کہ حضرت
عیسیٰ نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی زمین مین درخت بوئے اور اوسکی اطراف دیواریں
اور [illegible] بنوایں بعد اسکے بنوائے جب اوس باغ کی بنا تمام ہو چکی تو اوسکو
باغبانون کے سپرد کر دیا اور خود کسی دوسرے شہر مین جاکے ٹھہرا تا جب
فصل پختہ ہوئی تو اوسنے اپنا ایک غلام روانہ کیا تا میوہ لے آئے غلام نے جب میوہ
لینا چاہا تو باغبانون نے زدوکوب کی بعد اوس کو ناکام واپس کیا مالک نے دوسرا غلام
روانہ کیا اوس کو بھی انہون نے خوب پیٹا اور سر توڑ ڈالا تیسرا غلام روانہ
کیا تو اوسکو جان سے مار ڈالا ایسا ہی مالک نے اور کئی غلام روانہ کئے تو

اونهون نے یا تو بعض کو قتل کر ڈالا یا بعض کو خوب زد و کوب کیا ۔
اور تھا ایک بیٹا اوسکا کہ اوس کو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اوسکو اوس کے
سوا کوئی بیٹا نہ تہا ۔ پس بھیجا اوسکو اون کی طرف پس جب کافرون نے
دیکھا اور گفتگو کئے بعض اون کے بعض سے یہ کہ یہہ وہی ہے کہ وارث ہوگا
بعد اوس کے باپ کے باغ کا اور سمجھے کہ اس کا قتل کرنا مناسب ہے پس حملہ کئے اور بعد
پس قتل کئے اوس کو پس ضرور غضبناک ہوگا صاحب باغ اور رجوع کریگا طرف انکے
اور لے لیگا باغ اون کے ہاتھون سے اور ہلاک کریگا اونکو اور رکہیگا
اوس کو ممدود ایک دوسرون کے ۔ پس بیان سے معلوم ہوا کہ اثبات مین ملت ختم
کے سبب اس قول کے ساتھ ثبوت حضرت خاتم الانبیا کے ہی ابد اتباع
سنت اہل اصول مذہب مین ہو نہین سکتے ۔ اس واسطے کہ یہہ لوگ اس دین
اصول کو جو حاصل کئے ہین بڑے بڑے صحابیون تمثل عشرۃ المبشرہ اور دوسرے
صحابہ اہل بدر بیعت الرضوان اور مهاجرین اولین سے جنکے واسطے خدا عزوجل
اپنی کتاب مین اونکی صدق و صلاحیت کی گواہی فرماتا ہے ۔ قوله تعالی
اولئک هم الصادقون اور محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم
اور آیتون مین بھی جابجا اون لوگون کے حق مین کلمات خوشنودی اور
رضامندی کے ارشاد فرماتا ہے ۔ چنانچہ رضی الله عن المومنین ۔ پھر پچھلے لوگ
اہل سنت و جماعت کے یہہ آیات قرآن و حدیث کو سنکر اون کے حق مین واجبی
تفتیش کئے اور معلوم کئے ہین کہ یہہ سب لوگ صادق الاعتقاد اور شدید المحبت
تھے اور علمائے کلمۃ الله و رواج شریعت مین کسیطرح ذرا بھی قصور نہین کئے
اور حفظ احکام ملت حنیف مین کسی طرح کوتاہی نہین کئے اور قرآن کو اپنی جان
سے زیادہ عزیز رکہتے تھے اور دین الہی کی محافظت اور حمایت مین جان

لڑا دیتے تھے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم رکھنے مین نہایت
ہی کوشش کرتے تھے اور عوام صحابہ بہی بخیال خوف سیاست اون لوگونکی
صحبت کی برکت سے یہی طریقہ رکھتے تہے اور بسبب شعاع انوار اون لوگون کے
یہی طریقہ جاری رکھے تہے اسی طرح قرن بعد قرن اتباع و طاعت اس
جماعت کی خاص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیسا نہ محض حق کیواسطے تہا نہ طلب
منفعت کے واسطے یا رفع ضرر کیواسطے بلکہ جماعت مشہورین عرب سے
جنکو مولفۃ القلوب کا داغ لگا ہوا ہے اگر رئیس قوم ہوتا تو بہی جیسا کہ ابوسفیان اور
اقرع بن حابس حضرت عمرؓ کے مجلس مین باوجودیکہ ریاست رکھتے تہے -
صف النعال مین جاسے ملتی تہی اور فقرا و مساکین اہل ایمان بلکہ غلامان اور کم
اصلان مثال صہیب رومی اور عمار یاسر کے صدر مجلس مین بیٹھتے تہے اور انکی
اقتدار کی زمانہ مین سلطنت و حکومت کبہی اپنی قرابتدارون اور عزیزون کونہی
اسلام مین قدیم ہونا اور کثرت صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مناصب
کے تقسیم مین لحاظ رکہے - اور اکثر ان لوگون سے بعد بہت گفتگو و جنگ و جدال
اور مرتے کبہی بزرگون کے مشکل معجزہ دیکہکر ایمان لائے ہین اگر کاہنون کے
قول اور منجمین کے کہنے پر ایمان لاتے تا بقول اہل کتاب منصب کی
طمع مین مسلمان ہوے تہے تو چاہیے تہا کہ پہلے ہی ہوتے اور بہت
سا زمانہ پیغمبری کے کام خراب کرتے اور عداوت مین نہ گزارتے
جب نقل و روایت سے ان کے ثابت ہوا دعوی نبوت اور ظاہر ہونا معجزات کا اور
اور نزول قران اور عاجز ہونا فصیح بلیغ لوگونکا معارضہ سے اسکی جب یقین حاصل ہوا
کہ فی الواقع ایسا ہی ہے اور انکے صدق صلاح کی شہادت قرآن پوشیدہ نہین
ہے کہ عاجزی ہو بلکہ ظاہر بین سے ہے ورنہ دریافت حالات بہی انکی کافی ہے

مون کے خبر کے صدق اعتقاد مین اور انکے متواترات صدق مین اور یہی
طریقہ ان لوگون کے اور لازم ہونا طریقہ اونکا پس اگر شیعہ قرآن کیساتہ اور حدیث
کے اور اجماع کیساتہ تمسک کرین تا بعد تنزل کے کئے ہین اونکے انہیں شیعیت سے
حرف سے کچہ ایک مذہب اہل سنت سے اپنے پر لازم کئے ہین ورنہ یہہ تمسکات
انکے مثل اوس کے ہین سراب و ہوا کا یا نقش آب سے بے حقیقت اور بے ثبات
ہون کہ پس ظاہر ہوا کہ واسطے اصل شیعیت کے کوئی دلیل اونکے دلایل سے راست
نہین آتی ہے جب اہل سنت کا دامن پکڑے اس قرینہ اور اصول ملت
حنفیہ کے قایل ہوے للہ تمام امور متواترہ مین ان کے مثل تفویض کرنا
حکم نماز کا حضرت ابو بکر صدیق کو اور اون کے فضائل و مناقب اور رد ہونا
پاؤن کا اور مسح موزہ کہ مانند قران اصول تواتر کے ساتہہ ثابت ہوی ہین
قایل ہونا چاہیے اور قبول کرنا چاہیئے ورنہ بحکم بے اصل لازم آئیگا روٹی
ایک کہاوین اور شکر کرین دوسرے کا کوئی عمدہ بات نہین ہے ﮦ
وجد و منع بادہ ای زاہد چہ کافر نعمتیست دشمن مے بودن و ہم نمکستان
زیستن۔ اس بات فایدہ کو جانتے ہی چہوڑ دین کہ نہایت مفید ہے اور اخبار
سابقہ سے بہی معلوم ہوا کہ بنا مذہب شیعہ کے اماموں کے اصحاب کی
روایت پر ہے اور اماموں سے اون اصحاب کا احوال بہی معلوم ہوا ہے
کہ اکثر وہ لوگ جہوٹے تہے اور خود امام اون کو جہٹلاتے ہین کوئی
امام ایسے نہین ہین کہ جو بعض اصحاب کو تکذیب نکئے ہون اس دلیل سے
کہ بعض لوگ اوس امام کی امامت کی قائل نتہے اور دوسرے امام
کے معتقد بہی بالوقف اور انقطاع امامت کے قائل تہے مع ہذا بسبب حسن ظن
کے جو اماموں کے اصحاب سے رکہتے تہے تکذیب امام لاحق نکئے بلکہ خود
اسکی تکذیب کی وہ امام کچہ نہین سمجہتے ہین اور سب لوگون کے روایات پر
اعتماد کلی رکہتے ہین پس جب یہہ بات ہے تو پہر کیون اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ امام سے کم نہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحبت مین
ہوے ہونگے حسن ظن نہین رکہتے اور روایات کو مقبول نہین کہتے

اس بات کا غایت یہہ ہے کہ بعض روایات اماموں سے مخالف روایات صحاح
خصوص مقدسہ امامت مین ان کے پاس پہونچے ہونگے اور صدق مین ان کے
شبہہ ہوا ہوگا لیکن یہہ مخالفت پرانا ہے کہ اصحاب مین ہی جاری ہے [illegible]
[illegible] مین موجود ہوتے ہوئے قبول روایات کا مانع ہوا تو پہر اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقین کیون نا قبول ہوا یہہ محض تعصب
اور دشمنی سخت ہے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور
[illegible] تاثیر صحبت مین لاحول ولا قوۃ الا باللہ حالانکہ ائمہ خود عذر مخالفت کا
بیان فرماتے ہین اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق وصفائی
انتساب کئے مین یہہ اون کے صحاح مین مروج ہین اور شاید بحث الکیہ تعصب کا
غشاوہ اون کے آنکھون کو اندھا کر رکھا ہے ۔ اور اون کے کانون کو بہرا
کر دیا ہے ۔ کتاب کافی الکلنی باب اختلاف حدیث مین بہ حذف اسناد کے
منصور ابن حازم کہا کہ پوچھا مین ابی عبد اللہ سے کہ یہہ کہا ہے جب سوال کرتے
ہین ہم آپ سے تو جواب دیتے ہین پہر جب سوال کیا جاتا ہے تو دوسرا
ہی جواب دیتے ہین پس فرمائے کہ لوگ جیسا کم و زیادہ کا سوال کرتے ہین
ویسا ہی جواب دیا جاتا ہے پھر کہا کہ پوچھا مین نے پس خبر دیو تم مجکو اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تصدیق کئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یا تکذیب کیے مین فرمائے کہ بلکہ تصدیق کئے ہین پس کہا مین نے
کہ کیا سبب ہے کہ اختلاف کئے ہین پس فرمائے کہ جان لے کہ ایک شخص
آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور سوال کیا اور جواب پایا
اور [illegible] سوال کرتا اور دوسرا جواب پاتا کسی موقع مین کم زیادہ تو منسوخ ہو جاتا
[illegible] پس یہہ سبب ہے کہ منسوخ ہوئے احادیث کا بعض بعض سے اور
[illegible] اسناد و محمد بن مسلم و الی عبد اللہ سے کہا کہ پوچھا مین نے ان
[illegible] روایت کرتے ہین فلان و فلان سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم [illegible] اور متہمت نہین کئے جاتے ساتھ جھوٹ کے پس ہوتا ہی
[illegible] فرمائے کہ حدیث منسوخ ہوتی ہے جیسا کہ منسوخ ہوتی ہے

فایدہ — دوسرا ہے بہتر اوّل سے اور لقب رکھے ہم اوسکا سعادت آہر
دوجہان شرح حدیث ثقلین مین پس جو شخص چاہے کہ دیکھے اوسکو سات ابواب
یگانہ کے بیچ مین۔ اوس سے رسالہ جدا جاننا چاہئے شیع اور اہل سنت کے
اتفاق سے یہ حدیث ثابت ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے
مگر البتہ چھوڑتا ہون مین تم مین دو چیز گران قدر اگر پیروی کرو تم اونکی ہرگز گمراہ نہو گے
بعد میرے ایک اوس کا بزرگ ہے دوسرے سے قرآن شریف اور اولاد
میری یعنی اہل بیت سے پس معلوم ہوا کہ بعز و رضامندی الہی اور احکام شرعی
کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو دو چیز عظیم القدر کی طرف الہ
فرمائے ہین پس جو مذہب کہ ان دو کے مخالف ہو امور شرعیہ وعقیدہ و عمل
مین باطل اور نامعتبر ہے جو شخص کہ ان دو بزرگ کا انکار کرے دین اسلام
سے خارج ہے اب تحقیق کرنا چاہئے اس مین فرقہ شیعہ اور سنی سی کونسا
فرقہ اس حبل المتین کو پکڑا ہوا ہے اور کون سا فرقہ توہین و تحقیر ان دو
عالی قدر کے کرتا ہے اور اہانت کرتا ہے اور درجہ اعتبار سے ساقط
سمجھتا ہے اور ان ہر دو پر طعن کرتا ہے اس بحث کو نظر انصاف و تامل سے
دیکھنا چاہئے۔ کہ عجیب کام اور طرفہ ماجرا ہے اس بحث مین کتب
معتبرہ شیعہ کے دوسرے روایت نقل سے کئے جائینگے۔ چنانچہ تمام رسالہ
مین التزام کیا گیا ہے۔ کتاب یعنی قرآن امامیہ اور شیعہ کے پاس درجہ اعتبار
سے ساقط ہے مثل توریت اور انجیل کے قابل تمسک نہین کسواسطے کہ
اوس مین بہت تحریف ہوی ہے اور بہت احکام اوس کے منسوخ ہوے ہین
اور آیات اور سورہ بہت سے جو ناسخ احکام اور خاص تھے چوری گئی اور یہ
جو باقی ہے بہت سے الفاظ بدل دئے گئے ہین بعض زیادہ ہین اور بعض ناقص
روایت کرتا ہے کلینی ہشام ابن سالم سے اور ابی عبد اللہ سے قرآن
جو لائے ہین جبرئیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سترہ ہزار آیات تھا۔
مین اور روایت ہے محمد بن نصیر سے اوس نے کہ کہا کہ تھا لم یکن مین نام ستر
مرد کا قریش سے اون کے نام اور اون کے باپون کے نام روایت

سالم بن سلمہ سے کہا کہ پڑھا ایک مرد قرآن اوپر ابی عبد اللہ کے اور مین سنتا تھا اوسکو حروف قرآن سے کہ نہ تھے جو لوگ پڑھتے ہین پس کہے ابی عبد اللہ چپ چپ ٹھہر جا ایسے قرأت سے اور پڑھ جیسا کہ لوگ پڑھتے ہین جب تک قائم ہو امام مہدی پس جب قائم ہوونگے امام مہدی پڑھینگے قرآن کو اوس کی طرح پر روایت ہی کلینی وغیرہ سے حکم بن عتیبہ سے کہا کہ آئے علی ابن حسین کے بیچ مین آسکے تیرے کوئی پیغمبر نہ صاحب الہام اور کہا کہ تہا علی ابن ابیطالب صاحب الہام اور روایت کیا محمد بن الجہم الہلالی وغیرہ نے ابی عبد اللہ سے برآئہ جماعت اوس کے بالا تری جماعت سے یہ الفاظ کلام اللہ سے نہین ہین بلکہ تحریف کئے گئے ہین بلکہ نازل ہوا یہہ ہی کہ امامان اون کے پاک تر ہین تمہارے اماموں سے اور اون کے نزدیک ثابت ہے کہ اور مشہور ہے کہ بعض سورہ تمام ساقط ہین مثل سورہ ولایت کے اور بعض سورہ اکثر ساقط ہین مثل سورۂ احزاب کے پس تحقیق کہتے ہے مثل سورۂ انعام کے پس ان سوروں سے جو کہ فضائل اہل سنت اور اون کے امامت کے احکام تہی ساقط کردئے گئے ہین اور لفظ [illegible] یلک لا یحزن ان اللہ معنا [illegible] اسکے ساقط کر دیا گیا ہے اور لفظ عن الولایت علی بعد اس آیت کے وقفوہم انہم مسؤلون ولفظ وملکم منوا سنہ بعد اس آیت کے خیر من الف شہر اور علی بن ابیطالب بعد اس آیت کے وکفی اللہ المومنین القتال ولفظ آل محمد اس آیت سے سیعلم الذین ظلموا آل محمد منقلب ینقلبون ولفظ بعد [illegible] ثم [illegible] اور ذکر اس شہر آشوب کو مازندرانی نے کتاب مثالب مین علی ہذا القیاس بہت کلمات اور بیشمار آیات گنائے گئی ہین پس اب نزدیک ان کے قرآن محمد محفوظ اور توریت اور انجیل مین کچہہ فرق نہین ہے اور تمسک کرنا ان چیزون کیسا ہے کوئی سبب نہین ہے کہ مجموعہ اور مبدل اور منسوخ ناسخ سے اور مجہول ہین اب رہی عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس اجماع اہل لغت کے پاس عترت واقارب کو کہتے ہین اور یہہ لوگ بعض کو عترت سے انکار کرتے ہین مثل حضرت رقیہ اور ام کلثوم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دختر ان [illegible] ہین

اور بہی بعض کو داخل عترت نہین سمجہتے مثل حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور اون کے اولاد کو مثل حضرت امیر ابن صفیہ عم رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اور کتنی ہین اور اکثر اولاد حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے بہی
دشمن ہین مثل زید بن علی بن الحسین کہ بہت بڑے عالم اور متقی تہے اور
مروانون کے ہاتہ سے شہید ہوے ہین اور اون کے فرزند یحیی بن زید
کے بہی دشمن ہین اور ایسے ہی ابراہیم بن موسی کاظم کے بہی اور ایسے ہی
جعفر بن موسی کاظم جنکا کذاب کا لقب دے ہین حالانکہ وہ کبار اولیا اللہ
سے تہے اور بایزید بسطامی اول سے اخذ طریقت کئے ہین اور غلط مشہور
ہوا ہے کہ بایزید مرید جعفر صادق کے ہین اور جعفر بن علی کو بہی جو حسن عسکری
کے بہائی ہین کذاب کا لقب دے ہین اور حسن بن الحسین المثنی اور ان کی
فرزند عبد اللہ محض کو بہی محمد اکبر محض کا لقب ہے مرتد اور کافر سمجہتے ہین اور
ابراہیم بن عبد اللہ اور اکثر ابن محمد باقر اور محمد بن عبد اللہ بن الحسین بن الحسین
و محمد بن القاسم بن الحسین و یحیی بن عمر کو بہی جو اولاد زید شہید ہین کافر اور مرتد
سمجہتے ہین اور جماعت سادات حسنی اور حسینی جو امامت اور بزرگ
شہید کے قائل ہی خیال اور گمراہ جانتے ہین حالانکہ کتب انساب اور
تاریخ سادات دلیل صریح ہین کہ اسباب پر کہ اکثر اہل سنت حسنی اور حسینی
زید بن علی کے فضیلت اور امامت کے معتقد ہیں اور تمام اثنا عشرہ ان
بزرگوارون کے حق مین کفر کا اعتقاد رکہتے ہین اور ہمیشہ کی دوزخی سمجہتے ہین چنانچہ
باب معاد مین انکی کتابون سے لکہا جائیگا اور وجہ بہی اسکی ظاہر ہے کیونکہ
منکر امامت ایک امام کا ان کے نزدیک مثل منکر نبوت کے ہے اور منکر
نبوت کا کافر ہے اور کافر ہمیشہ دوزخی ہے اور یہہ تمام بزرگوار منکر امامت
اپنے امام وقت کے بلکہ امامت بعض امامان ماضی کے بہی تہے اور تہوڑے
لوگ اثنا عشرہ کے اسطرف گئے ہین کہ یہہ لوگ اعراف مین رہینگے
مثل حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض کہتے
ہین کہ بعد عذاب شدید کے آخر جداد کی شفاعت سے نجات پاوینگے

اپنی گے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالئے اپنے سوگند کو موجب خلل درمیان اپنے کہ
ہو ہین اماان کے وہ پاک ترین اماموں سے تمہارے نفس مین کہا کہ
قربان ہوون اب کے تم امام ہو فرمائے البتہ قسم ہے خدا کی اس کے
سوا نہین کہ پڑے جاوے ار بی کہا کہ ار بی کیا ہے تو اشارہ کئے
اپنے ہاتہہ کی طرف اور ڈالدئے اوسکو ہاتہہ سے ۔

ششم یہہ کہ جو کہ منافی علامت ایمان اور نقیض علامت مومن کے ہی بعض ہے
حضرت امیر کا خود طرف بعض اماموں کے نسبت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت
امیر کی شہادت سے اماموں کے ایمان مین رخنہ ڈالین کہ حضرات
ایمہ اوپر تقیہ اور اخفائے حق اور اظہار باطل کے اپنے طول حیات
مین باوصف عدم خوف کے اصرار رکہتے ہے اور نص متواتر امیر المومنین کی
جو نہج البلاغت مین موجود ہے یہہ ہے کہ فرمائے علیہ السلام نے کہ نشانی
ایمان کی وہ ہے کہ پسند نکرے تو راستی کو جس جا کہ نقصان دے تجہے
اوپر دروغ کہ جس جا کہ نفع دے تجہکو ایسا ہی ہے نہج البلاغت مین ہنقیم بعض
تفاسیر آیات قرآن کو اماموں کیساتہہ نسبت کرتے ہین کہ ہرگز قواعد نحویت
عرب سے برابر نہین ہین پس سننے والا اس تفسیر کا خیال کرے کہ یہہ حضرات
فنون --- و نحویت سے واقف نہ تہے اور ایسا ہی بعض تفاسیر کہ ربط کلام
کے مخل ہون اور موجب انتشار نظم جاری در بہی سیاق ہو ہوون حضرات
کیساتہہ منسوب کرتے ہین یا لوگون کو بے اعتقادی اون کے کمال علم
مین حاصل ہو ہشتم اماموں سے روایت کرتے ہین کہ جہاد سے منع فرماتے
تہے باوجودیکہ قرآن مجید مین جو تاکید و تعیدائی ہے طفل مکتب پر پوشیدہ
نہین ہے پس ثقلین مین مخالفت پیدا کرتے ہین اور حدیث ثقلین کی آخر
مین یہہ عبارت بہی روایت کرتے ہین یمن سفر قاصی بردا - علی الخصوص
ہرگز خدا انہون کے یہہ دو بیان تک کہ آئین میرے پاس حوض پر اس
عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم معیار اور نشان
احوال اور ہدایت عترت طاہرہ کے اس واسطے لوگ اوپر جہوٹ

باندھین سنے اور اقرار کرین گے ہمکو عنایت فرمائے ہین اور وہ یہہ ہی کہ
جو روایات ہم اون سے سنین قرآن سے مطابق کرین جسکو قرآن قبول کرے
صحیح ہے اور جسکی تکذیب کرے وہ کفر ہے اور قرآن مجید محفوظ ہے
متواتر لایق تر یہہ ہے کہ معیار ہو عترت ظاہرہ سے کیونکہ عترت ظاہرہ
کو بسبب بشریت موت اور غیبت مکانی اور بعد زمانے وغیرہ لاحق ہین
کہ یہہ کلیہ بے دروغ و دروغ بندی اور افترا سازی بخلاف قرآن مجید کہ بسبب کے
بسبب شہرت اور تواتر کے ہر شخص کے پاس ہر وقت اور ہر جاہی موجود
ہے اور حفظ الہی مین محفوظ ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ
تنزیل من حکیم حمید۔
نہم ۹ - مطلقہ کیساتھ جمع کرنا اوس جناب سے نسبت کرتے ہین اور یہہ
حقیقت مین زنا ہے - معاذ اللہ من ذالک۔
دہم - اور یہہ ہے کہ بازی کرنا ساتھ حصین اور قضیب کے عین نماز مین اماموں
کیساتھ نسبت کرتے ہین حاشاہم عن ذالک اوّل نماز اعظم ارکان دین ہے
اوس مین کھیل دوم یہہ بازی کیا لطافت رکھتی ہے۔
گیارہوان - جائز ہونا نماز کا باوجودیکہ نجاست غلیظ کپڑے مین بھری ہو جناب
ائمہ کیساتھ نسبت کرتے ہین
بارہوان کچہ مردار مرا ہوا جانور کا کہانا اوس جناب سے نسبت کرتے ہین حاشاہم
عن ذالک -
تیرہوان - عین نماز مین عورتون کیساتھ بوس و کنار جایز کرنا اوس حضرات کے
جناب سے نسبت کرتے ہین - روایات منقولہ ان کے کتابون سے
اسی تمام مسائل مین انشاء اللہ بعد باب فروع مین ذکر ہون گے۔
چودہوان - منع کرنا التعلیم دین - اور واجبات کا اماموں کی جناب سے
نسبت کرتے ہین بروایت ہے ابو جعفر طوسی ادیم بن حرسی کہا کہ
پوچھا مین ابا عبد اللہ علیہ السلام سے کہ عورت کو اگر احتلام ہو جیسا کہ مرد کو
ہوتا ہے اوس پر غسل لازم ہے فرمائے کہ ہان ہے مت بیان کرو

کم اون سے اسکو علم پکڑنیکے اس صورت مین یہہ لازم آتا ہے کہ جناب
راضی ہون اس بات سے کہ حالت جنابت مین نماز پڑہین اور یہہ کفر ہے
بالاتفاق حالانکہ کفر سے راضی رہنا بہی کفر ہے بالاتفاق معاذ اللہ من ذالک
اور راضی رہنا مکلف کے جہل سے سات واجبات شریعت کے کہ وہ
مناقض ہے منصب امامت کا اور قدح کرنیوالا ہے اوس کے استحقاق
مین اور قاطع ہے عدالت اور مروت کا اسے بڑی اور قبیح زیادہ
اس بات مین - روایت صاحب محاسن کے ہی کاظم علیہ السلام سے ذکر
کرتے ہین کہ وہ فرماتے کہ تعلیم کرو لوگون کو عقاید اصول دین سبحان اللہ یہہ
روایت قبیح اور خراب حکایت ہے کہ اوس جناب سے نسبت کرتے
ہین کہ تعلیم اصول دین سے لوگون کو منع کرتے تہے جب یہہ لوگ ہی منع
کرین تعلیم اصول دین سے پہر دوسرے کسطرح تعلیم کرین ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی -

پندرہوان [۱۵] - اوامر الٰہی کا عمل ترک کرنا اوس جنابون سے نسبت کرتے ہین
چنانچہ ص کتاب باقر و صادق علیہ السلام سے کہ یہہ لوگ تقیہ کو ترک کردیا
ہے حالانکہ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین التقیہ دینی
و دین آبائی پس یہ حضرات اپنی دین اباے مین کیا قباحت دیکہے جو ترک کردیا
سولہوان [۱۶] - خلاف صریح نص کتاب اللہ کا امامون کی جناب مین نسبت کرتے ہین
تا ثقلین مین مخالفت قائم کرین اور لوگون کو امر دین مین حیرت مین ڈالین کہتے ہین
کہ زر و سیم غیر مسکوک مین یہہ حضرات زکاۃ واجب نہین سمجہتے ہے اور
خود بہی نہین دیتے ہین معاذ اللہ چاہتے ہین کہ حضرات ائمہ کو اس وعید
مین داخل کرین - والذین الخ - جو لوگ جمع کرتے ہین چاندی اور سونا اور
نہین خرچ کرتے ہین اللہ کی راہ مین

سترہوان - کہتے ہین کہ کپڑے پہاڑنا عورتون اور مردون کو باپ یا فرزند
یا اقارب کی موت مین حضرت ائمہ جایز رکہے ہین معاذ اللہ ان لوگون کو
بے صبرون اور جزع کرنیوالون مین داخل کرتے ہین تا بشارت قرآنے

جو صابرون کے حق مین ائی ہے خارج کرین اور وعید لمس منا سن تن الکمذب مین شامل کرین -

اٹھارہوان [۱۸] - خاص کرنا قصاص کا بغیر دیکہے کہ خلاف نص قرانی ہے اوس جناب سے نسبت کرتے ہین -

انیس [۱۹] - کوئی ذمی اگر مسلمان کو قتل کرے تو اوسکے بیٹی کو غلام بنانا حضرت ائمہ کیساتہہ نسبت کرتے ہین خلاف قاعدہ تہذیبت را نیز لا تزر وازرۃ وزر اخری) اگر اس قسم کا انتقام شرع محمدی مین جائز ہو جاوے تو بہر تورہ چنگیز خانی اور شرع محمدی مین کیا فرق رہا حربی کے فرزند کو غلام بنانا اوس وقت جائز ہوتا ہے کہ جنگ کا خوف ہو اوس اولاد سے واسطے تعلیل ہو اور اون کے اولاد ذمی قاتل کے نہ لڑائی پر مستعد ہونے ہو اور اہل حرب مین داخل ہو یہ بھی سطح استرقاق درست ہوگا کہ صریح نص صحیح ہے اور مخالف ہی جمیع ادیان وملل کا کہ وفا کرنا عہد کا واجب جانتے ہین اور نص قرانی کے بہی مخالف ہے النفس بالنفس -

بیسم [۲۰] - اماموں سے نقل کرتے ہین کہ روز قتل عمر رضی اللہ عنہ جو انکی زعم مین - ۹ - ربیع الاول ہے تین روز تک گناہ صغیرہ وکبیرہ کسی پر نہین لکہے جاتے ہین پس استصواب مین بہانہ ہونا کفر اور جمیع گناہ کا اوس تین روز مین اماموں کے جناب مین نسبت کرتے ہین -

اکیس [۲۱] - جائز ہونا استعمال ایسے پانی کا کہ جس سے استنجا کیا گیا ہو پینے مین اور تمام طہارت وغیرہ مین اوس جناب علیہ السلام سے نسبت کرتے ہین -

بائیس [۲۲] - اماموں سے روایت کرتے ہین کہ امت مرحومہ کا لقب امت ملعونہ ہے روایت کیا صیرفی نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے اور بعض روایت مین تشبیہ امت مصطفویہ کے سورون کیساتہہ حضرت صادق سے روایت کرتے ہین جیسا کہ روایت کیا کلینی نے اون سے حالانکہ بنص قرانی مین خیر امت خطاب کیا گیا ہے - کذالک جعلناکم امۃ وسطا بالجملہ غرض ان لوگون کے قائم کرنا مخالفت ہے درمیان ثقلین کے تا چند دو کلاہ دین -

شریعت کا کم ہو جاوے اور تمسک کتاب اللہ کیساتھ بسبب دعوی تحریف اور زیادہ نقصان اور تغیر و تبدیل کے پکڑے جاوے وہ تمسک عترت طاہرہ کی ساتھ بسبب تغیر و مسلم ارتداد بعض لوگون کے اور روایت مخالف کتاب اللہ بعض لوگون سے مشکل ہو جاوے اور خلق اللہ مانند جانوران غیر مقید کے جو چاہین کرتے رہین۔ تمام ہوا۔

رسالہ وسیلہ نجات

تصنیف فخر المحدثین ذو العلم و التمیز مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حق حمدہ و الصلوۃ و السلام علی حبیبہ و جندہ اللہم یا مقلب القلوب ثبت قدو منا علی دینک۔

(سبب تصنیف) ایک شخص ہمارے ملاقاتیون مین سے مذہب شیعہ اثنا عشری رکھتا تھا۔ ہم سے استدعا کی کہ چند کلمہ حقیت فرقہ ناجیہ کے متعلق دلائل لکھنا چاہیئے بحکم الدین النصیحۃ اوسکی استدعا کو ہم نے بطور سوال کے قائم کرکے اس رسالہ کا نام وسیلۃ النجات رکھا۔ (سوال) اہل سنت و شیع مین بہت کچھ گفتگو واقع ہوئی ہے سنی دعوی کرتے ہین کہ ہمارا مذہب حق اور موافق قرآن و حدیث کے ہے شیعون کے سب گروہ باطل ہین اور اہل بیت سے نسبت اہل شیعہ افترا کرتے ہین بلکہ اہلبیت کا مذہب یہی ہے جو ہمارا ہے شیعہ بھی اسیطرح دعوی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قرآن ہمارا مذہب ہے اور ہمارا طریقہ امام جعفر صادق کا طریقہ ہے پیر سنیون کی کتابون کو غیر معتبر کہتے ہین اسبارہ مین آپکا شافی جواب آیات قرآنی سے کہنا چاہیئے کہ کسی کو اوس مین دم مارنیکی جگہہ باقی نرہے اور رد مستقیم ہو جاوین تاکہ طالبان راہ نجات اوس پر

گمراہ ہوئے اور جیسے انہوں نے مذہب سے دست کش ہون - (جواب) -
اے بھائی اوّل ہر ایک مذہب کی بنا دریافت کرو اور ہر فریق کے
کتابیں ایک طرف بالائے طاق رکھو اور جب ہر ایک کے بنا سے واقف ہو
پس اوس بنا کو آیات قرآنی سے مطابق کرو اور جس مذہب کی بنیاد
قائم اور سچی دیکھو اوس مذہب کو حق جانکر اوس کے کتابیں پڑھو اور اوسپہ
عمل کرو اور جس مذہب کی بنا کو باطل پاؤ اون کے کتابون کو شیطانی
وسوسہ سمجھکر پانی مین ڈالو اور اون کے پاس ہرگز نجاؤ اور اون کو بھاڑ
چیر ڈالو اور یقین جانو کہ وہ مذہب اہل بیت کا نہیں ہے بلکہ مذہب
شیطان ہے پس جانو کہ بنا مذہب اہل سنت - ایمان - تقوی -
وصلاح - وراستی پر ہے - ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہم
مہاجرین وانصار اور دوسرے اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم - ایسے ہزارون آدمی تھے کہ آپ کی ہمراہ راہ خدا مین
جہاد ونماز کرتے تھے آپ کی حیات مین نصرت وحمایت مین شریک
اور بعد وفات اپنی خلافت مین عدل وانصاف وراستی کو اختیار
کیا اہل سنت کی خدمت اور اون سے محبت کرتے تھے حضرت امیر
المومنین علی علیہ السلام ہمیشہ ان کیساتھ اوٹھتے بیٹھتے اور انکے ہمراہ
کفار سے جہاد کرتے تھے اور پیچھے نماز پڑھتے تھے اور ہمیشہ اون سے
محبت رکھتے تھے اون کے وفات کے بعد اون کے حق مین دعائے
خیر اور بہت تعریف ومناقب بیان فرمائے بنائے مذہب شیعہ
بر کفر ونفاق خلفا ثلثہ وغیرہم اور ہزارون اصحاب سید ابرار ہے
ان کو کہتے ہین کہ بسبب نفاق پر ایمان لائے اور ہجرت بھی ریاست
وطمع دنیا کے لئے کی اور تمام جہاد وعبادت اون سب کی ریا پر مبنی تھی نہ
برائے خدا اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کو
ایذا پہونچائے اور مرتضی علی کیساتھ یاری نہیں کی بلکہ اون کے
حق کو چھین لیا او متابعت ونماز علی علیہ السلام سے اون کیساتھ خوف کی جہت

سے بطور تقیہ کے تھے یہان تک کہ علیؓ اپنی صاحبزادی طاہرہ کا نکاح حضرت
عمر کے ساتھ بطور تقیہ کیا اور نام اپنے لڑکون کا ابوبکر و علی و عمر و عثمان تقیہ
ہی کیواسطے رکہا اور سچے اور دوست صحابہ تہوڑے ہی تہے - ابوذر
و مقداد - سلمان - عمار - و جابر - رضا - اور تہوڑے دوسرے آدمی تہے
ای بہائی جو بنا دونون مذہب کی دریافت کرو تو دلیل بناء اہل سنت کے
تائید مین آیات قرآنی بہت ہین کہ اون مین سے ہر ایک واسطے ثبوت
و استحکام کے اوس بناء کے کافی ہے اور مختصراً اس جگہہ چند آیات
لکہے جاتے ہین - قوله تعالی - یعنے سابقین و اولین و مہاجرین
و انصار کے جن لوگون نے نیکو پیروی و متابعت کے اون کے ایمان اور
طاعت سے اللہ تعالی راضی ہوا اور وہ اللہ تعالی سے یعنے مہیا کیا
اون کیلئے خدا نے بہشت کو اور جاری ہین اون کے سبزون یا درختونکے
نیچے نہرین - وخالدین فیہا ابدا - یعنے یہہ سب مہاجرین و انصار اور
اون کے متابعت کرنے والے بہشت مین ہون گے - ہمیشہ یہہ آیت بہ
ملا کہتی ہے کہ مہاجرین و انصار سابقین سب بہشتی ہین اور اون کی
متابعت کرنیوالی جو اون کے بعد ہوے ہین اور اون کا طریق اختیار
کیا ہے وہ بہی سب بہشتی ہین اون کے بہشتی ہونے مین کوئی شک
نہین اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مہاجرین مین سے
پہلے ہین کہ بوقت ہجرت ہمراہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تہے حضرت
عمر اور حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما اور بہت سے مہاجرین
اولین ہین اور جس شخص نے کہ حضرت ابوبکر کو پہلا مہاجر نہین شمار کیا
اس آیت کے اعتبار سے وہ کافر ہوا - قوله تعالی - اذا خرجه الذین
کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان اللہ معنا یعنی جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے کفار نے باہر کیا تو آپ کی ہمراہ دوسرے
دو صاحب تہے جس طرح کہ سے غار مین تہے اور جبکہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے خاصکر اپنے یار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کوکہ غمگین بہت ہو در آن حالیکہ ہمارے ساتھ اللہ ہے - اور اون کی
متابعت کرنیوالی واقعی مہاجرین و انصار ہین کہ ان کے بعد یہہ ایمان لائے
اور ہجرت و نصرت کی اور حق تعالی نے اس آیت مین خبر دی ہے کہ وہ ہمیشہ
بہشت مین رہینگے پس ثابت ہوا کہ یہہ قطعی بہشتی ہین جو شخص کہ ان کو
بہشتی نہ جانے بسبب انکار اس آیت کے کافر ہوگا اور اگر اس مقام پر
کوئی شیطان وسوسہ ڈالے کہ اس آیت سے مراد شاید مہاجرین ہو
اور شیعہ اون کے حقمین حسن ظن رکھتے ہین کہ اون کے ہجرت ... نے
سبیل اللہ تہی اور حضرت ابوبکر وغیرہ کی طمع دنیا کی وجہ سے تہی اس کے
جواب مین کہنا چاہیئے کہ ای ابلیس تو جہوٹ کہتا ہے بلکہ تمام مہاجرین
کی ہجرت خدا کے واسطے تہی چنانچہ ایک آیت بعد ہجرت قتال کے بارہ
مین پہلے نازل ہوئی - یعنے حکم عام لڑائی کا دیا گیا کہ جو لوگ لڑنا چاہتے
ہین اون سے لڑائی کیجائے اسلئے کہ کفار سے مہاجرین کو رنج و ظلم
بہت پہونچا تہا - اور جبکہ اللہ تعالی ... کیلئے تحقیق ... در ہے اور یہہ
کہ باہر نکالے گئے اپنے گہرون سے لیکن ... کے مگر وہ کہتے تہے کہ ہمارا
اللہ تعالی پروردگار ہے یعنے وہ کبہی گناہ کے ... واسطے نہین نکالے گئے
بلکہ بسبب اون کے ایمان کی پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام مہاجرین کی
ہجرت خالصاً للہ تہی نہ طمع دنیا کیلئے پس مہاجرین رض منصور ہین
ای بہائیو جو شخص قرآن پر ایمان رکہتا ہے جیسا کہ اوس پر ثابت ہوا
خدا تعالی نے اوس شخص جنتی کیا - فرمایا کہ وہ جنت مین ہمیشہ
رہینگے اس سے تمام اعتراضات اون کے حق مین ساقط ہوجاتے کیونکہ
اللہ تعالی عالم الغیب ہی اور وہ جانتا ہے کہ فلان بندہ سے فلان وقت
مین نیکی اور فلان وقت مین گناہ ظہور مین آئیگا باوجود اسکے بہی فرمایا کہ
انکو جنتی مین کیا اس ضمن مین تمام خطاؤن کی مغفرت متحقق ہوئی ہے
پس کسی کو اون کے حق مین طعن و تشنیع کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے -
گویا کہ اعتراض کرنیوالا کہتا ہے کہ یہہ بندہ برا ہے پہر کیون خدا نے

اوسکو کیون بہشتی کیا ظاہر ہے کہ ایسے متکلم اعتراض کرنا کفر ہے جس بندہ کو کہ خدا نے

بہشتی کا صاحب ہے البتہ وہ بہشتی ہین کسی کا اعتراض اون کے حق مین کوئی مضر نہین
ہوسکتا ہے اس سے وہ دوزخی ہو سکتا ہے لیکن اوس کا اعتراض کرنیوالا ہے
کافر ہے پس اس وجہ سے تمام شبہات شیاطین ساقط ہوگئی اور
جواب دینے کی ضرورت باقی نہین رہتی ہے لیکن سائل کے تسلی کیلئے
تتمہ الشیاطین کے جاتی ہے پس اگر شیطان آئے اور بیچ وسوسے مین ا
ڈالے کہ سورہ انفال مین بدر کے قصہ مین نازل ہوا ہے۔ قولہ تعالی۔
یعنے ای جو شخص کہ ایمان لایا ہوا ہے اور کفار سے ملاقات کرے
پس بوقت جنگ پشت نہ دکھلانی چاہئے۔ قولہ تعالی۔ اور جو شخص کے
جنگ کفار سے پیٹھ دکھلائے مگر اوس حالتین کہ لڑائی سے پھرنیوالا ہو
یا پناہ لانیوالا ہو جماعت مومنین کیطرف پس تحقیق رجوع کیا دشمن خدای
اوس کی جگہہ جہنم ہے۔ اور جو کہتے ہین کہ صحابہ احد و حنین مین
بہاگے ہین اون کے جواب مین کہو کہ جنگ بدر میان یہہ آیت نازل
ہوی ہے کوئی صاحب نہین بہاگے تھے بلکہ سب کے سب ثابت قدم
رہے ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے کہ جس حالتین کہ فتح دی تمکو اللہ تعالی نے
جنگ بدر مین حالانکہ بوجہہ قلت دشمنون کی نگاہون مین تم خوار معلوم ہوتے
تھے۔ اور قصہ بدر مین فرمایا ہے کہ،، یاد کر دای محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جب تمہارے پروردگار نے وحی کی فرشتون کی طرف کہ مین تمہاری
طرف ہون،،۔ پس ثابت رکھا مومنین کو آیت مذکورہ کفر پر دلالت
نہین کرتی ہے بلکہ جنگ کفار سے بہاگنا حرام ثابت ہوتا ہے وہ
حق تعالی ہے چاہے بخشے چاہے عذاب کرے اور اس واسطے
جنگ احد مین جو فرار واقع ہوے اوس اللہ تعالی نے معاف
فرمادیا۔ قولہ تعالی۔ ولقد عفا اللہ علیہم۔ پس اعتراض ساقط ہوگیا اور
جنگ حنین مین اول تو فرار ہی نہین واقع ہوا۔ دوسرے حضرت عباس
رضی اللہ عنہ نے جب آواز دی کہ یا عباد اللہ ہذا رسول اللہ اس آواز
پر چلے آئے اور بڑی بہاری جنگ کی جس سے توبہ مستحق ہوے از بس کہ

یہہ ناصران دین خداتعالے تہے اور حق تعالے حسب وعدۂ خود قولہ تعالی لینصرن اللہ
من ینصرہ یعنے اونکی فتح کی اور مدد غیبی فرشتونکی اونکے لیے بہیجی اور بشارت نزول سکینہ
کہ مومنین کامل الایمان کا خاصہ ہے انکی بارہ مین نازل فرمائی چنانچہ فرماتا ہے قولہ تعالے
بدرستیکہ نصرت دی تمکو خداتعالی نے بہت سے غزوات اور حنین مین اور فرماتاہی قولہ تعالی
پس نازل کیا اللہ نے سکینہ اپنے رسول اور مومنین پر کہ عباس رض کی آواز پر پہرے تہے
مکرر پس اکثر تدارک مافات کیا یعنے سخت قتل کیا قولہ تعالی بہیجے لشکر ملائکہ بہیجا جنکو ہے
صحابہ تمنے بچشم خود نہین دیکہا اور عذاب کیا اور شکست دی کفار کو - اے عزیز وسطر تامل ملاحظہ
سے کیجیے اگر جنکے لئے اسقدر رحمت الہی دستگیر حال ہو اور بمقتضاے بشریت جب لغزش مین پڑین
تو فرشتہ اونکے امداد کیلئے آئین اور سکینہ الہی اونکے بارہ مین نازل ہو تو کیا یہہ مسلمانونکا
کام ہے کہ تمام آیات رحمت ومغفرت کو فراموش کرکے اون کو ہدف مطاعن کرین معاذاللہ
تعالی من خبث الباطن وشر الشیطان وشرکہ اور پہر اگر شیطان آے اور تمکو وسوسہ
مین ڈالے کہ شاید وہ منافق ہون کیونکہ اسوقت منافق بہی تہے جیسا کہ قرآن شریف
مین منافقونکا ذکر بہت آیا ہے اسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ سچ ہے منافق تہے لیکن
منافق اعراب مین دہقان تہے جو اطراف مدینہ مین رہتے تہے اور بعض اہل مکہ لیکن مہاجرین
وانصار کہ جنکا ایمان منصوص ہے کوی شخص منافق نہ تہا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
"بعض اون لوگونسے کہ جو تمہارے گرد ہین اے اہل مدینہ بادیہ نشینان منافقونمین سے
ہین " "اور بعض اہل مدینہ خالی ہین نیکی سے دران حالیکہ نفاق کی عادت ڈالی ہے اونہون نے
اور اے محمد تم نہین جانتے ہو اونکو کیونکہ تم عالم الغیب نہین ہو مین اونکو جانتا ہون " اسکے
بعد اللہ نے اونکو بہی ممتاز فرمایا جیسا کہ فرماتا ہے " نہیں ہے اور نہ لائق ہے خدا کو کہ مومنین
کو اوس حالت مین چہوڑ دے یعنی مومن ومنافق کو خلط ملط رہنے دے تاکہ تمیز دے اور جدا کرے
پلید کو پاک سے یعنے منافقونکو مومنین سے پس حقتعالے نے یہودی در مطلع کیا آنحضرت
صلعم کو اونکے حال سے اور آپ نے خدیفہ بن الیمان رض صحابی سے اظہار فرمایا اور اونکی رسوای
اور فضیحت کے لئے ارشاد کیا اونکے لڑکے مومن دوست تہے ہمو سرو نہین ظاہر کیا اگرچہ
بہت منافق بسبب علامات نفاق فضیحت بہی ہوے اور سب نے اونکو جان بہی لیا لیکن
حق سبحانہ تعالے نے بوجہ قبایح قران مین یاد فرمایا اور اونکے حق مین سخت وعدہ بیان

فرمایا جو بوجہ حسن ظاہر ہوا اور وہ صحابہ جنہیں اہل سنت اعتقاد رکہتی ہین کوی منافق نہ تہا جیسا
کہ حق تعالی منافقونکے حقمین فرماتا ہے قولہ تعالی ،، پس اگر توبہ کرین منافق اپنے نفاق
سے اونکے لئے بہتر ہوگا ،، ود اگر اپنے نفاق پر قایم رہین اور توبہ نکرین تو خدا تعالے اونپر دنیا
اور آخرت مین سخت عذاب کریگا ،، ود اور نہ ہوا اونکا کوئی آتے یار و مددگا ،، یعنے زمین پر اونکے
کوئی یاری نکریگا - برخلاف ان قبایح کے مہاجرین کے حق مین اللہ تعالے اوصاف حمیدہ شامل
فرماتا ہے اور نصرت کا وعدہ دیتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے درباب اذن قتال ہمنے مہاجرین کے
حق مین آیت لکہی ہے قولہ تعالی ود تحقیق خدائے تعالے مہاجرین کی یاری کرنے پر قادر ہے
،، یعنے اونکو مدد دیگا اس آیت مین بہی یونہین مہاجرین کا ذکر فرماتا ہے قولہ تعالی ود البتہ
یاری دیگا اللہ تعالے اون لوگونکو جنکا دین جنکو یاری دے ،، کوی شک نہین ہے کہ حق سبحانہ
تعالے نے تمام صحابہ کو جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہے خصوصا خلفاے راشدین
کی مدد فرمائی کہ ہزارون مشرک اور مرتد کو مارا اور کسرے و قیصر کو اولٹ دیا اور خلفاء راشدین
کی تمام صحابہ نے مدد کی پس معلوم ہوا کہ خلفاء ثلثہ مہاجرین سے تہے سبیل اللہ مین کہ حقتعالے
نے جو نصرت کا وعدہ مہاجرین کو دیا تہا انکے حق مین بدرجہ اتم رعایت کیا پس واقعی معلوم
ہوا کہ اصحاب بہی ناصران دین خدا تہے اگر خدا نخواستہ منافق ہوتے تو کوی اونکا ہاتہ
نہ پکڑتا اور زمین پر اونکا کوی یار و مددگار نہوتا اور یہہ بہی ظاہر ہوا کہ جو منکرین قرآن کہتی ہین لحضرت
علی نے بعد آنحضرت طلب خلافت کی تو پہر کہر مہاجرین و انصار مین انکے قایم کرنے مین باہم محبت
ہوی کسینے بہی انکی حمایت و اعانت نہ کی اس بات سے کفر صریح و کذب جلی اور اس آیت سے انکار
کرنا ہوتا ہے جبکہ حق تعالے نے اس آیت مین مہاجرین سے وعدہ نصرت فرمایا تو ہمین کوی شک
نہین کہ امیر المومنین علی رض اول رئیس مہاجرین مین سے ہین مجال تہی کہ کوی اونکے مدد نکرتا پس
ثابت ہوا کہ جو شخص اس بات کو جناب پاک مرتضوی نسبت کرتا ہے وہ اونکا دشمن ہے کہ آیت
منافقین اونکے حقمین بتلاتے ہین قولہ تعالی ومالہم فی الارض من ولی ولا نصیر
ثابت ہوا کہ وہ انکے دوست اہل سنت ہین کیونکہ آپ سے نفاق کی نسبت نہین دیتے ہین
بلکہ کہتے ہین کہ اگر آپ طلب خلافت کے لئے ہوتے اور ارادہ رکہتے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے اپنے حق مین کوی [illegible] البتہ اونکا تصرف نافذ ہوتا اور اور سب انکی مدد کے لئے

آمادہ ہوتے چنانچہ مہاجرین کے بارہ مین آیا ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلافت
حضرت صدیق اکبر کے برحق جانتے اونکی بیعت فرمای اور ناصر و معین رہے الحمد للہ علی نعمائہ اب سنئے
کہ حق تعالے منافقونکے فضیحت مین کیا فرماتا ہے قولہ تعالی تحقیق منافق اگر اپنی منافقت سے
باز نہ آئین اور وہ لوگ کہ جنکے دلونمین بیماری مثل ضعف ایمان کے ہے باز نہ آئین اور وہ لوگ جو
مدینہ مین غایب لشکر اسلام کی نسبت خبر بد دیتے ہین پس فرماتا ہے اگر باز نہ آئین اور توبہ نکرین یہہ ہر سہ
گروہ البتہ تمکو ہمنے ای محمد ان پر مقرر اور مسلط کیا اور بہ زیادہ وقت تک نہیا رہے ہمسایہ نرہینگے یعنی
جلد تر شہر مدینہ سے باہر ذلیل و خوار جاینگے قولہ تعالی جس جگہ کہ پاے جائین یہہ پکڑے جائین اور مارے
جائین مار ڈالنے کے قابل - اس سے ثابت ہوا کہ جنہے نفاق سے توبہ نہ کی تو ایسے لوگ مدینہ مین نرہینگے
اور خراب اور ہلاک ہونگے اور مارے جاینگے پس معلوم ہوا کہ تمام صحابہ بعد آنحضرت صلعم مدینہ مین باقی
رہے سب ناصران دین خدا اور حق پرست و اصحاب خالص تھے پس جسقدر کہ اون لوگونپر اجماع واتفاق
کیا عین حق و ہدایت ہوی نہ ظلم و ضلالت چونکہ منافقونکے نسبت قباحت سنی لہذا اب مہاجرین
کی تعریف بھی برعکس اسکے سنو قولہ تعالی جنہون نے خدا کی راہ مین بوجہ ظلم کفار مکہ ہجرت کی البتہ
اونکو ہمنے نیک بلدہ (مدینہ طیبہ) مین جگہ دی قولہ تعالی تحقیق ثواب آخرت بزرگتر ہے یعنے مہاجرین
پر جو قرآن شریف پر ایمان رکھتے ہین اونکے وساوس شیطانی دفع کرنیکو بھی ایک آیت کافی ہے
اس آیت مین حق سبحانہ تعالے نے مہاجرین فی سبیل اللہ سے دو وعدہ کئے ہین ایک دنیا دوسرا
آخرت اور کوی شک نہین کہ دنیا کا وعدہ ایفا ہوا اور سب مہاجرین مدینہ مین مقیم رہے خصوصاً خلفاء
ثلثہ کہ حیاتین ہمسر رہے اور بعد وفات بھی وہین مدفون ہوے شیخین مرقد منورہ جناب رسالتپناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور حضرت عثمان رض بقیع مین رونق افروز ہوے اگر معاذ اللہ منافق
ہوتے تو بحکم آیت ماسبق کہ منافقین کے ذکر مین ہے البتہ حق تعالے رسول خدا کو اونپر مسلط
کرتا اور وہ جلد مدینہ سے باہر ہوتے اور پکڑے جاتے اور بری طرح مارے جاتے چہ جاے کہ امامت
و خلافت اونکی کوی بات ڈھنگ نہ سنتا پس مثل شمس فی نصف النہار ظاہر ہوا کہ وہ مہاجرین
فی سبیل اللہ اور قطعی بہشتی ہین اور آخرت مین اجر و ثواب اونکا بحکم وعدہ دوم بزرگتر
ہوگا اور ایسے ہی دوسرے صحابہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد
مدینہ مین باقی رہے وہ سب ناصران دین خدا تھے اور کامل بالایمان اور نفاق و بحکم آیت
قرآنی اون کے پاس پہٹکنے تک نہین پاتا پس جبکہ اونہون نے بعد آنحضرت

صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم جس بات پر کہ اتفاق واجماع کیا وہمین ہدایت ودیانت ہی
مسلمانون کا یہ کام نہین ہے کہ ان تمام قرآنی تصریحات ہوتے ہوئے بہی اونمین سے کسی پر اعتراض
کرین اگر کوئی وسوسہ مین ڈالے کہ شاید خلفاء مین سے بعد پیغمبر علیہ السلام بوقت اقتدار
غلبہ کوئی بات خلاف شریعت ظاہر ہوئی جسکے سبب سے شیعہ شبہہ مین پڑے ہین اوسکے جواب
مین کہنا چاہیے کہ جھوٹ کہتے ہو جو کچھ اونہون نے زمانہ خلافت مین اپنی قدرت سے کیا اجرائے
احکام شرع اور امر معروف ونہی منکر کے لیے کیا ہے نہ تعصب وفساد کے لیے جیسا کہ حق تعالے
مہاجرین کی تعریف مین آیت ماسبق جسکو ہمنے درباب اذن قتال کے لکہا فرماتا ہے
قولہ تعالیٰ بعض حالات وصف مہاجرین کا یہ ہے کہ اگر تمکین قدرت اونکو مین زمین پر دیتا
ہون تو وہ نماز کو برپا کرتے ہین زکوٰۃ کو دیتے ہین اور دوسرونکو احکام شرعی کے لئے حکم کرتے
ہین اور منع کرتے ہین منکرات اور خلاف شریعت سے۔ پس محال ہے کہ مہاجرین سے بوقت
اقتدار وتمکین ظلم وفساد ظاہر ہوتا پس اونپر ظلم کے ساتھ نسبت دینا آیت سے انکار کرنا ہے
نعوذ باللہ منہ پہر اگر کوئی وسوسہ دے کہ قرآن مین وارد ہوا ہے قولہ تعالیٰ جو شخص کہ تمسے
پہر جاوے اور مرتد ہوجاوے اپنے دین سے پس جلد اونکے قتال کے لئے ایک ایسی قوم
اللہ تعالے قایم کرے جنکو خدا دوست رکہتا ہے اور وہ ایسے خدا کو دوست رکہتے ہین جو کافرین
پر مومنین غلبہ کرنے والون کے حال پر مہربان ہے قولہ تعالیٰ جہاد کرے گی وہ قوم مرتدین
سے خدا کی راہ مین اور نہ ڈریگی کسی ملامت اور ملامت کرنے والے سے اگر کوئی کہے کہ اس
آیت کے کیا معنی ہوے تو اوسکے جواب مین کہو کہ یہ آیت کمال مناقب صدیق اکبر وغیرہ
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم مین سے ہے کہ انہون نے مسیلمہ کذاب کو
خلافت حضرت صدیق اکبر مین مارا تہا اور دوسرے فرقہ اعراب کے بہی مرتد ہوگئے تہے
اور انکار زکوۃ کرتے تہے جنکی تفصیل طوالت سے خالی نہین اونپر بہی جہاد کرکے تہ تیغ
کیا اونمین کے بہت لوگ اسلام لاے اس آیت سے بہی تبرا بیہودگی بہت اچہی طرح
باطل ہوتی ہے اگر معاذ اللہ کوئی صحابہ مین سے مرتد ہوتے دوسرے مومن کامل الایمان
اونپر جہاد کرتے اور ہمارے کوئی شک نہین ہے کہ خلفاء ثلثہ مین سے ان کامل الایمان سے
نہین جنگ کی بلکہ حضرت علی وابوذر رض مومن کامل الایمان سے متابعت وموافقت
کی پس واضح ہوا کہ وہ مومن کامل الایمان اور قطعی جنتی ومہاجر فی سبیل اللہ ہین جنکے

وصف مین آیات لا تحصے وارد ہوے قال اللہ تعالی واعد لہم جنت تجری من تحتہا
الانہار خالدین فیہا ابدا - پس ظاہر ہوا کہ تمام مہاجرین و انصار کمال ایمان و ہدایت
و حق پر تہے اونکا اجماع و اتفاق مرضی و مقبول الہی پس کوئی گر اون پر طعن و تشنیع
کرے اور اونکو دعاے خیر سے نہ یاد کرے اور کینہ رکہے وہ کافر ہے اور مسلمانونکی جماعت سے
خارج جیسا کہ حق تعالے نے مسلمانونکو قرآن شریف مین تین قسم پر منقسم فرمایا ہے قولہ تعالی
مال فی واسطے فقراء کے ہے کہ ہجرت کی ہے اونہون نے اور باہر ہوے اپنے گہرا و مال
سے در ان حالیکہ طلب کرتے تہے خدا کے فضل اور اوسکی رضامندیکو اور نصرت کرتے
تہے دین خدا اور رسول کو یعنی انکی ہجرت خدا و رسول اور نصرت دین خدا کے لئے تہی نہ اغراض
دنیوی کے لئے قال اللہ تعالی وہ گروہ یہہ ہے کہ راست باز قولاً و فعلاً (دوسری قسم) قولہ
تعالی مال فی اون لوگونکے لئے ہے جنہون نے قبل ہجرت مہاجرین جگہ لی سرا کون اور محبت
و خانہ ایمان یعنی مدینہ مطہرہ مین قولہ تعالی دوست رکہتا ہے اوس شخص کو جو ہجرت کرے
اوسکی طرف مہاجرین سے محبت رکہتا ہے قولہ تعالی انصار کے سینونمین حسد و غصہ
راہ نہین پاتا ہے جو کچہہ کہ اونکو عطا ہو یعنی جو کچہہ رسول کریم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم
اونکو عطا فرمائین اوسپر راضی ہوتے ہین اور اوسکو قبول کرتے ہین قولہ تعالی اختیار
کرتے ہین اور مقدم رکہتے ہین انصار مہاجرین کو اپنے نفسونپر اگرچہ اونکو بہی حاجت
یعنی اگرچہ انصار بہی مال کی حاجت رکہتے ہین لیکن بسبب علو ہمتی چاہتے ہین کہ مہاجرین
کی حاجتین روا ہون اور تمام مال کا اونپر صرف ہوتا ہے قولہ تعالی جو شخص کہ بخل سے اپنے
نفس کو محفوظ رکہے وہ گروہ فلاح یافتگان مین سے ہے ۔ اے عزیز حق سبحانہ تعالی نے
اس آیت مین مہاجرین سے انصار کی محبت و خدمت کی تعریف فرمائی ہے اور اسلئے انکے
سے فلاح کو وابستہ فرمایا پس جس شخص کو راہ نجات اور اپنی فلاح ڈہونڈہنا منظور ہو
تو وہ مانند انصار مہاجرین سے محبت کا شیوہ اختیار کرے اور کینہ و عداوت اور طعن و
تشنیع سے دور رہکر شب و روز اونکے حق مین دعاے مغفرت کرے تاکہ
تیسری قسم کے زمرہ مین شریک ہوکر اوسکا حشر ہو جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
وہی اون لوگونکے لئے ہے جو آئے مہاجرین کے بعد اور انصار کے کہتے ہیں
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ترجمہ

اے پروردگار بخش ہمکو اور ہمارے اون بہائیونکو جنہون نے ایمان سے کے بے ہمسے سبقت کی ہے
قولہ تعالے مت لا ہمارے دلون مین کینا اور عداوت اون لوگون سے جو کہ ایمان رکہتے ہین
یعنی صحابہ کے حق مین دعا رخیر کرتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ حق تعالے ہمارے دلونکو صحابہ کے کینہ سے
پاک کر قولہ تعالے اے ہمارے پروردگار تحقیق کہ تو بہت مہربان اور رحمت کرنے والا ہے ہماری
دعا کو قبول فرما اس ایت سے ثابت ہوا کہ صحابہ کے حق مین دعا ے خیر کرنا چاہیے اور کینہ کو ایک
طرف کر دینا چاہیے کسیطرح زبان درازی نکرنا چاہیے تاکہ زمرہ اہل اسلام محشور ہو ورنہ ہر تین
قسم کے مسلمانون سے خارج ہوجائیگا نعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالے یہہ بنا ء مذہب اہل سنت
وجماعت کی ہے (وبحمد اللہ سبحانہ) جو ہر طرح مضبوط ہے اگر تمام جن وانس جمع ہو کر چاہین کہ اس
بنا کو توڑین یا جنبش دین غیر ممکن ہے البتہ اوسوقت جنبش متصور ہو جبکہ اہل سنت وجماعت نے
مہاجرین وانصار وغیرہ صحابہ سید ابرار کے ایمان پر ایات بینات ونصوص محکمات قائم کیے
ہین اور شیطانی وساوس کو عمدہ طور سے دفع کیا ہے کہ بنا ر مشہور ہوا اور اوسکا کوئی اثر
نرہا مخالف بہی اگر اپنے دعوے مین سچے ہین اسیطرح آیات محکمات جنمین تاویل کی گنجایش
نہو تمام مہاجرین وانصار کے کفر ونفاق پر قایم کرین اوسوقت بحث وگفتگو کے لیے
اور سوال وجواب عقلی کام پر آئین ورنہ عبث زبان درازی کرنا اور آیات ونصوص سے
انکار کرنا اپنے لیے دوزخ خریدنا اور تینون قسم کے مسلمانون سے خارج ہونا ہے
خود معلوم ہے کہ قرآن مجید مین ایک آیت بہی مہاجرین وانصار کے کفر ونفاق پر
موجود نہین ہے پہر کیونکر وہ اس معنی کی صورت باندہ سکین کے جن لوگونکے حق
تعالے نے جابجا مدح ومناقب فرمائے ہو اور اونکے ایمان وتقوے وجہاد
وصلوٰۃ وغیرہ اعمال صالحات کا ذکر کیا ہو قولہ تعالے وکلا وعد اللہ الحسنہ اور جنت
دائمی اور مقام نعیم کی شہادت دی ہو پہر کس طور سے انکو کوئی کافر ومنافق کہے
معاذ اللہ من الکفر والنفاق - پس ظاہر ہوا کہ بنا ء مذہب مخالفین کی ایات قرآنی پر نہین ہے
بلکہ قصص اور روایات عقل وتواریخ پر اور قرآن شریف اون قصون اور روایات
عقلی خیالی باتون اور تاریخ کو جہٹلا رہا ہے پس معلوم ہوا کہ انکا مذہب مذہب اہل
بیت نہین ہے کیونکہ مذہب اہل بیت خلاف قرآن نہین ہے تو معلوم ہوا کہ مذہب
اہل بیت بہی مذہب اہل سنت کا ہے جو موافق قرآن شریف کے ہے اگر

اب بھی کسیکو شبہ باقی رہے تو سنو کہ امام زین العابدین علی بن الحسین علیہ السلام وعلی ابائہ الکرام صحیفہ کاملہ مین جو شیعہ کے نزدیک معتبر و معمول ہے اوسمین کیفرماتے ہین (اعنی زین العابدین علیہ السلام) اللھم و اتباع الرسل و مصدقوھم من اھل الارض بالغیب عند معارضۃ المعاندین لھم بالتکذیب و الاشتیاق الی المرسلین کما فضلتھم بحقائق الایمان فبکل دھر و زمان ارسلت فیہ رسولا واقمت لاھلہ دلیلا من لدن ادم الی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من ائمۃ الھدی وقادۃ اھل التقی علی جمیعھم السلام فذکرھم منک بمغفرۃ و رضوان — حاصل اس عبارت کا یہہ ہے کہ اے خدا تمام پیغمبرون کے اصحاب کو جنہون نے زمانہ تکذیب کفار انبیا کی تصدیق کی ہو اور اون پر ایمان لائے ہون مغفرت و رضوان سے یاد کر چونکہ اصحاب محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم تمام پیغمبرون کے اصحاب پر فضیلت رکہتے ہین جیسا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سید المرسلین ہین (یعنی سب رسولونکے سردار) تو اونکے اصحاب بھی تمام پیغمبرونکے اصحاب کے سادات (یعنی سردار) ہین اونکے حق مین دعا تخصیص فرماتے ہین ایضا اللھم واصحاب محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم یعنی اے خدا خصوص اصحاب محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر نوازش فرما اور مغفرت و رضوان سے یاد کر اسکے بعد جب کہ مدح صحابہ کے مقام پر پہنچے تو فرماتے ہین والذین احسنوا الصحابۃ یعنی وہ لوگ کہ جنہون نے نیک کیا صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اور حق صحبت بجا لائے پہر فرماتے ہین والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصرتہ یعنی وہ لوگ کہ جنہون نے عطائے نیک دی انحضرت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے نصرت مین قولہ وکنفوہ یعنی اپنے درمیان مین لیا اور سپر اوسکے انحضرت کی محافظت کی قولہ اسرعوا الی وفادتہ وسابقوا الی دعوتہ یعنی سرعت کی اونکی خدمت مین حاضری کی اور اون کی دعوت کو قبول کیا قولہ واستجابوا لہ حیث اسمعھم حجۃ رسالتہ والاولاد فی اظھار کلمتہ یعنی چہوڑا اپنی عورتون و بچون کو اظہار کیا کلمہ

اور آنحضرت کے دین کو کیونکہ ہجرت برائے خدا و برائے اظہار اسلام تھی نہ برائے طمع دنیا وغیرہ
قولہ و قاتلوا الآباء والابناء فی تثبیت نبوتہ وانتصروا بہ ۔ یعنی جنگ و جدل کئے اپنے باپوں اور
لڑکوں سے نبوت کے مضبوط کرنے کے لئے اور غالب آئے کفار پر بسبب نصرت و خدمت آنحضرت
صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے ۔ جس شخص مین عقل اور دین ہے اوس سے مخفی نہین ہے
کہ یہہ تمام اوصاف سب صحابہ مہاجرین وانصار کے ہین کیونکہ سبہون نے حمایت و نصرت کی
ہے اور اپنے باپون اور لڑکون سے لڑکر اسلام کو قوی کیا ہے اور ہر معرکہ و غزوات مین
حاضر ہوئے ہین اور دشمنان دین پر نصرت حاصل کی ہے فقط چند صاحبون یعنی حضرت
جابر و حضرت ابو ذر رض وغیرہ نے تو تمام لڑائیونکو فتح نہین کیا اور تمام کفار کو مار کر اون پر غلبہ
نہیں کیا دیکہو غزوہ بدر مین تین سو تیرہ آدمی اور احد مین ہزار آدمی اور حنین مین بارہ ہزار
آدمی اور تبوک مین تیس ہزار آدمی ایسے ہی اور اکثر غزوات مین صحابہ ہوتے تہے اور سب
اونکی نصرت و حمایت کرتے تہے اور سبکو غلبہ و قوت دیتے تہے پس ثابت ہوا کہ بمذہب
جناب امام زین العابدین عم مغفور و بہشتی و لایق مدح و ثنا ہین پس بنا بر مذہب مخالفین
جو صحابہ کو چند لوگونمین حصر کرتے ہین جڑ بیڑ سے اوکہڑ گئی اور ظاہر ہوا کہ یہہ قول اہلبیت کا
نہین ہے بلکہ شیطانی وسوسہ ہے جسکے لئے خدا سے پناہ ڈہونڈہنی چاہئے ۔ (ایضاً)
ومن کانوا منطوین علے محبتہ ترجمہ اور وہ لوگ کہ جو جناب سرور کائنات کی محبت مین پیچیدہ
یعنی اونکے عاشق تہے (ایضاً) یرجون تجارۃ لن تبورا فی مودتہ ترجمہ اور وہ امیدوار
ایسے فائدہ کے تہے کہ جو نقصان نہین رکہتا ہے یعنی تمام اصحاب نے آنحضرت کی دوستی
آخرت کے لئے اختیار کی تہی اور یہہ اونکو لئے البتہ سودمند ہوگی نہ موجب خسارت (ایضاً) والذین
ہجرتہم العشائر اذ تعلقوا بعروتہ ترجمہ اور وہ لوگ جنکو چہوڑا اونکے قبیلہ نے جیسے کہ سرور کائنات
فخر موجودات کے حلقہ ہدایت مین آئے (ایضاً) وانتفت منہم القرابات اذ سکنوا فی ظل
قرابتہ ترجمہ اور نیست نابود ہوئے اونکے قرابتی رشتے جیسے کہ سایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مین آئے یعنی جیسے کہ صحابہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپکی خدمت
مین کمر باندہی تمام کفار عداوت کے لئے اوٹہے اور قرابتین قطع (ایضاً) فلا تنسہم اللہم
ما ترکوا لک و فیک ترجمہ پس اے خدا فراموش نکر صحابہ کے حق کو جو کچہ کہ تیری
راہ مین اور تیرے لئے چہوڑا ۔ یعنی جزائے ہجرت و نصرت اونکی عنایت کرنا (ایضاً)

وارضهم من رضوانك ترجمه اور خوشنود وراضی کر اونکو اپنی خوشنودی رضوان
سے (ایضاً) وبما حاشوا الخلق علیك ترجمه اور اونکو جزا دے اس لیے
کہ خلقت کو تیرے واسطے اونہون نے جمع کیا (ایضاً) وکانوا مع رسولك دعاة لك
ترجمه اور تہے وہ ہمراہ تیرے رسول کے اور چاہنے والے خالص تیرے واسطے یعنی
جیسا کہ تو واسطے آنحضرت کی صحبت [illegible] تہے ویسے ہی دوسرے لوگونکو بہی خالصاً للہ ہونا
چاہتے تہے [illegible] بہتونکو دین اسلام کے لئے جمع کیا یعنی ہزارون عورت و مرد اونکی
کوشش سے [illegible] اگر کوئی طالب راہ قرآن و راہ اہلبیت تہا
[illegible] تامل کرکے فی الفور شیطانی وسوسہ سے توبہ کرکے اور قرآن کی راہ پر آتے
پس انکا خلق کو جمع کرنے والے دین اسلام کے لئے سب صحابہ تہے کیا آنحضرت کی
حیات مین اور کیا بعد وفات نہ وہ کہ صرف ابوذر و عمار رض یا چند دوسرے شخص تمام
بلاد مین کفر کو [illegible] کرتے تہے اور تمام مخلوق خدا کو تعلیم و ارشاد کرتے تہے کوئی
احمق بہی تو اس بات کو نہ کہے گا چہ جائے کہ جو شخص قرآن کا علم رکہتا ہو (ایضاً) واشکرہم
علی ہجرتہم فیك دیار قومہم ترجمه اور جزا دے اونکو اپنے شہر اور قوم سے
ہجرت کرنیکی (ایضاً) وخروجہم من سعة المعاش الی ضیقه ترجمه اور جزا دے اونکو
بسبب دست کش ہونے اپنی فراخی معاش سے اور تنگی قبول کرنے کی
یعنی بسبب ہجرت کے اپنے گہرون اور عیش سے کنارہ اختیار کیا اور وہان ہجرت
سے تنگی عیش مین مبتلا ہوئے (ایضاً) ومن علی من کثرت فی اعزاز دینك
من مظلومہم ترجمه اور احسان کر اون لوگونپر کہ اپنے وجود سے مظلوم
صحابہ نے بہت سے اپنے مطیع کئے دین کے عزیز کرنے مین یعنی
مہاجرین اول مظلوم تہے اون کے بعد ہجرت کی اور فتح پائی دین اونکے
سبب سے غالب ہوا اور بہت سے آدمی مسلمان ہوئے ایضاً

اللھم واوصل الی التابعین لھم باحسان الذین یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان خیر جزائک

ترجمہ اے خدا پہونچا پیروان صحابہ کو کہ عمدہ طور سے اونکی پیروی کی اور اونکی راہ اختیار کی بہترین جزا تیری اون تابعین کے لئے ہے کہ جو کہتے ہین اے خدا بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو کہ ایمان مین ہمنے سبقت کی یعنی صحابہ کے حق مین دعاے خیر و مغفرت کی کرتے ہین یہ کلام امام علیہ السلام کا اشارہ ہے اوس تیسری قسم کے مسلمانونکے لئے جو کہ صحابہ کے حق مین دعاے خیر کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ موافق قرآن و اہلبیت اہل سنت صحابہ کے تابع ہین کہ اون کے حق مین دعاے خیر کرتے ہین اور ان مین سے کسی سے کینہ نہین رکھتے ہین اور دعاے حضرت سجاد علیہ السلام انکی مغفرت کے بارہ مین ہے پس وہ مغفور و فرقہ باخیر مین سے ہین [illegible] اون کے نجات - یہ سنو کہ امام ہمام علیہ السلام تابعین کی تعریف [illegible] کیا فرماتے ہین ایضًا - الذین قصدوا سمت اصحابہم [illegible] تابعین [illegible] قصد [illegible] اور صحابہ کی راہ کو ایضًا ولم یختلجہم شک فی قفوا آثارھم [illegible] آثار و متابعت مین اونکو کوئی خلجان ہوا اور کوئی شک [illegible] کو برحق جانکر اونکی متابعت کی اور اونکے حق ہونے مین کوئی [illegible] ایضًا ولائتمام بہدایۃ منارھم - ترجمہ اور شک نکیا اونکی دستنای اور ہدایت و اقتدا یعنی صحابہ کو برحق جانکر اونکی اقتدا کی ایضًا [illegible] وموازرین لھم - ترجمہ وہ تابعین صحابہ کی حمایت اور اعانت کرنے والے ہین یعنی اگر کوئی ملحد یا گمراہ صحابہ پاک کی جناب مین طعن کرے تو تابعین اون کے طعن کو رد کرین اور اون پر رحم کرین اس

لفظ سے تمام وساوس شیطانی کہ جو صحابہ پر تہمت ہین باطل ہوگئے معلوم
ہوکہ صحابہ کے حق مین طعن کرنا مسلمانونکا کام نہین سے بلکہ اہل اسلام کا شیوہ
صحابہ کے طعن کی تردید ہے کوئی شک نہین کہ یہ وصف سوائے اہل سنت
کسی فرقہ مین نہین پایا جاتا بلکہ رافضی ہزارون طعن و فاسد گمان سے
جناب صحابہ کبار کو منسوب کرتے ہین اور ایسے ہی خوارج بہی (خذلہم اللہ تعالی
پس معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت ہین نہ اونکے مخالف ایضاً (یدلیون
بدینہم) ترجمہ وہ تابعین دین صحابہ پر اعتقاد رکہتے ہین ایضاً (یہدون
بہدیہم) اور صحابہ کی راہ چلتے ہین ایضاً (ینفقون علیہم) ترجمہ اتفاق کرتے
ہین صحابہ پر یعنی حمایت و نصرت صحابہ پر متفق ہین اور جو مردین شیطان کی مانند
صحابہ پر شبہ کرے اوسکو جواب دیتے اور ہنکاتے ہین - قولہ ولا یتہمونہم فیما
ادوالیہم) ترجمہ اور صحابہ کی اون باتو نپر تہمت نہین لگاتے [illegible]
احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]
تمام روایات اور احادیث اونکے قبول کرکے اون پر عمل کیے ہین [illegible]
ہوا کہ احادیث وکتابہائے اہل سنت کہ اہلبیت [illegible]
معتبر و مقبول ہین اور مذہب حضرت امام زین العابدین علیہ [illegible]
شیعہ اور خوارج کی روایات جو صحابہ سے مروی نہین ہین [illegible]
نسبت کرنا اونپر کذب و افترا ہے اور بعضی روایات کو شیعہ بعضے اہلبیت [illegible]
کرتے ہین مثل اون روایات کی جو قرآن اور مذہب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے
مخالف ہین معلوم ہوکہ نہ وہ قول اہلبیت کا ہی نہ صحابہ کا [illegible]
پر افترا کیا ہوگا پس بقول حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تمام روایات وکتب شیعہ
باطل و افترا ہین اہل اسلام اور محبان قرآن پر اونسے کنارہ کش ہونا فرض عین ہی ومنا طلب

چونکہ ذکر جو ادہ کلام الہی اور کلمات حضرت سجاد سے ہے اگر کوئی شخص طالب راہ حقیقت ہو اوس میں سے ایک کلمہ ہی اوسکے حق مین کافی ہے اور اگر اوسکو سعادت ازلی نصیب نہوا ور بحکم ختم اللہ علی قلوبہم اپنے کفر پر ثابت رہے تو وہ بسبب انکار قرآن شریف کے اپنے لیے دوزخ خریدے گا مسلمانون کے طریق مین اوس سے بحث کرنا بے سود ہوگا واللہ الہادی وعلے کرمہ اعتمادی سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علے المرسلین والحمد للہ رب العالمین

رسالہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی در دفع اعتراضات بر بعض عبارات حضرت مجدد الف ثانی جہاندہ پیشتر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے وہ چند چیزین ہین جنپر اشکال وارد ہوتے ہین اول مقام محبت مقام خلت سے اونچا ہے جب مقام محبت حاصل ہے پھر مقام خلت کی تحصیل کی کیا ضرورت ہے جواب یہ ہے صاحب اشکال خود اقرار کرتے ہین کہ شب معراج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محبت عطا ہوا ہے چنانچہ بیہقی سے روایت کی ہے اور جامع صغیر سے نقل کر کے بعد اوسکے تو ذکر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کو خلیل فرمایا ہے اور یہی کتب صحیحہ سے روایت کی ہے ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا پس معلوم ہوا کہ باوجودیکہ مقام محبت بلند ہے مقام خلت سے پس یہی مقام خلت کی ضرورت تھی ورنہ اوسکے حاصل ہونے پر فخر نہ فرماتے اور نہ کہتے ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا اور یہی احادیث صحیحہ سے صاحب اشکال خود کہتے ہین کہ تمام کمالات مثل خاتمیت اور اولوالعزمی اور رسالت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے ہیں پس ظاہر ہے کہ ان مقامات میں
بعض بعض بلند ہیں اور بعض غیر بلند پس معلوم ہوا کہ باوجود مقام بلند کے حاصل
ہونیکے مقام غیر بلند کی بھی ضرورت ہوتی ہے خاص ایسے وقت میں کہ وہ غیر
ارفع طریق حصول تتمہ کا ہو اور اوسکے راستے میں واقع ہو اس صورت میں
حاصل ہونا غیر ارفع کا موقوف ہو حصول ارفع پر اگر اس پر نظر کریں کہ وہ غیر ارفع فی
نفسہ کمال ہے تو بھی مطلوب ہے اگر اسپر نظر کریں کہ وہ غیر ارفع طریق ہے
حصول ارفع کا تو بھی ضرورت ہے مثال اسکی کہ جسم کو نامی ہونا کمال ہے اور
حساس ہونا بھی کمال ہے اور اوس سے بلند تر تعلق وتعقل بھی کمال ہے سوائے
ان دو کمالون کے وہ دو کمال ہیں اور طریق میں اس کمال کے واقع ہیں پس
وہ دو کمال ساتھہ دونون وجہ کے مطلوب ہیں ذاتی اور صفاتی اسیطرح مقام
خلت کی نسبت مقام محبت کے ساتھہ سمجھنا چاہیے دوسرا یہ ہے کہ مقام
خلت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ اس بات پر
ناطق ہیں پس حصول اوسکا ہزار سال کے بعد کیا معنی رکھتا ہے جواب اوسکا
یہ ہے کہ حصول خلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا شبہ اور یقینی اور قطعی ہے
احادیث صحیحہ کی دلیل سے اور یہ بھی دلیل سے ہے کہ مقام محبت کی راہ میں واقع
ہے اور موقوف علیہ مقام محبت ہے اور حصول موقوف کا بغیر موقوف علیہ کے
محال ہے لیکن تصرف کرنا اوس مقام میں اور طالبونکو اوٹھانا اوس مقام میں
پہونچانا اور طریق تحصیل اوس مقام کو مفصل اور مدون کرنیکا وعدہ تھا کہ بعد
ہزار سال کے حاصل ہوگا اور مانند اس کے موافق احادیث متواترہ علاوہ فتح
تمام روی زمین کی مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اجمال حاصل ہے بدلیل اعطیت مفاتیح کنوز الارض.

اور دوسری روایت مین ترجمہ عربی - رکہی گئیں کنجیان خزانہ زمین کی میرے
ہاتہہ مین اور صحیح مین وارد ہے ؎ دکہای گئی واسطے میرے تمام زمین مشرق
ومغرب قریب ہی کہ پہونچیگی حکومت میری امت کی جہانتک کہ دکہای گئی ہی مجہے
اوس سے اور دوسری روایت مین ہی تحقیق کہ اللہ نے دکہای مجکو تمام زمین
مشرق ومغرب اور دین کنجیان خزانہای زمین کی - اور بعض روایات غیر صحیحہ مین آیا
ہی کہ آے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام کنجیان خزانہای زمین کی لیکر اور سوار تہے ابلق گہوڑے
پر [illegible] انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اور صحابہ راشدین کیوقت
حاصل [illegible] محمود غزنوی کی اور ترکستان دوسری لوگون
سے اور روم کی فتح بالکلیہ [illegible] اونکی اولاد کے ہاتہہ پر ہوی اور ابہی تک
[illegible] اور بہت بڑا [illegible] ملک اور خطا کا ملک قلمرو سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی [illegible] حضرت مہدی کے زمانہ مین یا عیسے علیہ السلام
کے زمانہ مین فتح ہوگا اور خلافت تمام [illegible] کی جو میراث ہی ابو البشر [illegible] ایک
عمدہ کمال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتوسط بعض افراد امت جو اصحاب [illegible]
مہدی اور عیسے علیہ السلام کے ہین حاصل ہوگی چنانچہ جابجا صغیر [illegible] کا
اشارہ ہوا ہی خیر امت مرحومہ کی دو نکڑیان ہین [illegible] اور [illegible] ہوگی ہر
عیسے بن مریم کی اب مثل آفتاب [illegible] ظاہر ور وشن ہو [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم
اولین وآخرین حاصل تہی جیسا کہ صحاح ستہ مین وارد ہے کہ ؎ دیگیت علم اولین وآخرین
لیکن تصرف علم کلام مین مثلاً شیخ ابو الحسن اشعری اور شیخ ابو منصور ماتریدی اور استاد ابو اسحاق
اسفراینی اور امام غزالی اور امام رازی مثال ان لوگونکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو حاصل ہوا ہے اور ایسا ہی تصرف علم فقہ مین مدار تفصیل احکام شرعیہ کتاب اللہ

؎ نوٹ - ابتو ماشاء اللہ [illegible] مین بہی مسلمانونکی سلطنتون ترقی ہو رہی ہے اور دوسرے مذکورہ مقامات مین بہی اسلام قدم بڑہا
رہاہے -

تاکتاب سلم اور شفعہ اور فرائض اور وصایا بتوسط امام اعظم و امام شافعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہی اور ایسا ہی آداب طریقت مین مقرر کرنا اشغال کا اور اوراد اور ذکر جہر و اور خفی اور طور مراقبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی خواجہ بزرگ وغیرہ ایسے ہی بزرگوارون سے حاصل ہوا ہے قولہ۔ کمالات خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تھے علم مین کل دے گئے اسمین بحث ظاہر ہے کہ [illegible] عطاء تقدیری ہی پس مسلم ہے لیکن ان اللہ اتخذ لی خلیلا۔ مین [illegible] ہوگی اگر عطاء وقوعی ہو دے تو پس منع اوسکا ظاہر ہی کسو اسطے کہ مقام محمود اور مقام وسیلہ ہنوز حاصل نہین ہوا اور پنج وقتہ نماز مین اذان سننے کے بعد امت کو یہہ دعا کرینگے واسطے حکم ہوا ہی کہ آت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمود الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد جیسا کہ ہر وقت نماز مین اس دعا کا [illegible] حکم ہوا ہی اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اور خلاف مقتضی طبیعت ہونا کہا سے ثابت ہوا اسپر عقل سے دلیل لانا چاہیے جواب اسکا یہہ ہے کہ مراد طبیعت سے [illegible] نہین ہی بلکہ مراد طبیعت سے طبیعت کمالیہ ہے اور کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس بات کا مقتضی ہے وہ یہہ ہی کہ تہذیب ظاہر کی ساتھ اعمال خوارج یعنی ہاتھ اور پاؤن سے اور تہذیب قلب اور نفس اور عقل کے اعمال باطن کے ساتھ فرماوین اسکی سوا جو کرنا ہی وہ تفویض بکمل امت کی ساتھ کرین کسواسطے کہ اہم مقاصد اور موقوف علیہ جمیع کمالات کا اوسی کو جانتے تھے اور یہہ بات جو لوگ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف ہین شغل جہاد تعلیم ارکان اسلام اور قواعد اجمالیہ سلوک عبادت ذکر ربانی اور بہت کہنا مناجات کا اور ادعیہ و اذکار اور تفقد احوال

قلب حب و بغض سے اور احوال مدرکہ تیقظ اور غفلت سے اور توجہ اوسکی قوۃ دراکہ ضمن
میر تعبیر ہین اور تجدد خواہ نفسی ہو یا آفاقی مبدا کیطرف اور ایثار حب اللہ او پر ماسوا او سکے اور
خرچ کرنا جان اور مال اور اہل و اولاد کا محبت مین اوسکی اور ایسے ہی اعمال اظہر من الشمس
ہین چنانچہ سورہ مزمل اور تفسیر آیہ ان لک فی النہار سبحا طویلا مین احادیث مروی ہین
قاعدہ مقرر ہے شغل مالوف بحکم العادۃ طبیعۃ الثانیۃ مقتضی طبیعت ہوتا ہے اور خلاف
اوسکا خلاف مقتضی طبیعت نہین سے دلیل اس مطلب کی دلیل نقلی احادیث صحیحہ
مین موجود ہے کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو نو مجلسون مین آپ مسجد مین
فرمای ایسا نہین سے یہہ دو خیر ہین ایک اونکا افضل ہے دوسرے سے جو لوگ
دعا کرتے ہین اللہ سے اگر چاہا دیا چاہا ندیا اور جو لوگ سکہلاتے ہین فقہ اور علم جاہلون
کو پس وہ افضل ہین معلم رکھنے اور بٹہانے سے اور دلیل صریح تر او پر اس
مقدمہ کی یہہ ہے کہ حق تعالے مقام عتاب مین فرماتا ہے واصبر نفسک مع الذین
یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ اگر خلاف مقتضی طبیعت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتا تو خیر کیواسطے حکم کیون فرمایا اسیطرح آیہ ولا
تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ اور دلیل اس
مقدمہ پر یہہ ہے کہ تعلیم امور دینی کی یعنی تہذیب ظاہر جو حکم ظاہر مین ہے عقل و قلب
اور نفس سے موقوف علیہ جمیع کمالات کا ہے اور بنیاد ہے تمام کارخانہ ولایت کی
اگر ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدم نرکہتے اور کمال جہد کے ساتہ اوس
مین تصرف نہ فرماتے اور بنیاد کارخانہ کی خراب ہوتی اور کوئی شخص امت سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قایم مقام اس تعلیم مین نہو سکتا اسواسطے کہ یہہ امور
بغیر نص صاحب شریعت کے نہین دریافت کرسکتے ہین اور کشف و عرفان اس
مطالب کے دریافت مین نہین پہونچے ہین بخلاف دوسرے خیالات کے کہ

دریافت اوسکی کشف وفراست سے بہی ہوسکتی ہے اور ہوی ہے لیکن کشف اور
معرفت بہی موقوف تہذیب ظاہر پہے پس تعلیم تہذیب ظاہر کی اور ما فی حکمہ کی
معنی ہے تعلیم تفصیل اور کشف سے اگر یہہ کہا جاوے کہ یہہ کلام اور یہہ آیات اور
احادیث منبع ہین سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چنانچہ دلالت کرتا ہے
اوپر ترک تصرف انکے تسلیک طریق خلت مین اور اسیطرح دلالت کرتا ہے
اوپر ترک تصرف انکے تمام ولایتونکے ساتہہ کی جو ذکر ہوا مقدمات مین، اگر کہون ہین!
فی الواقع جو شغل اور تصرف جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تہذیب ظاہر مین
ما فی حکم الظاہر، اجس ظاہر کا حکم ہو تہذیب باطن اور کشف باطن ہین نہ ہتہا۔
سیہکے دیکہنے سے ظاہر ہے لیکن مقام خلت اور دیگر ولایات مین فرق ظاہر -
ہے تین طرحسے - اول یہہ ہے کہ دوسرے مقامات کے نشان دئے ہین
اور اوسکے حاصل ہونے کے طریقے بہی بیان کئے ہین کہین اشارۃً اور کہین
صریحاً مثلاً یحبہم ویحبونہ ورجل یحب اللہ ورسولہ ورضی اللہ عنہم ورضوا عنہ
لقد رضی اللہ عن المومنین وان اللہ امرنی بحب اربعۃ من اصحابی و
اخبرنی اللہ یحبہم الی غیر ذالک من الآیات والاحادیث الدالۃ
علی ان بعض الافعال والاشغال علامۃ حب اللہ تحقیق کہ اللہ نے حکم فرمایا مجہ
کو محبت رکہون چار اصحاب ہونسے اور خبر دی سجہے تحقیق کہ وہ لوگ محبت رکہتی ہین
آیات وحدیث سے جو دلالت کرتی ہین اوپر بعض افعال اور اشغال کے علامت حب اللہ
یہہ ہے کہ ہووے وہ اوپر خاص محبت رکہنے والا اللہ سے اور بعض محبوب
اللہ کو بخلاف مقام خلت کے پہونچاتے ہین کہ ہرگز اوسکے حاصل ہونیکا طریق
اور علامات اوسکی نہین بتلائی ہین - وجہ دوم یہہ ہے کہ دوسری ولایات قریب
زمان سعادت نشان کے رائج ہو چکی ہین صحابہ وتابعین وتبع تابعین اور

زمانہ جنید وغیرہ مین ہا اور زمانہ ساتا ادر یہ اور چشتیہ مین طریق تحصیل اوسکا مفصل اور
صاف ہوا ہے بخلاف مقام خلت کے کہ اس زمانہ مین اصلا کسی نے اوسکا ذکر تک
نکیا نہ اوسکے طریقہ کو بیان کیا ہزار سال گذرے کہ طریق تحصیل اوسکا پردہ اخفا
اور حجاب مین ہی رہا تا آنکہ حق تعالے نے حضرت مجدد کو ظاہر کیا اور اونکو منشاء
ظہور اس مقام کا کہ جو سر شریف مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امانت رکہا
گیا تہا کیا اور ہزارہا طالبونکو اونکے طفیل سے سلوک اس طریق کا میسر ہوا الحمد اللہ
علی ذالک اب اس طریقہ کا بیان اس طرحسے کرتا ہون کہ خاص اتباع مجددیہ
کالشمس نصف النہار ظاہر ہووے مجدد صاحب کے آگے جتنے طریقے تہے
وہ سب محبت اور محبوبیت کے تہے اول محبت کی راہ چلتے تہے آخر مین محبوبیت
کے درجہ مین پہونچتے تہے جو کہ لوازمہ محبت مین ذکر جہر و وجد اور شوق عاجزی
و تضرع و صبر و توکل و رضا جوی اور مراقبہ صفات خصوصًا احاطہ معیت اور استغراق
توحید وجودی اور فعلی مین اپنے کو مانند غسال کے ہاتہ کے مردے کے رکہنا اور
اپنی صفات اور غیر صفات کو مستہلک اوسکی صفات مین دیکہنا بلکہ اپنی ذات
کو اوسکی ذات مین مندمج کر دینا اور حسن وجمال کو اوسکے ہر مظہر مین مشاہدہ
کرنا اور اوسمین بہت سخت کوشش کرنا تا آنکہ ابتداے سلوک مین انوار
او۔ تجلیات اور آخر سلوک مین فنا اور بقا مین اوسکے پہونچ جاتے تہے
اور اتحاد کا دم مارتے تہے کہ انا من اہوی ومن اہوی انا یہانتک کہ خضر علیہ السلام
نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کو جو طریقہ مجددیہ کے بانی ہین ذکر خفی کی
تعلیم کی اور پہر حضرت بہاء الدین صاحب نقشبند قدس سرہ کے زمانی
مین اسمین تاخیر اور ثمر پیدا ہوے لیکن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
کے زمانے مین علوم توحید اسکے ساتہ ممتزج ہوگئے اور غلبہ پید اسکے

یہانتک کہ حضرت مجدد قدس سرہ ان سب کو بطون کے بطون مین پہونچاے یعنے
کمال کو پہونچاے اور اپنے سینہ کے چاک سے محبوب کا سراغ پیدا کیا اب عنایت
ساری موقوف ہوی اور شوق مناجات تضرع وغیرہ یکطرف رہ گئے اب جو کچہ ہے سر
اور خفی اور اخفا اور عناصر بدن مین ہے تا آنکہ انوار تجلیات اپنے بطن کے اپنے ہی باطن مین پڑتے
ہین اور رفتہ رفتہ مقام پر پہونچ جاتا ہے اور محبت کے معنی عاشقی اور محبوبیت کے معنی
معشوقی ہے اور خلت کے معنی یارانہ ہے اب یہان یارانہ ہے اور آگے کی عاشقی و
معشوقی موقوف ہوگئی اور یہان دونو طرف سے راز و نیاز ہوتے ہین اور طرفین سے
سرگوشی ہوتی ہے اور عاشقی مین نعرہ اور بیتابی دیوار و سے سر ٹکراتا ہے اور معشوقی
مین ناز اور فخر و مباہات ہے یہی طریقہ خلت اجمال کے ساتہہ اگر کسیکو تفصیل کی
خواہش ہو مجددیہ لوگونکے ساتہہ چند سال نشست و برخاست کرے اور اپنی وجدانین
نظر کرے کہ کیا رنگ پیدا ہوتا ہے سواے طریق سابقین کے ازبسکہ الوجدان لا یکون
دلیلا علی الغیر اگر غیر منکر ہووے تو کوی خوف نہین ہے نقشبندیہ عجب قافلہ
سالار اند کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را ❊ قاصرے گر کند این طائفہ را طعن قصور
حاش للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را ❊ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ❊ وجہہ سوم یہہ ہے کہ خلت ایسی حالت
ہے کہ ممتزج ہے محبت و محبوبیت سے دونو طرف سے پس نسبت اوسکی
مقام محبت اور محبوبیت کے ساتہہ نسبت مرکب اور بسیط ہے اور بسیط مقدم ہی مرکب
پر طبعاً فقدم وضعاً ۔ اول اس امت مین محبت صرفہ اور محبوبیت صرفہ رائج ہوی
اس طریق سے کہ اوائل سلوک محبت کا ہوتا ہے اور آخر مین محبوبیت جیسا کہ
سلوک مجذوب مین ہے یا بالعکس جیسا کہ مجذوب السالک مین ہے جب
بسیط کا دورہ آخر ہوتا ہے تو مرکب کا دورہ شروع ہوتا ہے جب مفردات سے

فراغت ہوتی ہے تو مرکبات کی مشق کی نوبت آتی ہے اور عجب وہ ہے کہ ہرچند
طریقہ مجددیہ رواج شیوع اور فیضان فیوض الٰہی اس ضمن مین امت مرحومہ پر آخر
مین بہ نسبت دوسرے طریقون سے لیکن مبدء اوس کا مقدم ہے دوسرے طرق
پر کسواسطے کہ یہہ طریقہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور آپ
اول خلفا مین اور اول حین ایمان و اکو تمین تابع لوگو مین آپ کے حق مین خلت کا
استحقاق منصوص ہے جیسا کہ ارشاد ہوا اگر اپنی امت مین سے مین اپنا خلیل
بناتا تو البتہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی بناتا آخر حدیث تک اگر کسیکو یہہ بات
خطور کرے کہ اسصورت مین عوام مجددیہ افضل ہونا چاہئے اولیاء سابقین سے سبحانک
ھذا ابھتان عظیم جواب اسکا تین طرح پر دیا جاتا ہے کہ اول یہہ ہے کہ یہہ بات
اوسوقت لازم ہوتی ہے کہ ہم طریق خلت کو دوسرے جمیع طریق سے افضل سمجھین
حالانکہ محبوبیت افضل ہے مقام خلت سے بدلیل (لاوشتان حبیبی علی خلیلی)
دوم یہہ ہے کہ افضلیت علو مرتبہ سے ہر مقام مین خواہ مقام خلت خواہ محبوبیت
مثال اسکی یہہ ہے کہ بادشاہان اور امراکو مصاحبین ہوتے ہین کہ ہمیشہ صحبت
مین حاضر رہتے ہین اور راز و نیاز و رمیان امرا اور صوبہ داران عمدہ و رسالدار
اور داروغہ ہاے کارخانہ جات اور متصدیان دفاتر کے ساتھہ ہوتا ہے ان لوگونکا
مرتبہ بلند ہے مصاحبین کے مرتبہ سے اگرچہ کہ ہمیشہ کی حاضری و صحبت دائمی خاص
یاران اور مصاحبان حضور اور مجلس کو حاصل ہے بلکہ خواص اور خدمت
گارون کو اونسے بہی زیادہ سیوم ہر طریقہ کے منتہی لوگونکو دوام حضور اور قرب
دائمی حاصل ہے پس سبب اس قرب دائمی کا بہی منتہیان طریق دیگر سے
نہین ہوتا - آرے اس طریقہ کے مبتدیون کو اس طرحسے ترجیح اور تفضیل
ہوسکتی ہے کہ مجاہدات اور ریاضات اور کشف و کرامات اور ظہور خوارق

عادات مین دوسرے طریقون کے مبتدیون سے بہتر ہوتے ہین اسواسطے
فرماتے ہین ہے اول ما آخر ہر منتہی ؛ آخر ہا جیب تمنائی حاصل یہ ہے کہ جزوی فضل کو کلی سمجھ لینا
اور فضل کی وجوہ کو ندیکھنا کم عقلونکا کام ہے پس اگر کوئی متوسط شخص افراد امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے طریق سے محبوب کے ساتھہ نسبت رکھتا ہو تا اوس
مرتبہ کے کمال اکتساب کرے اور حقیقت مین وہ مرتبہ متحقق ہوگیا ہے تو متفکر
ہو جاتا ہے تشویش مین پڑجاتا ہے کہ یہہ الفاظ کس عالم سے اور کہانسے ہین
ہم کہتے ہین کہ کوئی تشویش کی جاے نہین ہے اسواسطے مراد دوسری محبت
اور محبوبیت سے ہے اوران دونون طریقون سے دائرہ خلت سے محبوب سے
ساتھہ نسبت رکھنا ہو سکتا ہے جیسا کہ آگے بیان ہوا کہ خلت مین ہوئی ہے
محبت اور محبوبیت سے اور دو سے ایک جز ہی ملجاے تو اوس شے سے
نسبت ہو سکتی ہے اور یہہ بدیہی ہے ظاہرا معترض دوسری راہ سے سواے
اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم سمجہکر تشویش مین پڑتا ہے حالانکہ خود کلام
سابق سے اقرار کیا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سب راستہ کشادہ
کردیے ہین کوئی طریقہ احاطہ جمعیت سے ان کے باہر نہین رہا پہر یہہ توہمات
کیا معنی رکھتے ہین ہر چند اس عبارت سے صاف ظاہر نہین ہوتا کہ اس
فرمودے آپ نے ذات شریف کو مراد لی ہو لیکن واقعی ایسا ہی ہے کہ
جو شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حال سے واقف ہے جانتا ہے کہ
یہہ تمام قیود ذات مین متحقق تہے کسواسطے کہ مجدد صاحب کو قبل اسکے کہ یہہ
طریقہ دیا جاے والد بزرگوار سے اپنے حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ طریقہ
قادریہ کے تئین کہ جسکی بنا محبوبیت پر ہے پہونچا تہا اور شیخ عبدالاحد صاحب
کو شاہ کمال کیتہلی سے اور اونکو سید فضیل سے ایسا ہی تا آخر سلسلہ

اور عجب تر یہہ ہے کہ حضرت مجدد صاحب کو یہ سلسلہ عنایت ہوا اور سالہای
دراز طالبونکو تعلیم دی بعد اسکے شیخ سکندر نبیرہ شیخ کمال کیتہلی کے امر اور
اجازت سے صاحب طریقہ محبوبیت کے خرقہ کو لاکر سرہند مین حضرت مجدد
صاحب کو پہنایا ہے ہین پس خلت کے مقام سے محبوبیت کے مقام کو پہونچے
جیساکہ سابق مین محبوبیت سے مقام خلت مین پہونچے تھے یہہ نیرنگیان اور
عجائبات معاملات خدا کے ہین اپنے برگزیدہ بندونکے ساتہہ چنانچہ ہمارے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بنائے کعبہ مین جب حجر اسود رکہے تہے مقام ابراہیمی
حاصل ہوا تہا اور بعد اسکے مدینہ منورہ مین بسبب جہاد اور مقابلہ یہود و
نصاری کے مقام موسوی اور عیسوی حاصل ہوی بلکہ شب معراج ابتدا اسکی
سفر بیت المقدس سے ہوکر پہر غزوہ تبوک وغیرہ مین زیادہ ہوکر حج الوداع
مین پہر مقام ابراہیمی سے مشرف ہوے اور مقام ابراہیمی مین اوس
روز جلوۂ عظیم نظر آیا (النہایۃ ہی الرجوع الی البدایۃ) متحقق ہوا قولہ بعض جا
حضرت مجدد لکہتے ہین وہ فرد خضر ہے یا الیاس اسجا اپنے سے صریح
مراد لیتے ہین ہم کہتے ہین کہ اس کلام مین تناقض نہین ہے اسواسطے
کہ مکشوفات مین اکثر انکو مبہم القا ہوتا ہے اور پہر اوس مبہم کا تعین فرماتے
ہین ایک وقت شے مبہم القا ہوتی ہے عقل تو تعین ما صدق مین اوس
مبہم کے جولانی ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسطرح
کے ابہام اور تعین واقع ہوے ہین صحیحین مین موجود ہے (انی رایت
دار ہجرتکم ما بین نخل وماء) ترجمہ تحقیق کہ مین نے خواب دیکہا ہے ہجرت تمہارے کی
اور مالی کے پس خیال ہوا میرا کہ شاید یمامہ ہو اور ہجرت واقع پس اس مدینہ
یثرب مین ایسا ہی ہے حال مجدد صاحب کا اس کشف مین اول بطریق

الہام معلوم ہوا کہ فرد متوسط ایسا ایسا ہونا چاہئے جب دیکھے کہ بنیاد
اس طریقہ کی خضر علیہ السلام کیطرف سے ہے خیال اسطرف گیا پر یہ خیال
کیا حضرت خضر لوگوں سے اختلاط بہت رکھتے ہین اور طریقہ خلقت کو خلوت
اور گوشہ نشینی ضرور ہے خیال اونکا حضرت الیاس کیطرف گیا اور یہہ
تمام اسواسطے تہا کہ متوسط حصول کمال پیغمبر بزرگوار کا سواے پیغمبر کے
نہین ہوسکتا اور اس امت کے افراد مین سواے ان دو بزرگوں کے
کوی پیغمبر نہین ہے مگر آخر معلوم ہوا کہ اس متوسط کو پیغمبر ہونا ضرور
نہین ہے بلکہ کمال متابعت اپنے پیغمبر کی کافی ہے اس امر مین اویسی
مقصود انزوا اور خلوت در انجمن ہے کہ بنا طریقہ خواجگان کی اسی پر ہے
نہ خلوت جسمانی پر پہر یقینی طور سے معلوم ہوا کہ متوسط آپ ہی کی ذات
شریف ہے تحدیثاً بنعمۃ اللہ کہ ہر شخص اس سے مامور ہے اما (بنعمۃ ربک
فحدث) وانکشاف ساتہہ اس بات کے ظاہر کیا اسطرحکے اختلافات
کو تناقض سمجھنا ایسے شخص کا کام ہے کہ جو ان بزرگواروں کے مکشوفات
سے آشنا نہو ورنہ شیخ اکبر کے کلام سے اکثر مقامات پر ظاہر ہوتا ہے
کہ خاتم اولیا اس امت کے امام مہدی ہین اور بہت سے مقامات پر اپنے
کو خاتم اولیا قرار دیا ہے سہ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست قولہ ہم کہ این کمالات را برسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کسب کنانیدم ترجمہ مین ہون کہ یہہ کمالات حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کسب کراتا ہون - مین کہتا ہون کہ اس
عبارت سے صریح خیانت نقل مین اور تحریف واقع ہوی ہے اسواسطے کہ
تبادر کسب کرانے سے یہہ ہے کہ فرد بجاے شیخ اور مرشد کے ہو اور رسول

خدا صلے اللہ علیہ وسلم حاشا من ذالک بجاے طالب اور خاکرد کے
ہین ہرگز مفاد کلام حضرت اس بات کا نہین ہے حق عبارت کا یہہ ہے
کہ مینے ان کمالات کو کسب کرکے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
منسوب کیا ہے اور کمالات بانہ بیت آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم مین بطریق
نیاز گذرانتا ہون اور جریدہ اعمال آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم مین لکہوایا
ہون اگر طالب عالمانہ زبان سے کہا جاوے جب کہا جائیگا یہہ فلان صفت
فلان چیز کے واسطے سے حاصل ہوی ہے دو معنے پیدا ہوتے ہین اول یہہ
کہ واسطہ واسطہ فی الثبوت ہے یعنی وہ صفت اولاً واسطہ کو حاصل ہوی
اوس سے بطریق سببیت کے ثانیاً اوس چیز کے ذی واسطہ کو حاصل ہوی
ترجمہ عربی مانند حرارت پانی کے واسطے آگ کے پس تحقیق کہ یہہ دو
حرارتین ہین ایک قایم ہے آگ سے اور دوسری قایم ہے پانی سے
اور ناشی ہے آگ کی حرارت سے اور یہہ بات ہرگز اونکی مراد نہین ہے
دوسرم واسطہ واسطہ فی العروض ہے یعنی ایک صفت قایم ہووے ساتہہ
واسطہ حقیقت کے اور وہی صفت واحدہ قایم بالواسطہ منسوب ہو ذی واسطہ
کے ساتہہ مثل حرکت بیٹہنے والے کے کشتی مین بواسطہ کشتی کے
پس یہی ایک حرکت واحدہ ہے کہ قایم ہے بساتہہ کشتی کے مباتہہ بیٹہنے
والے کے - ہان منسوب کیجاتی ہے یہہ حرکت کشتی کے بیٹہنے والے کیطرف
ساتہہ عرض کے اور مجاز کے اور مراد حضرت مجدد صاحب کی یہی بات
ہے یعنے یہہ کمالات مینے پیدا کیے اور وہ کمالات میرے ساتہہ قایم ہوکر
جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب ہوے ہین بحکم
اسکے کہ امت کے اعمال اونکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مین منسوب

ہوتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعی ہین ان کمالات سے
کرنے کے واسطے حصول کمال رفیع کے اور یہہ بات کچہہ قباحت نہ
اور اسکو بہت دلایل سے مین ثابت کرسکتا ہون بعون اللہ و توفیقہ
سپرد ہونا کنجیان زمین کی اور تصرف تمام زمین مین مشرق سے مغرب تک
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہاتہہ سے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے ساتہہ منسوب ہوا اور بعد صدہا بلکہ زیادہ ہزار سال سی (زویت لی الارض
مشارقہا ومغاربہا) متحقق ہوگیا ازانجملہ فتح فارس وروم کی اور ہلاک ہونا
اور قیصر کا شیخین رضی اللہ عنہم کے ہاتہہ سے واقع ہوا چند سال
وفات شریف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیطرف منسوب ہوا
وہ ہے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یا علی تم لڑوگے تاویل قرآن پر جیسا کہ
ہو تم اوسکی تنزیل پر بعد تیس سال کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
سے واقع ہوا اور جریدہ اعمال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبت
ہوا ہان یہہ نہین کہہ سکتے کہ قتال علی رضی اللہ عنہ عمدہ کمال تہا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا مگر بواسطہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ
کے کیونکہ اوس جناب کا کہ قتال علی تنزیل قرآن پر ارفع اور اکمل ہے
قتال علی تاویل القرآن سے لیکن جبکہ یہہ قتال یعنے تاویل قرآن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بیواسطہ کسی متوسط افراد امت کے ممکن نہ تہا
ناچار ایک متوسط کو کام مین لانا پڑا تا بواسطہ اوسکے یہہ قتال حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ منسوب ہو اور بوجہہ عدم امکان کی وہ
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال علی تاویل قرآن متصور نہ تہا

جو تاویل کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے فرماوین وہ تاویل
تنزیل ہو جاتی ہے پس قتال کرنا اوسپر قتال علی التنزیل ہو جاتا ہے
نہ تاویل پر اور منکر اوسکا کافر ہو جاتا ہے گویا کہ نص صریح قرآن کا منکر ہوا
پس لابد ہے کہ متوسط ہو وہ وجہ خلیفہ اور مجتہد ہوتا انکار اوسکی تاویل کا
کفر نہووے اور تنزیل کے انکار کے ساتھہ منجر نہو اس جہت سے
متحد الحکم ساتھہ پیغمبر کے کہ خلیفہ حکم پیغمبر کا رکھتا ہے کیونکہ اوسکے حکم
کا انکار بالفرض پیغمبر کے حکم کا انکار ہے وہ اوسکا کام بہی منسوب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف ہوتا ہے اور جریدہ اعمال مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے یہہ کمال بہی ثبت ہوکا ایسا ہی یہہ بہی ہے بعینہ
قولہ کہانسے یہہ راہ لائے ہین مراد عالم سے دوسرا عالم محبت اور محبوبیت
کا ہے کہ اوس سے تعبیر مقام خلت کیا جاتا ہے۔ اسکو خدا کے پاس سے
لائے ہین جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ قتال علی تاویل قرآن کو خدا
کے پاس سے لائے ہین اور وہ قتال دوسری عالم سے ہے جہاد کفار
کے قبیل سے بہی نہین ہے اور قتل مسلمین کے قبیل سے بہی نہین ہے
بلکہ ممتزجہ رکہتا ہے اور یہہ بات انکو بحکم خلافت نبوت اور متابعت
آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم حاصل ہوئی ہے چنانچہ حضرت علی کو بہی
بسبب کمال متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوا ہے
عجب ہے ان لوگوں سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر طعن کرتے ہین اور
حیلہ سے حضرت مجدد استقلال کا دم مارتے ہین اور برزخ درمیان سے
اوٹہا دیتے ہین نہ دیکہتے ہین نہ سنتے ہین کلام مجدد صاحب کا اور
مکتوبات وغیرہ مین بہرا ہوا ہے تحریص سے کمال متابعت پر رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کے جابجا اپنے واسطے اور اپنے تابعون کیواسطے یہی بات
خداسے طلب کرتے ہین اور جابجا فرماتے ہین کہ طریق کی بنا اوپر کمال متابعت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوی اور اجتناب بدعت پر قولہ برزخ محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم درمیان سے نہین اوٹہتا ہے ولایت خلیلی تمام بواسطہ
اوسکے ہے ولایت موسوی سے حاصل ہونا کوی بات نہین ہے قول حال
مین گذرا کہ تصرف ولایت خلیلی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل
تہا مگر تصرف اوس مین نہ فرمایا تہا بسبب ثقل سہم تراوس سے
حضرت مجدد صاحب بسبب کمال متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے حاصل ہوا ہے پیشگاہ جناب الہی سے منسوب حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے ہوا جیساکہ تصنیف مثنوی شریف کے جو ہر علم سلوک اور علم
معرفت سے بہری ہوی ہے حضور خداوندی مولانای رومی قدس سرہ
کو محض بسبب کمال متابعت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عنایت
ہوی اور حضرت صلے اللہ کے ساتہہ منسوب ہوی بغیر اسکے تصنیف مثنوی
کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ممکن ہو واسطے فرمان اللہ تعالے
وما علمناہ الشعر وماینبغی لہ) ارتفاع برزخ کو سمجہنا از قبیل اوہام شیطانی
سے ہے معاذ اللہ من ذالک بالکلیہ اس شبہ کا حل یہہ ہے کہ معانی اور مضامین
مثنوی کے بجمیع وجوہ مشکوۃ نبوت سے ماخوذ ہے اور شعر کا لباس پہنانا
خاصہ مولانا ے رومی کا ہے جیساکہ مقام خلت کے اجزا محبت اور محبوبیت
بالکل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہین وسکی ہیئت متزجہ
مین تصرف کرنا اختصاص مین کافی ہے جیساکہ وضع کرنیوالا سکنجبین
کا اگر دعوی اختصاص سکنجبین کا اپنے ساتہہ کرے تو ہوسکتا ہے

اگرچہ شہد و سرکہ دوسرے کا ہے اور خواص شہد و سرکہ کے دوسری سے سیکھا ہوا اور یہہ وہی ہے کہ یہہ دعا اللھم صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم ہزار سال کے بعد مقبول و مستجاب ہوی اور اس مین کچھہ استبعاد نہین ہے واسطے قول اللہ تعالے کے درست کرتا ہے کامونکو آسمان سے طرف زمین کی پہر بلند ہوتی ہین طرف اوسکی ایک دن مین جسکی تعداد ہزار سال کی ہے الاخر اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے بعض کام خداے عزوجل کے بامتزاج فیض ارض و سماوی ہبوط و عروج ہوکر ہزار برس کی مدت مین تمام ہوتے ہین (فلیکن من جملتھا من الدعاء اور دوسرے بعض وعدہاے الہی امت مرحومہ کے حق مین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین امام مہدی آخر زمان کے زمانہ مین پورے ہونے والے ہین اگر ایسے مطالب کی دعا کیجاے قبول ہونا اوسکا قطعی ہزار سال سے زاید گذرینگے اکثر تفسیرون مین صحیح روایات آی ہین کہ حضرت آدم نے اپنے حق مین اور اپنی اولاد کے حق مین بہت دعا کی تہی تو بعض اسکے سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین قبول ہوئین اور ایسا ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی دعا (ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک الی قولہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتک و یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم) بعد ہزارون برس کے مستجاب ہوی اور ایسا ہی وعدہ (ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون) بعد ہزارون برس کے مستجاب ہوی قولہ اس مدت مین ہزارہا اولیا اور خلفا راشدین وغیرہ تہے کسی ایک سے یہہ کام نہوا تعجب ہے جواب محل تعجب کا ہے یہہ دعوی سائل کا ہی نہین جانتا ہے کہ ارادہ الہی

ہنود و نصارے و رفاض کے موجود ہے اس طریقہ کے سوائے دوسرا طریقہ
اوس ملک مین رایج نہین ہے مگر شاذ و نادر اسس فرد کو واسطے حرمت
اسس امت کے بہیجا ہین سو اسکی دعویٰ کی دلیل کیا ہے جواب کہتا ہون مین
یہہ ظاہر ہے کہ حضرت مجدد کے ذات شریف کے سبب سے شبہات
ملاحدہ اور روافض کے اور غالیان توحید کے اور مبتدعان طریق سلوک
اور معتقدو نکا شرک خفی و جلی بالکل دفع ہوگیا ہے اور تابع لوگ حضرت
مجدد کے بفضل تعالے اتباع سنت مین سرگرم ہین اور بدعت سے
مجتنب پس بمنزلہ اوس شخص کے کہ فلان حکیم نے اپنے نائب کو اس
شہر مین چہوڑا ہے تا لوگ معالجہ سے اوسکے نفع پاوین اور وہ دوا اور
علاج عمدہ طریق سے جاری کرے تو یقین ہوتا ہے یہہ شخص صادق القول
ہے اپنی خدمت و عہدہ کو بوجہ احسن سرانجام کیا ہے اگر سند اور فرمان
و دفتر حکیم مطلق کا مطلوب ہو تو وہ بہی موجود ہے جلال الدین سیوطی
جامع حدیث مین لکہتے ہین کہ یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل
بشفاعتہ الجنۃ کذا وکذا عن ابن سعد عن عبد الرحمن عن زید بن جابر بلاغا
انتہی شیخ بدر الدین کتاب حضرات القدس مین لکہتے ہین کہ یہہ بشارہ
مجدد صاحب کی ذات سے ہے کیون حضرت مجدد درمیان علما اور صوفیہ
کے صلہ ہین کہ اختلاف فریقین کو مسئلہ وحدۃ الوجود ملفظی من راجع کیے
ہین اور خود تحریر کیا ہے الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلحا بین
الفئتین اور حضرت مجدد سے ورعالم صلے اللہ علیہ وسلم بدبشر ہین کہ
فردائے قیامت چند ہزار کس کو خدا تمہاری شفاعت سے بخشے گا
منطوق حدیث اور مضمون بشارت اوپر اون حضرت کے صادق آیا ہے

کہ کسطرح تقسیم کرتے ہین اوسکے مال کو اور کسطرح ادا کرتے ہین اوسکی
قرض کو جب مہینا تمام ہو جاے پہرتی طرف قبر اوسکی کے پس پہرتی رہتی
اطراف قبر اوسکی ایک سال تک اوپر نظر کرتی ہے روح اوسکی کون دعا کرتا
ہے واسطے اوسکے اور غمگین ہوتی ہے اوسپر جب تمام ہوتا ہی سال پہر
بلند ہوتی ہے اوس جاے پر جہان روح خلایق رہتے ہین قیامت تک
تمام ہوا بحر المذاہب

تمت

غلط نامہ فتاوے عزیزی اردو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲۰	انامر	عناصر	۸۹	۵	[illegible]	[illegible]
۱۷	۴	شاہ	شاہ نے	"	۱۵	[illegible]	نعش
"	۱۸	یہی	انہین	۹۱	۲۱	اس	رسی
"	"	صاحب	صاحب نے	۱۱۷	۱	خلقہ	حلقہ
۳۵	۱۰	القامت	الصامت	"	۱۵	اون تین	اون تین مین
۱۵	۸	محقوق	معقوق	"	۲۱	تین	مین
۴۲	۱۵	متوار	متواتر	۱۲۸	۶	متا	فتنا
۹۱	"	بہنت	بہشت		۱۲	فقہا	فقہا کے
۴۸	۴	مہمور	مشہور	۱۲۹	۱۷	جون	جوے
"	۱۰	بلحاظہ	بلحاظ	۱۳۲	۶	ہین	مین
"	۱۳	اتج	ارجح	۱۳۷	۱۸	باندوالا	باندہنے والا
"	۱۴	حری	حربی	۱۳۹	۱۵	کے قاصد	کا قاصد

صفحہ (۳۹۰) سطر ۴ امین نماز پڑہنی درست ہے یا نہین اسکے آگے
عطر حیوٹ(?) گئی ہے) حضرت نے پوچہا کے اونکے آشناؤنکی بہی جنازہ
کی نماز پڑہتے ہین فقط

١٤١	٨	زمین مالکیت	زمین کے مالکیت	١٩١	٨	شعہ	سقہ
١٤٥	٢	سان	نشان	"	١٤	کہ اوکو	اونکو
١٥٢	١٦	خطنا	خطا	٢٠٠	٦	ملک کفار	ملک کے کفار
١٥٨	١	ہوسے شک	ہوسے نہین شک	٢٠١	١٩	ناجائیز ہے	ناجائز نہین
	١٢	تنع	منع	٢٠٢	٤	ہوتی ہین	ہوتی ہے
١٦٢	٨	اتاد	الحاد	٢٠٦	١١	صحت	صیحت
١٦٣	٢١	سرق	فرق	"	١٨	ڈرست	درست ہے
١٦٥	٧	شہوری	شھودی	٢١٣	٥	شاہییر	مشاہیر
١٦٩	٩	حسن بصرہ	حسن ز بصرہ	٢١٨	٤	حضرت سلمان	حضرت کے سلمان
"	"	صیب	صہیب	٢٢٠	١٧	بدو	بدو
"	"	از آدم	از روم	٢٢١	١	بیان بر دا ہے	بیان از بر دا ہے
١٧٤	١٠	وی مال	ذی بال	٢٢١	١٠	فوزنگرتیا	شعور نگرتیا
"	١١	ابتد نہ	ابتدا نہ	٢٦٦	١٢	سمعہ	سجدہ
١٧٦	١٤	سقی	بیہقی	"	٥	عباد کو	عبادت کو
١٧٩	٩	جھگڑا ہوگیا	جھگڑالو ہوگیا	٢٧٠	٢	کرنا طاعت	کرنا اطاعت
[illegible]	[illegible]	الی الکم	فی الکم	٢٧١	١٩	ز زیارت	ذریات
[illegible]	[illegible]	شقہ	سقہ	٢٧٢	٧	اوسکا اشارہ	اوس آیات
[illegible]	[illegible]	شقہ	سقہ	٢٧٣	١٤	قادر ہے	قادر ہین